علامہ السید الشریف الرضی (طاب ثراہ)

○ ترجمہ، تشریح، تفسیر، تقدیم ○

علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

محفوظ بک ایجنسی ۔ مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

نہج البلاغہ

علامہ السید الشریف الرضی (طاب ثراہ)

○ ترجمہ، تشریح، تفسیر، تقدیم ○

علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

محفوظ بک ایجنسی ❀ مارٹن روڈ کراچی
Tel: 424286 - 4917823 Fax: 4917823

from page 509
page 797
3/3

نام کتاب: ______ نہج البلاغہ

مترجم: ______ علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

پہلا ایڈیشن (ہندوستان): ______ مارچ ۱۹۹۸ء

پہلا ایڈیشن (پاکستان): ______ مارچ ۱۹۹۹ء

تعداد: ______ ۱۰۰۰

ناشر (ہندوستان): ______ تنظیم المکاتب، لکھنؤ

ناشر (پاکستان): ______ محفوظ بک ایجنسی۔ کراچی

قیمت: ______

ڈیلکس ایڈیشن -/250

سادہ ایڈیشن -/225

ضروری گذارش

پہلے ایڈیشن میں عربی حوالہ جات کے نشانات واضح نہیں ہیں۔ قارئین کی آسانی کے لیے اس ایڈیشن میں نشانات کو ○ دائرے اور اعداد کے ذریعے نمایاں کیا گیا ہے۔

رسمِ ناشرانہ

نہج البلاغہ ـــــــ بابِ مدینۃ العلم اور خطیبِ منبرِ سلونی کے خطبات ومکتوبات پر مشتمل محض ایک جامع کتاب ہی نہیں بلکہ اپنے اسلوبی وفکری ابعادِ ثلاثہ کے اعتبار سے ایک مکمّل جامعہ کا درجہ بھی رکھتی ہے۔

یہ منزلت، اِس کتابِ ادب نصاب اور حکمت مآب کو وحیٔ ربّانی اور حدیثِ رسولِ آخر زمانی سے بلاغتاً وفصاحتاً متصل ہونے کے سبب ظہور میں آئی ہے۔

لاریب، اِس کتابِ مظہر العجائب کو تحتِ کلام الخالق وفوق کلام المخلوق سمجھنا ایک علمی دیانت وطہارت کا انسب اظہار ہے۔

علوم ومعارفِ امامیہ کی نشرواشاعت کے ضمن میں محفوظ بک ایجنسی اب بین الاقوامی سطح پر ایک قابلِ اعتماد روایت کی حامل ہوچکی ہے۔ اسی روایت کی استواری وپاسداری میں ادارہ، بعد از قرآن افضل ترین کتاب، نہج البلاغہ کے ایک جدید، عام فہم اور منفرد ترجمے کی اشاعتی سعادت سے مشرف ہورہا ہے۔

عہدِ حاضر میں یہ ترجمہ اہلِ خبر ونظر کے لیے ایک نعمت ہے اور یہ نعمت علامہ سیّد ذیشان حیدر جوّادی مدظلہ نے مرحمت فرمائی ہے۔

اِس بے مثال کاوش کے توسّط سے علاّمہ سیّد ذیشان حیدر جوّادی مدظلہ ایک لائق وفائق مترجم اور شارح کی حیثیت سے حرف وظرف کی بزم میں جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

رئیس احمد جعفری، مولانا مفتی جعفر حسین اور مرزا یوسف حسین کے تراجم کی اہمیت اپنی جگہ مُسلّم لیکن پیش نظر ترجمہ عصری ملحوظات اور محققانہ رسائیوں کے باعث اُردو تراجم کی صف میں ایک اِمتیازی نوعیت سے باریاب ہوا ہے۔ اِس امتیازی نوعیت میں ترجمے کی زبان نہایت سلیس رکھی گئی ہے۔ الفاظ کی تراکیب اور محاورات سازی سے یکسر گریز کیا گیا ہے۔ خطبات وکلمات کے حوالہ جات کی تحقیقی توسیع کے باوجود احتیاط کو مقدّم رکھا گیا ہے۔

مزید براں، تاریخی واقعات کو تفہیم و تشریح کی حدوں سے متجاوز ہونے نہیں دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں، اِس ترجمے کی سب سے نمایاں فضیلت یہ بھی ہے کہ الفاظ کی ایک مختصر فرہنگ اور خطبات وکلمات کے جواز اور مقاصد پر بڑی جانگسل محنت کی گئی ہے۔

آخر میں، صاحب نہج البلاغہ کی بارگاہِ برکت پناہ میں، دست بہ دُعا ہوں کہ وہ اپنی توجہ خاص سے علامہ سیّد ذیشان حیدر جوادی مدظلہٗ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے (آمین) مَیں ادارے کے محترم کرم فرما جناب نصیر ترابی کا بھی انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے اِس ترجمے کے اشاعتی مراحل میں اپنے بے لَوث مشوروں سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

نیاز کیش

سیّد عنایت حُسین

فہرستِ مضامین

نہج البلاغۃ: حصہ اوّل

نہج البلاغۃ : حصہ دوم مکاتیب و رسائل، فرامین و عہود وصایا و نصائح

نہج البلاغۃ: حصہ سوم جوامع الکلم کلمات وحکمات

تشریح طلب کلام

رڑے، اہم اور معمولی معاملات میں عدل و انصاف کی مثالیں قائم کرنا چاہتے تھے۔

(۲۵)

خدائے وحدہ لاشریک کا خوف لے کر آگے بڑھو اور خبردار نہ کسی مسلمان کو خوفزدہ کرنا اور نہ کسی کی زمین پر جبراً اپنا گذر کرنا۔ مال حق خدا سے ذرہ برابر زیادہ مت لینا اور جب کسی قبیلہ پر وارد ہونا تو ان کے گھروں میں گھسنے کے بجائے چشمہ اور کنویں پر وارد اس کے بعد سکون و وقار کے ساتھ ان کی طرف جانا اور ان کے درمیان کھڑے ہو کر سلام کرنا اور سلام کرنے میں بخل سے کام نہ لینا۔ اس کے بعد ان سے کہنا کہ بندگان خدا مجھے تمھاری طرف پروردگار کے ولی اور جانشین نے بھیجا ہے تاکہ میں تمھارے اموال میں وردگار کا حق لے لوں تو کیا تمھارے اموال میں کوئی حق اللہ ہے جسے میرے حوالے کر سکو؟ اگر کوئی شخص انکار کر دے تو اس سے تکرار نہ کرنا اور اگر کوئی شخص اقرار کرے تو اس کے ساتھ اس انداز سے جانا کہ نہ کسی کو خوفزدہ کرنا نہ دھمکی دینا۔ نہ سختی کا برتاؤ اور نہ بیجا دباؤ ڈالنا جو سونا یا چاندی دے دیں وہ لے لینا اور اگر چوپایہ یا اونٹ ہوں تو ان کے مرکز پر اچانک بلا اجازت نہ ہو جانا کہ زیادہ حصہ تو مالک ہی کا ہے۔ اس کے بعد جب چوپایوں کے مرکز تک پہونچ جانا تو کسی ظالم و جابر کی طرح داخل نہ ہونا جانور کو بھڑکا دینا اور نہ کسی کو خوفزدہ کر دینا اور مالک کے ساتھ بھی غلط برتاؤ نہ کرنا بلکہ مال کو دو حصہ میں تقسیم کر کے مالک کو دینا اور وہ جس حصہ کو اختیار کر لے اس پر کوئی اعتراض نہ کرنا۔ پھر باقی کو دو حصوں پر تقسیم کرنا اور اسے اختیار دینا اور پھر اس کے پر اعتراض نہ کرنا۔ یہاں تک کہ اتنا ہی مال باقی رہ جائے جس سے حق خدا ادا ہو سکتا ہے تو اسی کو لے لینا۔ بلکہ اگر کوئی شخص تقسیم پر ی کی درخواست کرے تو اسے بھی منظور کر لینا اور سارے مال کو ملا کر پھر پہلے کی طرح تقسیم کرنا اور آخر میں اس بچے مال میں سے حق اللہ یا۔ بس اس کا خیال رکھنا کہ بوڑھا۔ ضعیف۔ کمر شکستہ۔ کمزور اور عیب دار اونٹ نہ لینا اور ان اونٹوں کا امین بھی اسی کو بنانا کے دین کا اعتبار ہو اور جو مسلمانوں کے مال میں نرمی کا برتاؤ کرتا ہو۔ تاکہ وہ ولی تک مال پہونچا دے اور وہ ان کے درمیان کر دے۔ اس موضوع پر صرف اسے وکیل بنانا جو مخلص۔ خدا ترس۔ امانت دار اور نگراں ہو، نہ سختی کرنے والا ہو نہ ظلم کرنے نہ تھکا دینے والا ہو نہ شدت سے دوڑانے والا۔ اس کے بعد جس قدر مال جمع ہو جائے وہ میرے پاس بھیج دینا تاکہ میں امر الٰہی الٰہی اس کے مرکز تک پہونچا دوں۔

امانت دار کو مال دیتے وقت اس بات کی ہدایت دے دینا کہ خبردار اونٹنی اور اس کے بچہ کو جدا نہ کرے اور سارا دودھ ل لے جو بچہ کے حق میں مضر ہو۔ سواری میں بھی شدت سے کام نہ لے اور اس کے اور دوسری اونٹنیوں کے درمیان عدل و الت سے کام لے۔

میں کون ایسا سربراہ مملکت ہے جو اپنے احکام کو اتنی شدید پابندیوں میں جکڑ دے اور اپنی رعایا کو اسقدر سہولت دیدے۔ دنیا کے حکام میں تو اس تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ اسلام کے خلفاء میں بھی دور دور تک اس کردار کا پتہ نہیں ملتا ہے اور حکومت کا آغاز ہی جبر و اور اسیری و خانہ سوزی سے ہوتا ہے۔

ضرورت ہے کہ اس وصیت نامہ کو بغور پڑھا جائے اور اس کی ایک ایک دفعہ پر غور کیا جائے تاکہ یہ اندازہ ہو کہ اسلامی سلطنت میں رعایا کا کیا مرتبہ ہوتا ہے۔ ادائیگی میں کس قدر سہولت فراہم کی جاتی ہے اور انسانوں کی طرح جانوروں کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

فِي ذٰلِكَ وَ بَيْنَهَا، وَلْيُرَفِّهْ عَلَى اللَّاغِبِ، وَلْيَسْتَأْنِ بِالنَّقِبِ وَ الظَّالِعِ، وَلْيُورِدْهَا مَا تَمُرُّ بِهِ مِنَ الْغُدُرِ، وَ لَا يَعْدِلْ بِهَا عَنْ نَبْتِ الْأَرْضِ إِلَىٰ جَوَادِّ الطُّرُقِ، وَلْيُرَوِّحْهَا فِي السَّاعَاتِ، وَلْيُمْهِلْهَا عِنْدَ النِّطَافِ وَالْأَعْشَابِ، حَتَّىٰ تَأْتِيَنَا بِإِذْنِ اللّٰهِ بُدَّناً مُنْقِيَاتٍ، غَيْرَ مُتْعَبَاتٍ وَ لَا مَجْهُودَاتٍ، لِنَقْسِمَهَا عَلَىٰ كِتَابِ اللّٰهِ وَ سُنَّةِ نَبِيِّهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - فَإِنَّ ذٰلِكَ أَعْظَمُ لِأَجْرِكَ وَ أَقْرَبُ لِرُشْدِكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

٢٦

و من عهد له (عليه السلام)

الى بعض عماله و قد بعثه على الصدقة

أَمَرَهُ بِتَقْوَى اللّٰهِ فِي سَرَائِرِ أَمْرِهِ وَ خَفِيَّاتِ عَمَلِهِ، حَيْثُ لَا شَهِيدَ غَيْرُهُ، وَ لَا وَكِيلَ دُونَهُ. وَ أَمَرَهُ أَلَّا يَعْمَلَ بِشَيْءٍ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ فِيمَا ظَهَرَ فَيُخَالِفَ إِلَىٰ غَيْرِهِ فِيمَا أَسَرَّ، وَ مَنْ لَمْ يَخْتَلِفْ سِرُّهُ وَ عَلَانِيَتُهُ، وَ فِعْلُهُ وَ مَقَالَتُهُ فَقَدْ أَدَّى الْأَمَانَةَ، وَ أَخْلَصَ الْعِبَادَةَ.

وَ أَمَرَهُ أَنْ لَا يَجْبَهَهُمْ وَ لَا يَعْضَهَهُمْ، وَ لَا يَرْغَبَ عَنْهُمْ تَفَضُّلاً بِالْإِمَارَةِ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّهُمُ الْإِخْوَانُ فِي الدِّينِ، وَالْأَعْوَانُ عَلَى اسْتِخْرَاجِ الْحُقُوقِ.

وَ إِنَّ لَكَ فِي هٰذِهِ الصَّدَقَةِ نَصِيباً مَفْرُوضاً، وَ حَقّاً مَعْلُوماً، وَ شُرَكَاءَ أَهْلَ مَسْكَنَةٍ وَ ضُعَفَاءَ ذَوِي فَاقَةٍ، وَ إِنَّا مُوَفُّوكَ حَقَّكَ، فَوَفِّهِمْ حُقُوقَهُمْ، وَ إِلَّا تَفْعَلْ فَإِنَّكَ مِنْ أَكْثَرِ النَّاسِ خُصُوماً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ بُؤْساً لِمَنْ - خَصْمُهُ عِنْدَ اللّٰهِ - الْفُقَرَاءُ وَالْمَسَاكِينُ وَ السَّائِلُونَ وَالْمَدْفُوعُونَ، وَالْغَارِمُونَ وَابْنُ السَّبِيلِ! وَ مَنِ اسْتَهَانَ بِالْأَمَانَةِ، وَرَتَعَ فِي الْخِيَانَةِ، وَ لَمْ يُنَزِّهْ نَفْسَهُ وَ دِينَهُ عَنْهَا، فَقَدْ أَحَلَّ بِنَفْسِهِ الذُّلَّ وَالْخِزْيَ فِي الدُّنْيَا وَ هُوَ فِي الْآخِرَةِ أَذَلُّ وَ أَخْزَىٰ. وَ إِنَّ أَعْظَمَ الْخِيَانَةِ خِيَانَةُ الْأُمَّةِ، وَ أَفْظَعَ الْغِشِّ غِشُّ الْأَئِمَّةِ، وَ السَّلَامُ.

لَاغِب - تھکا ماندہ
لیستان - نرمی کرے
نَقِب - جس کے کھر گھس جائیں
ظالِع - لنگڑا
غُدر - جمع غدیر - تالاب
جوادّ الطرق - بے آب و گیاہ راستے
نطاف - مختصر پانی
بُدّن - موٹے تگڑے
مُنقِیات - تندرست
مجہودات - تھکے ماندے
جَبَہَہ - برائی سے پیش آیا
یَعضَہُہُم - پریشان کرنا
یَرغب عنہم - منہ موڑ لینا
بوسیٰ - شدت، سختی
خِزی - ذلت

(۱) مذکورہ بالا فقرات سے یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ اسلام انسانی نظام ہونے کے ساتھ جانوروں کا بے پناہ خیال رکھتا ہے اور ان پر کسی طرح کا بیجا دباؤ برداشت نہیں کرتا ہے خصوصیت کے ساتھ اگر جانوروں کا تعلق صدقات و خیرات سے ہو تو ان کی اہمیت خود بخود بڑھ جاتی ہے اور ان کا لحاظ مزید واجب ہو جاتا ہے۔

مصادر کتاب ۲۶ دعائم الاسلام ۱ ص۲۵۰، انساب الاشراف ۲ ص۱۵۹، بحار الانوار ۸ ص۶۳۲ ۲، ص۲۲، جمہرۃ رسائل العرب

ے ماندے اونٹ کو دم لینے کا موقع دے اور جن کے کھر گھس گئے ہوں یا پاؤں شکستہ ہوں ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے۔ راستے میں
ب پڑیں تو انھیں پانی پینے کے لئے لیجائے اور سر سبز راستوں کو چھوڑ کر بے آب و گیاہ راستوں پر نہ لے جائے وقتاً فوقتاً آرام دیتا
ہے اور پانی اور سبزہ کے مقامات پر ٹھہرنے کی مہلت دے یہانتک کہ ہمارے پاس اس عالم میں پہونچیں تو حکم خدا سے تندرست و
ڑتے ہوں۔ تھکے ماندے اور درماندہ نہ ہوں تاکہ ہم کتاب خدا اور سنت رسولؐ کے مطابق انھیں تقسیم کرسکیں کہ یہ بات تمھارے
ے بھی اجر عظیم کا باعث اور ہدایت سے قریب تر ہے۔ انشاء اللہ

۲۶۔ آپ کا عہد نامہ

(بعض عمال کے لئے جنھیں صدقات کی جمع آوری کے لئے روانہ فرمایا تھا)

میں انھیں حکم دیتا ہوں کہ اپنے پوشیدہ امور اور مخفی اعمال میں بھی اللہ سے ڈرتے رہیں جہاں اس کے علاوہ کوئی دوسرا گواہ اور نگراں نہیں
تا ہے اور خبردار ایسا نہ ہو کہ ظاہری معاملات میں خدا کی اطاعت کریں اور مخفی مسائل میں اس کی مخالفت کریں۔ اس لئے کہ جس کے ظاہر و باطن
فعل و قول میں اختلاف نہیں ہوتا ہے وہی امانت الٰہی کا ادا کرنے والا اور عبادت الٰہی میں مخلص ہوتا ہے۔
اور پھر حکم دیتا ہوں کہ خبردار لوگوں سے برے طریقہ سے پیش نہ آئیں اور انھیں پریشان نہ کریں اور نہ ان سے اظہار اقتدار کے لئے
رہ کشی کریں کہ بہر حال یہ سب بھی دینی بھائی ہیں اور حقوق کی ادائیگی میں مدد کرنے والے ہیں۔
دیکھو ان صدقات میں تمھارا حصہ معین ہے اور تمھارا حق معلوم ہے لیکن فقراء و مساکین اور فاقہ کش افراد بھی اس حق میں تمھارے
ریک ہیں۔ ہم تمھیں تمھارا پورا حق دینے والے ہیں لہٰذا تمھیں بھی ان کا پورا حق دینا ہوگا کہ اگر ایسا نہیں کروگے تو قیامت کے
سب سے زیادہ دشمن تمھارے ہوں گے اور سب سے زیادہ بدبختی اسی کے لئے ہے جس کے دشمن بارگاہ الٰہی میں فقراء۔
اکین۔ سائلین۔ محرومین۔ مقروض اور غربت زدہ مسافر ہوں اور جس شخص نے بھی امانت کو معمولی تصور کیا اور خیانت کی چراگاہ میں
مل ہو گیا اور اپنے نفس اور دین کو خیانت کاری سے نہیں بچایا۔ اس نے دنیا میں بھی اپنے کو ذلت اور رسوائی کی منزل میں اتار دیا
ر آخرت میں تو ذلت و رسوائی اس سے بھی زیادہ ہے اور یاد رکھو کہ بد ترین خیانت امت کے ساتھ خیانت ہے اور بد ترین فریبکاری
براہ دین کے ساتھ فریب کاری کا برتاؤ ہے۔!

ش دنیا کے تمام حکام کو یہ احساس پیدا ہو جائے کہ فقراء و مساکین اس دنیا میں بے آسرا اور بے سہارا ہیں لیکن آخرت میں ان کا بھی والی و وارث
د ہے اور وہاں کسی صاحب اقتدار کا اقتدار کام آنے والا نہیں ہے۔ عدالت الٰہیہ میں شخصیات کا کوئی اثر نہیں ہے ہر شخص کو اپنے اعمال کا حساب
ہوگا اور اس کے مواخذہ اور محاسبہ کا سامنا کرنا ہوگا۔ وہاں نہ کسی کی کرسی کام آسکتی ہے اور نہ کسی کا تخت و تاج۔
افراد کے ساتھ خیانت تو برداشت بھی کیجا سکتی ہے کہ وہ انفرادی معاملہ ہوتا ہے اور اسے افراد معاف کر سکتے ہیں لیکن قوم و ملت کیساتھ خیانت
ل برداشت ہے کہ اس کی مدعی تمام امت ہو گی اور اتنے بڑے مقدمہ کا سامنا کرنا کسی انسان کے بس کا کام نہیں ہے۔

۲۷

و من عهد له (عليه السلام)

الى محمد بن أبي بكر - رضي الله عنه - حين قلده مصر:

فَاخْفِضْ لَهُمْ جَنَاحَكَ، وَأَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ، وَابْسُطْ لَهُمْ وَجْهَكَ، وَآسِ بَيْنَهُمْ فِي اللَّحْظَةِ وَالنَّظْرَةِ، حَتَّىٰ لَايَطْمَعَ الْعُظَمَاءُ فِي حَيْفِكَ لَهُمْ، وَلَا يَيْأَسَ الضُّعَفَاءُ مِنْ عَدْلِكَ عَلَيْهِمْ. فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَىٰ يُسَائِلُكُمْ مَعْشَرَ عِبَادِهِ عَنِ الصَّغِيرَةِ مِنْ أَعْمَالِكُمْ وَالْكَبِيرَةِ، وَالظَّاهِرَةِ وَالْمَسْتُورَةِ، فَإِنْ يُعَذِّبْ فَأَنْتُمْ أَظْلَمُ، وَإِنْ يَعْفُ فَهُوَ أَكْرَمُ. وَاعْلَمُوا عِبَادَاللّٰهِ أَنَّ الْمُتَّقِينَ ذَهَبُوا بِعَاجِلِ الدُّنْيَا وَ آجِلِ الآخِرَةِ، فَشَارَكُوا أَهْلَ الدُّنْيَا فِي دُنْيَاهُمْ، وَ لَمْ يُشَارِكُوا أَهْلَ الدُّنْيَا فِي آخِرَتِهِمْ؛ سَكَنُوا الدُّنْيَا بِأَفْضَلِ مَا سُكِنَتْ، وَأَكَلُوهَا بِأَفْضَلِ مَآ أُكِلَتْ، فَحَظُوا مِنَ الدُّنْيَا بِمَا حَظِيَ بِهِ الْمُتْرَفُونَ، وَأَخَذُوا مِنْهَا مَا أَخَذَهُ الْجَبَابِرَةُ الْمُتَكَبِّرُونَ؛ ثُمَّ انْقَلَبُوا عَنْهَا بِالزَّادِ الْمُبَلِّغِ؛ وَالْمَتْجَرِ الرَّابِحِ. أَصَابُوا لَذَّةَ زُهْدِ الدُّنْيَا فِي دُنْيَاهُمْ. وَتَيَقَّنُوا أَنَّهُمْ جِيرَانُ اللّٰهِ غَداً فِي آخِرَتِهِمْ. لَا تُرَدُّ لَهُمْ دَعْوَةٌ، وَلَايَنْقُصُ لَهُمْ نَصِيبٌ مِنْ لَذَّةٍ. فَاحْذَرُوا عِبَادَاللّٰهِ الْمَوْتَ وَقُرْبَهُ، وَأَعِدُّوا لَهُ عُدَّتَهُ، فَإِنَّهُ يَأْتِي بِأَمْرٍ عَظِيمٍ، وَخَطْبٍ جَلِيلٍ، بِخَيْرٍ لَايَكُونُ مَعَهُ شَرٌّ أَبداً، أَوْ شَرٍّ لَايَكُونُ مَعَهُ خَيْرٌ أَبداً. فَمَنْ أَقْرَبُ إِلَىٰ الْجَنَّةِ مِنْ عَامِلِهَا! وَمَنْ أَقْرَبُ إِلَىٰ النَّارِ مِنْ عَامِلِهَا! وَأَنْتُمْ طُرَدَاءُ الْمَوْتِ، إِنْ أَقَمْتُمْ لَهُ أَخَذَكُمْ، وَإِنْ فَرَرْتُمْ مِنْهُ أَدْرَكَكُمْ، وَهُوَ أَلْزَمُ لَكُمْ مِنْ ظِلِّكُمْ. الْمَوْتُ مَعْقُودٌ بِنَوَاصِيكُمْ؛ وَالدُّنْيَا تُطْوَىٰ مِنْ خَلْفِكُمْ. فَاحْذَرُوا نَاراً قَعْرُهَا بَعِيدٌ، وَحَرُّهَا شَدِيدٌ، وَعَذَابُهَا جَدِيدٌ. دَارٌ لَيْسَ فِيهَا رَحْمَةٌ، وَلَاتُسْمَعُ فِيهَا دَعْوَةٌ، وَلَاتُفَرَّجُ فِيهَا كُرْبَةٌ. وَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ يَشْتَدَّ خَوْفُكُمْ مِنَ اللّٰهِ، وَأَنْ يَحْسُنَ ظَنُّكُمْ بِهِ، فَاجْمَعُوا بَيْنَهُمَا، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِنَّمَا يَكُونُ حُسْنُ ظَنِّهِ بِرَبِّهِ عَلَىٰ قَدْرِ خَوْفِهِ مِنْ رَبِّهِ، وَإِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ ظَنّاً بِاللّٰهِ أَشَدُّهُمْ خَوْفاً لِلّٰهِ.

وَاعْلَمْ - يَا مُحَمَّدُ بنَ أَبِي بَكْرٍ - أَنِّي قَدْ وَلَّيْتُكَ أَعْظَمَ أَجْنَادِي فِي

آسِ - برابر کا برتاؤ کرنا
حَیف - ظلم
مُترَف - عیش پرست
نواصی - جمع ناصیہ (پیشانی)

(۱) مورخین کا بیان ہے کہ سرکار دو عالم اپنے اصحاب کو برابر ہدایت دیتے رہتے تھے کہ خبردار کوئی میرے پیچھے پیچھے نہ چلے اور محفل میں غیر ضروری قیام نہ کرے اور ایسے القاب و آداب سے نہ پکارے جس سے سلاطین زمانہ کو یاد کیا جاتا ہے - کہ یہ ساری باتیں انسان کے نفس میں غرور پیدا کرتی ہیں اور وہ راستہ سے ہٹ جاتا ہے اور اپنے کو سماج سے الگ اور بالاتر تصور کرنے لگتا ہے

ظاہر ہے کہ ان باتوں کا امکان معصوم کی زندگی میں نہیں ہوتا ہے لیکن قائد کا فرض ہے کہ پہلے احکام کو اپنی ذات پر منطبق کرے - اس کے بعد دوسروں کو پابند بنائے ورنہ احکام ایک نظریہ کی شکل اختیار کرلیں گے اور ان پر عمل کرنے والا پیدا نہ ہوگا۔

امت کی عملی رہنمائی قائد معصوم نہ کرے گا تو کون کرے گا اور اسے اسوۂ حسنہ کہاں سے حاصل ہوگا۔

مصادر کتاب ۲۷ الغارات، تحف العقول ص ۱۷۶، المجالس المفیدؒ ص ۱۳۷، الامالی طوسیؒ ا ص ۱۲۴، بشارۃ المصطفیٰ طبری ص ۵۲، مجموعہ شیخ ورام ص ۱۲، جمہرۃ رسائل العرب ا ص ۴۸۷، تاریخ طبری ۶ ص ۳۲۴۶، امالی مفیدؒ،

۲۷۔ آپ کا عہد نامہ

(محمد بن ابی بکر کے نام۔ جب انھیں مصر کا حاکم بنایا گیا)

لوگوں کے سامنے اپنے شانوں کو جھکا دینا اور اپنے برتاؤ کو نرم رکھنا۔ کشادہ روئی سے پیش آنا اور نگاہ و نظر میں بھی سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرنا تاکہ بڑے آدمیوں کو یہ خیال نہ پیدا ہو جائے کہ تم ان کے مفاد میں ظلم کر سکتے ہو اور کمزوروں کو تمھارے انصاف کی طرف سے مایوسی نہ ہو جائے۔ پروردگار روز قیامت تمام بندوں سے ان کے تمام چھوٹے اور بڑے ظاہر اور مخفی اعمال کے بارے میں محاسبہ کرے گا۔ اس کے بعد اگر وہ عذاب کرے گا تو تمھارے ظلم کا نتیجہ ہوگا اور اگر معاف کر دے گا تو اس کے کرم کا نتیجہ ہوگا۔

بندگانِ خدا! یاد رکھو کہ پرہیزگار افراد دنیا اور آخرت کے فوائد لے کر آگے بڑھ گئے۔ وہ اہل دنیا کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک رہے لیکن اہل دنیا ان کی آخرت میں شریک نہ ہو سکے۔ وہ دنیا میں بہترین انداز[1] سے زندگی گذارتے رہے۔ جو سب نے کھایا اس سے اچھا پاکیزہ کھانا کھایا اور وہ تمام لذتیں حاصل کر لیں جو عیش پرست حاصل کرتے ہیں اور وہ سب کچھ پا لیا جو جابر اور متکبر افراد کے حصہ میں آتا ہے۔ اس کے بعد وہ زاد راہ لے کر گئے جو منزل تک پہونچا دے اور وہ تجارت کر کے گئے جس میں فائدہ ہی فائدہ ہو۔ دنیا میں رہ کر دنیا کی لذت حاصل کی اور یہ یقین رکھے رہے کہ آخرت میں پروردگار کے جوار رحمت میں ہوں گے۔ جہاں نہ ان کی آواز ٹھکرائی جائے گی اور نہ کسی لذت میں ان کے حصہ میں کوئی کمی ہوگی۔

بندگانِ خدا! موت اور اس کے قرب سے ڈرو اور اس کے لئے سر و سامان مہیا کر لو۔ کہ وہ ایک عظیم امر اور بڑے حادثہ کے ساتھ آنے والی ہے۔ ایسے خیر کے ساتھ جس میں کوئی شر نہ[2] ہو یا ایسے شر کے ساتھ جس میں کوئی خیر نہ ہو۔ جنت یا جہنم کی طرف ان کے لئے عمل کرنے والوں سے زیادہ قریب تر کون ہو سکتا ہے۔ تم وہ ہو جس کا موت مسلسل پیچھا کئے ہوئے ہے۔ تم ٹھہر جاؤ گے تب بھی تمھیں پکڑ لے گی اور فرار کرو گے تب بھی اپنی گرفت میں لے لے گی۔ وہ تمھارے ساتھ تمھارے سایہ سے زیادہ چپکی ہوئی ہے۔ اسے تمھاری پیشانیوں کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے اور دنیا تمھارے پیچھے سے برابر لپیٹی جا رہی ہے۔ اس جہنم سے ڈرو جس کی گہرائی بہت دور تک ہے اور اس کی گرمی بیحد شدید ہے اور اس کا عذاب بھی برابر تازہ بہ تازہ ہوتا رہے گا۔

وہ گھر ایسا ہے جہاں نہ رحمت کا گذر ہے اور نہ وہاں کوئی فریاد سنی جاتی ہے اور نہ کسی رنج و غم کی کشائش کا کوئی امکان ہے۔

اگر تم لوگ یہ کر سکتے ہو کہ تمھارے دل میں خوفِ خدا شدید ہو جائے اور تمھیں اس سے حسن ظن حاصل ہو جائے تو ان دونوں کو جمع کر لو کہ بندہ کا حسن ظن اتنا ہی ہوتا ہے جتنا خوف خدا ہوتا ہے اور بہترین حسن ظن رکھنے والا وہی ہے جس کے دل میں شدید ترین خوفِ خدا پایا جاتا ہو۔

محمد بن ابی بکر! یاد رکھو کہ میں نے تم کو اپنے بہترین لشکر۔ اہل مصر پر حاکم قرار دیا ہے۔

---

[1] بہترین زندگی سے مراد قصر شاہی میں قیام اور لذیذ ترین غذائیں نہیں ہیں۔ بہترین زندگی سے مراد وہ تمام اسباب ہیں جن سے زندگی گذر جائے اور انسان کسی حرام اور ناجائز کام میں مبتلا نہ ہو۔

[2] اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آخرت میں یا صرف خیر ہے یا صرف شر اور مخلوط اعمال والوں کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ آخرت کے ثواب و عذاب کا فلسفہ یہی ہے کہ اس میں کسی طرح کا اختلاط و امتزاج نہیں ہے۔ دنیا کے ہر آرام میں تکلیف شامل ہے اور ہر تکلیف میں آرام کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور ہے لیکن آخرت میں عذاب کا ایک لمحہ بھی وہ ہے جس میں کسی راحت کا تصور نہیں ہے اور ثواب کا ایک لمحہ بھی وہ ہے جس میں کسی تکلیف کا کوئی امکان نہیں ہے۔ لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ اس عذاب سے ڈرے اور اس ثواب کا انتظام کرے۔

نَفْسِي أَهْلَ مِصْرَ، فَأَنْتَ مَحْقُوقٌ أَنْ تُخَالِفَ عَلَى نَفْسِكَ، وَأَنْ تُنَافِحَ عَنْ دِينِكَ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ لَكَ إِلاَّ سَاعَةٌ مِنَ الدَّهْرِ، وَلاَ تُسْخِطِ اللّٰهَ بِرِضَىٰ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ، فَإِنَّ فِي اللّٰهِ خَلَفاً مِنْ غَيْرِهِ، وَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ خَلَفٌ فِي غَيْرِهِ.

صَلِّ الصَّلاَةَ لِوَقْتِهَا الْمُوَقَّتِ لَهَا، وَلاَ تُعَجِّلْ وَقْتَهَا لِفَرَاغٍ، وَلاَ تُؤَخِّرْهَا عَنْ وَقْتِهَا لاِشْتِغَالٍ. وَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ عَمَلِكَ تَبَعٌ لِصَلاَتِكَ.

و منه: فَإِنَّهُ لاَ سَوَاءٌ، إِمَامُ الْهُدَىٰ وَإِمَامُ الرَّدَىٰ، وَوَلِيُّ النَّبِيِّ، وَعَدُوُّ النَّبِيِّ، وَلَقَدْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ـ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ـ: «إِنِّي لاَ أَخَافُ عَلَىٰ أُمَّتِي مُؤْمِناً وَلاَ مُشْرِكاً: أَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَمْنَعُهُ اللّٰهُ بِإِيمَانِهِ، وَأَمَّا الْمُشْرِكُ فَيَقْمَعُهُ اللّٰهُ بِشِرْكِهِ. وَلٰكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ كُلَّ مُنَافِقِ الْجَنَانِ، عَالِمِ اللِّسَانِ، يَقُولُ مَا تَعْرِفُونَ، وَيَفْعَلُ مَا تُنْكِرُونَ».

۲۸

و من كتابه له (عليه السلام)

إلى معاوية جواباً، قال الشريف: و هو من محاسن الكتب.

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ أَتَانِي كِتَابُكَ تَذْكُرُ فِيهِ اصْطِفَاءَ اللّٰهِ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِدِينِهِ، وَ تَأْيِيدَهُ إِيَّاهُ بِمَنْ أَيَّدَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ؛ فَلَقَدْ خَبَّأَ لَنَا الدَّهْرُ مِنْكَ عَجَباً، إِذْ طَفِقْتَ تُخْبِرُنَا بِبَلاَءِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ عِنْدَنَا، وَ نِعْمَتِهِ عَلَيْنَا فِي نَبِيِّنَا، فَكُنْتَ فِي ذٰلِكَ كَنَاقِلِ التَّمْرِ إِلَىٰ هَجَرَ[1]، أَوْ دَاعِي مُسَدِّدِهِ إِلَى النِّضَالِ. وَ زَعَمْتَ أَنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ فِي الْإِسْلَامِ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ؛ فَذَكَرْتَ أَمْراً إِنْ تَمَّ اعْتَزَلَكَ كُلُّهُ، وَ إِنْ نَقَصَ لَمْ يَلْحَقْكَ ثَلْمُهُ. وَ مَا أَنْتَ وَ الْفَاضِلَ وَ الْمَفْضُولَ، وَ السَّائِسَ وَ الْمَسُوسَ!

وَ مَا لِلطُّلَقَاءِ وَ أَبْنَاءِ الطُّلَقَاءِ، وَ التَّمْيِيزَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، وَ تَرْتِيبَ دَرَجَاتِهِمْ، وَ تَعْرِيفَ طَبَقَاتِهِمْ! هَيْهَاتَ لَقَدْ حَنَّ قِدْحٌ لَيْسَ مِنْهَا، وَ طَفِقَ يَحْكُمُ فِيهَا مَنْ عَلَيْهِ

مَنَافِحہ ۔ دفاع
یقمعُہ ۔ مغلوب کر دیتا ہے
منافق الجنان ۔ جو دل میں نفاق چھپائے رہے
عالم اللسان ۔ عالم بے عمل
خبّاَ ۔ چھپا کر رکھا ہے
طفقت ۔ شروع کر دیا ہے
بلاء ۔ احسان
ہجر ۔ بحرین کا ایک شہر ہے جہاں خرمے بکثرت پیدا ہوتے ہیں
مسدد ۔ استاد
نِضال ۔ مقابلہ تیر اندازی
اعتزال ۔ الگ کر دینا
ثلمہ ۔ عیب
طلقاء ۔ فتح مکہ کے آزاد کردہ
حنّ ۔ آواز دینے لگے
قِدح ۔ تیر

[1] یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو بصرہ سامان خریدنے گیا تھا اور اسے کوئی مناسب سامان نہ ملا تو خرمہ لے کر چلا آیا جس کی ہجر میں بہتات تھی اور بیچنے کے لئے مناسب وقت کا انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ ساری کھجوریں برباد ہوگئیں اور کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوا ۔

مصادر کتاب ۲۸ فتوح اعثم کوفی ۲ ص ۹۶۱ ، صبح الاعشیٰ قلقشندی ۱ ص ۲۲۹ ، نہایۃ الارب ، ص ۲۳۳ ، انساب الاشراف ۲ ص ۲۷۹ ، جمہرۃ رسائل العرب ، احتجاج طبرسیؒ ص ۹۵ ، تذکرۃ الخواص ص ۳۷ ، العقد الفرید ۱ ص ۳۲۶ ، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۸۶ المستقصی زمخشری ۲ ص ۹۹ ، مجمع الامثال میدانی ۱ ص ۳۰۵ ، بحار الانوار ۸ ، ص ۱۳

اب تم سے مطالبہ یہ ہے کہ اپنے نفس کی مخالفت کرنا اور اپنے دین کی حفاظت کرنا چاہیے تمھارے لئے دنیا میں صرف ایک ہی نعمت باقی رہ جائے اور کسی مخلوق کو خوش کرکے خالق کو ناراض نہ کرنا کہ خدا ہر ایک کے بدلے کام آسکتا ہے لیکن اس کے بدلے کوئی کام نہیں آسکتا ہے۔
نماز اس کے مقررہ اوقات میں ادا کرنا۔ نہ ایسا ہو کہ فرصت حاصل کرنے کے لئے پہلے ادا کرلو اور نہ ایسا ہو کہ مشغولیت کی بنا پر تاخیر کردو۔ یاد رکھو کہ تمھارے ہر عمل کو نماز کا پابند ہونا چاہیے۔
— یاد رکھو کہ امام ہدایت اور پیشوائے ہلاکت ایک جیسے نہیں ہو سکتے ہیں۔ نبی کا دوست اور دشمن یکساں نہیں ہوتا ہے۔ رسول اکرمؐ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ "میں اپنی امت کے بارے میں نہ کسی مومن سے خوفزدہ ہوں اور نہ مشرک سے۔ مومن کو اللہ اس کے ایمان کی بنا پر برائی سے روک دے گا اور مشرک کو اس کے شرک کی بنا پر مغلوب کر دے گا۔ سارا خطرہ ان لوگوں سے ہے جو زبان کے عالم ہوں اور دل کے منافق۔ کہتے وہی ہیں جو تم سب پہچانتے ہو اور کرتے وہ ہیں جسے تم برا سمجھتے ہو۔"

۲۸۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے خط کے جواب میں جو بقول سید رضیؒ آپ کا بہترین خط ہے)

امابعد! میرے پاس تمھارا خط آیا ہے جسے تم نے رسول اکرمؐ کے دین خدا کے لئے منتخب ہونے اور آپکے پروردگار کی طرف سے اصحاب کے ذریعہ مؤید ہونے کا ذکر کیا ہے لیکن یہ تو ایک بڑی عجیب و غریب بات ہے جو زمانے نے تمھاری طرف سے چھپا کر رکھی تھی کہ تم ہم کو ان احسانات کی اطلاع دے رہے ہو جو پروردگار نے ہمارے ہی ساتھ کئے ہیں اور اس نعمت کی خبر دے رہے ہو جو ہمارے ہی پیغمبرؐ کو ملی ہے۔ گویا کہ تم مقام ہجر کی طرف خرمے بھیج رہے ہو یا استاد کو تیر اندازی کی دعوت دے رہے ہو۔[1]
اس کے بعد تمھارا خیال ہے کہ فلاںؓ اور فلاں تمام افراد سے بہتر تھے تو یہ تو ایسی بات ہے کہ اگر صحیح بھی ہو تو اس کا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اگر غلط بھی ہو تو تمھارا کوئی نقصان نہیں ہے۔ تمھارا اس فاضل و مفضول، حاکم و رعایا کے مسئلہ سے کیا تعلق ہے۔ بھلا آزاد کردہ اور ان کی اولاد کو مہاجرین اولین کے درمیان امتیاز قائم کرنے۔ ان کے درجات کا تعین کرنے اور ان کے طبقات کے پہچنوانے کا حق کیا ہے (یہ تو اس وقت مسلمان بھی نہیں تھے) افسوس کہ جوئے کے تیروں کے ساتھ باہر کے تیر بھی آواز نکالنے لگے اور مسائل میں وہ لوگ بھی کرنے لگے جن کے خلاف خود ہی فیصلہ ہونے والا ہے۔

[1] معاویہ نے یہ خط ابو امامہ باہلی کے ذریعہ بھیجا تھا اور اس میں متعدد مسائل کی طرف اشارہ کیا تھا سب سے بڑا مسئلہ حضرات شیخین کے فضائل کا تھا کہ حضرت علیؑ کے ساتھ اکثریت انھیں افراد کی تھی جو آپ کو سلسلہ سے چوتھا خلیفہ تسلیم کرتے تھے۔ اب اگر آپ ان کے بارے میں اپنی صحیح رائے کا اظہار کردیں تو قوم بدظن ہو جائے گی اور معاشرہ میں ایک نیا فتنہ کھڑا ہو جائے گا اور اگر ان کے فضائل کا اقرار کرلیں تو گویا ان تمام کلمات کی تکذیب کردی جو کل تک اپنی فضیلت یا مظلومیت کے بارے میں بیان کرتے تھے۔
حضرت نے اس حساس صورت حال کا بخوبی اندازہ کرلیا اور واضح جواب دینے کے بجائے معاویہ کو اس مسئلہ سے الگ رہنے کی تلقین فرمائی اور اسے اس کی اوقات سے بھی باخبر کردیا کہ یہ مسئلہ صدر اسلام کا ہے اور اس وقت تو تمھارا باپ بھی مسلمان نہیں تھا تمھارا کیا ذکر ہے؟ لہٰذا ایسے مسائل میں تمھیں رائے دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ البتہ یہ بہر حال ثابت ہو جاتا ہے کہ ان فضائل میں تمھارے خاندان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔!

الْحُكْمُ لَهَا! أَلَا تَرْبَعُ أَيُّهَا الْإِنْسَانُ عَلَى ظَلْعِكَ، وَ تَعْرِفُ قُصُورَ ذَرْعِكَ، وَ تَتَأَخَّرُ حَيْثُ أَخَّرَكَ الْقَدَرُ! فَمَا عَلَيْكَ غَلَبَةُ الْمَغْلُوبِ، وَ لَا ظَفَرُ الظَّافِرِ!

وَ إِنَّكَ لَذَهَّابٌ فِي التِّيهِ، رَوَّاغٌ عَنِ الْقَصْدِ. أَلَا تَرَى - غَيْرَ مُخْبِرٍ لَكَ، وَ لَكِنْ بِنِعْمَةِ اللَّهِ أُحَدِّثُ - أَنَّ قَوْماً اسْتُشْهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنْصَارِ، وَ لِكُلٍّ فَضْلٌ، حَتَّى إِذَا اسْتُشْهِدَ شَهِيدُنَا قِيلَ: سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ، وَ خَصَّهُ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - بِسَبْعِينَ تَكْبِيرَةً عِنْدَ صَلَاتِهِ عَلَيْهِ! أَوَلَا تَرَى أَنَّ قَوْماً قُطِّعَتْ أَيْدِيهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - وَ لِكُلٍّ فَضْلٌ - حَتَّى إِذَا فُعِلَ بِوَاحِدِنَا مَا فُعِلَ بِوَاحِدِهِمْ، قِيلَ: «الطَّيَّارُ فِي الْجَنَّةِ وَ ذُو الْجَنَاحَيْنِ!» وَ لَوْ لَا مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ مِنْ تَزْكِيَةِ الْمَرْءِ نَفْسَهُ، لَذَكَرَ ذَاكِرٌ فَضَائِلَ جَمَّةً، تَعْرِفُهَا قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ، وَ لَا تَمُجُّهَا آذَانُ السَّامِعِينَ. فَدَعْ عَنْكَ مَنْ مَالَتْ بِهِ الرَّمِيَّةُ، فَإِنَّا صَنَائِعُ رَبِّنَا، وَ النَّاسُ بَعْدُ صَنَائِعُ لَنَا[۱]

لَمْ يَمْنَعْنَا قَدِيمُ عِزِّنَا وَ لَا عَادِيُّ طَوْلِنَا عَلَى قَوْمِكَ أَنْ خَلَطْنَاكُمْ بِأَنْفُسِنَا؛ فَنَكَحْنَا وَ أَنْكَحْنَا، فِعْلَ الْأَكْفَاءِ، وَ لَسْتُمْ هُنَاكَ! وَ أَنَّى يَكُونُ ذَلِكَ وَ مِنَّا النَّبِيُّ وَ مِنْكُمُ الْمُكَذِّبُ، وَ مِنَّا أَسَدُ اللَّهِ وَ مِنْكُمْ أَسَدُ الْأَحْلَافِ وَ مِنَّا سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ مِنْكُمْ صِبْيَةُ النَّارِ وَ مِنَّا خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ، وَ مِنْكُمْ حَمَّالَةُ الْحَطَبِ، فِي كَثِيرٍ مِنَّا لَنَا وَ عَلَيْكُمْ!

فَإِسْلَامُنَا قَدْ سُمِعَ، وَ جَاهِلِيَّتُنَا لَا تُدْفَعُ، وَ كِتَابُ اللَّهِ يَجْمَعُ لَنَا مَا شَذَّ عَنَّا، وَ هُوَ قَوْلُهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى: (وَ أُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ) وَ قَوْلُهُ تَعَالَى: (إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَ هَذَا النَّبِيُّ وَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ اللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ)، فَنَحْنُ مَرَّةً أَوْلَى بِالْقَرَابَةِ، وَ تَارَةً أَوْلَى بِالطَّاعَةِ. وَ لَمَّا احْتَجَّ الْمُهَاجِرُونَ عَلَى

ظلع - لنگڑاپن
ذرع - ہاتھ - وسعت ید
تیہ - گمراہی
رواغ - شدت سے انحراف کرنے والا
قصد - میانہ روی
شہیدنا - جناب حمزہؑ
واحدنا - حضرت جعفر طیارؑ
جمّہ - کثیر
مجّ - پھینک دیا
رمیّہ - شکار
صنائع - ساختہ و پرداختہ
طول - کرم
اکفاء - برابر والے
مکذّب - ابوجہل
اسد اللہ - حضرت حمزہؑ
اسد الاحلاف - ابوسفیان جس نے رسول اکرمؐ کے خلاف احزاب سے حلف لیا تھا
صبیۃ النار - اولاد مروان (بقول مرسل اعظمؐ)
حمالۃ الحطب - ام جمیل (معاویہ کی پھوپھی)
لاتدفع - ناقابل انکار ہے

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اہلبیتؑ پر پروردگار عالم نے براہ راست احسانات کئے ہیں اور انھیں اپنے دین اور اپنے احکام کے لئے منتخب قرار دیا ہے اور اس کے بعد تمام افراد تک کرم پروردگار انھیں کے ذریعہ پہنچا ہے اور سب انھیں کے شرمندۂ احسان ہیں کہ اگر یہ گھرانا نہ ہوتا تو کسی کو اسلام ہی نہ ہوتا دیگر فضائل و کمالات کا کیا تذکرہ ہے۔

اے شخص تو اپنے لنگڑے پن کو دیکھ کر اپنی حد پر ٹھہرتا کیوں نہیں ہے اور اپنی کوتاہ دستی کو سمجھتا کیوں نہیں ہے اور جہاں قضا و قدر نے رکھ دیا ہے وہیں پیچھے ہٹ کر جاتا کیوں نہیں ہے۔ تجھے کسی مغلوب کی شکست یا غالب کی فتح سے کیا تعلق ہے۔
تو تو ہمیشہ گمراہیوں میں ہاتھ پاؤں مارنے والا اور درمیانی راہ سے انحراف کرنے والا ہے۔ میں تجھے باخبر نہیں کر رہا ہوں بلکہ ت خدا کا تذکرہ کر رہا ہوں ورنہ کیا تجھے نہیں معلوم ہے کہ مہاجرین و انصار کی ایک بڑی جماعت نے راہ خدا میں جانیں دی ہیں اور سب احبانِ فضل ہیں لیکن جب ہمارا کوئی شہید ہوا ہے تو اسے سید الشہدا کہا گیا ہے اور رسول اکرمؐ نے اس کے جنازہ کی نماز میں ستر تکبیریں ی ہیں۔ اسی طرح تجھے معلوم ہے کہ راہ خدا میں بہت سوں کے ہاتھ کٹے ہیں اور صاحبانِ شرف ہیں لیکن جب ہمارے آدمی کے ہاتھ ٹے گئے تو اسے جنت میں طیار اور ذوالجناحین بنا دیا گیا اور اگر پروردگار نے اپنے منھ سے اپنی تعریف سے منع نہ کیا ہوتو بیان نے والا بیشمار فضائل بیان کرتا جنھیں صاحبانِ ایمان کے دل پہچانتے ہیں اور سننے والوں کے کان بھی الگ نہیں کرنا چاہتے چھوڑو ن کا ذکر جن کا تیر نشانہ سے خطا کرنے والا ہے۔ ہمیں دیکھو جو پروردگار کے براہ راست ساختہ و پرداختہ ہیں اور باقی لوگ ہمارے حسانات کا نتیجہ ہیں (۱)۔ ہماری قدیمی عزت اور تمھاری قوم پر برتری ہمارے لئے اس امر سے مانع نہیں ہوئی کہ ہم نے تم کو اپنے ساتھ ال کر لیا تو تم سے رشتے[۱] لئے اور تمھیں رشتے دئے جو عام سے برابر کے لوگوں میں کیا جاتا ہے اور تم ہمارے برابر کے نہیں ہو اور بھی کس طرح سکتے ہو جب کہ ہم میں سے رسول اکرمؐ ہیں اور تم میں سے ان کی تکذیب کرنے والا۔ ہم میں اسد اللہ ہیں اور تم میں سد الاحلاف۔ ہم میں سردارانِ جوانانِ جنت ہیں اور تم میں جہنمی لڑکے۔ ہم میں سیدۃ نساء العالمین ہیں اور تم میں حمالۃ الحطب اور بھی بیشمار چیزیں ہیں جو ہمارے حق میں ہیں اور تمھارے خلاف ــ ہمارا اسلام بھی مشہور ہے اور ہمارا قبل اسلام کا شرف بھی قابل انکار ہے اور کتاب خدا نے ہمارے منتشر اوصاف کو جمع کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر کہ "قرابت دار بعض بعض کے لئے اولیٰ ہیں" ور یہ کہہ کر کہ "ابراہیم کے لئے زیادہ قریب تر وہ لوگ ہیں جنھوں نے ان کا اتباع کیا ہے اور یہ پیغمبرؐ اور صاحبانِ ایمان اور اللہ صاحبانِ ایمان کا ولی ہے"۔ یعنی ہم قرابت کے اعتبار سے بھی اولیٰ ہیں اور اطاعت و اتباع کے اعتبار سے بھی۔ اس کے بعد جب مہاجرین نے انصار کے خلاف روز سقیفہ قرابت پیغمبرؐ سے استدلال کیا اور کامیاب بھی ہو گئے ــ تو

---

[۱] یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے اپنے ہاتھ کی پروردہ لڑکیوں کا عقد بنی امیہ میں کر دیا اور ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ سے خود عقد کر لیا حالانکہ عام طور سے لوگ رشتوں کے لئے برابری تلاش کرتے ہیں۔ مگر چونکہ اسلام نے ظاہری کلمہ کو کافی قرار دیا ہے لہٰذا ہم نے بھی رشتہ داری قائم کر لی اور تمھاری اوقات کا خیال نہیں کیا تاکہ مذہب سماج پر حاکم رہے اور سماج مذہب پر حکومت نہ کرنے پائے۔

الْأَنْصَارِ يَوْمَ السَّقِيفَةِ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - فَلَجُوا عَلَيْهِمْ، فَإِنْ يَكُنِ الْفَلَجُ بِهِ فَالْحَقُّ لَنَا دُونَكُمْ، وَ إِنْ يَكُنْ بِغَيْرِهِ فَالْأَنْصَارُ عَلَىٰ دَعْوَاهُمْ.[1]

وَ زَعَمْتَ أَنِّي لِكُلِّ الْخُلَفَاءِ حَسَدْتُ، وَ عَلَىٰ كُلِّهِمْ بَغَيْتُ، فَإِنْ يَكُنْ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ فَلَيْسَتِ الْجِنَايَةُ عَلَيْكَ، فَيَكُونَ الْعُذْرُ إِلَيْكَ.

وَ تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا

وَ قُلْتَ: إِنِّي كُنْتُ أُقَادُ كَمَا يُقَادُ الْجَمَلُ الْمَخْشُوشُ حَتَّىٰ أُبَايِعَ؛ وَلَعَمْرُ اللّٰهِ لَقَدْ أَرَدْتَ أَنْ تَذُمَّ فَمَدَحْتَ، وَ أَنْ تَفْضَحَ فَافْتَضَحْتَ! وَ مَا عَلَى الْمُسْلِمِ مِنْ غَضَاضَةٍ فِي أَنْ يَكُونَ مَظْلُوماً مَا لَمْ يَكُنْ شَاكّاً فِي دِينِهِ، وَ لَا مُرْتَاباً بِيَقِينِهِ! وَ هٰذِهِ حُجَّتِي إِلَىٰ غَيْرِكَ قَصْدُهَا، وَلٰكِنِّي أَطْلَقْتُ لَكَ مِنْهَا بِقَدْرِ مَا سَنَحَ مِنْ ذِكْرِهَا.

ثُمَّ ذَكَرْتَ مَا كَانَ مِنْ أَمْرِي وَ أَمْرِ عُثْمَانَ، فَلَكَ أَنْ تُجَابَ عَنْ هٰذِهِ لِرَحِمِكَ مِنْهُ، فَأَيُّنَا كَانَ أَعْدَىٰ لَهُ، وَ أَهْدَىٰ إِلَىٰ مَقَاتِلِهِ! أَمْ مَنْ بَذَلَ لَهُ نُصْرَتَهُ فَاسْتَقْعَدَهُ وَ اسْتَكَفَّهُ، أَمْ مَنِ اسْتَنْصَرَهُ فَتَرَاخَىٰ عَنْهُ وَبَثَّ الْمَنُونَ إِلَيْهِ، حَتَّىٰ أَتَىٰ قَدَرُهُ عَلَيْهِ. كَلَّا وَ اللّٰهِ! (قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَ الْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَ لَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلاً). وَ مَا كُنْتُ لِأَعْتَذِرَ مِنْ أَنِّي كُنْتُ أَنْقِمُ عَلَيْهِ أَحْدَاثاً؛ فَإِنْ كَانَ الذَّنْبُ إِلَيْهِ إِرْشَادِي وَ هِدَايَتِي لَهُ، فَرُبَّ مَلُومٍ لَا ذَنْبَ لَهُ.

وَ قَدْ يَسْتَفِيدُ الظِّنَّةَ الْمُتَنَصِّحُ

وَ مَا أَرَدْتُ (إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ مَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ إِلَيْهِ أُنِيبُ). وَ ذَكَرْتَ أَنَّهُ لَيْسَ لِي وَ لِأَصْحَابِي عِنْدَكَ إِلَّا السَّيْفُ، فَلَقَدْ أَضْحَكْتَ بَعْدَ اسْتِعْبَارٍ! مَتَىٰ أَلْفَيْتَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنِ الْأَعْدَاءِ نَاكِلِينَ، وَ بِالسَّيْفِ مُخَوَّفِينَ؟!

فَلَجوا علیهم - فاتح ہوگئے
فَلَج - کامیابی
شکاۃ - کمزوری
ظاہر عنک - بعید
مخشوش - جس کی ناک میں نکیل ڈال دی جائے
غضاضہ - نقص
سنح - ظاہر ہوا
رحم - قرابت
اعدیٰ - شدید دشمن
مقاتل - میدان قتال
استقعدہ - بیٹھنے کا مطالبہ کیا
استکفہ - روک دیا
بث المنون - موت کا رخ موڑ دیا
معوقین - منع کرنے والے
کنت انقم علیہ - عیب لگاتا تھا
احداث - بدعتیں
ظنّہ - تہمت
متنصح - نصیحت کرنے والا
استعبار - گریہ
الفیت - پایا
ناکلین - پیچھے ہٹنے والے

[1] مقصد یہ ہے کہ خلافت کوئی لوٹ مار اور دھوکہ دھڑی کا کاروبار نہیں ہے - اس کے دو ہی معیار ہوسکتے ہیں یا قرابت رسولؐ یا اطاعت و اتباع رسولؐ جیسا کہ قرآن مجید نے اولویت کے ذیل میں گذشتہ دو آیات میں اشارہ کیا ہے اور ہم دونوں ہی اعتبار سے اولویت کے حقدار ہیں - نہ ہم سے زیادہ کوئی رسول اللہ سے قربت و قرابت رکھنے والا ہے اور نہ ہم سے بہتر کوئی اطاعت و اتباع کرنے والا ہے -

اگر کامیابی کارازنہیں ہے تو حق ہمارے ساتھ ہے نہ کہ تمھارے ساتھ اور اگر کوئی اور دلیل ہے تو انصار کا دعویٰ باقی ہے۔ [لہ]

تمھارا خیال ہے کہ میں تمام خلفاء سے حسد رکھتا ہوں اور میں نے سب کے خلاف بغاوت کی ہے تو اگر یہ صحیح بھی ہے تو اس کا ظلم تم پر نہیں ہے کہ تم سے معذرت کی جائے (یہ وہ غلطی ہے جس سے تم پر کوئی حرف نہیں آتا) بقول شاعر

اور تمھارا یہ کہنا کہ میں اس طرح کھینچا جارہا تھا جس طرح نکیل ڈال کر اونٹ کو کھینچا جاتا ہے تاکہ مجھ سے بیعت لی جائے تو خدا کی قسم تم نے میری مذمت کرنا چاہی اور نادانستہ طور پر تعریف کر بیٹھے اور مجھے رُسوا کرنا چاہا تھا مگر خود رُسوا ہو گئے۔

مسلمان کے لئے اس بات میں کوئی عیب نہیں ہے کہ وہ مظلوم ہو جائے جب تک کہ وہ دین کے معاملہ میں شک میں مبتلا نہ ہو اور اس کا یقین شبہ میں نہ پڑ جائے۔ میری دلیل اصل میں دوسروں کے مقابلہ میں ہے لیکن جس قدر مناسب تھا میں نے تم سے بھی بیان کر دیا۔

اس کے بعد تم نے میرے اور عثمانؓ کے معاملہ کا ذکر کیا ہے تو اس میں تمھارا حق ہے کہ تمھیں جواب دیا جائے اس لئے کہ تم ان کے قرابت دار ہو لیکن یہ سچ سچ بتاؤ کہ ہم دونوں میں ان کا زیادہ دشمن کون تھا اور کس نے ان کے قتل کا سامان فراہم کیا تھا۔ اُس نے جس نے نصرت کی پیشکش کی اور اسے بٹھا دیا گیا اور روک دیا گیا یا اس نے جس سے نصرت کا مطالبہ کیا گیا اور اس نے سستی برتی اور موت کا رخ ان کی طرف موڑ دیا یہاں تک کہ قضا و قدر نے اپنا کام پورا کر دیا۔ خدا کی قسم میں ہرگز اس کا مجرم نہیں ہوں اور اللہ ان لوگوں کو بھی جانتا ہے جو روکنے والے تھے اور اپنے بھائیوں سے کہہ رہے تھے کہ ہماری طرف چلے آؤ اور جنگ میں بہت کم حصہ لینے والے تھے۔

میں اس بات کی معذرت نہیں کر سکتا کہ میں ان کی بدعتوں پر برابر اعتراض کر رہا تھا کہ اگر یہ ارشاد اور ہدایت بھی کوئی گناہ تھا تو بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کی بے گناہ بھی ملامت کی جاتی ہے اور "کبھی کبھی واقعی نصیحت کرنے والے بھی بدنام ہو جاتے ہیں"۔ "میں نے اپنے امکان بھر اصلاح کی کوشش کی اور میری توفیق صرف اللہ کے سہارے ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میری توجہ ہے"۔

تم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ تمھارے پاس میرے اور میرے اصحاب کے لئے تلوار [لہ] کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو یہ کہہ کر تم نے رُلتے کو ہنسا دیا ہے۔ بھلا تم نے اولاد عبدالمطلب کو کب دشمنوں سے پیچھے ہٹتے یا تلوار سے خوفزدہ ہوتے دیکھا ہے؟

[لہ] قیامت کی بات ہے کہ معاویہ تلوار کی دھمکی صاحب ذوالفقار کو دے رہا ہے جب کہ اسے معلوم ہے کہ علیؑ اس بہادر کا نام ہے جس نے دس برس کی عمر میں تمام کفار و مشرکین سے رسول اکرمؐ کو بچانے کا وعدہ کیا تھا اور ہجرت کی رات تلواروں کی چھاؤں میں نہایت سکون و اطمینان سے سویا ہے اور بدر کے میدان میں تمام رؤسا کفار و مشرکین اور زعماء بنی امیہ کا تن تنہا خاتمہ کر دیا ہے۔ ایں چہ بوالعجبی است۔

فَلَبِّثْ قَلِيلاً يَلْحَقِ الْهَيْجَا حَمَلْ

فَسَيَطْلُبُكَ مَنْ تَطْلُبُ، وَ يَقْرُبُ مِنْكَ مَا تَسْتَبْعِدُ، وَ أَنَا مُرْقِلٌ نَحْوَكَ فِي جَحْفَلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنْصَارِ، وَ التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ، شَدِيدٍ زِحَامُهُمْ، سَاطِعٍ قَتَامُهُمْ، مُتَسَرْبِلِينَ سَرَابِيلَ الْمَوْتِ؛ أَحَبُّ اللِّقَاءِ إِلَيْهِمْ لِقَاءُ رَبِّهِمْ، وَ قَدْ صَحِبَتْهُمْ ذُرِّيَّةٌ بَدْرِيَّةٌ، وَ سُيُوفٌ هَاشِمِيَّةٌ، قَدْ عَرَفْتَ مَوَاقِعَ نِصَالِهَا فِي أَخِيكَ وَ خَالِكَ وَ جَدِّكَ وَ أَهْلِكَ (وَ مَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ).

۲۹

وَ مِن كِتَابٍ له ﴿عليه السلام﴾

الى أهل البصرة

وَ قَدْ كَانَ مِنَ انْتِشَارِ حَبْلِكُمْ وَ شِقَاقِكُمْ مَا لَمْ تَغْبَوْا عَنْهُ، فَعَفَوْتُ عَنْ مُجْرِمِكُمْ، وَ رَفَعْتُ السَّيْفَ عَنْ مُدْبِرِكُمْ، وَ قَبِلْتُ مِنْ مُقْبِلِكُمْ. فَإِنْ خَطَتْ بِكُمُ الْأُمُورُ الْمُرْدِيَةُ، وَ سَفَهُ الْآرَاءِ الْجَائِرَةِ، إِلَى مُنَابَذَتِي وَ خِلَافِي فَهَا أَنَذَا قَدْ قَرَّبْتُ جِيَادِي، وَ رَحَلْتُ رِكَابِي، وَ لَئِنْ أَلْجَأْتُمُونِي إِلَى الْمَسِيرِ إِلَيْكُمْ لَأُوقِعَنَّ بِكُمْ وَقْعَةً لَا يَكُونُ يَوْمُ الْجَمَلِ إِلَيْهَا إِلَّا كَلَعْقَةِ لَاعِقٍ، مَعَ أَنِّي عَارِفٌ لِذِي الطَّاعَةِ مِنْكُمْ فَضْلَهُ: وَ لِذِي النَّصِيحَةِ حَقَّهُ، غَيْرُ مُتَجَاوِزٍ مُتَّهَماً إِلَى بَرِيٍّ، وَ لَا نَاكِثاً إِلَى وَفِيٍّ

۳۰

وَ مِن كِتَابٍ لَهُ ﴿عليه السلام﴾

إلى معاوية

فَاتَّقِ اللَّهَ فِيمَا لَدَيْكَ، وَانْظُرْ فِي حَقِّهِ عَلَيْكَ، وَارْجِعْ إِلَى مَعْرِفَةِ مَا لَا تُعْذَرُ بِجَهَالَتِهِ، فَإِنَّ لِلطَّاعَةِ أَعْلَاماً وَاضِحَةً وَ سُبُلاً نَيِّرَةً، وَ مَحَجَّةً نَهْجَةً، وَ غَايَةً مُطَّلَبَةً، يَرِدُهَا الْأَكْيَاسُ،

لَبِّثْ ۔ ذرا مہلت دو
ہیجا ۔ جنگ
حَمَل ۔ بنی قشیر کا ایک شخص تھا جس کے اونٹوں پر قبضہ کرلیا گیا تھا اور اس نے بالآخر آزاد کرالیا
مُرقِل ۔ تیز رفتار
جحفل ۔ لشکر جرار
سَاطِع ۔ منتشر
قَتَام ۔ غبار جنگ
مُتَسَربِل ۔ پہنے ہوئے
بدریہ ۔ اولاد اصحاب بدر
اخیک ۔ حنظلہ
خالک ۔ ولید بن عتبہ
جدک ۔ عتبہ بن ربیعہ
انتشار الحبل ۔ رسی کے بل کھل جانا
غباوت ۔ جہالت
خطت ۔ گذر گئے
مُردیہ ۔ ہلاک
سفہ ۔ حماقت کی ۔ کمزور ہوگیا
جائرہ ۔ ظالم ۔ منحرف
منابذہ ۔ مخالفت
رکاب ۔ اونٹ
لعقہ ۔ چاٹنا
ناکث ۔ عہد شکن
محجہ نہجہ ۔ واضح راستہ

مصادر کتاب ۲۹ الغارات ثقفی، جمہرۃ رسائل العرب ۱ ص۵۲۹
مصادر کتاب ۳۰ جمہرۃ رسائل العرب ۱ ص۴۳۲، الطراز السید الیمانی ۲ ص۱۲۳، بحار الانوار ۸ ص۵۴۰

" ذرا ٹھہر جاؤ کہ حمَل میدان جنگ تک پہونچ جائے " (شاعر)

عنقریب جسے تم ڈھونڈ رہے ہو وہ تمھیں خود ہی تلاش کرلے گا اور جس چیز کو بعید خیال کر رہے ہو اسے قریب کردے گا۔ اب میں
اری طرف مہاجرین و انصار کے لشکر کے ساتھ بہت جلد آرہا ہوں اور میرے ساتھ وہ بھی ہیں جو ان کے نقش قدم پر ٹھیک طریقہ سے
ے والے ہیں۔ ان کا حملہ شدید ہوگا اور غبار جنگ ساری فضا میں منتشر ہوگا۔ یہ موت کا لباس پہنے ہوں گے اور ان کی نظر میں بہترین ملاقات
ردگار کی ملاقات ہوگی۔ ان کے ساتھ اصحاب بدر کی ذریت اور بنی ہاشم کی تلواریں ہوں گی۔ تم نے ان کی تلواروں کی کاٹ اپنے بھائی۔
وں۔ نانا اور خاندان والوں میں دیکھ لی ہے اور وہ ظالموں سے اب بھی دور نہیں ہے۔"

۲۹۔ آپ کا مکتوب گرامی
(اہل بصرہ کے نام)

تمھاری تفرقہ[1] پردازی اور مخالفت کا جو عالم تھا وہ تم سے مخفی نہیں ہے لیکن میں نے تمھارے مجرموں کو معاف کردیا۔ بھاگنے والوں سے
ر اٹھالی۔ آنے والوں کو بڑھ کر گلے لگالیا۔ اب اس کے بعد بھی اگر تمھاری تباہ کن آراء اور تمھارے ظالمانہ افکار کی حماقت تمھیں میری
لفت اور عہد شکنی پر آمادہ کر رہی ہے تو یاد رکھو کہ میں نے گھوڑوں کو قریب کرلیا ہے۔ اونٹوں پر سامان بار کرلیا ہے اور اگر تم نے
ے نکلنے پر مجبور کردیا تو ایسی معرکہ آرائی کروں گا کہ جنگ جمل فقط زبان کی چاٹ رہ جائے گی۔
یں تمھارے اطاعت گذاروں کے شرف کو پہچانتا ہوں اور مخلصین کے حق کو جانتا ہوں۔ میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ مجرم سے آگے
کو بے خطا پر حملہ کردوں یا عہد شکن سے تجاوز کر کے وفادار سے بھی تعرض کروں۔

۳۰۔ آپ کا مکتوب گرامی
(معاویہ کے نام)

جو کچھ ساز و سامان تمھارے پاس ہے اس میں اللہ سے ڈرو اور جو اس کا حق تمھارے اوپر ہے اس پر نگاہ رکھو۔ اس حق کی
ت کی طرف پلٹ آؤ جس سے ناواقفیت قابل معافی نہیں ہے۔ دیکھو اطاعت کے نشانات واضح، راستے روشن، شاہراہیں سیدھی
اور منزل مقصود سامنے ہے جس پر تمام عقل والے وارد ہوتے ہیں۔

[1] پہلے اہل بصرہ نے وفاداری کا اعلان کیا تو حضرت نے عثمان بن حنیف کو عامل بنا کر بھیجدیا۔ اس کے بعد عائشہ وارد ہوئیں تو اکثریت منحرف ہوگئی اور
جمل کی نوبت آگئی لیکن آپ نے عام طور سے سب کو معاف کردیا اور عائشہ بھی مدینہ واپس چلی گئیں۔ لیکن معاویہ نے پھر دوبارہ ورغلانا شروع
یا تو آپ نے یہ تنبیہی خط روانہ فرمایا کہ جنگ جمل تو صرف مزہ چکھانے کے لئے تھی۔ جنگ تو اب ہونے والی ہے۔ لہٰذا ہوش میں آجاؤ اور معاویہ
بہکانے پر راہ حق سے انحراف نہ کرو۔

وَ يُخَالِفُهَا الأَنْكَاسُ، مَنْ نَكَبَ عَنْهَا جَارَ عَنِ الْحَقِّ، وَ خَبَطَ فِي التِّيهِ، وَ غَيَّرَ اللَّهُ نِعْمَتَهُ، وَ أَحَلَّ بِهِ نِقْمَتَهُ. فَنَفْسَكَ نَفْسَكَ! فَقَدْ بَيَّنَ اللَّهُ لَكَ سَبِيلَكَ، وَ حَيْثُ تَنَاهَتْ بِكَ أُمُورُكَ، فَقَدْ أَجْرَيْتَ إِلَىٰ غَايَةِ خُسْرٍ، وَ مَحَلَّةِ كُفْرٍ، فَإِنَّ نَفْسَكَ قَدْ أَوْلَجَتْكَ شَرّاً، وَ أَقْحَمَتْكَ غَيّاً، وَأَوْرَدَتْكَ الْمَهَالِكَ، وَ أَوْعَرَتْ عَلَيْكَ الْمَسَالِكَ.

۳۱

و من وصية له (عليه السلام)

للحسن بن علي عليهما السّلام، كتبها إليه بحاضرين عند انصرافه من صفّين:

مِنَ الْوَالِدِ الْفَانِ، الْمُقِرِّ لِلزَّمَانِ، الْمُدْبِرِ الْعُمُرِ، الْمُسْتَسْلِمِ لِلدُّنْيَا، السَّاكِنِ مَسَاكِنَ الْمَوْتَىٰ، وَ الظَّاعِنِ عَنْهَا غَداً. إِلَىٰ الْمَوْلُودِ الْمُؤَمِّلِ مَا لَا يُدْرِكُ، السَّالِكِ سَبِيلَ مَنْ قَدْ هَلَكَ، غَرَضِ الأَسْقَامِ، وَ رَهِينَةِ الأَيَّامِ، وَ رَمِيَّةِ الْمَصَائِبِ، وَ عَبْدِ الدُّنْيَا، وَ تَاجِرِ الْغُرُورِ، وَ غَرِيمِ الْمَنَايَا، وَ أَسِيرِ الْمَوْتِ، وَ حَلِيفِ الْهُمُومِ، وَ قَرِينِ الأَحْزَانِ، وَ نُصُبِ الآفَاتِ، وَ صَرِيعِ الشَّهَوَاتِ، وَ خَلِيفَةِ الأَمْوَاتِ.

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ فِيمَا تَبَيَّنْتُ مِنْ إِدْبَارِ الدُّنْيَا عَنِّي، وَ جُمُوحِ الدَّهْرِ عَلَيَّ، وَ إِقْبَالِ الآخِرَةِ إِلَيَّ، مَا يَزَعُنِي عَنْ ذِكْرِ مَنْ سِوَايَ، وَ الاهْتِمَامِ بِمَا وَرَائِي، غَيْرَ أَنِّي حَيْثُ تَفَرَّدَ بِي دُونَ هُمُومِ النَّاسِ هَمُّ نَفْسِي، فَصَدَفَنِي رَأْيِي وَ صَرَفَنِي عَنْ هَوَايَ، وَ صَرَّحَ لِي مَحْضُ أَمْرِي، فَأَفْضَىٰ بِي إِلَىٰ جِدٍّ لَا يَكُونُ فِيهِ لَعِبٌ،

أنکاس - جمع نکس - پست فطرت
نکب - انحراف کیا
جار - مائل ہوگیا
خبط - سرگشتہ ہوگیا
تیہ - گمراہی
غایۃ خسر - انتہائی خسارہ
اولجتک - داخل کر دیا
اقحمتک - پھینک دیا
غیّ - گمراہی
اوعرت - دشوار کر دیا
حاضرین - صفین کے اطراف میں ایک شہر ہے
المقر للزمان - زمانہ کی سختیوں کا معترف
غرض - نشانہ
رہینہ - گرو
رمیّہ - نشانہ
نصب - نشانہ
صریع - ہلاکت زدہ
جموح - تغلب - منہ زوری
یزعنی - روک رہا ہے
ماورائی - اغیار
صدفنی - روک
محض الامر - خالص

مصادر کتاب ۳۱ رسائل کلینیؒ، الزواجر والمواعظ حسن بن عبداللہ بن عبداللہ بن سعید العسکری، العقد الفرید ۳ ص ۱۵۵ - ص ۱۵۶ من لا یحضرہ الفقیہ ۳ ص ۳۶۲، تحف العقول ص ۵۲، کتاب الوصایا ابن طاؤسؒ، کتاب المحجۃ ابن طاؤسؒ، کافی ص ۳۳۸، بحار الانوار ۱۷ ص ۵۶، وافی فیض کاشانی ۱ ص ۴۸، شرح غرر الفوائد سید جی ص ۲۴۰، مجمع الامثال ۱ ص ۱۷۲

اور پست فطرت اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ جو اس ہدف سے منحرف ہو گیا وہ راہ حق سے ہٹ گیا اور گمراہی میں ٹھوکریں کھانے لگا۔ اللہ نے اس کی نعمتوں کو سلب کر لیا اور اپنا عذاب اس پر وارد کر دیا۔ لہٰذا اپنے نفس کا خیال رکھو اور اسے ہلاکت سے بچاؤ کہ پروردگار نے تمہارے لئے راستہ کو واضح کر دیا ہے اور وہ منزل بتا دی ہے جہاں تک امور کو جانا ہے۔ تم نہایت تیزی سے بدترین خسارہ اور کفر کی منزل کی طرف بھاگے جا رہے ہو۔ تمہارے نفس نے تمہیں بدبختی میں ڈال دیا ہے اور گمراہی میں جھونک دیا ہے۔ ہلاکت کی منزلوں میں وارد کر دیا ہے اور صحیح راستوں کو دشوار گذار بنا دیا ہے۔

۳۱۔ آپ کا وصیت نامہ

(جسے امام حسنؑ کے نام صفین سے واپسی پر مقام حاضرین میں تحریر فرمایا ہے)

یہ وصیت ایک ایسے باپ کی ہے جو فنا ہونے والا اور زمانہ کے تصرفات کا اقرار کرنے والا ہے۔ جس کی عمر خاتمہ کے قریب ہے اور وہ دنیا کے مصائب کے سامنے سپرانداختہ ہے۔ مرنے والوں کی بستی میں مقیم ہے اور کل یہاں سے کوچ کرنے والا ہے۔

اس فرزند کے نام جو دنیا میں وہ امیدیں رکھے ہوئے ہے جو حاصل ہونے والی نہیں ہیں اور ہلاک ہو جانے والوں کے راستہ پر گامزن ہے، بیماریوں کا نشانہ اور روزگار کے ہاتھوں گروی ہے۔ مصائب زمانہ کا ہدف اور دنیا کا پابند ہے۔ اس کی فریب کاریوں کا تاجر اور موت کا قرضدار ہے۔ اجل کا قیدی اور رنج و غم کا ساتھی۔ مصیبتوں کا ہمنشیں ہے اور آفتوں کا نشانہ، خواہشات کا مارا ہوا ہے اور مرنے والوں کا جانشین۔

امابعد! میرے لئے دنیا کے منھ پھیر لینے۔ زمانہ کے ظلم و زیادتی کرنے اور آخرت کے میری طرف آنے کی وجہ سے جن باتوں کا انکشاف ہو گیا ہے انھوں نے مجھے دوسروں کے ذکر اور اغیار کے اندیشہ سے روک دیا ہے۔ مگر جب میں تمام لوگوں کی فکر سے الگ ہو کر اپنی فکر میں پڑا تو میری رائے نے مجھے خواہشات سے روک دیا اور مجھ پر واقعی حقیقت منکشف ہو گئی جس نے مجھے اس محنت و مشقت تک پہونچا دیا جس میں کسی طرح کا کھیل نہیں ہے اور اس صداقت تک پہونچا دیا جس میں کسی طرح کی غلط بیانی نہیں ہے۔

بعض شارحین کا خیال ہے کہ یہ وصیت نامہ جناب محمد حنفیہ کے نام ہے اور سید رضی علیہ الرحمہ نے اسے امام حسنؑ کے نام بتایا ہے۔ بہرحال یہ ایک عام وصیت نامہ ہے جس سے ہر باپ کو استفادہ کرنا چاہیے اور اپنی اولاد کو انھیں خطوط پر وصیت و نصیحت کرنا چاہیے ورنہ اس کا مکمل مضمون نہ والئے کائنات پر منطبق ہوتا ہے اور نہ امام حسنؑ پر ـــ اور نہ ایسے وصیت نامے کسی ایک فرد سے مخصوص ہوا کرتے ہیں۔ یہ انسانیت کا عظیم ترین منشور ہے جس میں عظیم ترین باپ نے عظیم ترین بیٹے کو مخاطب قرار دیا ہے تاکہ دیگر افراد ملت اس سے استفادہ کریں بلکہ عبرت حاصل کریں۔!

وَ صَدْقٍ لَا يَشُوبُهُ كَذِبٌ. وَ وَجَدْتُكَ بَعْضِي، بَلْ وَجَدْتُكَ كُلِّي، حَتَّىٰ كَأَن شَيْئاً لَوْ أَصَابَكَ أَصَابَنِي، وَكَأَنَّ الْمَوْتَ لَوْ أَتَاكَ أَتَانِي، فَعَنَانِي مِنْ أَمْرِكَ مَا يَعْنِينِي مِنْ أَمْرِ نَفْسِي فَكَتَبْتُ إِلَيْكَ كِتَابِي مُسْتَظْهِراً بِهِ إِنْ أَنَا بَقِيتُ لَكَ أَوْ فَنِيتُ.

فَإِنِّي أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ - أَيْ بُنَيَّ - وَ لُزُومِ أَمْرِهِ، وَ عِمَارَةِ قَلْبِكَ بِذِكْرِهِ، وَ الِاعْتِصَامِ بِحَبْلِهِ، وَ أَيُّ سَبَبٍ أَوْثَقُ مِنْ سَبَبٍ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللّٰهِ إِنْ أَنْتَ أَخَذْتَ بِهِ!

أَحْيِ قَلْبَكَ بِالْمَوْعِظَةِ، وَ أَمِتْهُ بِالزَّهَادَةِ، وَ قَوِّهِ بِالْيَقِينِ، وَ نَوِّرْهُ بِالْحِكْمَةِ، وَ ذَلِّلْهُ بِذِكْرِ الْمَوْتِ، وَ قَرِّرْهُ بِالْفَنَاءِ، وَ بَصِّرْهُ فَجَائِعَ الدُّنْيَا، وَ حَذِّرْهُ صَوْلَةَ الدَّهْرِ وَ فُحْشَ تَقَلُّبِ اللَّيَالِي وَ الْأَيَّامِ، وَاعْرِضْ عَلَيْهِ أَخْبَارَ الْمَاضِينَ، وَ ذَكِّرْهُ بِمَا أَصَابَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ مِنَ الْأَوَّلِينَ، وَ سِرْ فِي دِيَارِهِمْ وَ آثَارِهِمْ، فَانْظُرْ فِيمَا فَعَلُوا، وَ عَمَّا انْتَقَلُوا، وَ أَيْنَ حَلُّوا وَ نَزَلُوا! فَإِنَّكَ تَجِدُهُمْ قَدِ انْتَقَلُوا عَنِ الْأَحِبَّةِ، وَ حَلُّوا دِيَارَ الْغُرْبَةِ، وَ كَأَنَّكَ عَنْ قَلِيلٍ قَدْ صِرْتَ كَأَحَدِهِمْ. فَأَصْلِحْ مَثْوَاكَ، وَ لَا تَبِعْ آخِرَتَكَ بِدُنْيَاكَ، وَدَعِ الْقَوْلَ فِيمَا لَا تَعْرِفُ، وَ الْخِطَابَ فِيمَا لَمْ تُكَلَّفْ، وَ أَمْسِكْ عَنْ طَرِيقٍ إِذَا خِفْتَ ضَلَالَتَهُ، فَإِنَّ الْكَفَّ عِنْدَ حَيْرَةِ الضَّلَالِ خَيْرٌ مِنْ رُكُوبِ الْأَهْوَالِ. وَ أْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ تَكُنْ مِنْ أَهْلِهِ، وَ أَنْكِرِ الْمُنْكَرَ بِيَدِكَ وَلِسَانِكَ وَبَايِنْ مَن فَعَلَهُ بِجُهْدِكَ، وَ جَاهِدْ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ، وَ لَا تَأْخُذْكَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ. وَ خُضِ الْغَمَرَاتِ لِلْحَقِّ حَيْثُ كَانَ، وَتَفَقَّهْ فِي الدِّينِ، وَ عَوِّدْ نَفْسَكَ التَّصَبُّرَ عَلَى الْمَكْرُوهِ، وَنِعْمَ الْخُلُقُ التَّصَبُّرُ فِي الْحَقِّ! وَأَلْجِئْ نَفْسَكَ فِي أُمُورِكَ كُلِّهَا إِلَى إِلٰهِكَ، فَإِنَّكَ تُلْجِئُهَا إِلَى كَهْفٍ حَرِيزٍ، وَ مَانِعٍ عَزِيزٍ. وَ أَخْلِصْ فِي الْمَسْأَلَةِ لِرَبِّكَ فَإِنَّ بِيَدِهِ الْعَطَاءَ وَ الْحِرْمَانَ، وَ أَكْثِرِ الِاسْتِخَارَةَ، وَ تَفَهَّمْ وَصِيَّتِي، وَ لَا تَذْهَبَنَّ عَنْكَ صَفْحاً، فَإِنَّ خَيْرَ الْقَوْلِ مَا نَفَعَ. وَ اعْلَمْ أَنَّهُ لَا خَيْرَ فِي عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَ لَا يُنْتَفَعُ بِعِلْمٍ لَا يَحِقُّ تَعَلُّمُهُ.

أَيْ بُنَيَّ، إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُنِي قَدْ بَلَغْتُ سِنّاً، وَ رَأَيْتُنِي أَزْدَادُ وَهْناً، بَادَرْتُ بِوَصِيَّتِي إِلَيْكَ، وَ أَوْرَدْتُ خِصَالاً مِنْهَا قَبْلَ أَنْ يَعْجَلَ بِي أَجَلِي دُونَ أَنْ أُفْضِيَ إِلَيْكَ بِمَا فِي نَفْسِي أَوْ أَنْ أُنْقَصَ فِي رَأْيِي كَمَا نُقِصْتُ فِي جِسْمِي، أَوْ يَسْبِقَنِي إِلَيْكَ بَعْضُ غَلَبَاتِ

مُستظہر - مدد دینے والا
فجائع - حوادث
باین - الگ ہو جاؤ
غمرات - شدائد
کہف - پناہ گاہ
حریز - محفوظ
استخارہ - طلب خیر
صفح - درگذر
لا یحق - سزاوار نہیں ہے
سن - بزرگی
وہن - کمزوری
افضیٰ الیک - حوالہ کر دوں

(۱) یہ استخارہ وہ نہیں ہے جو ہمارے یہاں تسبیح یا قرآن مجید سے کیا جاتا ہے بلکہ اس کا مقصد ہر مسئلہ میں مالک سے طلب خیر کرتے رہنا اور صرف اپنی رائے اور فکر پر اعتماد نہ کرنا ہے

(۲) اس نقص سے مراد عقل و فکر کی کمزوری نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح حوادث روزگار نے جسم کو کمزور بنا دیا ہے کہیں رائے کو بھی کمزور نہ بنا دیں کہ اس کے اظہار کا موقع نہ رہ جائے یا اس کا اعتبار ختم ہو جائے جس طرح کہ رسول اکرم کو ایسی ہی عمر میں ہذیان گو تصور کیا جانے لگا تھا۔!

میں نے تم کو اپنا ہی ایک حصہ پایا بلکہ تم کو اپنا سراپا وجود سمجھا کہ تمھاری تکلیف میری تکلیف ہے اور تمھاری موت میری موت ہے اس لئے مجھے تمھارے معاملات کی اتنی ہی فکر ہے جتنی اپنے معاملات کی ہوتی ہے اور اسی لئے میں نے یہ تحریر لکھ دی ہے جس کے ذریعہ تمھاری امداد کرنا چاہتا ہوں چاہے میں زندہ رہوں یا مر جاؤں ۔

فرزند ! میں تم کو خوفِ خدا اور اس کے احکام کی پابندی کی وصیت کرتا ہوں ۔ اپنے دل کو اس کی یاد سے آباد رکھنا اور اس کی ریسمانِ ہدایت سے وابستہ رہنا کہ اس سے زیادہ مستحکم کوئی رشتہ تمھارے اور خدا کے درمیان نہیں ہے ۔

اپنے دل کو موعظہ سے زندہ رکھنا اور اس کے خواہشات کو زہد سے مُردہ بنا دینا ۔ اسے یقین کے ذریعہ قوی رکھنا اور حکمت کے ذریعہ نورانی رکھنا ۔ ذکرِ موت کے ذریعہ رام کرنا اور فنا کے ذریعہ قابو میں رکھنا ۔ دنیا کے حوادث سے آگاہ رکھنا اور زمانہ کے حملہ اور لیل و نہار کے تصرفات سے ہوشیار رکھنا ۔ اس پر گذشتہ لوگوں کے اخبار کو پیش کرتے رہنا اور پہلے والوں پر پڑنے والے مصائب کو یاد دلاتے رہنا ۔ ان کے دیار و آثار میں سرگرم سفر رہنا اور یہ دیکھتے رہنا کہ انھوں نے کیا کیا ہے اور کہاں سے کہاں چلے گئے ہیں ۔ کہاں وارد ہوئے ہیں اور کہاں ڈیرہ ڈالا ہے ۔ پھر تم دیکھوگے کہ وہ احباب کی دنیا سے منتقل ہو گئے ہیں اور دیارِ غربت میں وارد ہو گئے ہیں اور گویا کہ عنقریب تم بھی انھیں میں شامل ہو جاؤ گے لہٰذا اپنی منزل کو ٹھیک کر لو اور خبردار آخرت کو دنیا کے عوض فروخت نہ کرنا ۔ جن باتوں کو نہیں جانتے ہو ان کے بارے میں بات نہ کرنا اور جن کے مکلف نہیں ہو ان کے بارے میں گفتگو نہ کرنا ۔ جس راستہ میں گمراہی کا خوف ہو ادھر قدم آگے نہ بڑھانا کہ گمراہی کے تحیر سے پہلے ٹھہر جانا ہولناک مرحلوں میں وارد ہو جانے سے بہتر ہے ۔ نیکیوں کا حکم دیتے رہنا تاکہ اس کے اہل میں شمار ہو اور برائیوں سے اپنے ہاتھ اور زبان کی طاقت سے منع کرتے رہنا اور برائی کرنے والوں سے اپنے امکان بھر دور رہنا ۔ راہِ خدا میں جہاد کا حق ادا کر دینا اور خبردار اس راہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا ۔ حق کی خاطر جہاں بھی ہو سختیوں میں کود پڑنا اور دین کا علم حاصل کرنا ۔ اپنے نفس کو ناخوشگوار حالات میں صبر کا عادی بنا دینا اور یاد رکھنا کہ بہترین اخلاق حق کی راہ میں صبر کرنا ہے ۔ اپنے تمام امور میں پروردگار کی طرف رجوع کرنا کہ اس طرح ایک محفوظ ترین پناہ گاہ کا سہارا لوگے اور بہترین محافظ کی پناہ میں رہوگے ۔ پروردگار سے سوال کرنے میں مخلص رہنا کہ عطا کرنا اور محروم کر دینا اسی کے ہاتھ میں ہے ۔ مالک سے مسلسل طلب خیر کرتے رہنا [۵۱] اور میری وصیت پر غور کرتے رہنا ۔ اس سے پہلو بچا کر گذر نہ جانا کہ بہترین کلام وہی ہے جو فائدہ مند ہو اور یاد رکھو کہ جس علم میں فائدہ نہ ہو اس میں کوئی خیر نہیں ہے اور جو علم سیکھنے کے لائق نہ ہو اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے ۔

فرزند ! میں نے دیکھا کہ اب میرا سن بہت زیادہ ہو چکا ہے اور مسلسل کمزور ہوتا جا رہا ہوں لہٰذا میں نے فوراً یہ وصیت لکھ دی اور ان مضامین کو درج کر دیا کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے دل کی بات تمھارے حوالہ کرنے سے پہلے مجھے موت آ جائے یا جسم کے نقص [۵۲] کی طرح رائے کو کمزور تصور کیا جانے لگے یا وصیت سے پہلے ہی خواہشات کے غلبے اور دنیا کے فتنے تم تک نہ پہنچ جائیں ۔

ضَلَالَةٍ. فَإِنْ أَيْقَنْتَ أَنْ قَدْ صَفَا قَلْبُكَ فَخَشَعَ، وَ تَمَّ رَأْيُكَ فَاجْتَمَعَ، وَكَانَ هَمُّكَ فِي ذٰلِكَ هَمّاً وَاحِداً، فَانْظُرْ فِيمَا فَسَّرْتُ لَكَ. وَ إِنْ لَمْ يَجْتَمِعْ لَكَ مَا تُحِبُّ مِنْ نَفْسِكَ، وَ فَرَاغِ نَظَرِكَ وَ فِكْرِكَ، فَاعْلَمْ أَنَّكَ إِنَّمَا تَخْبِطُ الْعَشْوَاءَ وَ تَتَوَرَّطُ الظَّلْمَاءَ. وَ لَيْسَ طَالِبُ الدِّينِ مَنْ خَبَطَ أَوْ خَلَطَ، وَ الْإِمْسَاكُ عَنْ ذٰلِكَ أَمْثَلُ.

فَتَفَهَّمْ يَا بُنَيَّ وَصِيَّتِي، وَ اعْلَمْ أَنَّ مَالِكَ الْمَوْتِ هُوَ مَالِكُ الْحَيَاةِ، وَ أَنَّ الْخَالِقَ هُوَ الْمُمِيتُ، وَ أَنَّ الْمُفْنِيَ هُوَ الْمُعِيدُ، وَ أَنَّ الْمُبْتَلِيَ هُوَ الْمُعَافِي، وَ أَنَّ الدُّنْيَا لَمْ تَكُنْ لِتَسْتَقِرَّ إِلَّا عَلَى مَا جَعَلَهَا اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنَ النَّعْمَاءِ، وَ الِابْتِلَاءِ، وَ الْجَزَاءِ فِي الْمَعَادِ أَوْ مَا شَاءَ مِمَّا لَا تَعْلَمُ، فَإِنْ أَشْكَلَ عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ فَاحْمِلْهُ عَلَى جَهَالَتِكَ، فَإِنَّكَ أَوَّلُ مَا خُلِقْتَ بِهِ جَاهِلاً ثُمَّ عُلِّمْتَ، وَ مَا أَكْثَرَ مَا تَجْهَلُ مِنَ الْأَمْرِ، وَ يَتَحَيَّرُ فِيهِ رَأْيُكَ، وَ يَضِلُّ فِيهِ بَصَرُكَ ثُمَّ تُبْصِرُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ! فَاعْتَصِمْ بِالَّذِي خَلَقَكَ وَ رَزَقَكَ وَ سَوَّاكَ، وَلْيَكُنْ لَهُ تَعَبُّدُكَ، وَ إِلَيْهِ رَغْبَتُكَ، وَ مِنْهُ شَفَقَتُكَ.

وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ أَحَداً لَمْ يُنْبِئْ عَنِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ كَمَا أَنْبَأَ عَنْهُ الرَّسُولُ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - فَارْضَ بِهِ رَائِداً، وَ إِلَى النَّجَاةِ قَائِداً، فَإِنِّي لَمْ آلُكَ نَصِيحَةً. وَ إِنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ فِي النَّظَرِ لِنَفْسِكَ - وَ إِنِ اجْتَهَدْتَ - مَبْلَغَ نَظَرِي لَكَ.

وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّهُ لَوْ كَانَ لِرَبِّكَ شَرِيكٌ لَأَتَتْكَ رُسُلُهُ، وَ لَرَأَيْتَ آثَارَ مُلْكِهِ وَ سُلْطَانِهِ، وَ لَعَرَفْتَ أَفْعَالَهُ وَ صِفَاتِهِ، وَلٰكِنَّهُ إِلٰهٌ وَاحِدٌ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ. لَا يُضَادُّهُ فِي مُلْكِهِ أَحَدٌ، وَ لَا يَزُولُ أَبَداً. وَ لَمْ يَزَلْ أَوَّلٌ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ بِلَا أَوَّلِيَّةٍ، وَ آخِرٌ بَعْدَ الْأَشْيَاءِ بِلَا نِهَايَةٍ. عَظُمَ عَنْ أَنْ تَثْبُتَ رُبُوبِيَّتُهُ بِإِحَاطَةِ قَلْبٍ أَوْ بَصَرٍ.

فَإِذَا عَرَفْتَ ذٰلِكَ فَافْعَلْ كَمَا يَنْبَغِي لِمِثْلِكَ أَنْ يَفْعَلَهُ فِي صِغَرِ خَطَرِهِ وَ قِلَّةِ مَقْدِرَتِهِ وَ كَثْرَةِ عَجْزِهِ، وَ عَظِيمِ حَاجَتِهِ إِلَى رَبِّهِ، فِي طَلَبِ طَاعَتِهِ وَ الْخَشْيَةِ مِنْ عُقُوبَتِهِ، وَ الشَّفَقَةِ مِنْ سُخْطِهِ. فَإِنَّهُ لَمْ يَأْمُرْكَ إِلَّا بِحَسَنٍ وَ لَمْ يَنْهَكَ إِلَّا عَنْ قَبِيحٍ.

يَا بُنَيَّ إِنِّي قَدْ أَنْبَأْتُكَ عَنِ الدُّنْيَا وَ حَالِهَا، وَ زَوَالِهَا وَ انْتِقَالِهَا، وَ أَنْبَأْتُكَ عَنِ الْآخِرَةِ وَ مَا أُعِدَّ لِأَهْلِهَا فِيهَا، وَ ضَرَبْتُ لَكَ فِيهِمَا الْأَمْثَالَ، لِتَعْتَبِرَ بِهَا، وَ تَحْذُوَ عَلَيْهَا. إِنَّمَا مَثَلُ مَنْ خَبَرَ الدُّنْيَا

عشواء ۔ ضعیف البصر
تورّط ۔ گر پڑنا
امساک ۔ نفس کو روک لینا
امثل ۔ افضل
شَفَقَت ۔ خوف
رَائد ۔ تلاش خیر کرنے والا
لَمْ آلُک ۔ کوتاہی نہیں کی
خَطَر ۔ قدر و منزلت
خَبَرَ ۔ خوب پہچان لیا

① واضح رہے کہ یہ پوری کائنات ایک اکائی ہے جس کا ہر ذرۂ خاک آسمان کے ستاروں سے رابطہ رکھتا ہے اور کوئی چیز دوسرے سے الگ اور جداگانہ نہیں ہے ۔ اور یہی وحدت مخلوق وحدت خالق کی بہترین دلیل ہے ۔ جس کے بعد کسی ادعائے خدائی کرنے والے کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ اپنے کو کسی مخلوق کا خالق یا مالک قرار دیدے اس لئے کہ وہ مخلوق دوسری مخلوقات سے الگ نہیں ہے اور سب ایک سلسلہ میں جڑے ہوئے ہیں ۔ یہ صرف انسان کی جہالت ہے کہ وہ کائنات کے بعض حصوں کو بعض سے الگ سمجھتا ہے اور اس طرح کسی حصۂ کائنات کے خالق اور مالک ہونے کا دعویدار بن جاتا ہے ۔!

② جو قلب و نظر کے اندر سما جائے وہ محدود ہو کر مخلوق ہو جاتا ہے اور خالق کہے جانے کے قابل نہیں رہ جاتا ہے ۔!

پھر اگر تمھیں اطمینان ہو جائے کہ تمھارا دل صاف اور خاشع ہو گیا ہے اور تمھاری رائے تام و کامل ہو گئی ہے اور تمھارے پاس صرف یہی ایک فکر رہ گئی ہے تو جن باتوں کو میں نے واضح کیا ہے ان میں غور و فکر کرنا ورنہ اگر حسب منشا فکر و نظر کا فراغ حاصل نہیں ہوا ہے تو یاد رکھو کہ اس طرح صرف شبکور اونٹنی کی طرح ہاتھ پیر مارتے رہو گے اور اندھیرے میں بھٹکتے رہو گے اور دین کا طلبگار وہ نہیں ہے جو اندھیروں میں ہاتھ پاؤں مارے اور باتوں کو مخلوط کر دے۔ اس سے تو ٹھہر جانا ہی بہتر ہے۔

فرزند! میری وصیت کو سمجھو اور یہ جان لو کہ جو موت کا مالک ہے وہی زندگی کا مالک ہے اور جو خالق ہے وہی موت دینے والا ہے اور جو فنا کرنے والا ہے وہی دوبارہ واپس لانے والا ہے اور جو مبتلا کرنے والا ہے وہی عافیت دینے والا ہے اور یہ دنیا اسی حالت میں مستقر رہ سکتی ہے جس میں مالک نے قرار دیا ہے یعنی نعمت، آزمائش، آخرت کی جزا یا وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو۔ اب اگر اس میں سے کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اسے اپنی جہالت پر محمول کرنا کہ تم ابتدا میں جب پیدا ہوئے ہو تو جاہل ہی پیدا ہوئے ہو۔ بعد میں علم حاصل کیا ہے اور اسی بنا پر مجہولات کی تعداد کثیر ہے جس میں انسانی رائے متحیر رہ جاتی ہے اور نگاہ بہک جاتی ہے اور بعد میں صحیح حقیقت نظر آتی ہے۔ لہٰذا اس مالک سے وابستہ رہو جس نے پیدا کیا ہے۔ روزی دی ہے اور معتدل بنایا ہے۔ اسی کی عبادت کرو، اسی کی طرف توجہ کرو اور اسی سے ڈرتے رہو۔

بیٹا! یہ یاد رکھو کہ تمھیں خدا کے بارے میں اس طرح کی خبریں کوئی نہیں دے سکتا ہے جس طرح رسول اکرمؐ نے دی ہیں لہٰذا ان کو بخوشی اپنا پیشوا اور راہ نجات کا قائد تسلیم کرو۔ میں نے تمھاری نصیحت میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور نہ تم کوشش کے باوجود اپنے بارے میں اتنا سوچ سکتے ہو جتنا میں نے دیکھ لیا ہے۔

فرزند! یاد رکھو اگر خدا کے لئے کوئی شریک بھی ہوتا تو اس کے بھی رسول آتے اور اس کی سلطنت اور حکومت کے بھی آثار دکھائی دیتے اور اس کے افعال و صفات کا بھی کچھ پتہ ہوتا۔ لیکن ایسا کچھ نہیں ہے لہٰذا خدا ایک ہے جیسا کہ اس نے خود بیان کیا ہے۔ اس کے ملک میں اس سے کوئی ٹکرانے والا نہیں ہے اور نہ اس کے لئے کسی طرح کا زوال ہے۔ وہ اولیت کی حدود کے بغیر سب سے اوّل ہے اور کسی انتہا کے بغیر سب سے آخر تک رہنے والا ہے۔ وہ اس بات سے عظیم تر ہے کہ اس کی ربوبیت کا اثبات فکر و نظر کے احاطہ سے کیا جائے۔ اگر تم نے اس حقیقت کو پہچان لیا ہے تو اس طرح عمل کرو جس طرح تم جیسے معمولی حیثیت، قلیل طاقت، کثیر عاجزی اور پروردگار کی طرف اطاعت کی طلب، عتاب کے خوف اور ناراضگی کے اندیشہ میں حاجت رکھنے والے کیا کرتے ہیں۔ اس نے جس چیز کا حکم دیا ہے وہ بہترین ہے اور جس سے منع کیا ہے وہ بدترین ہے۔

فرزند! میں نے تمھیں دنیا۔ اس کے حالات۔ تصرفات، زوال اور انتقال سب کے بارے میں باخبر کر دیا ہے اور آخرت اور اس میں صاحبانِ ایمان کے لئے مہیا نعمتوں کا بھی پتہ بتا دیا ہے اور دونوں کے لئے مثالیں بیان کر دی ہیں تاکہ تم عبرت حاصل کر سکو اور اس سے ہوشیار رہو۔

یاد رکھو کہ جس نے دنیا کو بخوبی پہچان لیا ہے اس کی مثال اس مسافر قوم جیسی ہے

كَمَثَلِ قَوْمٍ سَفْرٍ نَبَا بِهِمْ مَنْزِلٌ جَدِيبٌ، فَأَمُّوا مَنْزِلاً خَصِيباً وَ جَنَاباً مَرِيعاً، فَاحْتَمَلُوا وَعْثَاءَ الطَّرِيقِ، وَ فِرَاقَ الصَّدِيقِ، وَ خُشُونَةَ السَّفَرِ، وَ جُشُوبَةَ الْمَطْعَمِ، لِيَأْتُوا سَعَةَ دَارِهِمْ، وَ مَنْزِلَ قَرَارِهِمْ، فَلَيْسَ يَجِدُونَ لِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ أَلَماً، وَ لَا يَرَوْنَ نَفَقَةً فِيهِ مَغْرَماً. وَ لَا شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِمَّا قَرَّبَهُمْ مِنْ مَنْزِلِهِمْ، وَ أَدْنَاهُمْ مِنْ مَحَلَّتِهِمْ.

وَ مَثَلُ مَنِ اغْتَرَّ بِهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ كَانُوا بِمَنْزِلٍ خَصِيبٍ فَنَبَا بِهِمْ إِلَى مَنْزِلٍ جَدِيبٍ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِمْ وَ لَا أَفْظَعَ عِنْدَهُمْ مِنْ مُفَارَقَةِ مَا كَانُوا فِيهِ إِلَى مَا يَهْجُمُونَ عَلَيْهِ، وَ يَصِيرُونَ إِلَيْهِ.

يَا بُنَيَّ اجْعَلْ نَفْسَكَ مِيزَاناً فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ غَيْرِكَ، فَأَحْبِبْ لِغَيْرِكَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ، وَ اكْرَهْ لَهُ مَا تَكْرَهُ لَهَا، وَ لَا تَظْلِمْ كَمَا لَا تُحِبُّ أَنْ تُظْلَمَ، وَ أَحْسِنْ كَمَا تُحِبُّ أَنْ يُحْسَنَ إِلَيْكَ، وَاسْتَقْبِحْ مِنْ نَفْسِكَ مَا تَسْتَقْبِحُهُ مِنْ غَيْرِكَ، وَارْضَ مِنَ النَّاسِ بِمَا تَرْضَاهُ لَهُمْ مِنْ نَفْسِكَ. وَ لَا تَقُلْ مَا لَا تَعْلَمُ وَ إِنْ قَلَّ مَا تَعْلَمُ، وَ لَا تَقُلْ مَا لَا تُحِبُّ أَنْ يُقَالَ لَكَ.

وَ اعْلَمْ أَنَّ الْإِعْجَابَ ضِدُّ الصَّوَابِ، وَآفَةُ الْأَلْبَابِ. فَاسْعَ فِي كَدْحِكَ، وَ لَا تَكُنْ خَازِناً لِغَيْرِكَ. وَ إِذَا أَنْتَ هُدِيتَ لِقَصْدِكَ فَكُنْ أَخْشَعَ مَا تَكُونُ لِرَبِّكَ.

وَاعْلَمْ أَنَّ أَمَامَكَ طَرِيقاً ذَا مَسَافَةٍ بَعِيدَةٍ، وَ مَشَقَّةٍ شَدِيدَةٍ. وَ أَنَّهُ لَا غِنَى بِكَ فِيهِ عَنْ حُسْنِ الْارْتِيَادِ، وَ قَدْرِ بَلَاغِكَ مِنَ الزَّادِ مَعَ خِفَّةِ الظَّهْرِ، فَلَا تَحْمِلَنَّ عَلَى ظَهْرِكَ فَوْقَ طَاقَتِكَ، فَيَكُونَ ثِقْلُ ذٰلِكَ وَبَالاً عَلَيْكَ، وَ إِذَا وَجَدْتَ مِنْ أَهْلِ الْفَاقَةِ مَنْ يَحْمِلُ لَكَ زَادَكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَيُوَافِيكَ بِهِ غَداً حَيْثُ تَحْتَاجُ إِلَيْهِ فَاغْتَنِمْهُ وَحَمِّلْهُ إِيَّاهُ، وَ أَكْثِرْ مِنْ تَزْوِيدِهِ وَ أَنْتَ قَادِرٌ عَلَيْهِ، فَلَعَلَّكَ تَطْلُبُهُ فَلَا تَجِدُهُ. وَ اغْتَنِمْ مَنِ اسْتَقْرَضَكَ فِي حَالِ غِنَاكَ لِيَجْعَلَ قَضَاءَهُ لَكَ فِي يَوْمِ عُسْرَتِكَ.

وَاعْلَمْ أَنَّ أَمَامَكَ عَقَبَةً كَؤُوداً، الْمُخِفُّ فِيهَا أَحْسَنُ حَالاً مِنَ الْمُثْقِلِ، وَ الْمُبْطِيءُ عَلَيْهَا أَقْبَحُ حَالاً مِنَ الْمُسْرِعِ. وَ أَنَّ مَهْبِطَكَ بِهَا لَا مَحَالَةَ إِمَّا عَلَى جَنَّةٍ أَوْ نَارٍ، فَارْتَدْ لِنَفْسِكَ

سَفْر - مسافرین
نبا المنزل - جس مکان سے دل اچٹ جائے
جدیب - قحط زدہ
جناب - علاقہ
مَریع - سرسبز و شاداب
وَعْثاء - مشقت
جُشُوبہ - بدمزگی
یَہجُم - اچانک وارد ہونا
اِعْجاب - خودپسندی
آفہ - بیماری
کَدْح - انتھک کوشش
ارتیاد - طلب
بلاغ - بقدر کافی
کؤود - دشوار گذار
مُخِف - ہلکے سامان والا
مُثقِل - جس کا بوجھ سنگین ہو
فَارْتَد - آگے آگے بھیج دو

(۱) ایک نقیر اور مفلس کے بارے میں اتنی حسین تعبیر ایک امام معصومؑ کے علاوہ کسی زبان سے نہیں سنی جاسکتی ہے۔

دنیا کے فقراء و مساکین کو ذلیل نگاہوں سے دیکھنے والے اور ان کے ساتھ ذلت کا برتاؤ کرنے والے اس نکتہ کو محسوس کریں کہ وہ فقیر کی امداد اپنی دولت اور بے نیازی کے دور میں کرتے ہیں اور فقیر ان کے کام عسرت و تنگدستی اور فقر و فاقہ کے موقع پر آئے گا لہٰذا اس کا مرتبہ اس غنی اور مالدار سے یقیناً بالاتر ہے۔!

(جس) کا قحط زدہ منزل سے دل اچاٹ ہو جائے اور وہ کسی سرسبز و شاداب علاقہ کا ارادہ کرے اور زحمت راہ۔ فراق احباب، دشواری سفر (بد)مزگی طعام وغیرہ جیسی تمام مصیبتیں برداشت کرے تاکہ وسیع گھر اور قرار کی منزل تک پہونچ جائے کہ ایسے لوگ ان تمام باتوں (میں) کسی تکلیف کا احساس نہیں کرتے اور نہ اس راہ میں خرچ کو نقصان تصور کرتے ہیں اور ان کی نظر میں اس سے زیادہ محبوب (کو)ئی شے نہیں ہے جو انھیں منزل سے قریب تر کر دے اور اپنے مرکز تک پہونچا دے۔

اور اس دنیا سے دھوکہ کھا جانے والوں کی مثال اس قوم کی ہے جو سرسبز و شاداب مقام پر رہے اور وہاں سے (د)ل اُچٹ جائے تو قحط زدہ علاقہ کی طرف چلی جائے کہ اس کی نظر میں قدیم حالات کے چھٹ جانے سے زیادہ ناگوار اور دشوار گذار (ک)وئی شے نہیں ہے کہ اب جس منزل پر وارد ہوئے ہیں اور جہاں تک پہونچے ہیں وہ کسی قیمت پر اختیار کرنے کے قابل نہیں ہے۔

بیٹا! دیکھو اپنے اور غیر کے درمیان میزان اپنے نفس کو قرار دو اور دوسرے کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند (ک)رسکتے ہو اور اس کے لئے بھی وہ بات ناپسند کرو جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو۔ کسی پر ظلم نہ کرنا کہ اپنے اوپر ظلم پسند نہیں (ک)رتے ہو اور ہر ایک کے ساتھ نیکی کرنا جس طرح چاہتے ہو کہ سب تمھارے ساتھ نیک برتاؤ کریں اور جس چیز کو دوسرے (کے لئ)ے برا سمجھتے ہو اسے اپنے لئے بھی برا ہی تصوّر کرنا۔ لوگوں کی اس بات سے راضی ہو جانا جس سے اپنی بات سے لوگوں کو (ر)اضی کرنا چاہتے ہو۔ بلا علم کوئی بات زبان سے نہ نکالنا اگرچہ تمھارا علم بہت کم ہے اور کسی کے بارے میں وہ بات نہ کہنا (ج)و اپنے بارے میں پسند نہ کرتے ہو۔

یاد رکھو کہ خود پسندی راہ صواب کے خلاف اور عقلوں کی بیماری ہے لہٰذا اپنی کوشش تیز تر کرو اور اپنے مال کو دوسروں (کے لئے) ذخیرہ نہ بناؤ اور اگر درمیانی راستہ کی ہدایت مل جائے تو اپنے رب کے سامنے سب سے زیادہ خضوع و خشوع سے (پ)یش آنا۔

اور یاد رکھو کہ تمھارے سامنے وہ راستہ ہے جس کی مسافت بعید اور مشقت شدید ہے اس میں تم بہترین زاد راہ کی (ت)لاش اور بقدر ضرورت زاد راہ کی فراہمی سے بے نیاز ہو سکتے ہو۔ البتہ بوجھ ہلکا رکھو اور اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پشت (پ)ر بوجھ مت لادو کہ یہ گراں باری ایک وبال بن جائے اور پھر جب کوئی فقیر مل جائے اور تمھارے زاد راہ کو قیامت تک (پ)ہونچا سکتا ہو اور کل وقت ضرورت مکمل طریقہ سے تمھارے حوالے کر سکتا ہو تو اسے غنیمت سمجھو اور مال اسی کے حوالے کر دو اور زیادہ سے زیادہ اس کو دے دو کہ شائد بعد میں تلاش کرو اور وہ نہ مل سکے اور اسے بھی غنیمت سمجھو جو تمھاری دولتمندی کے دور میں تم سے قرض مانگے تاکہ اس دن ادا کر دے جب تمھاری غربت کا دن ہو۔

اور یاد رکھو کہ تمھارے سامنے بڑی دشوار گذار منزل ہے جس میں ہلکے بوجھ والا سنگین بار والے سے کہیں زیادہ بہتر ہوگا اور دھیرے چلنے والا تیز رفتار سے کہیں زیادہ بدحال ہوگا اور تمھاری منزل بہرحال جنت یا جہنم ہے لہٰذا اپنے نفس کے لئے منزل سے پہلے

وَ طَرِيقٍ إِلَىٰ الْآخِرَةِ، وَ أَنَّكَ طَرِيدُ الْمَوْتِ الَّذِي لَا يَنْجُو مِنْهُ هَارِبُهُ، وَ لَا يَفُوتُهُ طَالِبُهُ، وَ لَا بُدَّ أَنَّهُ مُدْرِكُهُ، فَكُنْ مِنْهُ عَلَىٰ حَذَرِ أَنْ يُدْرِكَكَ وَ أَنْتَ عَلَىٰ حَالٍ سَيِّئَةٍ، قَدْ كُنْتَ تُحَدِّثُ نَفْسَكَ مِنْهَا بِالتَّوْبَةِ، فَيَحُولَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ ذٰلِكَ، فَإِذَا أَنْتَ قَدْ أَهْلَكْتَ نَفْسَكَ.

ذكر الموت

يَا بُنَيَّ أَكْثِرْ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ، وَ ذِكْرِ مَا تَهْجُمُ عَلَيْهِ، وَ تُفْضِي بَعْدَ الْمَوْتِ إِلَيْهِ، حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ وَ قَدْ أَخَذْتَ مِنْهُ حِذْرَكَ، وَ شَدَدْتَ لَهُ أَزْرَكَ، وَ لَا يَأْتِيَكَ بَغْتَةً فَيَبْهَرَكَ. وَ إِيَّاكَ أَنْ تَغْتَرَّ بِمَا تَرَىٰ مِنْ إِخْلَادِ أَهْلِ الدُّنْيَا إِلَيْهَا، وَ تَكَالُبِهِمْ عَلَيْهَا، فَقَدْ نَبَّأَكَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَ نَعَتْ هِيَ لَكَ عَنْ نَفْسِهَا، وَ تَكَشَّفَتْ لَكَ عَنْ مَسَاوِيهَا، فَإِنَّمَا أَهْلُهَا كِلَابٌ عَاوِيَةٌ، وَ سِبَاعٌ ضَارِيَةٌ يَهِرُّ بَعْضُهَا عَلَىٰ بَعْضٍ، وَ يَأْكُلُ عَزِيزُهَا ذَلِيلَهَا، وَ يَقْهَرُ كَبِيرُهَا صَغِيرَهَا. نَعَمٌ مُعَقَّلَةٌ (مغفّلة)، وَ أُخْرَىٰ مُهْمَلَةٌ، قَدْ أَضَلَّتْ عُقُولَهَا، وَ رَكِبَتْ مَجْهُولَهَا. سُرُوحُ عَاهَةٍ بِوَادٍ وَعْثٍ، لَيْسَ لَهَا رَاعٍ يُقِيمُهَا، وَ لَا مُسِيمٌ يُسِيمُهَا. سَلَكَتْ بِهِمُ الدُّنْيَا طَرِيقَ الْعَمَىٰ، وَأَخَذَتْ بِأَبْصَارِهِمْ عَنْ مَنَارِ الْهُدَىٰ، فَتَاهُوا فِي حَيْرَتِهَا، وَ غَرِقُوا فِي نِعْمَتِهَا، وَ اتَّخَذُوهَا رَبّاً، فَلَعِبَتْ بِهِمْ وَ لَعِبُوا بِهَا، وَ نَسُوا مَا وَرَاءَهَا.

الترفق في الطلب

رُوَيْداً يُسْفِرُ الظَّلَامُ، كَأَنْ قَدْ وَرَدَتِ الْأَظْعَانُ؛ يُوشِكُ مَنْ أَسْرَعَ أَنْ يَلْحَقَ! وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ مَنْ كَانَتْ مَطِيَّتُهُ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ، فَإِنَّهُ يُسَارُ بِهِ وَ إِنْ كَانَ وَاقِفاً، وَ يَقْطَعُ الْمَسَافَةَ وَ إِنْ كَانَ مُقِيماً وَادِعاً.

وَ اعْلَمْ يَقِيناً أَنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ أَمَلَكَ، وَ لَنْ تَعْدُوَ أَجَلَكَ، وَ أَنَّكَ فِي سَبِيلِ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ. فَخَفِّضْ فِي الطَّلَبِ، وَ أَجْمِلْ فِي الْمُكْتَسَبِ، فَإِنَّهُ رُبَّ طَلَبٍ قَدْ جَرَّ إِلَىٰ حَرَبٍ؛ فَلَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ بِمَرْزُوقٍ، وَ لَا كُلُّ مُجْمِلٍ بِمَحْرُومٍ. وَ أَكْرِمْ نَفْسَكَ عَنْ كُلِّ دَنِيَّةٍ وَ إِنْ

حِذر - سامان حفاظت
اَزر - قوت
بَہَرَ - غالب آگیا
اِخلَاد - چپکے رہنا
تَکالُب - ٹوٹ پڑنا
نَعَتْ - سنائی سنادی ہے
ضاریہ - پھاڑ کھانے والے
یَہِر - شور مچاتے ہیں
نَعَم - اونٹ
مُعَقّلہ - بندھے ہوئے
اَضلّت - گم کردیا
مجہول - نا شناختہ راستہ
سُروح - آوارہ چرنے والے
عَاہہ - آفت
وَعث - دشوار گذار
مُسِیم - چرانے والا
یُسفِر - روشن ہوجائے
اظعان - محلیں
وَادع - مطمئن
خَفِّض - نرمی کرو
اَجمِل - قاعدہ سے کام کرو
حَرَب - تلف مال
دَنِیّہ - پستی

اور تم آخرت کے راستہ پر ہو۔ موت تمھارا پیچھا کئے ہوئے ہے جس سے کوئی بھاگنے والا بچ نہیں سکتا ہے اور اس کے ہاتھ سے نکل نہیں سکتا ہے۔ وہ بہرحال اسے پالے گی۔ لہٰذا اس کی طرف سے ہوشیار رہو کہ وہ تمھیں کسی بُرے حال میں پکڑ لے اور تم خالی توبہ کے لئے سوچتے ہی رہ جاؤ اور وہ تمھارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے کہ اس طرح گویا تم نے اپنے نفس کو ہلاک کر دیا۔

فرزند! موت کو برابر یاد کرتے رہو اور ان حالات کو یاد کرتے رہو جن پر اچانک وارد ہونا ہے اور جہاں تک موت کے بعد جانا ہے تاکہ وہ تمھارے پاس آئے تو تم احتیاطی سامان کر چکے ہو اور اپنی طاقت کو مضبوط بنا چکے ہو اور وہ اچانک آکر تم پر قبضہ نہ کر لے اور خبردار اہل دنیا کو دنیا کی طرف جھکتے اور اس پر مرتے دیکھ کر تم دھوکہ میں نہ آجانا کہ پروردگار تمھیں اس کے بارے میں بتا چکا ہے اور وہ خود بھی اپنے مصائب سنا چکی ہے اور اپنی بُرائیوں کو واضح کر چکی ہے۔ دنیا دار افراد صرف بھونکنے والے کتے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں جہاں ایک دوسرے پر بھونکتا ہے اور طاقت والا کمزور کو کھا جاتا ہے اور بڑا چھوٹے کو کچل ڈالتا ہے۔ یہ سب جانور ہیں جن میں بعض بندھے ہوئے ہیں اور بعض آوارہ — جنھوں نے اپنی عقلیں گم کر دی ہیں اور نامعلوم راستہ پر چل پڑے ہیں۔ گویا دشوار گذار وادیوں میں مصیبتوں میں چرنے والے ہیں جہاں نہ کوئی چرواہا ہے جو سیدھے راستہ پر لگا سکے اور نہ کوئی چرانے والا ہے جو انھیں چرا سکے۔ دنیا نے انھیں گمراہی کے راستہ پر ڈال دیا ہے اور ان کی بصارت کو منارۂ ہدایت کے مقابلہ میں سلب کر لیا ہے اور وہ حیرت کے عالم میں سرگرداں ہیں اور نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ دنیا کو اپنا معبود بنا لیا ہے اور وہ ان سے کھیل رہی ہے اور وہ اس سے کھیل رہے ہیں اور سب نے آخرت کو یکسر بھُلا دیا ہے۔

ٹھہرو! اندھیرے کو چھٹنے دو۔ ایسا محسوس ہوگا جیسے قافلے آخرت کی منزل میں اُتر چکے ہیں اور قریب ہے کہ تیز رفتار افراد اگلے لوگوں سے ملحق ہو جائیں۔

فرزند! یاد رکھو کہ جو شب و روز کی سواری پر سوار ہے وہ گویا سرگرم سفر ہے چاہے ٹھہرا ہی کیوں نہ رہے اور مسافت قطع کر رہا ہے چاہے اطمینان سے مقیم ہی کیوں نہ رہے۔ یہ بات یقین کے ساتھ سمجھ لو کہ تم نہ ہر امید کو پا سکتے ہو اور نہ اجل سے آگے جا سکتے ہو۔ تم اگلے لوگوں کے راستہ ہی پر چل رہے ہو لہٰذا طلب میں نرم رفتاری سے کام لو اور کسب معاش میں میانہ روی اختیار کرو۔ ورنہ بہت سی طلب انسان کو مال کی محرومی تک پہونچا دیتی ہے اور ہر طلب کرنے والا کامیاب بھی نہیں ہوتا ہے اور نہ ہر اعتدال سے کام لینے والا محروم ہی ہوتا ہے۔ اپنے نفس کو ہر طرح کی پستی سے بلند تر رکھو چاہے وہ پستی پسندیدہ اشیاء تک پہونچا ہی کیوں نہ دے۔

لہ بہترین فلسفۂ حیات اور بلیغ ترین موعظہ ہے اگر انسان فکر سلیم اور عقل مستقیم رکھتا ہو۔ ہر گذرنے والا دن اور ہر بیت جانے والی رات انسان کی زندگی میں سے ایک حصہ کم کر دیتی ہے اور اس طرح انسان مسلسل سرگرم سفر ہے اگرچہ مکانی اعتبار سے اپنی جگہ پر مقیم ہے اور حرکت بھی نہیں کر رہا ہے۔ حرکت صرف مکان ہی میں نہیں ہوتی ہے۔ زمان میں بھی ہوتی ہے اور یہی حرکت انسان کو سرحد موت تک لے جاتی ہے۔!

سَاقَتْكَ إِلَى الرَّغَائِبِ، فَإِنَّكَ لَنْ تَعْتَاضَ بِمَا تَبْذُلُ مِنْ نَفْسِكَ عِوَضاً. وَ لَا تَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَ قَدْ جَعَلَكَ اللّٰهُ حُرّاً. وَ مَا خَيْرُ خَيْرٍ لَا يُنَالُ إِلَّا بِشَرٍّ، وَ يُسْرٍ لَا يُنَالُ إِلَّا بِعُسْرٍ؟!

وَ إِيَّاكَ أَنْ تُوجِفَ بِكَ مَطَايَا الطَّمَعِ، فَتُورِدَكَ مَنَاهِلَ الْهَلَكَةِ. وَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَلَّا يَكُونَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللّٰهِ ذُو نِعْمَةٍ فَافْعَلْ، فَإِنَّكَ مُدْرِكٌ قَسْمَكَ، وَ آخِذٌ سَهْمَكَ، وَ إِنَّ الْيَسِيرَ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ أَعْظَمُ وَ أَكْرَمُ مِنَ الْكَثِيرِ مِنْ خَلْقِهِ وَ إِنْ كَانَ كُلٌّ مِنْهُ.

وصايا شتى

وَ تَلَافِيكَ مَا فَرَطَ مِنْ صَمْتِكَ أَيْسَرُ مِنْ إِدْرَاكِكَ مَا فَاتَ مِنْ مَنْطِقِكَ، وَ حِفْظُ مَا فِي الْوِعَاءِ بِشَدِّ الْوِكَاءِ، وَ حِفْظُ مَا فِي يَدَيْكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ طَلَبِ مَا فِي يَدَيْ غَيْرِكَ. وَ مَرَارَةُ الْيَأْسِ خَيْرٌ مِنَ الطَّلَبِ إِلَى النَّاسِ، وَ الْحِرْفَةُ مَعَ الْعِفَّةِ خَيْرٌ مِنَ الْغِنَىٰ مَعَ الْفُجُورِ، وَ الْمَرْءُ أَحْفَظُ لِسِرِّهِ، وَ رُبَّ سَاعٍ فِيمَا يَضُرُّهُ! مَنْ أَكْثَرَ أَهْجَرَ، وَ مَنْ تَفَكَّرَ أَبْصَرَ. قَارِنْ أَهْلَ الْخَيْرِ تَكُنْ مِنْهُمْ، وَبَايِنْ أَهْلَ الشَّرِّ تَبِنْ عَنْهُمْ. بِئْسَ الطَّعَامُ الْحَرَامُ! وَ ظُلْمُ الضَّعِيفِ أَفْحَشُ الظُّلْمِ. إِذَا كَانَ الرِّفْقُ خُرْقاً كَانَ الْخُرْقُ رِفْقاً. رُبَّمَا كَانَ الدَّوَاءُ دَاءً، وَ الدَّاءُ دَوَاءً. وَ رُبَّمَا نَصَحَ غَيْرُ النَّاصِحِ، وَ غَشَّ الْمُسْتَنْصَحُ. وَ إِيَّاكَ وَ الِاتِّكَالَ عَلَى الْمُنَىٰ فَإِنَّهَا بَضَائِعُ النَّوْكَىٰ، وَ الْعَقْلُ حِفْظُ التَّجَارِبِ، وَ خَيْرُ مَا جَرَّبْتَ مَا وَعَظَكَ. بَادِرِ الْفُرْصَةَ قَبْلَ أَنْ تَكُونَ غُصَّةً. لَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ يُصِيبُ، وَ لَا كُلُّ غَائِبٍ يَؤُوبُ. وَ مِنَ الْفَسَادِ (المفسدة) إِضَاعَةُ الزَّادِ، وَ مَفْسَدَةُ الْمَعَادِ.

وَ لِكُلِّ أَمْرٍ عَاقِبَةٌ، سَوْفَ يَأْتِيكَ مَا قُدِّرَ لَكَ. التَّاجِرُ مُخَاطِرٌ، وَ رُبَّ يَسِيرٍ أَنْمَىٰ مِنْ كَثِيرٍ! لَا خَيْرَ فِي مُعِينٍ مَهِينٍ، وَ لَا فِي صَدِيقٍ ظَنِينٍ. سَاهِلِ الدَّهْرَ مَا ذَلَّ لَكَ قَعُودُهُ، وَ لَا تُخَاطِرْ بِشَيْءٍ رَجَاءَ أَكْثَرَ مِنْهُ، وَ إِيَّاكَ أَنْ تَجْمَحَ بِكَ مَطِيَّةُ اللَّجَاجِ.

أَحْمِلْ نَفْسَكَ مِنْ أَخِيكَ عِنْدَ صَرْمِهِ عَلَى الصِّلَةِ، وَ عِنْدَ

رغائب - پسندیدہ اشیاء
یُسر - سہولت
عُسر - تنگی
تُوجِف - تیز رفتاری کرے
مَطَایا - جمع مطیّہ (سواری)
مَناہل - چشمے
ہلکہ - ہلاکت
تَلافِی - تدارک
فَرَطَ - کوتاہی ہوگئی
شَدّ وکاء - منھ بند کر دینا
اَہجَرَ - ہذیان بکنے لگتا ہے
خُرق - شدت
مُستنصَح - جس سے نصیحت طلب کی جائے
مُنیٰ - امیدیں
نوکیٰ - جمع انوک (احمق)
مَہین - حقیر
ظَنین - متہم
سَاہِلِ الدہر - سہولت کا برتاؤ کرو
قَعود - جو اونٹ بٹھا دیا جائے
مَطیّہ - سواری
لَجَاج - جھگڑا
صَرم - قطع
صِلہ - تعلق

س لئے کہ جو عزت نفس دے دوگے اس کا کوئی بدل نہیں مل سکتا اور خبردار کسی کے غلام نہ بن جانا جب کہ پروردگار نے تمھیں آزاد قرار دیا ہے ۔ دیکھو اس خیر میں کوئی خیر نہیں ہے جو شر کے ذریعہ حاصل ہو اور وہ آسانی آسانی نہیں ہے جو دشواری کے راستہ سے ملے ۔

خبردار طمع کی سواریاں تیز رفتاری دکھلا کر تمھیں ہلاکت کے چشموں پر نہ وارد کر دیں اور اگر ممکن ہو کہ تمھارے اور خدا کے درمیان کوئی صاحب نعمت نہ آنے پائے تو ایسا ہی کرو کہ تمھیں تمھارا حصہ بہرحال ملنے والا ہے اور اپنا نصیب بہرحال لینے والے ہو اور اللہ کی طرف سے تھوڑا بھی مخلوقات کے بہت سے زیادہ بہتر ہوتا ہے ۔ اگرچہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے ۔

خاموشی سے پیدا ہونے والی کوتاہی کی تلافی کر لینا گفتگو سے ہونے والے نقصان کے تدارک سے آسان تر ہے۔ برتن کے اندر کا سامان منھ بند کر کے محفوظ کیا جاتا ہے اور اپنے ہاتھ کی دولت کا محفوظ کر لینا دوسرے کے ہاتھ کی نعمت کے طلب کرنے سے زیادہ بہتر ہے ۔ مایوسی کی تلخی کو برداشت کرنا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے اور پاکدامانی کے ساتھ محنت مشقت کرنا فسق و فجور کے ساتھ مالداری سے بہتر ہے ۔

ہر انسان اپنے راز کو دوسروں سے زیادہ محفوظ رکھ سکتا ہے اور بہت سے لوگ ہیں جو اس امر کے لئے دوڑ رہے ہیں جو ان کے لئے نقصان دہ ہے ۔ زیادہ بات کرنے والا بکواس کرنے لگتا ہے اور غور و فکر کرنے والا بصیر ہو جاتا ہے ۔ اہل خیر کے ساتھ رہو تاکہ انھیں میں شمار ہو اور اہل شر سے الگ رہو تاکہ ان سے الگ حساب کئے جاؤ ۔ بدترین طعام مال حرام ہے اور بدترین ظلم کمزور آدمی پر ظلم ہے ۔ نرمی نامناسب ہو تو سختی ہی مناسب ہے ۔ کبھی کبھی دوا مرض بن جاتی ہے اور مرض دوا اور کبھی کبھی غیر مخلص بھی نصیحت کی بات کر دیتا ہے اور کبھی کبھی مخلص بھی خیانت سے کام لے لیتا ہے ۔ دیکھو خبردار خواہشات پر اعتماد نہ کرنا کہ یہ احمقوں کا سرمایہ ہیں ۔ عقلمندی تجربات کے محفوظ رکھنے میں ہے اور بہترین تجربہ وہی ہے جس سے نصیحت حاصل ہو ۔ فرصت سے فائدہ اٹھاؤ قبل اس کے کہ رنج و اندوہ کا سامنا کرنا پڑے ۔ ہر طلبگار مطلوب کو حاصل بھی نہیں کرتا ہے اور ہر غائب پلٹ کر بھی نہیں آتا ہے ۔

فساد کی ایک قسم زادِ راہ کا ضائع کر دینا اور عاقبت کو برباد کر دینا بھی ہے ۔ ہر امر کی ایک عاقبت ہے اور عنقریب وہ تمھیں مل جائے گا جو تمھارے لئے مقدر ہوا ہے ۔ تجارت کرنے والا وہی ہوتا ہے جو مال کو خطرہ میں ڈال سکے۔ بسا اوقات تھوڑا مال زیادہ سے زیادہ بابرکت ہوتا ہے ۔ اُس مددگار میں کوئی خیر نہیں ہے جو ذلیل ہو اور وہ دوست بیکار ہے جو بدنام ہو ۔ زمانہ کے ساتھ سہولت کا برتاؤ کرو جب تک اس کا اونٹ قابو میں رہے اور کسی چیز کو اس سے زیادہ کی امید میں خطرہ میں مت ڈالو ۔ خبردار کہیں دشمنی اور عناد کی سواری تم سے منھ زوری نہ کرنے لگے ۔

اپنے نفس کو اپنے بھائی کے بارے میں قطع تعلق کے مقابلہ میں تعلقات' اعراض کے مقابلہ میں مہربانی ۔

صُدُودِهِ عَلَىٰ اللَّطَفِ وَ الْمُقَارَبَةِ، وَ عِنْدَ جُمُودِهِ عَلَىٰ الْبَذْلِ، وَ عِنْدَ تَبَاعُدِهِ عَلَىٰ الدُّنُوِّ، وَ عِنْدَ شِدَّتِهِ عَلَىٰ اللِّينِ، وَ عِنْدَ جُرْمِهِ عَلَىٰ الْعُذْرِ، حَتَّىٰ كَأَنَّكَ لَهُ عَبْدٌ، وَ كَأَنَّهُ ذُو نِعْمَةٍ عَلَيْكَ. وَ إِيَّاكَ أَنْ تَضَعَ ذٰلِكَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ، أَوْ أَنْ تَفْعَلَهُ بِغَيْرِ أَهْلِهِ. لَا تَتَّخِذَنَّ عَدُوَّ صَدِيقِكَ صَدِيقاً فَتُعَادِيَ صَدِيقَكَ، وَ امْحَضْ أَخَاكَ النَّصِيحَةَ، حَسَنَةً كَانَتْ أَوْ قَبِيحَةً، وَ تَجَرَّعِ الْغَيْظَ فَإِنِّي لَمْ أَرَ جُرْعَةً أَحْلَىٰ مِنْهَا عَاقِبَةً، وَ لَا أَلَذَّ مَغَبَّةً. وَ لِنْ لِمَنْ غَالَظَكَ، فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَلِينَ لَكَ. وَ خُذْ عَلَىٰ عَدُوِّكَ بِالْفَضْلِ فَإِنَّهُ أَحْلَىٰ (احد) الظَّفَرَيْنِ. وَ إِنْ أَرَدْتَ قَطِيعَةَ أَخِيكَ فَاسْتَبْقِ لَهُ مِنْ نَفْسِكَ بَقِيَّةً يَرْجِعُ إِلَيْهَا إِنْ بَدَا لَهُ ذٰلِكَ يَوْماً مَّا. وَ مَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْراً فَصَدِّقْ ظَنَّهُ، وَ لَا تُضِيعَنَّ حَقَّ أَخِيكَ اتِّكَالاً عَلَىٰ مَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكَ بِأَخٍ مَنْ أَضَعْتَ حَقَّهُ. وَ لَا تَكُنْ أَهْلُكَ أَشْقَىٰ الْخَلْقِ بِكَ، وَ لَا تَرْغَبَنَّ فِيمَنْ زَهِدَ عَنْكَ، وَ لَا يَكُونَنَّ أَخُوكَ أَقْوَىٰ عَلَىٰ قَطِيعَتِكَ مِنْكَ عَلَىٰ صِلَتِهِ، وَ لَا تَكُونَنَّ عَلَىٰ الْإِسَاءَةِ أَقْوَىٰ مِنْكَ عَلَىٰ الْإِحْسَانِ. وَ لَا يَكْبُرَنَّ عَلَيْكَ ظُلْمُ مَنْ ظَلَمَكَ، فَإِنَّهُ يَسْعَىٰ فِي مَضَرَّتِهِ وَ نَفْعِكَ، وَ لَيْسَ جَزَاءُ مَنْ سَرَّكَ أَنْ تَسُوءَهُ. [۱]

وَ اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ الرِّزْقَ رِزْقَانِ: رِزْقٌ تَطْلُبُهُ، وَرِزْقٌ يَطْلُبُكَ، فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَأْتِهِ أَتَاكَ. مَا أَقْبَحَ الْخُضُوعَ عِنْدَ الْحَاجَةِ، وَ الْجَفَاءَ عِنْدَ الْغِنَىٰ! إِنَّمَا لَكَ مِنْ دُنْيَاكَ، مَا أَصْلَحْتَ بِهِ مَثْوَاكَ، وَ إِنْ كُنْتَ جَازِعاً (جزعت) عَلَىٰ مَا تَفَلَّتَ مِنْ يَدَيْكَ، فَاجْزَعْ عَلَىٰ كُلِّ مَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْكَ. اسْتَدِلَّ عَلَىٰ مَا لَمْ يَكُنْ بِمَا قَدْ كَانَ، فَإِنَّ الْأُمُورَ أَشْبَاهٌ؛ وَ لَا تَكُونَنَّ مِمَّنْ لَا تَنْفَعُهُ الْعِظَةُ إِلَّا إِذَا بَالَغْتَ فِي إِيلَامِهِ، فَإِنَّ الْعَاقِلَ يَتَّعِظُ بِالْآدَابِ، وَ الْبَهَائِمَ (و الجاهل) لَا تَتَّعِظُ إِلَّا بِالضَّرْبِ. اِطْرَحْ عَنْكَ وَارِدَاتِ الْهُمُومِ (الامور) بِعَزَائِمِ الصَّبْرِ وَ حُسْنِ الْيَقِينِ. مَنْ تَرَكَ الْقَصْدَ جَارَ وَ الصَّاحِبُ مُنَاسِبٌ، وَ الصَّدِيقُ مَنْ صَدَقَ غَيْبُهُ. وَ الْهَوَىٰ

صُدود - ترک کر دینا
لَطَفْ - مہربانی
جُمود - بخل
بذل - عطا
غَیظ - غصہ
مَغَبّہ - انجام
لِنْ - نرم ہو جاؤ
غَالَظَ - سختی کرے
مَثوٰی - مقام
تَفَلّتَ - نکل گیا
قَصد - اعتدال
جَارَ - منحرف ہو گیا
غَیب - غیبت
ہوٰی - خواہش نفس

[۱] خدا گواہ ہے کہ تمام دنیا اس عظیم نکتہ کے تصور سے عاجز ہے مقام عمل تو بہت بڑی بات ہے دنیا کے مستضعفین کے لئے اس سے زیادہ سکون و اطمینان کا کوئی سامان نہیں ہو سکتا ہے اور دشمنوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی موعظہ ممکن نہیں ہے کہ جب ظالم تمھاری عاقبت بنا رہا ہے تو تم اس کی دنیا کیوں خراب کر رہے ہو، عاقبت تو اس نے خود ہی خراب کر لی ہے ۔ تمھیں زحمت کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے ۔

بخل کے مقابلہ میں عطا، دوری کے مقابلہ میں قربت، شدت کے مقابلہ میں نرمی اور جرم کے موقع پر معذرت کے لئے آمادہ کر دو گویا کہ تم اس کے بندے ہو اور اس نے تم پر کوئی احسان کیا ہے اور خبردار احسان کو بھی بے محل نہ قرار دینا اور نہ کسی نااہل کے ساتھ احسان کرنا۔ اپنے دشمن کے دوست کو اپنا دوست نہ بنانا کہ تم اپنے دوست کے دشمن ہو جاؤ اور اپنے بھائی کو مخلصانہ نصیحت کرتے رہنا چاہے اسے اچھی لگیں یا بُری۔ غصہ کو پی جاؤ کہ میں نے انجام کار کے اعتبار سے اس سے زیادہ شیریں کوئی گھونٹ نہیں دیکھا ہے اور نہ عاقبت کے لحاظ سے لذیذ تر۔ اور جو تمھارے ساتھ سختی کرے اس کے لئے نرم ہو جاؤ شاید کبھی وہ بھی نرم ہو جائے۔ اپنے دشمن کے ساتھ احسان کرو کہ اس میں دو میں سے ایک کامیابی اور شیریں ترین کامیابی ہے اور اگر اپنے بھائی سے قطع تعلق کرنا چاہو تو اپنے نفس میں اتنی گنجائش رکھو کہ اگر اسے کسی دن واپسی کا خیال پیدا ہو تو واپس آسکے۔ جو تمھارے بارے میں اچھا خیال رکھے اس کے خیال کو غلط نہ ہونے دینا۔ باہمی روابط کی بنا پر کسی بھائی کے حق کو ضائع نہ کرنا کہ جس کے حق کو ضائع کر دیا پھر وہ واقعاً بھائی نہیں ہے اور دیکھو تمھارے گھر والے تمھاری وجہ سے بدبخت نہ ہونے پائیں اور جو تم سے کنارہ کش ہونا چاہے اس کے پیچھے نہ لگے رہو۔ تمھارا کوئی بھائی قطع تعلقات میں تم پر بازی نہ لے جائے اور تم تعلقات مضبوط کر لو اور خبردار بُرائی کرنے میں نیکی کرنے سے زیادہ طاقت کا مظاہرہ نہ کرنا اور کسی ظالم کے ظلم کو بہت بڑا تصور نہ کرنا کہ وہ اپنے کو نقصان پہونچا رہا ہے اور تمھیں فائدہ پہونچا رہا ہے اور جو تمھیں فائدہ پہونچائے اس کی جزا یہ نہیں ہے کہ تم اس کے ساتھ بُرائی کرو۔[1]

اور فرزند! یاد رکھو کہ رزق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رزق وہ ہے جسے تم تلاش کر رہے ہو اور ایک رزق وہ ہے[2] جو تم کو تلاش کر رہا ہے کہ اگر تم اس تک نہ جاؤ گے تو وہ خود تم تک آجائے گا۔ ضرورت کے وقت خضوع و خشوع کا اظہار کس قدر ذلیل ترین بات ہے اور بے نیازی کے عالم میں بدسلوکی کس قدر قبیح حرکت ہے۔ اس دنیا میں تمھارا حصہ اتنا ہی ہے جس سے اپنی عاقبت کا انتظام کر سکو۔ اور کسی چیز کے ہاتھ سے نکل جانے پر پریشانی کا اظہار کرنا ہے تو ہر اس چیز پر بھی فریاد کرو جو تم تک نہیں پہونچی ہے۔ جو کچھ ہو چکا ہے اس کے ذریعہ اس کا پتہ لگاؤ جو ہونے والا ہے کہ معاملات تمام کے تمام ایک ہی جیسے ہیں اور خبردار ان لوگوں میں نہ ہو جاؤ جن پر اس وقت تک نصیحت اثر انداز نہیں ہوتی ہے جب تک پوری طرح تکلیف نہ پہونچائی جائے اس لئے کہ انسان عاقل ادب سے نصیحت حاصل کرتا ہے اور جانور مار پیٹ سے سیدھا ہوتا ہے۔ دنیا میں وارد ہونے والے ہموم و آلام کو صبر کے عزائم اور یقین کے حسن کے ذریعہ رد کر دو۔ یاد رکھو کہ جس نے بھی اعتدال کو چھوڑا وہ منحرف ہو گیا۔ ساتھی ایک طرح کا شریک نسب ہوتا ہے اور دوست وہ ہے جو غیبت میں بھی سچا دوست رہے۔ خواہش اندھے پن کی شریک کار ہوتی ہے۔

[1] اس مسئلہ کا تعلق دنیا میں اخلاقی برتاؤ سے ہے۔ جہاں ظالموں کو اسلامی اخلاقیات سے آگاہ کیا جاتا ہے اور کبھی لشکر معاویہ پر بندش آب کو روک دیا جاتا ہے اور کبھی ابن ملجم کو سیراب کر دیا جاتا ہے۔ ورنہ اگر دین و مذہب خطرہ میں پڑ جائے تو مذہب سے زیادہ عزیز تر کوئی شے نہیں ہے اور ظالموں سے جہاد بھی واجب ہو جاتا ہے۔

[2] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان کی زندگی میں بے شمار ایسے مواقع آتے ہیں جہاں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ جیسے انسان رزق کی تلاش میں نہیں ہے بلکہ رزق انسان کو تلاش کر رہا ہے اور انسان جہاں جہاں جا رہا ہے اس کا رزق اس کے ساتھ جا رہا ہے۔ اور پروردگار نے ایسے واقعات کا انتظام اسی لئے کیا ہے کہ انسان کو اس کی رزاقیت اور ایفائے وعدہ کا یقین ہو جائے اور وہ رزق کی راہ میں عزت نفس یا دار آخرت کو بیچنے کے لئے تیار نہ ہو جائے۔

شَرِيكُ الْعَمَىٰ، وَ رُبَّ بَعِيدٍ أَقْرَبُ مِنْ قَرِيبٍ، وَ قَرِيبٍ أَبْعَدُ مِنْ بَعِيدٍ. وَالْغَرِيبُ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَبِيبٌ. مَنْ تَعَدَّىٰ الْحَقَّ ضَاقَ مَذْهَبُهُ، وَ مَنِ اقْتَصَرَ عَلَىٰ قَدْرِهِ كَانَ أَبْقَىٰ لَهُ. وَ أَوْثَقُ سَبَبٍ أَخَذْتَ بِهِ سَبَبٌ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ. وَ مَنْ لَمْ يُبَالِكَ[1] فَهُوَ عَدُوُّكَ. قَدْ يَكُونُ الْيَأْسُ إِدْرَاكاً، إِذَا كَانَ الطَّمَعُ هَلَاكاً. لَيْسَ كُلُّ عَوْرَةٍ تَظْهَرُ، وَ لَا كُلُّ فُرْصَةٍ تُصَابُ، وَ رُبَّمَا أَخْطَأَ الْبَصِيرُ قَصْدَهُ، وَ أَصَابَ الْأَعْمَىٰ رُشْدَهُ. أَخِّرِ الشَّرَّ فَإِنَّكَ إِذَا شِئْتَ تَعَجَّلْتَهُ، وَ قَطِيعَةُ الْجَاهِلِ تَعْدِلُ صِلَةَ الْعَاقِلِ. مَنْ أَمِنَ الزَّمَانَ خَانَهُ، وَ مَنْ أَعْظَمَهُ أَهَانَهُ. لَيْسَ كُلُّ مَنْ رَمَىٰ أَصَابَ. إِذَا تَغَيَّرَ السُّلْطَانُ تَغَيَّرَ الزَّمَانُ. سَلْ عَنِ الرَّفِيقِ قَبْلَ الطَّرِيقِ، وَ عَنِ الْجَارِ قَبْلَ الدَّارِ. إِيَّاكَ أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْكَلَامِ مَا يَكُونُ مُضْحِكاً، وَ إِنْ حَكَيْتَ ذٰلِكَ عَنْ غَيْرِكَ.

الرأي في المرأة

وَ إِيَّاكَ وَ مُشَاوَرَةَ النِّسَاءِ فَإِنَّ رَأْيَهُنَّ إِلَىٰ أَفْنٍ، وَ عَزْمَهُنَّ إِلَىٰ وَهْنٍ. وَاكْفُفْ عَلَيْهِنَّ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ بِحِجَابِكَ إِيَّاهُنَّ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحِجَابِ أَبْقَىٰ عَلَيْهِنَّ، وَ لَيْسَ خُرُوجُهُنَّ بِأَشَدَّ مِنْ إِدْخَالِكَ مَنْ لَا يُوثَقُ بِهِ عَلَيْهِنَّ، وَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَلَّا يَعْرِفْنَ غَيْرَكَ[2] فَافْعَلْ. وَ لَا تُمَلِّكِ الْمَرْأَةَ مِنْ أَمْرِهَا مَا جَاوَزَ نَفْسَهَا، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ رَيْحَانَةٌ، وَ لَيْسَتْ بِقَهْرَمَانَةٍ. وَ لَا تَعْدُ بِكَرَامَتِهَا نَفْسَهَا، وَ لَا تُطْمِعْهَا فِي أَنْ تَشْفَعَ لِغَيْرِهَا. وَ إِيَّاكَ وَ التَّغَايُرَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِ غَيْرَةٍ، فَإِنَّ ذٰلِكَ يَدْعُو الصَّحِيحَةَ إِلَىٰ السَّقَمِ، وَ الْبَرِيئَةَ إِلَىٰ الرِّيَبِ. وَ اجْعَلْ لِكُلِّ إِنْسَانٍ مِنْ خَدَمِكَ عَمَلاً تَأْخُذُهُ بِهِ، فَإِنَّهُ أَحْرَىٰ أَلَّا يَتَوَاكَلُوا فِي خِدْمَتِكَ.

وَ أَكْرِمْ عَشِيرَتَكَ، فَإِنَّهُمْ جَنَاحُكَ الَّذِي بِهِ تَطِيرُ، وَأَصْلُكَ الَّذِي إِلَيْهِ تَصِيرُ، وَ يَدُكَ الَّتِي بِهَا تَصُولُ.

دعاء

اسْتَوْدِعِ اللّٰهَ دِينَكَ وَ دُنْيَاكَ، وَ اسْأَلْهُ خَيْرَ الْقَضَاءِ لَكَ فِي الْعَاجِلَةِ وَ الْآجِلَةِ، وَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ، وَ السَّلَامُ.

لَم يُبالِك - تمھاری پرواہ نہیں کرتا ہے
تَعَجَّلت - جلدی کرسکتے ہو
اَعظَم - بڑا تصور کیا
اَفَن - نقص
وَہن - کمزوری
قَہرمان - خود مختار حاکم
لا تَعدُ - تجاوز نہ کرو
تَغایُر - غیرت داری
تَواکُل - ایک دوسرے کے حوالے کردینا

(۱) بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ حکام کی طرف اشارہ ہے کہ جو حاکم عوام کی پرواہ نہیں کرتا ہے اسے عوام کے مفادات کا دشمن ہی تصور کیا جاتا ہے۔

(۲) دنیا میں کتنے ہی عیب ہیں جو پس پردہ انجام دیے جاتے ہیں اور کتنے ہی بھیڑیے ہیں جو انسانوں کے بھیس میں نظر آتے ہیں لہٰذا انسان کو ہوشیار رہنا چاہیۓ اور صرف ظاہر پر اعتماد نہ کرلینا چاہیۓ

(۳) یہ ایک عظیم سماجی نکتہ ہے کہ بعض غیرت دار افراد عورتوں کو باہر نہیں جانے دیتے ہیں لیکن سارے خاندان اور غیر خاندان کے افراد کو گھر میں داخلہ کی اجازت دیدیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس طرز عمل کا خطرہ باہر نکلنے سے کم نہیں ہے۔ اگر انسان عقل و ہوش کی دنیا میں زندگی گذار رہا ہے۔

(۴) یہ اس ترقی یافتہ ماحول کی طرف اشارہ ہے جہاں پہلے گھر کی عورتوں کو باہر کے مردوں سے متعارف کرا دیا جاتا ہے اس کے بعد زندگی بھر اس کے نتائج کا مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔

بہت سے دور والے ایسے ہوتے ہیں جو قریب والوں سے قریب تر ہوتے ہیں اور بہت سے قریب والے دور والوں سے زیادہ دور تر ہوتے ہیں۔ غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔ جو حق سے آگے بڑھ جائے اس کے راستے تنگ ہو جاتے ہیں اور جو اپنی حیثیت پر قائم رہتا ہے اس کی عزت باقی رہ جاتی ہے۔ تمہارے ہاتھوں میں مضبوط ترین وسیلہ تمہارا اور خدا کا رشتہ ہے۔ اور جو تمہاری پرواہ نہ کرے وہی تمہارا دشمن ہے[1]۔ کبھی کبھی مایوسی بھی کامیابی بن جاتی ہے جب حرص و طمع موجب ہلاکت ہو۔ ہر عیب ظاہر نہیں ہوا کرتا ہے اور نہ ہر فرصت کا موقع بار بار ملا کرتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آنکھوں والا راستہ سے بھٹک جاتا ہے اور اندھا سیدھے راستہ کو پا لیتا ہے[2]۔ برائی کو پس پشت ڈالتے رہو کہ جب بھی چاہو اس کی طرف بڑھ سکتے ہو۔ جاہل سے قطع تعلق عاقل سے تعلقات کے برابر ہے۔ جو زمانہ کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے زمانہ اس سے خیانت کرتا ہے اور جو اسے بڑا سمجھتا ہے اسے ذلیل کر دیتا ہے۔ ہر تیر انداز کا تیر نشانہ پر نہیں بیٹھتا ہے۔ جب حاکم بدل جاتا ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے۔ رفیق سفر کے بارے میں راستہ پر چلنے سے پہلے دریافت کرو اور ہمسایہ کے بارے میں اپنے گھر سے پہلے خبرگیری کرو۔ خبردار ایسی کوئی بات نہ کرنا جو مضحکہ خیز ہو چاہے دوسروں ہی کی طرف سے نقل کی جائے۔

خبردار۔ عورتوں سے[3] مشورہ نہ کرنا کہ ان کی رائے کمزور اور ان کا ارادہ سست ہوتا ہے۔ انھیں پردہ میں رکھ کر ان کی نگاہوں کو تاک جھانک سے محفوظ رکھو کہ پردہ کی سختی ان کی عزت و آبرو کو باقی رکھنے والی ہے اور ان کا گھر سے نکل جانا غیر معتبر افراد کے اپنے گھر میں داخل کرنے سے زیادہ خطرناک نہیں ہے۔ اگر ممکن ہو کہ وہ تمہارے علاوہ کسی کو نہ پہچانیں تو ایسا ہی کرو اور خبردار انھیں ان کے ذاتی مسائل سے زیادہ اختیارات نہ دو اس لئے کہ عورت ایک پھول ہے اور حاکم و متصرف نہیں ہے۔ اس کے پاس و لحاظ کو اس کی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اور اس میں دوسروں کی سفارش کا حوصلہ نہ پیدا ہونے دو۔ دیکھو خبردار غیرت کے مواقع کے علاوہ غیرت کا اظہار مت کرنا کہ اس طرح اچھی عورت بھی برائی کے راستہ پر چلی جائے گی اور بے عیب بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔

اپنے ہر خادم کے لئے ایک عمل مقرر کر دو جس کا محاسبہ کر سکو کہ یہ بات ایک دوسرے کے حوالہ کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ اپنے قبیلہ کا احترام کرو کہ یہی تمہارے لئے پر پرواز کا مرتبہ رکھتے ہیں اور یہی تمہاری اصل ہیں جن کی طرف تمہاری بازگشت ہے اور تمہارے ہاتھ ہیں جن کے ذریعہ حملہ کر سکتے ہو۔

اپنے دین و دنیا کو پروردگار کے حوالہ کر دو اور اس سے دعا کرو کہ تمہارے حق میں دنیا و آخرت میں بہترین فیصلہ کرے۔ والسلام

---

[1] اس کلام میں مختلف احتمالات پائے جاتے ہیں:

ایک احتمال یہ ہے کہ یہ اس دور کے حالات کی طرف اشارہ ہے جب عورتیں ۹۹ فیصدی جاہل ہوا کرتی تھیں اور ظاہر ہے کہ پڑھے لکھے انسان کا کسی جاہل سے مشورہ کرنا نادانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس میں عورت کی جذباتی فطرت کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے مشورہ میں جذبات کی کارفرمائی کا خطرہ زیادہ ہے لہٰذا اگر کوئی عورت اس نقص سے بلند تر ہو جائے تو اس سے مشورہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تیسرا احتمال یہ ہے کہ اس میں ان مخصوص عورتوں کی طرف اشارہ ہو جن کی رائے پر عمل کرنے سے عالم اسلام کا ایک بڑا حصہ تباہی کے گھاٹ اتر گیا ہے اور آج تک اس تباہی کے اثرات دیکھے جا رہے ہیں۔

۳۲

و من كتاب له (عليه السلام)

الى معاوية

وَأَرْدَيْتَ جِيلاً مِنَ النَّاسِ كَثِيراً، خَدَعْتَهُمْ بِغَيِّكَ، وَأَلْقَيْتَهُمْ فِي مَوْجِ بَحْرِكَ، تَغْشَاهُمُ الظُّلُمَاتُ، وَتَتَلاَطَمُ بِهِمُ الشُّبُهَاتُ، فَجَازُوا عَنْ وِجْهَتِهِمْ، وَنَكَصُوا عَلَى أَعْقَابِهِمْ، وَتَوَلَّوْا عَلَى أَدْبَارِهِمْ، وَعَوَّلُوا عَلَى أَحْسَابِهِمْ، إِلاَّ مَنْ فَاءَ مِنْ أَهْلِ الْبَصَائِرِ، فَإِنَّهُمْ فَارَقُوكَ بَعْدَ مَعْرِفَتِكَ، وَهَرَبُوا إِلَى اللَّهِ مِنْ مُوَازَرَتِكَ، إِذْ حَمَلْتَهُمْ عَلَى الصَّعْبِ، وَعَدَلْتَ بِهِمْ عَنِ الْقَصْدِ. فَاتَّقِ اللَّهَ يَا مُعَاوِيَةُ فِي نَفْسِكَ، وَجَاذِبِ الشَّيْطَانَ قِيَادَكَ، فَإِنَّ الدُّنْيَا مُنْقَطِعَةٌ عَنْكَ، وَالآخِرَةَ قَرِيبَةٌ مِنْكَ، وَالسَّلاَمُ.

۳۳

و من كتاب له (عليه السلام)

الى قثم بن عباس و هو عامله على مكة

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ عَيْنِي ـ بِالْمَغْرِبِ ـ كَتَبَ إِلَيَّ يُعْلِمُنِي أَنَّهُ وُجِّهَ إِلَى الْمَوْسِمِ أُنَاسٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ الْعُمْيِ الْقُلُوبِ، الصُّمِّ الأَسْمَاعِ، الْكُمْهِ الأَبْصَارِ، الَّذِينَ يَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ، وَيُطِيعُونَ الْمَخْلُوقَ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ، وَيَحْتَلِبُونَ الدُّنْيَا دَرَّهَا بِالدِّينِ، وَيَشْتَرُونَ عَاجِلَهَا بِآجِلِ الأَبْرَارِ الْمُتَّقِينَ؛ وَلَنْ يَفُوزَ بِالْخَيْرِ إِلاَّ عَامِلُهُ، وَلاَ يُجْزَى جَزَاءَ الشَّرِّ إِلاَّ فَاعِلُهُ. فَأَقِمْ عَلَى مَا فِي يَدَيْكَ قِيَامَ الْحَازِمِ الصَّلِيبِ، وَالنَّاصِحِ اللَّبِيبِ، التَّابِعِ لِسُلْطَانِهِ، الْمُطِيعِ لإِمَامِهِ. وَإِيَّاكَ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ، وَلاَ تَكُنْ عِنْدَ النَّعْمَاءِ بَطِراً، وَلاَ عِنْدَ الْبَأْسَاءِ فَشِلاً، وَالسَّلاَمُ.

۳٤

و من كتاب له (عليه السلام)

الى محمد بن أبي بكر، لما بلغه توجده من عزله بالأشتر عن مصر، ثم توفي الأشتر في توجهه إلى هناك قبل وصوله إليها

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ بَلَغَنِي مَوْجِدَتُكَ مِنْ تَسْرِيحِ الأَشْتَرِ إِلَى

أَرْدَيْتَ - ہلاک کر دیا ہے
غَيّ - گمراہی
وجہہ - سیدھا راستہ
نَكَصُوا - پلٹ گئے
عَوّلوا - اعتماد کیا
فاء - واپس آگیا
مُوَازَرَہ - بوجھ بٹانا
جاذِب - مقابلہ کرو
قیاد - مہار
عَینی - میرا جاسوس
مَغرِب - بلاد غرب
موسم - زمانۂ حج
کُمہ - پیدائشی اندھے
یحتلبون - دوہتے ہیں
دَرّ - دودھ
صَلیب - شدید
نعماء - آسائش
بطر - اکڑ
بَاساء - شدت
فَشِل - کمزور - بزدل
مَوجِدہ - غصہ
تَجَدّ - تکدر
تسریح - روانہ کرنا

مصادر کتاب ۳۲ الفتوح ابو الحسن المدائنی (متوفیٰ ۲۲۴ھ) شرح نہج البلاغہ ۲ ص ۲۸۱
مصادر کتاب ۳۳ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ۴ ص ۱۲ شرح ابن میثم ۵ ص ۴۷ ، مجمع الامثال ۱ ص ۴۳
مصادر کتاب ۳۴ الفتوح مدائنی ، الغارات ثقفی ، تاریخ طبری (حوادث ۳۸ھ) انساب الاشراف ۲ ص ۳۹۳

۳۲۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے نام)

تم نے لوگوں کی ایک بڑی جماعت کو ہلاک کر دیا ہے کہ انھیں اپنی گمراہی سے دھوکے میں رکھا ہے اور اپنے سمندر کی موجوں کے حوالہ کر دیا ہے ان تاریکیاں انھیں ڈھانپے ہوئے ہیں اور شبہات کے تھپیڑے انھیں تہ و بالا کر رہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راہ حق سے ہٹ گئے اور الٹے پاؤں پلٹ گئے اور پیٹھ پھیر کر چلتے بنے اور اپنے حسب و نسب پر بھروسہ کر بیٹھے علاوہ ان چند اہل بصیرت کے جو واپس آ گئے اور انھوں نے تمھیں پہچاننے کے بعد چھوڑ دیا اور تمھاری حمایت سے بھاگ کر اللہ کی طرف آ گئے جب کہ تم نے انھیں دشواریوں میں مبتلا کر دیا تھا اور راہ اعتدال سے ہٹا دیا تھا۔ لہٰذا اے معاویہ اپنے بارے میں خدا سے ڈرو اور شیطان سے جان چھڑاؤ کہ یہ دنیا بہرحال تم سے الگ ہونے والی ہے اور آخرت بہت قریب ہے۔ والسلام

۳۳۔ آپ کا مکتوب گرامی

(مکہ کے عامل قثم بن عباس[۲] کے نام)

امابعد! میرے مغربی علاقہ کے جاسوس نے مجھے لکھ کر اطلاع دی ہے کہ موسم حج کے لئے شام کی طرف سے کچھ ایسے لوگوں کو بھیجا گیا ہے جو دلوں کے اندھے، کانوں کے بہرے اور آنکھوں کے محروم ضیا ہیں۔ یہ حق کو باطل سے مشتبہ کرنے والے ہیں اور خالق کی نافرمانی کر کے مخلوق کو خوش کرنے والے ہیں۔ ان کا کام دین کے ذریعہ دنیا کو دوہنا ہے اور یہ نیک کردار، پرہیزگار افراد کی آخرت کو دنیا کے ذریعہ خریدنے والے ہیں جب کہ خیر اس کا حصہ ہے جو خیر کا کام کرے اور شر اس کے حصہ میں آتا ہے جو شر کا عمل کرتا ہے۔ دیکھو اپنے منصبی فرائض کے سلسلہ میں ایک تجربہ کار، پختہ کار، مخلص، ہوشیار انسان کی طرح قیام کرنا جو اپنے حاکم کا تابع اور اپنے امام کا اطاعت گذار ہو اور خبردار کوئی ایسا کام نہ کرنا جس کی معذرت کرنا پڑے اور راحت و آرام میں مغرور نہ ہو جانا اور نہ شدت کے مواقع پر کمزوری کا مظاہرہ کرنا۔ والسلام

۳۴۔ آپ کا مکتوب گرامی

(محمد بن ابی بکر[۳] کے نام۔ جب یہ اطلاع ملی کہ وہ اپنی معزولی اور مالک اشتر کے تقرر سے رنجیدہ ہیں اور پھر مالک اشتر مصر پہونچنے سے پہلے انتقال بھی کر گئے)

امابعد! مجھے مالک اشتر کے مصر کی طرف بھیجنے کے بارے میں تمھاری بددلی کی اطلاع ملی ہے

---

[۱] طبری کا بیان ہے کہ حتات مجاشعی ایک جماعت کے ساتھ معاویہ کے دربار میں وارد ہوا معاویہ نے سب کو ایک ایک لاکھ انعام دیا اور حتات کو ستر ہزار۔ تو اس نے اعتراض کیا۔ معاویہ نے کہا کہ میں نے ان سے ان کا دین خریدا ہے۔ حتات نے کہا تو مجھ سے بھی خرید لیجئے؛ یہ سننا تھا کہ معاویہ نے ایک لاکھ پورا کر دیا۔

[۲] قثم عبداللہ بن عباس کے بھائی تھے اور مکہ پر حضرت کے عامل تھے جو حضرت کی شہادت تک اپنے عہدہ پر فائز رہے اور اس کے بعد معاویہ کے دور میں سمرقند میں قتل کر دئے گئے۔

[۳] محمد بن ابی بکر جناب اسماء بنت عمیس کے فرزند تھے۔ جنھوں نے پہلے حضرت جعفر طیار سے عقد کیا اور ان سے جناب عبداللہ بن جعفر پیدا ہوئے۔ اس کے بعد ابوبکر سے عقد کیا جس سے محمد کی ولادت ہوئی اور آخر میں مولائے کائنات سے عقد کیا جس سے یحییٰ پیدا ہوئے اور اس طرح محمد ابوبکر کے فرزند اور حضرت کے پروردہ تھے آپ نے انھیں مصر کا گورنر بنایا۔ اس کے بعد معاویہ اور عمرو عاص کے خطرہ کے پیش نظر ان کی جگہ مالک اشتر کا تقرر کیا لیکن معاویہ نے انھیں راستہ ہی میں زہر دلوا دیا اور اس طرح یہ اپنے عہدہ پر باقی رہ گئے۔ لیکن انھیں معزولی سے جو صدمہ ہوا تھا اس کے تدارک میں حضرت نے یہ خط ارسال فرمایا۔

عَمَلِكَ، وَإِنِّي لَمْ أَفْعَلْ ذٰلِكَ اسْتِبْطَاءً لَكَ فِي الْجَهْدِ، وَلَا ازْدِيَاداً لَكَ فِي الْجِدِّ؛ وَلَوْ نَزَعْتُ مَا تَحْتَ يَدِكَ مِنْ سُلْطَانِكَ، لَوَلَّيْتُكَ مَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ مَؤُونَةً، وَأَعْجَبُ إِلَيْكَ وِلَايَةً.

إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي كُنْتُ وَلَّيْتُهُ أَمْرَ مِصْرَ كَانَ رَجُلاً لَنَا نَاصِحاً، وَعَلَىٰ عَدُوِّنَا شَدِيداً نَاقِماً، فَرَحِمَهُ اللّٰهُ! فَلَقَدِ اسْتَكْمَلَ أَيَّامَهُ، وَلَاقَىٰ حِمَامَهُ، وَنَحْنُ عَنْهُ رَاضُونَ؛ أَوْلَاهُ اللّٰهُ رِضْوَانَهُ، وَضَاعَفَ الثَّوَابَ لَهُ. فَأَصْحِرْ لِعَدُوِّكَ، وَامْضِ عَلَىٰ بَصِيرَتِكَ، وَشَمِّرْ لِحَرْبِ مَنْ حَارَبَكَ، وَادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ، وَأَكْثِرِ الِاسْتِعَانَةَ بِاللّٰهِ يَكْفِكَ مَا أَهَمَّكَ، وَيُعِنْكَ عَلَىٰ مَا يَنْزِلُ بِكَ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

۳۵
ومن كتاب له (عليه السلام)

الى عبدالله بن العباس، بعد مقتل محمد بن أبي بكر

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ مِصْرَ قَدِ افْتُتِحَتْ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ ـ رَحِمَهُ اللّٰهُ ـ قَدِ اسْتُشْهِدَ، فَعِنْدَ اللّٰهِ نَحْتَسِبُهُ وَلَداً نَاصِحاً، وَعَامِلاً كَادِحاً، وَسَيْفاً قَاطِعاً، وَرُكْناً دَافِعاً. وَقَدْ كُنْتُ حَثَثْتُ النَّاسَ عَلَىٰ لَحَاقِهِ، وَأَمَرْتُهُمْ بِغِيَاثِهِ قَبْلَ الْوَقْعَةِ، وَدَعَوْتُهُمْ سِرّاً وَجَهْراً، وَعَوْداً وَبَدْءاً، فَمِنْهُمُ الْآتِي كَارِهاً، وَمِنْهُمُ الْمُعْتَلُّ كَاذِباً، وَمِنْهُمُ الْقَاعِدُ خَاذِلاً. أَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالَىٰ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ فَرَجاً عَاجِلاً؛ فَوَاللّٰهِ لَوْلَا طَمَعِي عِنْدَ لِقَائِي عَدُوِّي فِي الشَّهَادَةِ، وَتَوْطِينِي نَفْسِي عَلَىٰ الْمَنِيَّةِ، لَأَحْبَبْتُ أَلَّا أَلْقَىٰ مَعَ هٰؤُلَاءِ يَوْماً وَاحِداً، وَلَا أَلْتَقِيَ بِهِمْ أَبَداً.

۳۶
و من كتاب له (عليه السلام)

الى أخيه عقيل بن أبي طالب، في ذكر جيش أنفذه الى بعض الأعداء، و هو جواب كتاب كتبه إليه عقيل

فَسَرَّحْتُ إِلَيْهِ جَيْشاً كَثِيفاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَلَمَّا بَلَغَهُ ذٰلِكَ شَمَّرَ

ملی ۔ ولایت
ناقماً ۔ غضبناک
حمام ۔ موت
اَصحِر ۔ نکل پڑو
احتسبہ ۔ خدا سے طالب اجر ہوں
کادح ۔ محنتی

(۱) جناب مالک کے شرف کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ایک امام معصوم نے ان کے کردار کی شہادت دی ہے اور ان کے حق میں رضائے الٰہی اور ثواب آخرت کے لئے دعا کی ہے اور یہ وہ مرتبہ ہے جو ہر کس و ناکس کو حاصل نہیں ہوتا ہے اس کے لئے ایسا ہی جذبۂ قربانی درکار ہوتا ہے جیسا مالک اشتر کے دل میں تھا کہ معاویہ جیسا خونخوار بھی ان کے نام سے لرزتا تھا اور اسی بنا پر مصر پہنچنے سے پہلے انھیں زہر دلوا دیا کہ اسے معلوم تھا کہ محمد بن ابی بکر کے دور حکومت میں اس کی کاروائی چل سکتی ہے لیکن مالک اشتر کے ہوتے ہوئے اس کی سازشیں کامیاب نہیں ہوسکتی ہیں اور مالک کی اسی صلاحیت کے پیش نظر حضرت نے انھیں مصر کا گورنر بنانا چاہا تھا اور انھیں ایک مکمل منشور حکومت سے سرفراز فرمایا تھا۔

مصادر کتاب ۳۵ تاریخ طبری (حوادث ۳۸ھ) الغارات ثقفی، کامل ابن اثیر ۳ ص۱۷۸
مصادر کتاب ۳۶ الغارات، اغانی ۱۵ ص۴۴، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۴۴

بلانکہ میں نے یہ کام اس لئے نہیں کیا کہ تمھیں کام میں کمزور پایا تھا یا تم سے زیادہ محنت کا مطالبہ کرنا چاہا تھا بلکہ اگر میں نے تم سے تمھارے زیراثر اقتدار کو لیا بھی تھا تو تمھیں ایسا کام دینا چاہتا تھا جو تمھارے لئے مشقت کے اعتبار سے آسان ہو اور تمھیں پسند بھی ہو۔

جس شخص کو میں نے مصر کا عامل قرار دیا تھا وہ میرا مرد مخلص اور میرے دشمن کے لئے سخت قسم کا دشمن تھا۔ خدا اس پر رحمت نازل کرے جس نے اپنے دن پورے کر لئے اور اپنی موت سے ملاقات کر لی۔ ہم اس سے بہرحال راضی ہیں۔ اللہ اسے اپنی رضا عنایت فرمائے اور اس کے ثواب کو مضاعف کر دے۔ اب تم دشمن کے مقابلہ میں نکل پڑو اور اپنی بصیرت پر چل پڑو۔ جو تم سے جنگ کرے اس سے جنگ کرنے کے لئے کمر کس لو اور دشمن کو راہ خدا کی دعوت دے دو۔ اس کے بعد اللہ سے مسلسل مدد مانگتے رہو کہ وہی تمھارے لئے ہر اہم میں کافی ہے اور وہی ہر نازل ہونے والی مصیبت میں مدد کرنے والا ہے۔ انشاء اللہ

۳۵۔ آپ کا مکتوب گرامی

(عبداللہ بن عباس کے نام ۔ محمد بن ابی بکر کی شہادت کے بعد)

امابعد! دیکھو مصر پر دشمن کا قبضہ ہو گیا ہے اور محمد بن ابی بکر شہید ہو گئے ہیں (خدا ان پر رحمت نازل کرے) میں ان کی مصیبت کا اجر خدا سے چاہتا ہوں کہ وہ میرے مخلص فرزند اور محنت کش عامل تھے۔ میری تیغ براں اور میرے دفاعی ستون۔ میں نے لوگوں کو ان سے ملحق ہو جانے پر آمادہ کیا تھا اور انھیں حکم دیا تھا کہ جنگ سے پہلے ان کی مدد کو پہونچ جائیں اور انھیں خفیہ اور علانیہ ہر طرح دعوت عمل دی بھی اور بار بار آواز دی تھی لیکن بعض افراد بادل ناخواستہ آئے اور بعض نے جھوٹے بہانے کر دئے۔ کچھ تو میرے حکم کو نظرانداز کر کے گھر ہی میں بیٹھے رہ گئے۔ اب میں پروردگار سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ان کی طرف سے جلد کشائش امر عنایت فرما دے کہ خدا کی قسم اگر مجھے دشمن سے ملاقات کر کے وقت شہادت کی آرزو نہ ہوتی اور میں نے اپنے نفس کو موت کے لئے آمادہ نہ کر لیا ہوتا تو میں ہرگز یہ پسند نہ کرتا کہ ان لوگوں کے ساتھ ایک دن بھی دشمن سے مقابلہ کروں یا خود ان لوگوں سے ملاقات کروں۔

۳۶۔ آپ کا مکتوب گرامی

(اپنے بھائی عقیل کے نام جس میں اپنے بعض لشکروں کا ذکر فرمایا ہے اور یہ درحقیقت عقیل کے مکتوب کا جواب ہے)

پس میں نے اس کی طرف مسلمانوں کا ایک لشکر عظیم روانہ کر دیا اور جب اسے اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے دامن سمیٹ کر فرار اختیار کیا۔

ۖ مسعودی نے مروج الذہب میں ۳۸ھ کے حوادث میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ "معاویہ نے عمرو ابن العاص کی سرکردگی میں ۴ ہزار کا لشکر مصر کی طرف روانہ کیا اور اس میں معاویہ بن خدیج اور ابوالاعور السلمی جیسے افراد کو بھی شامل کر دیا۔ مقام مسناۃ پر محمد بن ابی بکر نے اس لشکر کا مقابلہ کیا لیکن اصحاب کی بیوفائی کی بنا پر میدان چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد دوبارہ مصر کے علاقہ میں رن پڑا اور آخرکار محمد بن ابی بکر کو گرفتار کر لیا گیا اور انھیں بیچ میں ایک گدھے کی کھال میں رکھ کر نذر آتش کر دیا گیا" جس کا حضرت کو بیحد صدمہ ہوا اور آپ نے اس واقعہ کی اطلاع بصرہ کے عامل عبداللہ بن عباس کو کی اور اپنے مکمل جذبات کا اظہار فرما دیا یہانتک کہ اہل عراق کی بیوفائی کی بنیاد پر آرزوئے موت تک کا تذکرہ فرما دیا کہ گویا ایسے افراد کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے ہیں جو راہ خدا میں جہاد کرنا نہ جانتے ہوں۔ اور یہ مولائے کائنات کا درس عمل ہر دور کے لئے ہے کہ جس قوم میں جذبۂ قربانی نہیں ہے۔ علیؑ نہ انھیں دیکھنا پسند کرتے ہیں اور نہ انھیں اپنے شیعوں میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔!

هـارباً، وَنَكَصَ نادِماً، فَلَحِقوهُ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، وَقَدْ طَفَّلَتِ الشَّمْسُ لِلإِيَابِ، فَاقْتَتَلُوا شَيْئاً كَلَا وَلَا، فَمَا كَانَ إِلَّا كَمَوْقِفِ سَاعَةٍ حَتَّى نَجَا جَرِيضاً بَعْدَمَا أُخِذَ مِنْهُ بِالْمُخَنَّقِ، وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُ غَيْرُ الرَّمَقِ، فَلَأْياً بِلَأْيٍ مَا نَجَا. فَدَعْ عَنْكَ قُرَيْشاً وَتَرْكَاضَهُمْ فِي الضَّلَالِ، وَتَجْوَالَهُمْ فِي الشِّقَاقِ، وَجِمَاحَهُمْ فِي التِّيهِ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَجْمَعُوا عَلَى حَرْبِي كَإِجْمَاعِهِمْ عَلَى حَرْبِ رَسُولِ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - قَبْلِي، فَجَزَتْ قُرَيْشاً عَنِّي الْجَوَازِي! فَقَدْ قَطَعُوا رَحِمِي، وَسَلَبُونِي سُلْطَانَ ابْنِ أُمِّي.

وَأَمَّا مَا سَأَلْتَ عَنْهُ مِنْ رَأْيِي فِي الْقِتَالِ، فَإِنَّ رَأْيِي قِتَالُ الْمُحِلِّينَ حَتَّى أَلْقَى اللّٰهَ، لَا يَزِيدُنِي كَثْرَةُ النَّاسِ حَوْلِي عِزَّةً، وَلَا تَفَرُّقُهُمْ عَنِّي وَحْشَةً، وَلَا تَحْسَبَنَّ ابْنَ أَبِيكَ - وَلَوْ أَسْلَمَهُ النَّاسُ - مُتَضَرِّعاً مُتَخَشِّعاً، وَلَا مُقِرّاً لِلضَّيْمِ وَاهِناً، وَلَا سَلِسَ الزِّمَامِ لِلْقَائِدِ، وَلَا وَطِيءَ الظَّهْرِ لِلرَّاكِبِ الْمُتَقَعِّدِ، وَلٰكِنَّهُ كَمَا قَالَ أَخُو بَنِي سُلَيْمٍ:

فَإِنْ تَسْأَلِينِي كَيْفَ أَنْتَ فَإِنَّنِي ... صَبُورٌ عَلَى رَيْبِ الزَّمَانِ صَلِيبُ
يَعِزُّ عَلَيَّ أَنْ تُرَى بِي كَآبَةٌ ... فَيَشْمَتَ عَادٍ أَوْ يُسَاءَ حَبِيبُ

٣٧

و من كلام له (عليه السلام)

الى معاوية

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا أَشَدَّ لُزُومَكَ لِلْأَهْوَاءِ الْمُبْتَدَعَةِ، وَالْحَيْرَةِ الْمُتَّبَعَةِ، مَعَ تَضْيِيعِ الْحَقَائِقِ وَاطِّرَاحِ الْوَثَائِقِ، الَّتِي هِيَ لِلّٰهِ طِلْبَةٌ،

طفّلت - قریب ہو چکا تھا
إیاب - واپسی
لا و لا - فوراً
جریض - رنجیدہ
مخنّق - گلوگرفتہ
لأیا - شدت
ترکاض - دوڑ
تجوال - گردش
شقاق - اختلاف
جماح - منہ زوری
تیہ - گمراہی
جوازی - مکافات
ابن امّی - رسول اکرم
ضیم - ظلم
واہن - ضعیف
سلس - سہل
وطیٔ - نرم
متقعّد - سوار ہونے والا
صلیب - شدید
یعزّ علیّ - سخت ہے
کآبۃ - آثار رنج
عاد - دشمن
متّبعہ - زحمت میں ڈالنے والی
طلبہ - مطلوب

مصادر کتاب ۳۷ شرح ابن ابی الحدید ۴ ص۵۷، شرح ابن میثم بحرانی ۵ ص۸۱، احتجاج طبرسی ص۹۷

اور پشیمان ہو کر پیچھے ہٹ گیا تو ہمارے لشکر نے اسے راستہ میں جالیا جب کہ سورج ڈوبنے کے قریب تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں ایک مختصر جھڑپ ہوئی اور ایک ساعت نہ گذرنے پائی تھی کہ اس نے بھاگ کر نجات حاصل کرلی جب کہ اسے گلے سے پکڑا جا چکا تھا اور چند سانسوں کے علاوہ کچھ باقی نہ رہ گیا تھا۔ اس طرح بڑی مشکل سے اس نے جان بچائی لہٰذا اب قریش اور گمراہی میں ان کی تیز رفتاری اور تفرقہ میں ان کی گردش اور ضلالت میں ان کی منہ زوری کا ذکر چھوڑ دو کہ ان لوگوں نے مجھ سے جنگ پر ویسے ہی اتفاق کرلیا ہے جس طرح رسول اکرمؐ سے جنگ پر اتفاق کیا تھا۔ اب اللہ ہی قریش کو ان کے کئے کا بدلہ دے کہ انھوں نے میری قرابت کا رشتہ توڑ دیا اور مجھ سے میرے ماں جائے[1] کی حکومت سلب کرلی۔

اور یہ جو تم نے جنگ کے بارے میں میری رائے دریافت کی ہے تو میری رائے یہی ہے کہ جن لوگوں نے جنگ کو حلال بنا رکھا ہے ان سے جنگ کرتا رہوں یہانتک کہ مالک کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں۔ میرے گرد لوگوں کا اجتماع میری عزت میں اضافہ نہیں کرسکتا ہے اور نہ ان کا متفرق ہو جانا میری وحشت میں اضافہ کرسکتا ہے اور میرے برادر اگر تمام لوگ بھی میرا ساتھ چھوڑ دیں تو آپ مجھے کمزور اور خوفزدہ نہ پائیں گے اور نہ ظلم کا اقرار کرنے والا۔ کمزور اور کسی قائد کے ہاتھ میں آسانی سے زمام پکڑا دینے والا اور کسی سوار کے لئے سواری کی سہولت دینے والا پائیں گے۔ بلکہ میری وہی صورت حال ہوگی جس کے بارے میں قبیلۂ بنی سلیم والے نے کہا ہے:

"اگر تو میری حالت کے بارے میں دریافت کر رہی ہے تو سمجھ لے کہ میں زمانہ کے مشکلات میں صبر کرنے والا اور مستحکم ارادہ والا ہوں میرے لئے ناقابلِ برداشت ہے کہ مجھے پریشان حال دیکھا جائے اور دشمن طعنے دے یا دوست اس صورت حال سے رنجیدہ ہو جائے۔"

۳۷۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے نام)

اے سبحان اللہ۔ تو نئی نئی خواہشات اور زحمت میں ڈالنے والی حیرت و سرگردانی سے کس قدر چپکا ہوا ہے جب کہ تو نے حقائق کو برباد کردیا ہے اور دلائل کو ٹھکرا دیا ہے جو اللہ کو مطلوب اور بندوں پر اس کی حجت ہیں۔

---

[1] مولائے کائناتؑ نے سرکار دو عالمؐ کو "ابن امی" کے لفظ سے یاد فرمایا ہے اس لئے کہ سرکار دو عالمؐ مسلسل آپ کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ بنت اسد کو اپنی ماں کے لفظ سے یاد فرمایا کرتے تھے "ھی امّی بعد امّی"۔

[2] اس مقام پر آپ نے اپنی ذات کو "ابن ابیک" کہہ کر یاد کیا ہے اور بھائی نہیں کہا ہے تاکہ جناب عقیل اس نکتہ کی طرف متوجہ ہو جائیں کہ ہم اور آپ ایک ایسے باپ کے فرزند ہیں جن کی زندگی میں ذلت کے قبول کرنے اور ظلم و ستم کے سامنے گھٹنے ٹیک دینے کا کوئی تصور نہیں تھا تو آج میرے بارے میں کیا سوچا ہے اور جہاد راہِ خدا کے بارے میں میری رائے کیا دریافت کرتا ہے۔ جب میرا باپ اس کے باپ کے مقابلہ میں ہمیشہ جہاد کرتا رہا تو مجھے معاویہ کے مقابلہ میں ہمیشہ جہاد کرنے میں کیا تکلف ہو سکتا ہے۔ آخر کار وہ ابوسفیان کا بیٹا ہے اور میں ابوطالب کا فرزند ہوں۔

اسی کے ساتھ آپ نے اس حقیقت کا بھی اعلان کردیا کہ مقابلہ کرنیوالے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ بعض کا اعتماد لشکروں اور سپاہیوں پر ہوتا ہے اور بعض کا اعتماد ذات پروردگار پر ہوتا ہے۔ لشکروں پر اعتماد کرنے والے پیچھے ہٹ سکتے ہیں لیکن ذات واجب پر اعتماد کرنے والے میدان سے قدم پیچھے نہیں ہٹا سکتے ہیں نہ ان کا خدا کسی کے مقابلہ میں کمزور ہو سکتا ہے اور نہ وہ کسی قلت و کثرت سے مرعوب ہو سکتے ہیں۔

وَعَلَىٰ عِبَادِهِ حُجَّةٌ. فَأَمَّا إِكْثَارُكَ الْحِجَاجَ عَلَىٰ عُثْمَانَ وَقَتَلَتِهِ[1]، فَإِنَّكَ إِنَّمَا نَصَرْتَ عُثْمَانَ حَيْثُ كَانَ النَّصْرُ لَكَ، وَخَذَلْتَهُ حَيْثُ كَانَ النَّصْرُ لَهُ، وَالسَّلَامُ.

۳۸

و من كتاب له (عليه السلام)

الى أهل مصر، لما ولى عليهم الأشتر

مِنْ عَبْدِاللّٰهِ عَلِيٍّ أَمِيرِالْمُؤْمِنِينَ، إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ غَضِبُوا لِلّٰهِ حِينَ عُصِيَ فِي أَرْضِهِ، وَذُهِبَ بِحَقِّهِ، فَضَرَبَ الْجَوْرُ سُرَادِقَهُ عَلَى الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ، وَالْمُقِيمِ وَالظَّاعِنِ، فَلَا مَعْرُوفٌ يُسْتَرَاحُ إِلَيْهِ، وَلَامُنْكَرٌ يُتَنَاهَىٰ عَنْهُ.

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ عَبْداً مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ، لَايَنَامُ أَيَّامَ الْخَوْفِ، وَلَايَنْكُلُ عَنِ الْأَعْدَاءِ سَاعَاتِ الرَّوْعِ، أَشَدَّ عَلَى الْفُجَّارِ مِنْ حَرِيقِ النَّارِ، وَهُوَ مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ أَخُو مَذْحِجٍ، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا أَمْرَهُ فِيمَا طَابَقَ الْحَقَّ، فَإِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ، لَاكَلِيلُ الظُّبَةِ، وَلَا نَابِي الضَّرِيبَةِ: فَإِنْ أَمَرَكُمْ أَنْ تَنْفِرُوا فَانْفِرُوا، وَإِنْ أَمَرَكُمْ أَنْ تُقِيمُوا فَأَقِيمُوا، فَإِنَّهُ لَا يُقْدِمُ وَلَايُحْجِمُ، وَلَايُؤَخِّرُ وَلَايُقَدِّمُ إِلَّاعَنْ أَمْرِي؛ وَقَدْ آثَرْتُكُمْ بِهِ عَلَىٰ نَفْسِي لِنَصِيحَتِهِ لَكُمْ، وَشِدَّةِ شَكِيمَتِهِ عَلَىٰ عَدُوِّكُمْ.

۳۹

و من كتاب له (عليه السلام)

الى عمر بن العاص

فَإِنَّكَ قَدْ جَعَلْتَ دِينَكَ تَبَعاً لِدُنْيَا امْرِىءٍ ظَاهِرٍ غَيُّهُ، مَهْتُوكٍ سِتْرُهُ، يَشِينُ الْكَرِيمَ بِمَجْلِسِهِ، وَيُسَفِّهُ الْحَلِيمَ بِخِلْطَتِهِ، فَاتَّبَعْتَ أَثَرَهُ،

حِجاج - بحث وجدال
جَور - ظلم
سُرادق - شامیانے
بَرّ - نیک کردار
ظَاعن - مسافر
یستراح الیہ - سکون حاصل کیا جائے
نکول - پیچھے ہٹ جانا
روع - خوف
مذحج - مالک کے قبیلہ کا نام ہے
کلیل - کند
ظبہ - دھار
نابی - اچٹ جانے والی
ضریبہ - کاٹ -
آثرت - مقدم کیا
شکیمہ - لگام

[1] عبداللہ بن سعد بن ابی سرح عثمانؓ کا رضاعی بھائی تھا۔ رسولِ اکرمؐ کے دور میں قرآن مجید میں تحریف کرنا چاہی تو آپ نے اس کا اظہار کردیا اور وہ مشرک ہو کر بھاگ گیا اس کے بعد فتح مکہ میں عثمانؓ کے اشارہ پر دوبارہ مسلمان ہوا حالانکہ آپ اس کے قتل کا حکم دے چکے تھے عثمانؓ نے اپنے دور میں اسے واپس بلا کر مصر کا گورنر بنا دیا اور اس کے مظالم نے اہل مصر کو عثمانؓ کے قتل پر مجبور کردیا اور ان کے سامنے کوئی راستہ نہ رہ گیا

مصادر کتاب ۳۸ تاریخ طبری ۶ ص ۳۹۴، اختصاص مفیدؒ ص ۸۰، امالی مفیدؒ ص ۴۵، الغارات، کتاب صفین ابن مزاحم ص ۱۲۲، تاریخ یعقوبی ۲ ص ...، البیان والتبیین جاحظ ۳ ص ۲۵۷

مصادر کتاب ۳۹ کتاب صفین ابن مزاحم، احتجاج طبرسیؒ ا ص ۲۶۷، تذکرۃ الخواص ابن جوزی ص ۸۴، البیان والتبیین ۳ ص ۲۵۹، سیرۃ ابن ہشام ...

رہ گیا تمہارا عثمانؓ اور ان کے قاتلوں کے بارے میں جھگڑا بڑھانا تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ تم نے عثمانؓ کی مدد اس وقت کی ہے جب مدد میں تمہارا فائدہ تھا اور اس وقت لاوارث چھوڑ دیا تھا جب مدد میں ان کا فائدہ تھا۔ والسلام[1]

۳۸۔ آپ کا مکتوب گرامی

(مالک اشتر کی ولایت کے موقع پر اہل مصر کے نام)

بندۂ خدا۔ امیرالمومنین علیؑ کی طرف سے ــ اس قوم کے نام جس نے خدا کے لئے اپنے غضب کا اظہار کیا جب اس کی زمین میں اس کی معصیت کی گئی اور اس کے حق کو برباد کر دیا گیا۔ ظلم نے ہر نیک و بدکار اور مقیم و مسافر پر اپنے شامیانے تان دئے اور نہ کوئی نیکی رہ گئی جس کے زیر سایہ آرام لیا جاسکے اور نہ کوئی ایسی برائی رہ گئی جس سے لوگ پرہیز کرتے۔

امابعد۔ میں نے تمہاری طرف بندگانِ خدا میں سے ایک ایسے بندہ کو بھیجا ہے جو خوف کے دنوں میں سوتا نہیں ہے اور دہشت کے اوقات میں دشمنوں سے خوفزدہ نہیں ہوتا ہے اور فاجروں کے لئے آگ کی گرمی سے زیادہ شدید تر ہے اور اس کا نام مالک بن اشتر مذحجی ہے لہٰذا تم لوگ اس کی بات سنو اور اس کے ان اوامر کی اطاعت کرو جو مطابق حق ہیں کہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے[2] جس کی تلوار کند نہیں ہوتی ہے اور جس کا وار اُچٹ نہیں سکتا ہے۔ وہ اگر کوچ کرنے کا حکم دے تو نکل کھڑے ہو اور اگر ٹھہرنے کے لئے کہے تو فوراً ٹھہر جاؤ اس لئے کہ وہ میرے امر کے بغیر نہ آگے بڑھا سکتا ہے اور نہ پیچھے ہٹا سکتا ہے۔ نہ حملہ کر سکتا ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ میں نے اس کے معاملہ میں تمہیں اپنے اوپر مقدم کر دیا ہے اور اپنے پاس سے جُدا کر دیا ہے کہ وہ تمہارا مخلص ثابت ہوگا اور تمہارے دشمن کے مقابلہ میں انتہائی سخت گیر ہوگا۔

۳۹۔ آپ کا مکتوب گرامی

(عمرو بن العاص کے نام)

تو نے اپنے دین کو ایک ایسے شخص کی دنیا کا تابع بنا دیا ہے جس کی گمراہی واضح ہے اور اس کا پردۂ عیوب چاک ہو چکا ہے۔ وہ شریف انسان کو اپنی بزم میں بٹھا کر عیب دار اور عقلمند کو اپنی مصاحبت سے احمق بنا دیتا ہے۔ تو نے اس کے نقش قدم پر قدم جمائے ہیں

[1] ابن ابی الحدید نے بلاذری کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ عثمانؓ کے محاصرہ کے دور میں معاویہ نے شام سے ایک فوج یزید بن اسد قسری کی سرکردگی میں روانہ کی اور اسے ہدایت دیدی کہ مدینہ کے باہر مقام ذی خشب میں مقیم رہیں اور کسی بھی صورت میں میرے حکم کے بغیر مدینہ میں داخل نہ ہوں۔ چنانچہ فوج اسی مقام پر حالات کا جائزہ لیتی رہی اور قتل عثمانؓ کے بعد واپس شام بلا لی گئی۔ جس کا کھلا ہوا مفہوم یہ تھا کہ اگر انقلابی جماعت کامیاب نہ ہو سکے تو اس فوج کی مدد سے عثمانؓ کا خاتمہ کرا دیا جائے اور اس کے بعد خون عثمانؓ کا ہنگامہ کھڑا کر کے علیؑ سے خلافت سلب کر لی جائے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ آج بھی دنیا میں اس شامی سیاست کا سکہ چل رہا ہے اور اقتدار کی خاطر اپنے ہی افراد کا خاتمہ کیا جا رہا ہے تاکہ اپنے جرائم کی صفائی دی جا سکے اور دشمن کے خلاف جنگ چھیڑنے کا جواز پیدا کیا جا سکے۔

[2] افسوس کہ عالم اسلام نے یہ لقب خالد بن الولید کو دے دیا ہے جس نے جناب مالک بن نویرہ کو بے گناہ قتل کر کے اسی رات ان کی زوجہ سے تعلقات قائم کر لئے اور اس پر حضرت عمرؓ تک نے اپنی برہمی کا اظہار کیا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے سیاسی مصالح کے تحت انھیں "سیف اللہ" قرار دے کر اتنے سنگین جرم سے بری کر دیا۔ انا للہ . . . .

وَطَلَبْتَ فَضْلَهُ، اتِّبَاعَ الْكَلْبِ لِلضِّرْغَامِ يَلُوذُ بِمَخَالِبِهِ، وَيَنْتَظِرُ مَا يُلْقَى إِلَيْهِ مِنْ فَضْلِ فَرِيسَتِهِ، فَأَذْهَبْتَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ! وَلَوْ بِالْحَقِّ أَخَذْتَ أَدْرَكْتَ مَا طَلَبْتَ. فَإِنْ يُمَكِّنِّي اللهُ مِنْكَ وَمِنِ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَجْزِكُمَا بِمَا قَدَّمْتُمَا، وَإِنْ تُعْجِزَا وَتَبْقَيَا فَمَا أَمَامَكُمَا شَرٌّ لَكُمَا، وَالسَّلَامُ.

٤٠

و من كتاب له ﴿ع﴾

الى بعض عماله

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ أَمْرٌ، إِنْ كُنْتَ فَعَلْتَهُ فَقَدْ أَسْخَطْتَ رَبَّكَ، وَعَصَيْتَ إِمَامَكَ، وَأَخْزَيْتَ أَمَانَتَكَ.

بَلَغَنِي أَنَّكَ جَرَّدْتَ الْأَرْضَ فَأَخَذْتَ مَا تَحْتَ قَدَمَيْكَ، وَأَكَلْتَ مَا تَحْتَ يَدَيْكَ، فَارْفَعْ إِلَيَّ حِسَابَكَ، وَاعْلَمْ أَنَّ حِسَابَ اللهِ أَعْظَمُ مِنْ حِسَابِ النَّاسِ، وَالسَّلَامُ.

٤١

و من كتاب له ﴿ع﴾

إلى بعض عماله

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي كُنْتُ أَشْرَكْتُكَ فِي أَمَانَتِي، وَجَعَلْتُكَ شِعَارِي وَبِطَانَتِي، وَلَمْ يَكُنْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِي أَوْثَقَ مِنْكَ فِي نَفْسِي لِمُوَاسَاتِي وَمُوَازَرَتِي وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ إِلَيَّ؛ فَلَمَّا رَأَيْتَ الزَّمَانَ عَلَى ابْنِ عَمِّكَ قَدْ كَلِبَ، وَالْعَدُوَّ قَدْ حَرِبَ، وَأَمَانَةَ النَّاسِ قَدْ خَزِيَتْ، وَهٰذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ فَنَكَتْ وَشَغَرَتْ، قَلَبْتَ لِابْنِ عَمِّكَ ظَهْرَ الْمِجَنِّ فَفَارَقْتَهُ مَعَ الْمُفَارِقِينَ، وَخَذَلْتَهُ مَعَ الْخَاذِلِينَ، وَخُنْتَهُ مَعَ الْخَائِنِينَ، فَلَا ابْنَ عَمِّكَ آسَيْتَ، وَلَا الْأَمَانَةَ أَدَّيْتَ. وَكَأَنَّكَ

ضرغام - شیر
اَخزیت - رسوا کر دیا
جرّدت - صاف کر دیا
مُواساۃ - ہمدردی
مُوازرہ - مدد
کلب - سخت ہوگیا
حرب - لڑنے پر آمادہ ہوگیا
خزیت - ذلیل ہوگئی
فنکت - لاپروائی برتی
شغرت - لاوارث ہوگئی
مجن - سپر
آسیت - مدد کی

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امیرالمومنینؑ کی زندگی میں عفو و درگذر کے بے شمار مواقع پائے جاتے ہیں اور آپ نے اپنے قاتل تک کے بارے میں ہمدردی کی وصیت فرمائی تھی لیکن یہ تمام باتیں اپنے ذاتی معاملات سے متعلق تھیں ورنہ دین خدا اور حقوق الناس کی بات آجائے تو اس میں کسی طرح کی مروت کا کوئی امکان نہیں ہے اور علیؑ سے زیادہ دین خدا میں سخت تر کوئی نہیں ہے۔

مصادر کتاب ۴۰ العقد الفرید ابن عبد ربہ ۴ ص۳۵۵ ۲ ص۲۹۷

مصادر کتاب ۴۱ عیون الاخبار ابن قتیبہ ۱ ص۵۷، العقد الفرید ۲ ص۲۴۲، رجال کشیؒ ص۵۸، انساب الاشراف ۲ ص۱۷۴، کنز العمال ۶ ص۳۱۱، مجمع الامثال ۲ ص۱۰۱، تذکرۃ الخواص ص۱۶۱، ثمار القلوب ابو منصور الثعالبی ص۶۴۷، المستقصیٰ زمخشری ۲ ص۱۴۵

اور اس کے بچے کھچے کی جستجو کی ہے جس طرح کہ کتا شیر کے پیچھے لگ جاتا ہے کہ اس کے پنجوں کی پناہ میں رہتا ہے اور اس وقت کا منتظر رہتا ہے جب شیر اپنے شکار کا بچا کھچا پھینک دے اور وہ اسے کھالے۔ تم نے تو اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو گنوا دیا ہے۔ حالانکہ اگر حق کی راہ پر رہے ہوتے جب بھی یہ مدعا حاصل ہو سکتا تھا۔ بہر حال اب خدا نے مجھے تم پر اور ابو سفیان کے بیٹے پر قابو دے دیا تو میں تمھارے حرکات کا صحیح بدلہ دے دوں گا[۵۱] اور اگر تم بچ کر نکل گئے اور میرے بعد تک باقی رہ گئے تو تمھارا آئندہ دور تمھارے لئے سخت ترین ہوگا۔ والسلام

۴۰۔ آپ کا مکتوب گرامی

(بعض عمال کے نام)

امابعد۔ مجھے تمھارے بارے میں ایک بات کی اطلاع ملی ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا ہے تو اپنے پروردگار کو ناراض کیا ہے۔ اپنے امام کی نافرمانی کی ہے اور اپنی امانتداری کو بھی رسوا کیا ہے۔

مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم نے بیت المال کی زمین کو صاف کر دیا ہے اور جو کچھ زیر قدم تھا اس پر قبضہ کر لیا ہے اور جو کچھ ہاتھوں میں تھا اسے کھا گئے ہو لہٰذا فوراً اپنا حساب بھیج دو اور یہ یاد رکھو کہ اللہ کا حساب لوگوں کے حساب سے زیادہ سخت تر ہے۔ والسلام

۴۱۔ آپ کا مکتوب گرامی

(بعض عمال کے نام)

امابعد۔ میں نے تم کو اپنی امانت میں شریک کار بنایا تھا اور ظاہر و باطن میں اپنا قرار دیا تھا اور ہمدردی اور مددگاری اور امانتداری کے اعتبار سے میرے گھر والوں میں تم سے زیادہ معتبر کوئی نہیں تھا۔ لیکن جب تم نے دیکھا کہ زمانہ تمھارے ابن عم پر حملہ آور ہے اور دشمن آمادۂ جنگ ہے اور لوگوں کی امانت رسوا ہو رہی ہے اور امت بے راہ اور لاوارث ہو گئی ہے تو تم نے بھی اپنے ابن عم سے منہ موڑ لیا اور جدا ہونے والوں کے ساتھ مجھ سے جدا ہو گئے اور ساتھ چھوڑنے والوں کے ساتھ الگ ہو گئے اور خیانت کاروں کے ساتھ خائن ہو گئے۔ نہ اپنے ابن عم کا ساتھ دیا اور نہ امانتداری کا خیال کیا۔ گویا کہ تم نے اپنے جہاد سے خدا کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا۔

[۵۱] یہ بات تو واضح ہے کہ حضرت نے یہ خط اپنی کسی چچا زاد بھائی کے نام لکھا ہے۔ لیکن اس سے کون مراد ہے؟ اس میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے بعض حضرات کا خیال ہے کہ عبداللہ بن عباس مراد ہیں جو بصرہ کے عامل تھے لیکن جب مصر میں محمد بن ابی بکر کا حشر دیکھ لیا تو بیت المال کا سارا مال لے کر مکہ چلے گئے اور وہیں زندگی گذارنے لگے جس پر حضرت نے اپنی شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ابن عباس کے تمام کارناموں پر خط نسخ کھینچ دیا اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ابن عباس جیسے حبر الامۃ اور مفسر قرآن کے بارے میں اس طرح کے کردار کا امکان نہیں ہے لہٰذا اس سے مراد ان کے بھائی عبیداللہ بن عباس ہیں جو یمن میں حضرت کے عامل تھے لیکن بعض حضرات نے اس پر بھی اعتراض کیا ہے کہ یمن کے حالات میں ان کی خیانت کاری کا کوئی تذکرہ نہیں ہے تو ایک بھائی کو بچانے کے لئے دوسرے کو نشانۂ ستم کیوں بنایا جا رہا ہے۔

عبداللہ بن عباس لاکھ عالم و فاضل اور مفسر قرآن کیوں نہ ہوں۔ امام معصوم نہیں ہیں اور بعض معاملات میں امام یا مکمل پیرو امام کے علاوہ کوئی ثابت قدم نہیں رہ سکتا ہے چاہے مرد عامی ہو یا مفسّر قرآن۔!

لَمْ تَكُنِ اللّٰهَ تُرِيدُ بِجِهَادِكَ، وَكَأَنَّكَ لَمْ تَكُنْ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكَ، وَكَأَنَّكَ إِنَّمَا كُنْتَ تَكِيدُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ عَنْ دُنْيَاهُمْ، وَتَنْوِي غِرَّتَهُمْ عَنْ فَيْئِهِمْ، فَلَمَّا أَمْكَنَتْكَ الشِّدَّةُ فِي خِيَانَةِ الْأُمَّةِ أَسْرَعْتَ الْكَرَّةَ، وَعَاجَلْتَ الْوَثْبَةَ، وَاخْتَطَفْتَ مَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ مِنْ أَمْوَالِهِمُ الْمَصُونَةِ لِأَرَامِلِهِمْ وَأَيْتَامِهِمُ اخْتِطَافَ الذِّئْبِ الْأَزَلِّ دَامِيَةَ الْمِعْزَىٰ الْكَسِيرَةَ، فَحَمَلْتَهُ إِلَى الْحِجَازِ رَحِيبَ الصَّدْرِ بِحَمْلِهِ، غَيْرَ مُتَأَثِّمٍ مِنْ أَخْذِهِ كَأَنَّكَ ـ لَا أَبَا لِغَيْرِكَ ـ حَدَرْتَ إِلَىٰ أَهْلِكَ تُرَاثَكَ مِنْ أَبِيكَ وَ أُمِّكَ، فَسُبْحَانَ اللّٰهِ! أَمَا تُؤْمِنُ بِالْمَعَادِ؟ أَوَ مَا تَخَافُ نِقَاشَ الْحِسَابِ! أَيُّهَا الْمَعْدُودُ ـ كَانَ ـ عِنْدَنَا مِنْ أُولِي الْأَلْبَابِ، كَيْفَ تُسِيغُ شَرَاباً وَ طَعَاماً، وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّكَ تَأْكُلُ حَرَاماً، وَتَشْرَبُ حَرَاماً، وَتَبْتَاعُ الْإِمَاءَ وَتَنْكِحُ النِّسَاءَ مِنْ أَمْوَالِ الْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدِينَ، الَّذِينَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ هٰذِهِ الْأَمْوَالَ، وَأَحْرَزَ بِهِمْ هٰذِهِ الْبِلَادَ! فَاتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْ إِلَىٰ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ أَمْوَالَهُمْ، فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ ثُمَّ أَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْكَ لَأُعْذِرَنَّ إِلَى اللّٰهِ فِيكَ، وَلَأَضْرِبَنَّكَ بِسَيْفِي الَّذِي مَا ضَرَبْتُ بِهِ أَحَداً إِلَّا دَخَلَ النَّارَ! وَوَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَعَلَا مِثْلَ الَّذِي فَعَلْتَ، مَا كَانَتْ لَهُمَا عِنْدِي هَوَادَةٌ، وَلَا ظَفِرَا مِنِّي بِإِرَادَةٍ، حَتَّىٰ آخُذَ الْحَقَّ مِنْهُمَا، وَأُزِيحَ الْبَاطِلَ عَنْ مَظْلَمَتِهِمَا، وَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَا أَخَذْتَهُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ حَلَالٌ لِي، أَتْرُكُهُ مِيرَاثاً لِمَنْ بَعْدِي؛ فَضَحِّ رُوَيْداً، فَكَأَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ الْمَدَىٰ، وَدُفِنْتَ تَحْتَ الثَّرَىٰ، وَعُرِضَتْ عَلَيْكَ أَعْمَالُكَ بِالْمَحَلِّ الَّذِي يُنَادِي الظَّالِمُ فِيهِ بِالْحَسْرَةِ، وَيَتَمَنَّى الْمُضَيِّعُ فِيهِ الرَّجْعَةَ، «وَلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ!»

کَادَ - دھوکہ دیدیا
غِرَّہ - غفلت
فَیٔ - مال غنیمت
اَزَلّ - تیز رفتار
دامیہ - مجروح
معزیٰ - بکری
کسیرہ - شکستہ
متأثم - گناہوں سے بچنے والا
ابالغیرک - دشمن کا برا ہو
حدرت الیہم - تیز رفتاری سے چل دیا
نِقاش - سخت گیری
تسیغ - بسہولت ہضم کرلیتا ہے
لَاَعذرنّ - اپنے کو پیش خدا معذور بنادے
ہوادہ - صلح
ضحّ رویداً - ذرا ہوش میں آؤ
مدیٰ - انتہا
ثریٰ - خاک
لات حین مناص - چھٹکارے کی گنجائش نہیں

مصادر کتاب ۴۱ تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۹۰، انساب الاشراف ۲ ص۱۵۹، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۷۹، اسد الغابہ ۵ ص۲۶، التقریب ابن حجر ص۳۸۳

اور گویا تمھارے پاس پروردگار کی طرف سے کوئی حجت نہیں تھی اور گویا کہ تم اس امت کو دھوکہ دے کر اس کی دنیا پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور تمھاری نیت تھی کہ ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان کے اموال پر قبضہ کر لیں۔ چنانچہ جیسے ہی امت سے خیانت کرنے کی طاقت پیدا ہو گئی تم نے تیزی سے حملہ کر دیا اور فوراً کود پڑے اور ان تمام اموال کو اُچک لیا جو یتیموں اور بیواؤں کے لئے محفوظ کئے گئے تھے جیسے کوئی تیز رفتار بھیڑیا شکستہ یا زخمی بکریوں پر حملہ کر دیتا ہے۔ پھر تم ان اموال کو حجاز کی طرف اٹھالے گئے اور اس حرکت سے بیحد مطمئن اور خوش تھے اور اس کے لینے میں کسی گناہ کا احساس بھی نہ تھا جیسے (خدا تمھارے دشمنوں کا بُرا کرے) اپنے گھر کی طرف اپنے ماں باپ کی میراث کا مال لا رہے ہو۔

اے سبحان اللہ۔ کیا تمھارا آخرت پر ایمان ہی نہیں ہے اور کیا روز قیامت کے شدید حساب کا خوف بھی ختم ہو گیا ہے اے وہ شخص جو کل ہمارے نزدیک صاحبانِ عقل میں شمار ہوتا تھا۔ تمھارے یہ کھانا پینا کس طرح گوارا ہوتا ہے جب کہ تمھیں معلوم ہے کہ تم مال حرام کھا رہے ہو اور حرام ہی پی رہے ہو اور پھر ایتام۔ مساکین۔ مومنین اور مجاہدین جنھیں اللہ نے یہ مال دیا ہے اور جن کے ذریعہ ان شہروں کا تحفظ کیا ہے۔ ان کے اموال سے کنیزیں خرید رہے ہو اور شادیاں رچا رہے ہو۔

خدارا ــ خدا سے ڈرو اور ان لوگوں کے اموال واپس کر دو کہ اگر ایسا نہ کرو گے اور خدا نے کبھی تم پر اختیار دے دیا تو تمھارے بارے میں وہ فیصلہ کروں گا جو مجھے معذور بنا سکے اور تمھارا خاتمہ اسی تلوار سے کروں گا جس کے مارے[1] ہوئے کا کوئی ٹھکانہ جہنم کے علاوہ نہیں ہے۔

خدا کی قسم۔ اگر یہی کام[2] حسنؑ و حسینؑ نے کیا ہوتا تو ان کے لئے بھی میرے پاس کسی نرمی کا امکان نہیں تھا اور نہ وہ میرے ارادہ پر قابو پا سکتے تھے جب تک کہ ان سے حق حاصل نہ کر لوں اور ان کے ظلم کے آثار کو مٹا نہ دوں۔

خدائے رب العالمین کی قسم میرے لئے یہ بات ہرگز خوش کن نہیں تھی اگر یہ سارے اموال میرے لئے حلال ہوتے اور میں بعد والوں کے لئے میراث بنا کر چھوڑ جاتا۔ ذرا ہوش میں آؤ کہ اب تم زندگی کی آخری حدوں تک پہونچ چکے ہو اور گویا کہ زیر خاک دفن ہو چکے ہو اور تم پر تمھارے اعمال پیش کر دئے گئے ہیں۔ اس منزل پر جہاں ظالم حسرت سے آواز دیں گے۔ اور زندگی برباد کرنے والے واپسی کی آرزو کر رہے ہوں گے اور چھٹکارے کا کوئی امکان نہ ہوگا۔

[1] حضرت علیؑ کے مجاہدات کے امتیازات میں سے ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ جس کی تلوار آپ پر چل جائے وہ بھی جہنمی ہے اور جس پر آپ کی تلوار چل جائے وہ بھی جہنمی ہے۔ اس لئے کہ آپ امام معصوم اور ید اللہ ہیں اور امام معصوم سے کسی غلطی کا امکان نہیں ہے اور اللہ کا ہاتھ کسی بے گناہ اور بے خطا پر نہیں اٹھ سکتا ہے۔

کاش مولائے کائنات کے مقابلہ میں آنے والے جمل و صفین کے فوجی یا سر براہ اس حقیقت سے باخبر ہوتے اور انھیں اس نکتہ کا ہوش رہ جاتا تو کبھی نفس پیغمبرؐ سے مقابلہ کرنے کی ہمت نہ کرتے۔

[2] یہ کسی ذاتی امتیاز کا اعلان نہیں ہے۔ یہی بات پروردگار نے پیغمبرؐ سے کہی ہے کہ تم شرک اختیار کر لو گے تو تمھارے اعمال بھی برباد کر دئے جائیں گے اور یہی بات پیغمبر اسلامؐ نے اپنی دختر نیک اختر کے بارے میں فرمائی تھی اور یہی بات مولائے کائناتؑ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بارے میں فرمائی ہے۔ گویا کہ یہ ایک صحیح اسلامی کردار ہے جو صرف انھیں بندگانِ خدا میں پایا جاتا ہے جو مشیتِ الٰہی کے ترجمان اور احکام الٰہیہ کی تمثیل ہیں ورنہ اس طرح کے کردار کا پیش کرنا ہر انسان کے بس کا کام نہیں ہے۔!

٤٢

و من كتاب له (عليه السلام)

الى عمر[1] بن أبي سلمة المخزومي، و كان عامله على البحرين، فعزله، واستعمل نعمان بن عجلان الزّرقي مكانه

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي قَدْ وَلَّيْتُ نُعْمَانَ بْنَ عَجْلَانَ الزُّرَقِيَّ[2] عَلَى الْبَحْرَيْنِ، وَنَزَعْتُ يَدَكَ بِلَا ذَمٍّ لَكَ، وَلَا تَثْرِيبٍ عَلَيْكَ؛ فَلَقَدْ أَحْسَنْتَ الْوِلَايَةَ، وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ، فَأَقْبِلْ غَيْرَ ظَنِينٍ، وَلَا مَلُومٍ، وَلَا مُتَّهَمٍ، وَلَا مَأْثُومٍ، فَلَقَدْ أَرَدْتُ الْمَسِيرَ إِلَى ظَلَمَةِ أَهْلِ الشَّامِ، وَأَحْبَبْتُ أَنْ تَشْهَدَ مَعِي، فَإِنَّكَ مِمَّنْ أَسْتَظْهِرُ بِهِ عَلَى جِهَادِ الْعَدُوِّ، وَإِقَامَةِ عَمُودِ الدِّينِ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

٤٣

و من كتاب له (عليه السلام)

الى مصقلة بن هبيرة الشيباني، و هو عامله على أردشير خرة

بَلَغَنِي عَنْكَ أَمْرٌ إِنْ كُنْتَ فَعَلْتَهُ فَقَدْ أَسْخَطْتَ إِلٰهَكَ، وَعَصَيْتَ إِمَامَكَ: أَنَّكَ تَقْسِمُ فَيْءَ الْمُسْلِمِينَ الَّذِي حَازَتْهُ رِمَاحُهُمْ وَخُيُولُهُمْ، وَأُرِيقَتْ عَلَيْهِ دِمَاؤُهُمْ، فِيمَنِ اعْتَامَكَ مِنْ أَعْرَابِ قَوْمِكَ. فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، لَئِنْ كَانَ ذٰلِكَ حَقّاً لَتَجِدَنَّ لَكَ عَلَيَّ هَوَاناً، وَلَتَخِفَّنَّ عِنْدِي مِيزَاناً، فَلَا تَسْتَهِنْ بِحَقِّ رَبِّكَ، وَلَا تُصْلِحْ دُنْيَاكَ بِمَحْقِ دِينِكَ، فَتَكُونَ مِنَ الْأَخْسَرِينَ أَعْمَالاً.

أَلَا وَإِنَّ حَقَّ مَنْ قِبَلَكَ وَقِبَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فِي قِسْمَةِ هٰذَا الْفَيْءِ سَوَاءٌ: يَرِدُونَ عِنْدِي عَلَيْهِ، وَيَصْدُرُونَ عَنْهُ.

٤٤

و من كتاب له (عليه السلام)

الى زياد بن أبيه، و قد بلغه أن معاوية كتب اليه يريد خديعته باستلحاقه

وَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَيْكَ يَسْتَزِلُّ لُبَّكَ، وَيَسْتَفِلُّ غَرْبَكَ، فَاحْذَرْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ الشَّيْطَانُ: يَأْتِي الْمَرْءَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ، وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، لِيَقْتَحِمَ

تثریب - ملامت
ظنین - متہم
ظلمہ - جمع ظالم
استظہر بہ - مدد حاصل کرتا ہوں
اردشیر خرہ - ارض عجم کا ایک شہر ہے
فئی - مال غنیمت
اعتامک - تمہیں اختیار کیا ہے
نسمہ - روح
قبل - طرف
یستزل - پھسلانا چاہتا ہے
لب - عقل - قلب
یستفل - کند کرنا چاہتا ہے
غرب - دھار

① یہ ام سلمہ کے فرزند اور رسول اکرمؐ کے پروردہ تھے - حبشہ میں ۲ھ میں پیدا ہوئے اور عبدالملک بن مروان کے دور خلافت میں انتقال کیا

② یہ قبیلہ بنو زریق سے تعلق رکھتے تھے اور مدینہ کے انصار میں شامل تھے امیر المومنینؑ کے مخلص تھے اور اپنے دور کے شعراء میں شمار ہوتے تھے - اپنے اس اخلاص کا تذکرہ اپنے اشعار میں بھی کیا ہے

مصادر کتاب ۴۲ انساب الاشراف ۲ ص۱۶۱، تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۹۰، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۷۷

مصادر کتاب ۴۳ الفتوح مدائنی، کامل ابن اثیر ۳ ص۲۲۰، اسد الغابہ ابن اثیر ۲ ص۲۱۶، استیعاب ابن عبد البر ص۵۵۰، کتاب صفین ابن مزاحم ص۱۹۲، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۹۴

۴۲۔ آپ کا مکتوب گرامی

(بحرین کے عامل عمر بن ابی سلمہ مخزومی کے نام جنھیں معزول کرکے نعمان بن عجلان الزّرقی کو معین کیا تھا)

اما بعد ۔ میں نے نعمان بن عجلان الزّرقی کو بحرین کا عامل بنا دیا ہے اور تمھیں اس سے بے دخل کر دیا ہے لیکن اس میں تمھاری کوئی بُرائی ہے اور نہ ملامت ۔ تم نے حکومت کا کام بہت ٹھیک طریقہ سے چلایا ہے اور امانت کو ادا کر دیا ہے۔ لیکن اب واپس چلے آؤ نہ تمھارے بارے میں کوئی بدگمانی ہے نہ ملامت ۔ نہ الزام ہے نہ گناہ ـــ اصل میں میرا ارادہ شام کے ظالموں سے مقابلہ کرنے کا ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ رہو کہ میں تم جیسے افراد سے دشمن سے جنگ کرنے اور ستون دین قائم کرنے میں مدد لینا چاہتا ہوں ۔ انشاء اللہ

۴۳۔ آپ کا مکتوب گرامی

(مصقلہ[۱] بن ہبیرہ الشیبانی کے نام جو اردشیر خُرّہ میں آپ کے عامل تھے)

مجھے تمھارے بارے میں ایک خبر ملی جو اگر واقعاً صحیح ہے تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کیا ہے اور اپنے امام کی نافرمانی کی ہے ۔ خبر یہ ہے کہ تم مسلمانوں کے مال غنیمت کو جسے ان کے نیزوں اور گھوڑوں نے جمع کیا ہے اور جس کی راہ میں ان کا خون بہایا گیا ہے ۔ اپنی قوم کے ان بدّوؤں میں تقسیم کر رہے ہو جو تمھارے ہوا خواہ ہیں ـــ قسم اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا ہے اور جانداروں کو پیدا کیا ہے ـــ اگر یہ بات صحیح ہے تو تم میری نظروں میں انتہائی ذلیل ہوگے اور تمھارے اعمال کا پلہ ہلکا ہو جائیگا۔ لہٰذا خبردار اپنے رب کے حقوق کو معمولی مت سمجھنا اور اپنے دین کو برباد کرکے دنیا آراستہ کرنے کی فکر نہ کرنا کہ تمھارا شمار ان لوگوں میں ہو جائے جن کے اعمال میں خسارہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔

یاد رکھو ! جو مسلمان تمھارے پاس یا میرے پاس ہیں ان سب کا حصہ اس مال غنیمت ایک ہی جیسا ہے اور اسی اعتبار سے وہ میرے پاس وارد ہوتے ہیں اور اپنا حق لے کر چلے جاتے ہیں ۔

۴۴۔ آپ کا مکتوب گرامی

(زیاد بن ابیہ کے نام ۔ جب آپ کو خبر ملی کہ معاویہ اسے اپنے نسب میں شامل کرکے دھوکہ دینا چاہتا ہے)

مجھے معلوم ہوا ہے کہ معاویہ نے تمھیں خط لکھ کر تمھاری عقل کو پھسلانا چاہا ہے اور تمھاری دھار کو کُند بنانے کا ارادہ کرلیا ہے ۔ لہٰذا خبردار ہوشیار رہنا ۔ یہ شیطان ہے جو انسان کے پاس آگے، پیچھے ۔ داہنے، بائیں ہر طرف سے آتا ہے تاکہ اسے غافل پاکر اس پر ٹوٹ پڑے اور غفلت کی حالت میں اس کی عقل کو سلب کرلے ۔

---

[۱] امیر المومنینؑ کا اصول حکومت تھا کہ اپنے عمال پر ہمیشہ کڑی نگاہ رکھتے تھے اور ان کے تصرفات کی نگرانی کیا کرتے تھے اور جہاں کسی نے حدود اسلامیہ سے تجاوز کیا فوراً تنبیہی خط تحریر فرمادیا کرتے تھے اور یہی وہ طرز عمل تھا جس کی بنا پر بہت سے افراد ٹوٹ کر معاویہ کے ساتھ چلے گئے اور دین و دنیا دونوں کو برباد کرلیا ۔ ہبیرہ انھیں افراد میں تھا اور جب حضرت نے اس کے تصرفات پر تنقید فرمائی تو منحرف ہو کر شام چلا گیا اور معاویہ سے ملحق ہوگیا لیکن آپ کا کردار شام کے اندھیرے میں چمکتا رہا اور آج تک دنیا کو اسلام کی روشنی دکھلا رہا ہے ۔ !

غَفْلَتَهُ، وَيَسْتَلِبَ غِرَّتَهُ.

وَقَدْ كَانَ مِنْ أَبِي سُفْيَانَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلْتَةٌ مِنْ حَدِيثِ النَّفْسِ،[1] وَنَزْغَةٌ مِنْ نَزَغَاتِ الشَّيْطَانِ: لَا يَثْبُتُ بِهَا نَسَبٌ، وَلَا يُسْتَحَقُّ بِهَا إِرْثٌ، وَالْمُتَعَلِّقُ بِهَا كَالْوَاغِلِ الْمُدَفَّعِ، وَالنَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ.

فلما قرأ زياد الكتاب قال: شهد بها و رب الكعبة، و لم تزل في نفسه حتى ادعاه معاوية.

قال الرضي: قوله ﴿عليه السلام﴾ «الواغل» : هو الذي يهجم على الشرب ليشرب معهم، و ليس منهم، فلا يزال مدفّعاً محاجزاً. و «النوط المذبذب»: هو ما يناط برحل الراكب من قعب أو قدح أو ما أشبه ذلک، فهو أبداً يتقلقل اذا حث ظهره و استعجل سيره.

٤٥

و من كتاب له ﴿عليه السلام﴾

الى عثمان بن حنيف الانصاري و كان عامله على البصرة

و قد بلغه أنه دعي إلى وليمة قوم من أهلها، فمضى إليها ـ قوله:

أَمَّا بَعْدُ، يَا ابْنَ حُنَيْفٍ: فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ رَجُلًا مِنْ فِتْيَةِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ دَعَاكَ إِلَىٰ مَأْدُبَةٍ فَأَسْرَعْتَ إِلَيْهَا تُسْتَطَابُ لَكَ الْأَلْوَانُ، وَتُنْقَلُ إِلَيْكَ الْجِفَانُ. وَمَا ظَنَنْتُ أَنَّكَ تُجِيبُ إِلَىٰ طَعَامِ قَوْمٍ، عَائِلُهُمْ مَجْفُوٌّ، وَغَنِيُّهُمْ مَدْعُوٌّ. فَانْظُرْ إِلَىٰ مَا تَقْضَمُهُ مِنْ هٰذَا الْمَقْضَمِ، فَمَا اشْتَبَهَ عَلَيْكَ عِلْمُهُ فَالْفِظْهُ، وَمَا أَيْقَنْتَ بِطِيبِ وُجُوهِهِ فَنَلْ مِنْهُ.

أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَأْمُومٍ إِمَاماً، يَقْتَدِي بِهِ وَيَسْتَضِيءُ بِنُورِ عِلْمِهِ؛ أَلَا وَإِنَّ إِمَامَكُمْ قَدِ اكْتَفَىٰ مِنْ دُنْيَاهُ بِطِمْرَيْهِ، وَمِنْ طُعْمِهِ بِقُرْصَيْهِ. أَلَا وَإِنَّكُمْ لَا تَقْدِرُونَ عَلَىٰ ذٰلِكَ، وَلٰكِنْ أَعِينُونِي بِوَرَعٍ وَاجْتِهَادٍ، وَعِفَّةٍ وَسَدَادٍ. فَوَاللّٰهِ مَا كَنَزْتُ مِنْ دُنْيَاكُمْ تِبْراً، وَلَا ادَّخَرْتُ مِنْ غَنَائِمِهَا وَفْراً، وَلَا أَعْدَدْتُ لِبَالِي

يقتحم ـ داخل ہوجاتا ہے
غرّہ ـ سادہ عقل
فلتہ ـ بے سوچے سمجھے عمل
مادبہ ـ دسترخوان
جفان ـ بڑے پیالے
عائل ـ محتاج
مجفو ـ دھتکارا ہوا
تقضم ـ دانت سے کاٹنا
لفظ ـ پھینک دینا
طمر ـ بوسیدہ لباس
طعم ـ طعام
سداد ـ عاقلانہ تصرف
تبر ـ سونا
وفر ـ مال

[1] بات یہ ہے کہ عمر بن الخطاب کے دور حکومت میں زیاد نے دربار میں ایک فصیح و بلیغ تقریر کر دی تو کسی نے کہہ دیا کہ کاش یہ جوان قریش میں سے ہوتا تو ابوسفیان بول پڑا کہ یہ قریش ہی میں سے ہے اور یہ درحقیقت میرا ہی نطفہ ہے لیکن یہ بات اس وقت نہ چل سکی کہ زنا زادہ کی کوئی اوقات نہ تھی ۔ اس کے بعد جب معاویہ کے دور میں زنا زادوں کی بن آئی ہوگئی اور اس کا بازار چل پڑا تو اس نے زیاد کو ابوسفیان کی اولاد میں شامل کر لیا اور اس طرح زیاد کو منہ مانگی قیمت دے کر خرید لیا ۔

مصادر کتاب ۴۵ الخرائج والجرائح قطب راوندیؒ، مناقب ابن شہر آشوبؒ ۲ ص۱۰۱، ربیع الابرار زمخشری ص۲۱۶، روضۃ الواعظین ابن الفتال نیشاپوری ص۱۲۷، الاستیعاب ۲ ص۲۱، الامالی الصدوقؒ مجلس ص۹۰

واقعہ یہ ہے کہ ابوسفیان نے عمر بن الخطاب کے زمانہ میں ایک بے سمجھی بوجھی بات کہہ دی تھی جو شیطانی وسوسوں میں سے ایک وسوسہ کی حیثیت رکھتی تھی جس سے نہ کوئی نسب ثابت ہوتا ہے اور نہ کسی میراث کا استحقاق پیدا ہوتا ہے اور اس سے تمسک کرنے والا ایک بن بلایا شرابی ہے جسے دھکے دے کر نکال دیا جائے یا پیالہ ہے جو زین فرس میں لٹکا دیا جائے اور ادھر اُدھر ڈھلکتا رہے۔

سید رضیؒ۔ اس خط کو پڑھنے کے بعد زیاد نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم علیؑ نے اس امر کی گواہی دے دی اور یہ بات اس کے دل سے لگی رہی یہانتک کہ معاویہ نے اس کے بھائی ہونے کا ادعا کر دیا۔

واغل اُس شخص کو کہا جاتا ہے جو بزم شراب میں بن بلائے داخل ہو جائے اور دھکے دے کر نکال دیا جائے۔ اور نوط مذبذب وہ پیالہ وغیرہ ہے جو مسافر کے سامان سے باندھ کر لٹکا دیا جاتا ہے اور وہ مسلسل اِدھر اُدھر ڈھلکتا رہتا ہے۔

۴۵۔ آپ کا مکتوب گرامی

(اپنے بصرہ کے عامل عثمانؓ بن حُنیف کے نام جب آپ کو اطلاع ملی کہ وہ ایک بڑی دعوت میں شریک ہوئے ہیں)

امابعد۔ ابن حُنیف! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ بصرہ کے بعض جوانوں نے تم کو ایک دعوت میں مدعو کیا تھا جس میں طرح طرح کے خوشگوار کھانے تھے اور تمھاری طرف بڑے بڑے پیالے بڑھائے جا رہے تھے اور تم تیزی سے وہاں پہونچ گئے تھے۔ مجھے تو یہ گمان بھی نہیں تھا کہ تم ایسی قوم کی دعوت میں شرکت کرو گے جس کے غریبوں پر ظلم ہو رہا ہو اور جس کے دولت مند مدعو کئے جاتے ہوں۔ دیکھو جو لقمے چبانتے ہو اسے دیکھ لیا کرو اور اگر اس کی حقیقت مشتبہ ہو تو اسے پھینک دیا کرو اور جس کے بارے میں یقین ہو کہ پاکیزہ ہے اسی کو استعمال کیا کرو۔

یاد رکھو کہ ہر ماموم کا ایک امام ہوتا ہے جس کی وہ اقتدا کرتا ہے اور اسی کے نور علم سے کسب ضیاء کرتا ہے اور تمھارے امام نے تو اس دنیا میں صرف دو بوسیدہ کپڑوں اور دو روٹیوں پر گذارا کیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ ایسا نہیں کر سکتے ہو لیکن کم سے کم اپنی احتیاط۔ کوشش، عفّت اور سلامت روی سے میری مدد کرو۔ خدا کی قسم میں نے تمھاری دنیا میں سے نہ کوئی سونا جمع کیا ہے اور نہ اس مال و متاع میں سے کوئی ذخیرہ اکٹھا کیا ہے اور نہ ان دو بوسیدہ کپڑوں کے بدلے کوئی اور معمولی کپڑا مہیا کیا ہے۔

[1] عثمان بن حُنیف انصار کے قبیلہ اوس کی ایک نمایاں شخصیت تھے اور یہی وجہ ہے کہ جب خلافت دوم میں عراق کے والی کی تلاش ہوئی تو سب نے بالاتفاق عثمان بن حُنیف کا نام لیا اور انھیں ارض عراق کی پیمائش اور اس کے خراج کی تعیین کا ذمہ دار بنا دیا گیا۔ امیرالمومنینؑ نے اپنے دور حکومت میں انھیں بصرہ کا والی بنا دیا تھا اور وہ طلحہ و زبیر کے وارد ہونے تک برابر مصروف عمل رہے اور اس کے بعد ان لوگوں نے سارے حالات خراب کر دیئے اور بالآخر حضرت کی شہادت کے بعد کوفہ منتقل ہو گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔

عثمانؓ کے کردار میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے لیکن امیرالمومنینؑ کا اسلامی نظام عمل یہ تھا کہ حکام کو عوام کے حالات کو نگاہ میں رکھ کر زندگی گذارنی چاہیے اور کسی حاکم کی زندگی کو عوام کے حالات سے بالاتر نہیں ہونی چاہئے جس طرح کہ حضرت نے خود اپنی زندگی گذاری ہے اور معمولی لباس و غذا پر پورا دور حکومت گذار دیا ہے۔

ثَوْبِي، وَلاَ حُزْتُ مِنْ أَرْضِهَا شِبْراً، وَلاَ أَخَذْتُ مِنْهُ إِلَّا كَقُوتِ أَتَانٍ دَبِرَةٍ، وَلَهِيَ فِي عَيْنِي أَوْهَى وَأَهْوَنُ مِنْ عَفْصَةٍ مَقِرَةٍ. بَلَى! كَانَتْ فِي أَيْدِينَا فَدَكٌ[۱] مِنْ كُلِّ مَا أَظَلَّتْهُ السَّمَاءُ، فَشَحَّتْ عَلَيْهَا نُفُوسُ قَوْمٍ، وَسَخَتْ عَنْهَا نُفُوسُ قَوْمٍ آخَرِينَ، وَنِعْمَ الْحَكَمُ اللهُ. وَمَا أَصْنَعُ بِفَدَكٍ وَغَيْرِ فَدَكٍ، وَالنَّفْسُ مَظَانُّهَا فِي غَدٍ جَدَثٌ تَنْقَطِعُ فِي ظُلْمَتِهِ آثَارُهَا، وَتَغِيبُ أَخْبَارُهَا، وَحُفْرَةٌ لَوْ زِيدَ فِي فُسْحَتِهَا، وَأَوْسَعَتْ يَدَا حَافِرِهَا، لَأَضْغَطَهَا الْحَجَرُ وَالْمَدَرُ، وَسَدَّ فُرَجَهَا التُّرَابُ الْمُتَرَاكِمُ؛ وَإِنَّمَا هِيَ نَفْسِي أَرُوضُهَا بِالتَّقْوَى لِتَأْتِيَ آمِنَةً يَوْمَ الْخَوْفِ الْأَكْبَرِ، (القيامة)، وَتَثْبُتَ عَلَى جَوَانِبِ الْمَزْلَقِ. وَلَوْ شِئْتُ لَاهْتَدَيْتُ الطَّرِيقَ، إِلَى مُصَفَّى هَذَا الْعَسَلِ، وَلُبَابِ هَذَا الْقَمْحِ، وَنَسَائِجِ هَذَا الْقَزِّ وَلَكِنْ هَيْهَاتَ أَنْ يَغْلِبَنِي هَوَايَ، وَيَقُودَنِي جَشَعِي إِلَى تَخَيُّرِ الْأَطْعِمَةِ ـ وَلَعَلَّ بِالْحِجَازِ أَوِ الْيَمَامَةِ مَنْ لَا طَمَعَ لَهُ فِي الْقُرْصِ، وَلَا عَهْدَ لَهُ بِالشِّبَعِ ـ أَوْ أَبِيتَ مِبْطَاناً وَحَوْلِي بُطُونٌ غَرْثَى وَأَكْبَادٌ حَرَّى، أَوْ أَكُونَ كَمَا قَالَ الْقَائِلُ:

وَحَسْبُكَ دَاءً أَنْ تَبِيتَ بِبِطْنَةٍ ... وَحَوْلَكَ أَكْبَادٌ تَحِنُّ إِلَى الْقِدِّ!

أَأَقْنَعُ مِنْ نَفْسِي بِأَنْ يُقَالَ: هَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا أُشَارِكُهُمْ فِي مَكَارِهِ الدَّهْرِ، أَوْ أَكُونَ أُسْوَةً لَهُمْ فِي جُشُوبَةِ (الخشونة) الْعَيْشِ! فَمَا خُلِقْتُ لِيَشْغَلَنِي أَكْلُ الطَّيِّبَاتِ، كَالْبَهِيمَةِ الْمَرْبُوطَةِ، هَمُّهَا عَلَفُهَا، أَوِ الْمُرْسَلَةِ شُغُلُهَا تَقَمُّمُهَا، تَكْتَرِشُ مِنْ أَعْلَافِهَا، وَتَلْهُو عَمَّا يُرَادُ بِهَا، أَوْ أُتْرَكَ سُدًى، أَوْ أُهْمَلَ عَابِثاً، أَوْ أَجُرَّ حَبْلَ الضَّلَالَةِ،

طِمر - بوسیدہ لباس
دَبِرَہ - زخمی پشت
مَقِرَہ - تلخ
فدک - مدینہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک علاقہ ہے
مظانّ - محل احتمال وجود
جَدَث - قبر
ضغط - دباؤ
مدر - ڈھیلا پتھر
فُرَج - شگاف
اروض - ہموار کرتا ہوں
مزلق - پھسلنے کی جگہ
قز - ریشم
جشع - حرص وطمع
قرص - روٹی
غرثیٰ - بھوکے
حریٰ - پیاسے
بِطنہ - پیٹ بھرا
قِدّ - سوکھا چمڑا
جشوبہ - بدمزگی
تقمّم - گھاس کوڑا کھانا
تکترش - پیٹ بھر لیتا ہے
علف - چارہ

۱۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اکرمؐ کے دور سے فدک پر ہمارا قبضہ تھا اور قانونی اعتبار سے قبضہ والے سے گواہ نہیں طلب کئے جاتے ہیں لہٰذا ہم سے گواہ طلب کرنا اس امر کی علامت ہے کہ قوم کی رال فدک [illegible] رہی تھی اور وہ ہمارے گھر والوں کو کھاتا پیتا نہیں دیکھ سکتے تھے اور نہ ہماری غرباء پروری سے راضی تھے۔

اور نہ ایک بالشت پر قبضہ کیا ہے اور نہ ایک بیمار جانور سے زیادہ کوئی قوت (غذا) حاصل کیا ہے۔ یہ دنیا میری نگاہ میں کڑوی چھال سے بھی زیادہ حقیر اور بے قیمت ہے۔ ہاں ہمارے ہاتھوں میں اس آسمان کے نیچے صرف ایک فدک تھا (۷۱) مگر اس پر بھی ایک قوم نے اپنی لالچ کا مظاہرہ کیا اور دوسری قوم نے اس کے جانے کی پرواہ نہ کی اور بہرحال بہترین فیصلہ کرنے والا پروردگار ہے اور ویسے بھی مجھے فدک یا غیر فدک سے کیا لینا دینا ہے جب کہ نفس کی منزل اصلی کل کے دن قبر ہے جہاں کی تاریکی میں تمام آثار منقطع ہو جائیں گے اور کوئی خبر نہ آئے گی۔ یہ ایک ایسا گڑھا ہے جس کی وسعت زیادہ بھی کر دی جائے اور کھودنے والا اسے وسیع بھی بنا دے تو بالآخر پتھر اور ڈھیلے اسے تنگ بنا دیں گے اور تہ بہ تہ مٹی اس کے شگاف کو بند کر دے گی۔ میں تو اپنے نفس کو تقویٰ کی تربیت دے رہا ہوں تاکہ عظیم ترین خوف کے دن مطمئن ہو کر میدان میں آئے اور پھسلنے کے مقامات پر ثابت قدم رہے۔

میں[1] اگر چاہتا تو اس خالص شہد، بہترین صاف شدہ گندم اور ریشمی کپڑوں کے راستے بھی پیدا کر سکتا تھا لیکن خدا نہ کرے کہ مجھ پر خواہشات کا غلبہ ہو جائے اور مجھے حرص و طمع اچھے کھانوں کے اختیار کرنے کی طرف کھینچ کر لے جائیں جب کہ بہت ممکن ہے کہ حجاز یا یمامہ میں ایسے افراد بھی ہوں جن کے لئے ایک روٹی کا سہارا نہ ہو اور شکم سیری کا کوئی سامان نہ ہو۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں شکم سیر ہو کر سو جاؤں اور میرے اطراف بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپ رہے ہوں۔ کیا میں شاعر کے اس شعر کا مصداق ہو سکتا ہوں:

"تیری بیماری کے لئے یہی کافی ہے کہ تو پیٹ بھر کر سو جائے اور تیرے اطراف وہ جگر بھی ہوں جو سوکھے چمڑے کو بھی ترس رہے ہوں"

کیا میرا نفس اس بات سے مطمئن ہو سکتا ہے کہ مجھے "امیر المومنین" کہا جائے اور میں زمانے کے ناخوشگوار حالات میں مومنین کا شریک حال نہ بنوں اور معمولی غذا کے استعمال میں ان کے واسطے نمونہ نہ پیش کر سکوں۔ میں اس لئے تو نہیں پیدا کیا گیا ہوں کہ مجھے بہترین غذاؤں کا کھانا مشغول کر لے اور میں جانوروں[2] کے مانند ہو جاؤں کہ وہ بندھے ہوتے ہیں تو ان کا کل مقصد چارہ ہوتا ہے اور آزاد ہوتے ہیں تو کل مشغلہ ادھر اُدھر چرنا ہوتا ہے جہاں گھاس پھوس سے اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں اور انھیں اس بات کی فکر بھی نہیں ہوتی ہے کہ ان کا مقصد کیا ہے۔ کیا میں آزاد چھوڑ دیا گیا ہوں۔ یا مجھے بیکار آزاد کر دیا گیا ہے یا مقصد یہ ہے کہ میں گمراہی کی رسی میں باندھ کر کھینچا جاؤں۔

---

[1] آج دنیا کے زہد و تقویٰ کا بیشتر حصہ مجبوریوں کی پیداوار ہے اور انسان کو جب دنیا حاصل نہیں ہوتی ہے تو وہ دین کے زیر سایہ پناہ لے لیتا ہے اور ذکر آخرت سے اپنے نفس کو بہلاتا ہے لیکن امیر المومنینؑ کا کردار اس سے بالکل مختلف ہے۔ آپ کے ہاتھوں میں دنیا و آخرت کا اختیار تھا۔ آپ کے بازوؤں میں زور خیبر شکنی اور آپ کی انگلیوں میں قوت رد شمس تھی لیکن اس کے باوجود فاقے کر رہے تھے تاکہ اسلام میں ریاست اور حکومت عیش پرستی کا ذریعہ نہ بن جائے اور حکام اپنی مسئولیت کا احساس کریں اور اپنی زندگی کو غربا کے معیار پر گذاریں تاکہ ان کا دل نہ ٹوٹنے پائے اور ان کے نفس میں غرور نہ پیدا ہونے پائے۔ مگر افسوس کہ دنیا سے یہ تصور یکسر غائب ہو گیا اور ریاست و حکومت صرف راحت و آرام اور عیاشی و عیش پرستی کا وسیلہ بن کر رہ گئی۔

ان حالات کی جزئی اصلاح غلامان علیؑ کے اسلامی نظام سے ہو سکتی ہے اور کلی اصلاح فرزند علیؑ کے ظہور سے ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ بنی امیہ اور بنی عباس پر ناز کرنے والے سلاطین ان حالات کی اصلاح نہیں کر سکتے ہیں۔

[2] انسان اور جانور کا نقطۂ امتیاز یہی ہے کہ جانور کے یہاں کھانا اور چارہ مقصد حیات ہے اور انسان کے یہاں یہ اشیاء وسیلۂ حیات ہیں۔ لہٰذا انسان جب تک مقصد حیات اور بندگی پروردگار کا تحفظ کرتا رہے گا انسان رہے گا اور جس دن اس نکتہ سے غافل ہو جائے گا اس کا شمار حیوانات میں ہو جائے گا۔

أَوْ أَغْتَسِيفَ طَرِيقَ الْمَتَاهَةِ! وَكَأَنِّي بِقَائِلِكُمْ يَقُولُ: «إِذَا كَانَ هٰذَا قُوتُ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَقَدْ قَعَدَ بِهِ الضَّعْفُ عَنْ قِتَالِ الْأَقْرَانِ، وَمُنَازَلَةِ الشُّجْعَانِ». أَلَا وَإِنَّ الشَّجَرَةَ الْبَرِّيَّةَ أَصْلَبُ عُوداً، وَالرَّوَاتِعَ الْخَضِرَةَ أَرَقُّ جُلُوداً، وَالنَّابِتَاتِ الْعِذْيَةَ أَقْوَىٰ وَقُوداً، وَأَبْطَأُ خُمُوداً. وَأَنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ كَالضَّوْءِ مِنَ الضَّوْءِ[۱]، (كالصنو من الصنو) وَالذِّرَاعِ مِنَ الْعَضُدِ. وَاللّٰهِ لَوْ تَظَاهَرَتِ الْعَرَبُ عَلَىٰ قِتَالِي لَمَا وَلَّيْتُ عَنْهَا، وَلَوْ أَمْكَنَتِ الْفُرَصُ مِنْ رِقَابِهَا لَسَارَعْتُ إِلَيْهَا. وَسَأَجْهَدُ فِي أَنْ أُطَهِّرَ الْأَرْضَ مِنْ هٰذَا الشَّخْصِ الْمَعْكُوسِ، (الرجل)، وَالْجِسْمِ الْمَرْكُوسِ حَتَّىٰ تَخْرُجَ الْمَدَرَةُ مِنْ بَيْنِ حَبِّ الْحَصِيدِ.

و من هذا الكتاب، و هو آخره:

إِلَيْكِ عَنِّي يَا دُنْيَا، فَحَبْلُكِ عَلَىٰ غَارِبِكِ، قَدِ انْسَلَلْتُ مِنْ مَخَالِبِكِ، وَأَفْلَتُّ مِنْ حَبَائِلِكِ، وَاجْتَنَبْتُ الذَّهَابَ فِي مَدَاحِضِكِ، أَيْنَ الْقُرُونُ (القوم) الَّذِينَ غَرَرْتِهِمْ بِمَدَاعِبِكِ! (مداعیک) أَيْنَ الْأُمَمُ الَّذِينَ فَتَنْتِهِمْ بِزَخَارِفِكِ! فَهَا هُمْ رَهَائِنُ الْقُبُورِ، وَمَضَامِينُ اللُّحُودِ. وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتِ شَخْصاً مَرْئِيّاً، وَقَالَباً حِسِّيّاً (جنيا)، لَأَقَمْتُ عَلَيْكِ حُدُودَ اللّٰهِ فِي عِبَادٍ غَرَرْتِهِمْ بِالْأَمَانِي، وَأُمَمٍ أَلْقَيْتِهِمْ فِي الْمَهَاوِي، وَمُلُوكٍ أَسْلَمْتِهِمْ إِلَى التَّلَفِ، وَأَوْرَدْتِهِمْ مَوَارِدَ الْبَلَاءِ، إِذْ لَا وِرْدَ وَلَا صَدَرَ! هَيْهَاتَ! مَنْ وَطِئَ دَحْضَكِ زَلِقَ، وَمَنْ رَكِبَ لُجَجَكِ غَرِقَ، وَمَنِ ازْوَرَّ عَنْ حَبَائِلِكِ وُفِّقَ، وَالسَّالِمُ مِنْكِ لَا يُبَالِي إِنْ ضَاقَ بِهِ مُنَاخُهُ، وَالدُّنْيَا عِنْدَهُ كَيَوْمٍ حَانَ انْسِلَاخُهُ.

اعتساف - راہ سے بے راہ ہو جانا
متاہتہ - گمراہی - حیرانی
برّیہ - جنگل
خضرہ - سرسبز و شاداب
عِذیہ - بارش سے سینچی گئی
وقود - ایندھن
عضد - بازو
اَجہد - کوشش کرنا
مرکوس - الٹا
مدرۃ - پتھر
حصید - کاٹا ہوا غلہ
الیک عنی - دور ہو جا
غارب - کاندھا
مخالب - پنجے
حبائل - جال
مَداحض - پھسلنے کے مقامات
مَداعب - ہنسی مذاق
مَہاوی - گڑھے
وِرد - چشمہ پر وارد ہونا
صَدر - پانی پی کر نکلنا
دَحض - پھسلنے والی زمین
زَلِق - پھسل گیا
اِزورّ - دور ہٹ گیا
مُناخ - مقام
حان - وقت آگیا
انسلاخ - زوال

(۱) اگر یہ لفظ صنو ہے تو اس کے معنی شاخ کے ہیں یعنی ہم دونوں ایک ہی درخت عصمت و طہارت کی شاخیں ہیں اور وہ رسول اکرمؐ ہیں تو میں فقط رسول اکرمؐ ہوں۔

پاپٹکنے کی جگہ پر منہ اٹھائے پھرتا رہوں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ جب ابوطالب کے فرزند کی غذا[1] ایسی معمولی ہے تو انھیں ضعف نے دشمنوں سے جنگ کرنے اور بہادروں کے ساتھ میدان میں اُترنے سے بٹھا دیا ہوگا۔ تو یہ یاد رکھنا کہ جنگل کے درختوں کی لکڑی زیادہ مضبوط ہوتی ہے اور تر و تازہ درختوں کی چھال کمزور ہوتی ہے۔ صحرائی جھاڑ کا ایندھن زیادہ بھڑکتا بھی ہے اور اس کے شعلے دیر میں بجھتے بھی ہیں۔ میرا رشتہ رسول اکرمؐ سے وہی ہے جو نور کا رشتہ نور سے ہوتا ہے یا ہاتھ کا رشتہ بازوؤں سے ہوتا ہے۔

خدا کی قسم اگر تمام عرب مجھ سے جنگ کرنے پر اتفاق کر لیں تو بھی میں میدان سے منہ نہیں پھرا سکتا اور اگر مجھے ذرا بھی موقع مل جائے تو میں ان کی گردنیں اڑا دوں گا اور اس بات کی کوشش کروں گا کہ زمین کو اس اُلٹی کھوپڑی اور بے ہنگم ڈیل ڈول والے سے پاک کر دوں تاکہ کھلیان کے دانوں میں سے کنکر پتھر نکل جائیں۔

(اس خطبہ کا آخری حصہ) اے دنیا مجھ سے دور[2] ہو جا۔ میں نے تیری باگ دوڑ تیرے ہی کاندھے پر ڈال دی ہے اور تیرے چنگل سے باہر آچکا ہوں اور تیرے جال سے نکل چکا ہوں اور تیرے پھسلنے کے مقامات کی طرف جانے سے بھی پرہیز کرتا ہوں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تو نے اپنی ہنسی مذاق کی باتوں سے لُبھا لیا تھا اور کہاں ہیں وہ قومیں جن کو اپنی زینت وآرائش سے مبتلائے فتنہ کر دیا تھا۔ دیکھو اب وہ سب قبروں میں رہن ہو چکے ہیں اور لحد میں دبکے پڑے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم اگر تو کوئی دیکھنے والی شے اور محسوس ہونے والا ڈھانچہ ہوتی تو میں تیرے اوپر ضرور حد جاری کرتا کہ تو نے اللہ کے بندوں کو آرزوؤں کے سہارے دھوکہ دیا ہے اور قوموں کو گمراہی کے گڑھے میں ڈال دیا ہے۔ بادشاہوں کو بربادی کے حوالے کر دیا ہے اور انھیں بلاؤں کی منزل پر اُتار دیا ہے جہاں نہ کوئی وارد ہونے والا ہے اور نہ صادر ہونے والا۔

افسوس! جس نے بھی تیری لغزش گاہوں پر قدم رکھا وہ پھسل گیا اور جو تیری موجوں پر سوار ہوا وہ غرق ہو گیا۔ بس جس نے تیرے پھندوں سے کنارہ کشی اختیار کی اس کو توفیق حاصل ہو گئی۔ تجھ سے بچنے والا اس بات کی پرواہ نہیں کرتا ہے کہ اس کی منزل کس قدر تنگ ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ دنیا اس کی نگاہ میں صرف ایک دن کے برابر ہے جس کے اختتام کا وقت ہو چکا ہے۔

---

[1] بعض افراد کا خیال ہے کہ انسانی زندگی میں طاقت کا سرچشمہ اس کی غذا ہوتی ہے اور انسان کی غذا جس قدر لذیذ اور خوش ذائقہ ہوگی انسان اسی قدر ہمت اور طاقت والا ہوگا حالانکہ یہ بات بالکل غلط اور مہمل ہے۔ طاقت کا تعلق لذّت و ذائقہ سے نہیں ہے۔ قوت نفس اور ہمت قلب سے اور اس سے بالاتر تائید پروردگار سے کہ دست قدرت سے سیراب ہونے والا صحرائی درخت زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور امکانات کے اندر تربیت پانے والے اشجار انتہائی کمزور ہوتے ہیں کہ دست بشر وہ طاقت نہیں پیدا کر سکتا ہے جو دست قدرت سے پیدا ہوتی ہے۔

[2] لفظوں میں یہ بات بہت آسان ہے لیکن سجی سجائی دنیا کو تین مرتبہ طلاق دیکر اپنے سے جُدا کر دینا صرف نفس پیغمبرؐ کا کارنامہ ہے اور امت کے بس کا کام نہیں ہے۔ یہ کام وہی انجام دے سکتا ہے جو نفس کے چنگل سے آزاد ہو۔ خواہشات کے پھندوں میں گرفتار نہ ہوا اور ہر طرح کی زینت وآرائش کو اپنی نگاہوں سے گرا چکا ہو۔

أَغْرُبِي عَنِّي! فَوَاللَّهِ لَا أَذِلُّ لَكِ فَتَسْتَذِلِّينِي، وَلَا أَسْلَسُ لَكِ فَتَقُودِينِي. وَايْمُ اللَّهِ - يَمِيناً أَسْتَثْنِي[1] فِيهَا بِمَشِيئَةِ اللَّهِ - لَأَرُوضَنَّ نَفْسِي رِيَاضَةً تَهِشُّ مَعَهَا إِلَى الْقُرْصِ إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهِ مَطْعُوماً، وَتَقْنَعُ بِالْمِلْحِ مَأْدُوماً؛ وَلَأَدَعَنَّ مُقْلَتِي كَعَيْنِ مَاءٍ، نَضَبَ مَعِينُهَا، مُسْتَفْرِغَةً دُمُوعَهَا(عيونها). أَتَمْتَلِئُ السَّائِمَةُ مِنْ رِعْيِهَا فَتَبْرُكَ؟ وَتَشْبَعُ الرَّبِيضَةُ مِنْ عُشْبِهَا فَتَرْبِضَ؟ وَيَأْكُلُ عَلِيٌّ مِنْ زَادِهِ فَيَهْجَعَ! قَرَّتْ إِذاً عَيْنُهُ إِذَا اقْتَدَى بَعْدَ السِّنِينَ الْمُتَطَاوِلَةِ بِالْبَهِيمَةِ الْهَامِلَةِ، وَالسَّائِمَةِ الْمَرْعِيَّةِ!

طُوبَى لِنَفْسٍ أَدَّتْ إِلَى رَبِّهَا فَرْضَهَا، وَعَرَكَتْ بِجَنْبِهَا بُؤْسَهَا، وَهَجَرَتْ فِي اللَّيْلِ غُمْضَهَا، حَتَّى إِذَا غَلَبَ الْكَرَى عَلَيْهَا افْتَرَشَتْ أَرْضَهَا، وَتَوَسَّدَتْ كَفَّهَا، فِي مَعْشَرٍ أَسْهَرَ عُيُونَهُمْ خَوْفُ مَعَادِهِمْ، وَتَجَافَتْ عَنْ مَضَاجِعِهِمْ جُنُوبُهُمْ، وَهَمْهَمَتْ بِذِكْرِ رَبِّهِمْ شِفَاهُهُمْ، وَتَقَشَّعَتْ بِطُولِ اسْتِغْفَارِهِمْ ذُنُوبُهُمْ، «أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ، أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ».

فَاتَّقِ اللَّهَ يَا ابْنَ حُنَيْفٍ، وَلْتَكْفُفْ أَقْرَاصُكَ، لِيَكُونَ مِنَ النَّارِ خَلَاصُكَ.

اغربی - دور ہوجا
لا اسلس - اطاعت نہیں کرسکتا
تہش - خوش ہوجائے
مادوم - سالن
مقلہ - آنکھ
نضب - خشک ہوگیا
معین - چشمہ
سائمہ - چرنے والے جانور
رعی - گھاس
ربیضہ - بکری
تربض - سینہ کے بھل بیٹھ جاتی ہے
یہجع - آرام کرے
قرت عینہ - آنکھیں بے نور ہوجائیں
ہاملہ - آوارہ
بوس - سختی
غمض - نیند
کری - اونگھ
تجافت - دور رہے
مضاجع - بستر
ہمہمت - زمزمہ خوانی کرتے ہے
تقشعت - چھٹ گئے
اقراص - روٹیاں

[1] یہ کمال معرفت کی دلیل ہے کہ انسان تقریر کے جوش میں اور اپنے نفس کی بلندی کے اظہار میں عظمت پروردگار اور کرم خالق سے غافل نہ ہوجائے اور اسے یہ احساس رہے کہ اس کی ساری بلندیاں مالک کے کرم کا نتیجہ ہیں اور اس کا ارادہ بدل جائے تو دنیا کی کوئی طاقت حالات کی اصلاح نہیں کرسکتی ہے - لہٰذا ہر مرحلہ پر انشاء اللہ کہنا ضروری ہے اور ہر مسئلہ میں مشیت پروردگار کا استثنا لازم ہے -

تو مجھ سے دور ہو جا۔ میں تیرے قبضہ میں آنے والا نہیں ہوں کہ تو مجھے ذلیل کر سکے اور نہ اپنی زمام تیرے ہاتھ میں دینے ہوں کہ جدھر چاہے کھینچ سکے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اور اس قسم میں مشیت خدا کے علاوہ کسی صورت کو مستثنیٰ نہیں کرتا۔ اس نفس کو ایسی تربیت دوں گا کہ ایک روٹی پر بھی خوش رہے اگر وہ بطورِ طعام اور نمک بطورِ ادام مل جائے اور میں اپنی آنکھوں ہوتے کو ایسا بنا دوں گا جیسے وہ چشمہ جس کا پانی تقریباً خشک ہو چکا ہو اور سارے آنسو بہہ گئے ہوں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جس طرح ور چارہ کھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور بکریاں گھاس سے سیر ہو کر اپنے باڑہ میں لیٹ جاتی ہیں۔ اسی طرح علیؑ بھی اپنے پاس کا کھانا ا کر سو جائے۔ اس کی آنکھیں پھوٹ جائیں جو ایک طویل زمانہ گذارنے کے بعد آوارہ جانور اور چرائے ہوئے حیوانات کی دی کرنے لگے۔

خوشا نصیب اس نفس کے لئے جو اپنے رب کے فرض کو ادا کر دے اور سختیوں کے عالم میں صبر سے کام لے۔ راتوں کو ی آنکھوں کو کھلا رکھے یہاں تک کہ نیند کا غلبہ ہونے لگے تو زمین کو بستر[1] بنا لے اور ہاتھوں کو تکیہ۔ ان لوگوں کے درمیان جن کی کھوں کو خوفِ محشر نے بیدار رکھا ہے اور جن کے پہلو بستروں سے الگ رہے ہیں۔ اُن کے ہونٹوں پر ذکرِ خدا کے زمزمے ہیں اور ے طولِ استغفار سے گناہوں کے بادل چھٹ گئے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے گروہ میں ہیں اور یاد رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی یاب ہونے والا ہے۔

ابن حنیف! اللہ سے ڈرو۔ اور تمہاری یہ روٹیاں تمہیں حرص و طمع سے روکے رہیں تاکہ آتشِ جہنم سے آزادی حاصل سکو۔!

کہاں دنیا میں ایسا کوئی انسان ہے جو صاحب جاہ و جلال۔ اقتدار و بیت المال ہو۔ دنیا میں اس کا سکہ چل رہا ہو اور عالمِ اسلام اس کے زیرِ نگیں اور اس کے بعد یا تو راتوں کو بیداری اور عبادتِ الٰہی میں گذار دے یا سونے کا ارادہ کرے تو خاک کا بستر اور ہاتھ کا تکیہ بنا لے سلاطینِ زمانہ و حکام مسلمین تو اس صورتِ حال کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کردار کے پیدا کرنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ یہ مولائے کائنات کی شخصی زندگی کا نقشہ نہیں ہے۔ یہ حاکمِ اسلامی اور خلیفۃ اللہ کا منصبی کردار ہے کہ جسے عوامی مفادات و اسلامی مقدرات کا ذمہ دار بنایا جاتا ہے۔ اس کے کردار کو ایسا ہونا چاہئے اور اس کی زندگی میں اسی قسم کی سادگی درکار ہے۔ انسان ے نفسِ قدسی کے پیدا کرنے کا عزم محکم کرے ورنہ اسلامی تختِ اقتدار کو چھوڑ کر ظلم و ستم کی بساط پر زندگی گذار دے اور اپنے کو عالمِ اسلام حاکم کہنے کا ارادہ نہ کرے۔ وما توفیقی الا باللہ

٤٦

و من كتاب له (عليه السلام)

الى بعض عماله [1]

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّكَ مِمَّنْ أَسْتَظْهِرُ بِهِ عَلَى إِقَامَةِ الدِّينِ، وَأَقْمَعُ بِهِ نَخْوَةَ الْأَثِيمِ، وَأَسُدُّ بِهِ لَهَاةَ الثَّغْرِ الْمَخُوفِ. فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ عَلَىٰ مَا أَهَمَّكَ، وَاخْلِطِ الشِّدَّةَ بِضِغْثٍ مِنَ اللِّينِ، وَارْفُقْ مَا كَانَ الرِّفْقُ أَرْفَقَ (أَوْفَقَ)، وَاعْتَزِمْ بِالشِّدَّةِ حِينَ لَا تُغْنِي عَنْكَ إِلَّا الشِّدَّةُ، وَاخْفِضْ لِلرَّعِيَّةِ جَنَاحَكَ، وَابْسُطْ لَهُمْ وَجْهَكَ، وَأَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ، وَآسِ بَيْنَهُمْ فِي اللَّحْظَةِ وَالنَّظْرَةِ، وَالْإِشَارَةِ وَالتَّحِيَّةِ، حَتَّىٰ لَا يَطْمَعَ الْعُظَمَاءُ فِي حَيْفِكَ، وَلَا يَيْأَسَ الضُّعَفَاءُ مِنْ عَدْلِكَ، وَالسَّلَامُ. [2]

٤٧

و من وصية له (عليه السلام)

للحسن و الحسين عليهما السلام لما ضربه ابن ملجم لعنه الله

أُوصِيكُمَا بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَأَلَّا تَبْغِيَا الدُّنْيَا وَإِنْ بَغَتْكُمَا، وَلَا تَأْسَفَا عَلَىٰ شَيْءٍ مِنْهَا زُوِيَ عَنْكُمَا، وَقُولَا بِالْحَقِّ، وَاعْمَلَا لِلْأَجْرِ (لِلْآخِرَةِ)، وَكُونَا لِلظَّالِمِ خَصْماً، وَلِلْمَظْلُومِ عَوْناً.

أُوصِيكُمَا، وَجَمِيعَ وَلَدِي وَأَهْلِي وَمَنْ بَلَغَهُ كِتَابِي، بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَنَظْمِ أَمْرِكُمْ، وَصَلَاحِ ذَاتِ بَيْنِكُمْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ جَدَّكُمَا - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - يَقُولُ: «صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ أَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ».

اللّٰهَ اللّٰهَ فِي الْأَيْتَامِ، فَلَا تُغِبُّوا أَفْوَاهَهُمْ، وَلَا يَضِيعُوا بِحَضْرَتِكُمْ.

وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي جِيرَانِكُمْ، فَإِنَّهُمْ وَصِيَّةُ نَبِيِّكُمْ. مَا زَالَ يُوصِي بِهِمْ،

استظہر بہ - مدد طلب کرتا ہوں
اقمع - توڑ دیتا ہوں
نخوت - غرور
اثیم - گناہگار
لہاۃ - کوا - حلق
ثغر - سرحد
مخوف - خوفناک
ضغث - ایک حصہ
آسِ - برابر کا برتاؤ کرنا
حیف - ظلم، زیادتی
بغتکما - وہ تم دونوں کو طلب کرے
زوی - جدا کر دی جائے
لا تغبّوا - فاقہ نہ کرنے دینا

[1] شارحین نہج البلاغہ نے عام طور سے اس عامل کے نام کا پتہ نہیں لگایا ہے جس کے نام حضرت نے یہ فرمان تحریر فرمایا ہے۔ البتہ اس فرمان سے دو باتوں کا اندازہ ضرور ہوتا ہے (۱) یہ عامل مرد مومن، ثقہ اور مجاہد تھا جس سے علیؑ جیسے امام معصوم بھی مذہبی معاملات میں مدد لیا کرتے تھے۔

[2] اس خط کے ذریعہ حضرت نے اصول جہانبانی کی طرف متوجہ کرنا چاہا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ دنیا کی حکمرانی مذہب کی حکومت سے الگ ہے اور مذہب ہر مسئلہ میں اپنے اصول کو مقدم رکھتا ہے کسی حاکم کی شخصیت کو نہیں۔

مصادر کتاب ۴۶ الغارات ثقفی، انساب الاشراف ۲ ص۱۶۸، تاریخ طبری حوادث ۳۸ھ، کامل ابن اثیر ۳ ص۱۵۱، المجالس المفید ص۸۳

مصادر کتاب ۴۷ مقاتل الطالبین ابوالفرج ص۳۸، المعمرون والوصایا ابوحاتم سجستانی ص۱۴۹، تاریخ طبری ۶ ص۸۵، امالی زجاجی ص۱۱۲، کافی کلینیؒ، ص۵۱، مروج الذہب ۲ ص۴۲۵، تحف العقول ص۱۹۷، من لایحضرہ الفقیہ ۴ ص۱۴۱، مناقب خوارزمی ص۲۷۸، کشف الغمہ ص۵۸، ذخائر العقبیٰ طبری ص۱۱۶، روضۃ الواعظین نیشاپوری ص۱۳۶، معارف ابن قتیبہ ۲ ص۱۲۵، الامامۃ والسیاسۃ ص۱۴۲، کتاب سلیم ص۱۳، امالی طوسیؒ ۱ ص۶، امالی قالیؒ ۲ ص۱۷، صواعق محرقہ ص۸، امالی مفیدؒ ص۱۲۹، بحار الانوار ص۱۱۲، تاریخ الخلفاء ص۱۸۴، الجرائح راوندی ص۱۸، الکامل ۱ ۲ ص۱۵۲، الاغانی ابوالفرج اصفہانی

۴۶۔ آپ کا مکتوب گرامی (۱)
(بعض عمال کے نام)

امابعد۔ تم ان لوگوں میں ہو جن سے میں دین کے قیام کے لئے مدد لیتا ہوں اور گنہگاروں کی نخوت کو توڑ دیتا ہوں اور سرحدوں کے خطرات کی حفاظت کرتا ہوں لہٰذا اپنے اہم امور میں اللہ سے مدد طلب کرنا اور اپنی شدت میں تھوڑی نرمی بھی شامل کر لینا۔ جہاں تک نرمی مناسب ہو نرمی ہی سے کام لینا اور جہاں سختی کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو وہاں سختی ہی کرنا۔ رعایا کے ساتھ تواضع سے پیش آنا اور کشادہ روئی کا برتاؤ کرنا۔ اپنا رویہ نرم رکھنا اور نظر بھر کے دیکھنے یا کنکھیوں سے دیکھنے میں بھی برابر کا سلوک کرنا اور اشارہ وسلام میں بھی مساوات سے کام لینا تاکہ بڑے لوگ تمھاری ناانصافی سے امید نہ لگا بیٹھیں اور کمزور افراد تمھارے انصاف سے مایوس نہ ہو جائیں۔ والسلام (۲)

۴۷۔ آپ کی وصیت
(امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے۔ ابن ملجم کی تلوار سے زخمی ہونے کے بعد)

میں تم دونوں کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ الٰہی اختیار کئے رہنا اور خبردار دنیا لاکھ تمھیں چاہے اس سے دل نہ لگانا اور نہ اس کی کسی شے سے محروم ہو جانے پر افسوس کرنا۔ ہمیشہ حرف حق کہنا اور ہمیشہ آخرت کے لئے عمل کرنا اور دیکھو ظالم کے دشمن رہنا اور مظلوم کے ساتھ رہنا۔

میں تم دونوں کو اور اپنے تمام اہل وعیال کو اور جہاں تک میرا یہ پیغام پہونچے۔ سب کو وصیت کرتا ہوں کہ تقوائے الٰہی اختیار کریں۔ اپنے امور کو منظم رکھیں۔ اپنے درمیان تعلقات کو سدھارے رکھیں کہ میں نے اپنے جد بزرگوار سے سنا ہے کہ آپس کے معاملات کو سلجھا کر رکھنا عام نماز اور روزہ سے بھی بہتر ہے۔

دیکھو یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور ان کے فاقوں کی نوبت نہ آجائے اور وہ تمھاری نگاہوں کے سامنے برباد نہ ہو جائیں اور دیکھو ہمسایہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کہ ان کے بارے میں تمھارے پیغمبرؐ کی وصیت ہے اور آپؐ برابر ان کے بارے میں نصیحت فرماتے رہتے تھے

(۱) یہ اس بات کی علامت ہے کہ اسلام کا بنیادی مقصد معاشرہ کی اصلاح۔ سماج کی تنظیم اور امت کے معاملات کی ترتیب ہے اور نماز روزہ کو بھی درحقیقت اس کا ایک ذریعہ بنایا گیا ہے ورنہ پروردگار کسی کی عبادت اور بندگی کا محتاج نہیں ہے اور اس کا تمامتر مقصد یہ ہے کہ انسان پیش پروردگار اپنے کو حقیر وفقیر سمجھے اور اس میں یہ احساس پیدا ہو کہ میں بھی تمام بندگان خدا میں سے ایک بندہ ہوں اور جب سب ایک ہی خدا کے بندے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں جانے والے ہیں تو آپس کے تفرقہ کا جواز کیا ہے اور یہ تفرقہ کب تک برقرار رہے گا۔ بالآخر سب کو ایک دن اس کی بارگاہ میں ایک دوسرے کا سامنا کرنا ہے۔

اس کے بعد اگر کوئی شخص اس جذبہ سے محروم ہو جائے اور شیطان اس کے دل ودماغ پر مسلط ہو جائے تو دوسرے افراد کا فرض ہے کہ اصلاحی قدم اٹھائیں اور معاشرہ میں اتحاد واتفاق کی فضا قائم کریں کہ یہ مقصد الٰہی کی تکمیل اور ارتقائے بشریت کی بہترین علامت ہے۔ نماز روزہ انسان کے ذاتی اعمال ہیں۔ اور سماج کے فساد سے آنکھیں بند کرکے ذاتی اعمال کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے۔ ورنہ اللہ کے معصوم بندے کبھی گھر سے باہر ہی نہ نکلتے اور ہمیشہ سجدۂ پروردگار ہی میں پڑے رہتے۔!

حَتَّىٰ ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُمْ.

وَاللّٰهَ وَاللّٰهَ فِي الْقُرْآنِ، لَا يَسْبِقُكُمْ بِالْعَمَلِ بِهِ غَيْرُكُمْ.

وَاللّٰهَ وَاللّٰهَ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّهَا عَمُودُ دِينِكُمْ.

وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي بَيْتِ رَبِّكُمْ، لَا تُخْلُوهُ مَا بَقِيتُمْ، فَإِنَّهُ إِنْ تُرِكَ لَمْ تُنَاظَرُوا.

وَاللّٰهَ وَاللّٰهَ فِي الْجِهَادِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.

وَعَلَيْكُمْ بِالتَّوَاصُلِ وَالتَّبَاذُلِ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّدَابُرَ وَالتَّقَاطُعَ. لَا تَتْرُكُوا الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَيُوَلَّىٰ عَلَيْكُمْ شِرَارُكُمْ، ثُمَّ تَدْعُونَ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ.

ثم قال:

يَا بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ، لَا أُلْفِيَنَّكُمْ تَخُوضُونَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ خَوْضاً، تَقُولُونَ: «قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ». أَلَا لَا تَقْتُلُنَّ بِي إِلَّا قَاتِلِي.

أُنْظُرُوا إِذَا أَنَا مِتُّ مِنْ ضَرْبَتِهِ هٰذِهِ، فَاضْرِبُوهُ ضَرْبَةً بِضَرْبَةٍ، وَلَا تُمَثِّلُوا بِالرَّجُلِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ: «إِيَّاكُمْ وَالْمُثْلَةَ وَلَوْ بِالْكَلْبِ الْعَقُورِ».

٤٨

ومن كتاب له (ع)

الى معاوية

وَإِنَّ الْبَغْيَ وَالزُّورَ يُوتِغَانِ (يذيعان) الْمَرْءَ فِي دِينِهِ وَدُنْيَاهُ، وَيُبْدِيَانِ خَلَلَهُ عِنْدَ مَنْ يَعِيبُهُ، وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ غَيْرُ مُدْرِكٍ مَا قُضِيَ فَوَاتُهُ، وَقَدْ رَامَ أَقْوَامٌ أَمْراً بِغَيْرِ الْحَقِّ فَتَأَلَّوْا عَلَى اللّٰهِ فَأَكْذَبَهُمْ.

سیورثہم - عنقریب انھیں وارث بنا دیں گے
لم تناظروا - تم دیکھنے کے لائق بھی نہ رہ جاؤ گے
تباذل - باہمی عطا
لا اُلفینکم - میں تمھیں نہ پاؤں
تخوضون - خون بہا رہے ہو
لا تمثلوا - ٹکڑے ٹکڑے مت کرنا
مثلہ - اعضاء بدن کا کاٹ دینا
یوتغان - ہلاک کر دیتے ہیں
ما قضی فواتہ - جس کا نہ ملنا ہی مقدر ہو
تألوا - قسم کھائی
اکذبہم - جھوٹا ثابت کر دیا

(۱) حقیقت امر یہ ہے کہ خانۂ کعبہ مسلمانوں کی عزت و عظمت کا راز ہے اور جب بھی مسلمان اس سے دور ہو جائیں گے ہی دنیا و آخرت میں کہیں قابل توجہ نہ رہ جائیں گے
کعبہ کے خالی نہ چھوڑنے کا مقصد صرف طواف کرنا نہیں ہے بلکہ اسکی واقعی حقیقت کا پیش نظر رکھنا ہے اور اسے عزت اسلام کا رمز تصور کرنا ہے ایسے طواف کا کیا ماحصل ہے جہاں جسم اللہ کے گھر کا طواف کر رہا ہو اور قلب و دماغ دشمنان خدا کے قصور و محلات کے طواف میں مصروف ہوں اور اسی کو اپنی عزت و عظمت کا راز تصور کر رہے ہوں

مصادر کتاب ۴۸ کتاب صفین ابراہیم بن دیزل - کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۴۹۳ ، الفتوح اعثم کوفی ۳ ص۲۲۲

یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ شائد آپ وارث بھی بنانے والے ہیں۔

دیکھو اللہ سے ڈرو قرآن کے بارے میں کہ اس پر عمل کرنے میں دوسرے لوگ تم سے آگے نہ نکل جائیں۔

اور اللہ سے ڈرو نماز کے بارے میں کہ وہ تمھارے دین کا ستون ہے۔

اور اللہ سے ڈرو اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں کہ جب تک زندہ رہو اسے خالی نہ ہونے دو کہ اگر اسے چھوڑ دیا گیا تو تم دیکھنے کے لائق بھی نہ رہ جاؤ گے[۱]۔

اور اللہ سے ڈرو اپنے جان اور مال اور زبان سے جہاد کے بارے میں اور آپس میں ایک دوسرے سے تعلقات رکھو۔ ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور خبردار ایک دوسرے سے منھ نہ پھرالینا۔ اور تعلقات توڑ نہ لینا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نظر انداز نہ کر دینا کہ تم پر اشرار کی حکومت قائم ہو جائے اور تم فریاد بھی کرو تو اس کی سماعت نہ ہو۔

اے اولادِ عبدالمطلب! خبردار میں یہ نہ دیکھوں کہ تم مسلمانوں کا خون بہانا شروع کر دو صرف اس نعرہ پر کہ "امیرالمومنینؑ مارے گئے ہیں" میرے بدلہ میں میرے قاتل کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کیا جا سکتا ہے۔

دیکھو اگر میں اس ضربت سے جانبر نہ ہو سکا تو ایک ضربت کا جواب ایک ہی ضربت ہے[۱] اور دیکھو میرے قاتل کے جسم کے ٹکڑے نہ کرنا کہ میں نے خود سرکار دو عالمؐ سے سُنا ہے کہ خبردار کاٹنے والے کُتّے کے بھی ہاتھ پیر نہ کاٹنا۔

۴۸۔ آپ کا مکتوب گرامی
(معاویہ کے نام)

بیشک بغاوت اور دروغ گوئی انسان کو دین اور دنیا دونوں میں ذلیل کر دیتی ہے اور اس کے عیب کو نکتہ چینی کرنے والے کے سامنے واضح کر دیتی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تو اس چیز کو حاصل نہیں کر سکتا ہے جس کے نہ ملنے کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ کہ بہت سی قوموں[۲] نے حق کے بغیر مقصد کو حاصل کرنا چاہا اور اللہ کو گواہ بنایا تو اللہ نے ان کے جھوٹ کو واضح کر دیا۔

[۱] کون دنیا میں ایسا شریف النفس اور بلند کردار ہے جو قانون کی سربلندی کے لئے اپنے نفس کا موازنہ اپنے دشمن سے کرے اور یہ اعلان کر دے کہ اگرچہ مجھے مالک نے نفس اللہ اور نفس پیغمبرؐ قرار دیا ہے اور میرے نفس کے مقابلہ میں کائنات کے جملہ نفوس کی کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن جہاں تک اس دنیا میں قصاص کا تعلق ہے۔ میرا نفس بھی ایک ہی نفس شمار کیا جائے گا اور میرے دشمن کو بھی ایک ہی ضرب لگائی جائے گی تاکہ دنیا کو یہ احساس پیدا ہو جائے کہ مذہب کی ترجمانی کے لئے کس بلند کردار کی ضرورت ہوتی ہے اور سماج میں خونریزی اور فساد کے روکنے کا واقعی راستہ کیا ہوتا ہے۔ یہی وہ افراد ہیں جو خلافت الٰہیہ کے حقدار ہیں اور انھیں کے کردار سے اس حقیقت کی وضاحت ہوتی ہے کہ انسانیت کا کام فساد اور خونریزی نہیں ہے بلکہ انسان اس سرزمین پر فساد اور خونریزی کی روک تھام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اس کا منصب واقعی خلافت الٰہیہ ہے۔

[۲] آپ نے معاویہ کو ہوشیار کرنا چاہا ہے کہ یہ خونِ عثمانؓ کا مطالبہ کوئی نیا نہیں ہے۔ تجھ سے پہلے اہل جمل یہ کام کر چکے ہیں اور ان کا جھوٹ واضح ہو چکا ہے اور وہ دنیا و آخرت کی رسوائی مول لے چکے ہیں۔ اب تجھے دوبارہ ذلیل و خوار ہونے کا شوق کیوں پیدا ہوا ہے۔ تیرا راستہ رسوائی اور ذلت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

فَاحْذَرْ يَوْماً يَغْتَبِطُ فِيهِ مَنْ أَحْمَدَ عَاقِبَةَ عَمَلِهِ، وَيَنْدَمُ مَنْ أَمْكَنَ الشَّيْطَانَ[1] مِنْ قِيَادِهِ فَلَمْ يُجَاذِبْهُ.

وَقَدْ دَعَوْتَنَا إِلَىٰ حُكْمِ الْقُرْآنِ وَلَسْتَ مِنْ أَهْلِهِ، وَلَسْنَا إِيَّاكَ أَجَبْنَا، وَلٰكِنَّا أَجَبْنَا الْقُرْآنَ فِي حُكْمِهِ، وَالسَّلَامُ.

٤٩

و من كتاب له (عليه السلام)

الى معاوية ايضاً

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الدُّنْيَا مَشْغَلَةٌ عَنْ غَيْرِهَا، وَلَمْ يُصِبْ صَاحِبُهَا مِنْهَا شَيْئاً إِلَّا فَتَحَتْ لَهُ حِرْصاً عَلَيْهَا، وَلَهَجاً بِهَا، وَلَنْ يَسْتَغْنِيَ صَاحِبُهَا بِمَا نَالَ فِيهَا عَمَّا لَمْ يَبْلُغْهُ مِنْهَا، وَمِنْ وَرَاءِ ذٰلِكَ فِرَاقُ مَا جَمَعَ، وَنَقْضُ مَا أَبْرَمَ! وَلَوِ اعْتَبَرْتَ بِمَا مَضَىٰ حَفِظْتَ مَا بَقِيَ، وَالسَّلَامُ.

٥٠

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى أمرائه على الجيش

مِنْ عَبْدِاللّٰهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَىٰ أَصْحَابِ الْمَسَالِحِ:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ حَقّاً عَلَى الْوَالِي أَلَّا يُغَيِّرَهُ عَلَىٰ رَعِيَّتِهِ فَضْلٌ نَالَهُ، وَلَا طَوْلٌ خُصَّ بِهِ، وَأَنْ يَزِيدَهُ مَا قَسَمَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ نِعَمِهِ دُنُوّاً مِنْ عِبَادِهِ، وَعَطْفاً عَلَىٰ إِخْوَانِهِ.

أَلَا وَإِنَّ لَكُمْ عِنْدِي أَلَّا أَحْتَجِزَ (احتجن) دُونَكُمْ سِرّاً إِلَّا فِي حَرْبٍ، وَلَا أَطْوِيَ دُونَكُمْ أَمْراً إِلَّا فِي حُكْمٍ، وَلَا أُؤَخِّرَ لَكُمْ حَقّاً عَنْ مَحَلِّهِ، وَلَا أَقِفَ بِهِ دُونَ مَقْطَعِهِ، وَأَنْ تَكُونُوا عِنْدِي فِي الْحَقِّ سَوَاءً، فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ وَجَبَتْ لِلّٰهِ عَلَيْكُمُ النِّعْمَةُ، وَلِي عَلَيْكُمُ الطَّاعَةُ، وَأَلَّا تَنْكُصُوا عَنْ دَعْوَةٍ، وَلَا تُفَرِّطُوا فِي صَلَاحٍ، وَأَنْ تَخُوضُوا الْغَمَرَاتِ إِلَى الْحَقِّ، فَإِنْ أَنْتُمْ لَمْ تَسْتَقِيمُوا لِي عَلَىٰ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَهْوَنَ عَلَيَّ مِمَّنِ اعْوَجَّ مِنْكُمْ، ثُمَّ أُعْظِمُ لَهُ الْعُقُوبَةَ، وَلَا يَجِدُ عِنْدِي فِيهَا رُخْصَةً، فَخُذُوا هٰذَا مِنْ أُمَرَائِكُمْ، وَأَعْطُوهُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ مَا يُصْلِحُ اللّٰهُ بِهِ أَمْرَكُمْ. وَالسَّلَامُ.

يغتبط - خوش ہوتا ہے
أحمد عاقبة عمله - انجام کو بہتر بنایا
أمكن الشيطان - شیطان کو مہار دیدی
لہج - شدت حرص
مسالح - سرحدیں
طول - فضل وکرم
أحتجز - چھپا دوں
لا أطوی - پہلو تہی نہیں کروں گا
مقطع - انجام کار
نکص - پیٹھ پیچھے پلٹ جانا
غمرات - سختیاں

[1] شیاطین کو ہمیشہ یہ خوش فہمی رہتی ہے کہ اگر کسی بندہ خدا نے حکم پروردگار کی بنا پر کوئی ایسا عمل کرلیا جو شیاطین کے فلسفہ کے مطابق ہوا تو فوراً یہ اعلان کر دیتے ہیں کہ ہم نے اپنی بات کو منوا لیا اور میدان جیت لیا۔ تاریخ میں روز اول سے اس امر کی مثالیں موجود ہیں کہ آدمؑ نے خلافت ارض کی خاطر جنت کو ترک کر دیا اور اپنے فرائض کی راہ پر چل پڑے تو ابلیس نے اعلان کر دیا کہ میں نے آدمؑ کو گمراہ کر دیا اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا اور آج تک اس کے پیروکار انبیاء کے گناہوں کی فہرست مرتب کرنے میں لگے ہوئے ہیں تاکہ شیطان کو فاتح قرار دیا جا سکے۔

مصادر کتاب ۴۹ الفتوح اعثم کوفی ۳ ص۲۲۳، الاخبار الطوال ص۱۵۴، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۱۱۰
مصادر کتاب ۵۰ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۱۰۷، امالی طوسیؒ ۱ ص۲۲۱

اس دن سے ڈرو جس دن خوشی صرف اسی کا حصہ ہو گی جس نے اپنے عمل کے انجام کو بہتر بنالیا ہے اور ندامت اس کے لئے ہو گی جس نے اپنی مہار شیطان کے اختیار میں دے دی[1] اور اسے کھینچ کر نہیں رکھا۔ تم نے مجھے قرآنی فیصلہ کی دعوت دی ہے حالانکہ تم اس کے اہل نہیں تھے اور میں نے بھی تمہاری آواز پر لبیک نہیں کہی ہے بلکہ قرآن کے حکم پر لبیک کہی ہے۔

۴۹۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ ہی کے نام)

امابعد! دنیا آخرت سے روگردانی کردینے والی ہے اور اس کا ساتھی جب بھی کوئی چیز پالیتا ہے تو اس کے لئے حرص کے دوسرے دروازے کھول دیتی ہے اور وہ کبھی کوئی چیز حاصل کر کے اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے جس کو حاصل نہیں کر سکا ہے۔ حالانکہ ان سب کے بعد جو کچھ جمع کیا ہے اس سے الگ ہونا ہے اور جو کچھ بندوبست کیا ہے اسے توڑ دینا ہے اور تو اگر گذشتہ لوگوں سے ذرا بھی عبرت حاصل کرتا تو باقی زندگی کو محفوظ کر سکتا تھا۔ والسّلام

۵۰۔ آپ کا مکتوب گرامی

(رؤساء لشکر کے نام)

بندۂ خدا، امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ کی طرف سے سرحدوں کے محافظوں کے نام۔ یاد رکھنا کہ والی پر قوم کا حق یہ ہے کہ اس نے جس برتری کو پالیا ہے یا جس فارغ البالی کی منزل تک پہونچ گیا ہے اس کی بنا پر قوم کے ساتھ اپنے رویہ میں تبدیلی نہ پیدا کرے اور اللہ نے جو نعمت اسے عطا کی ہے اس کی بنا پر بندگانِ خدا سے زیادہ قریب تر ہو جائے اور اپنے بھائیوں پر زیادہ مہربانی کرے۔

یاد رکھو مجھ پر تمہارا ایک حق یہ بھی ہے کہ جنگ کے علاوہ کسی موقع پر کسی راز کو چھپا کر نہ رکھوں اور حکم شریعت کے علاوہ کسی مسئلہ میں تم سے مشورہ کرنے سے پہلو تہی نہ کروں۔ نہ تمہارے کسی حق کو اس کی جگہ سے پیچھے ہٹاؤں اور نہ کسی معاملہ کو آخری حد تک پہونچائے بغیر دم لوں اور تم سب میرے نزدیک حق کے معاملہ میں برابر رہو۔ اس کے بعد جب میں ان حقوق کو ادا کر دوں گا تو تم پر اللہ کے لئے شکر اور میرے لئے اطاعت واجب ہو جائے گی اور یہ لازم ہوگا کہ میری دعوت سے پیچھے نہ ہٹو اور کسی اصلاح میں کوتاہی نہ کرو۔ حق تک پہونچنے کے لئے سختیوں میں کود پڑو کہ تم ان معاملات میں سیدھے نہ رہے تو میری نظر میں تم میں سے ٹیڑھے ہو جانے والے سے زیادہ کوئی حقیر و ذلیل نہ ہوگا اس کے بعد میں اسے سخت سزا دوں گا اور میرے پاس کوئی رعایت نہ پائے گا۔ تو اپنے زیرنگرانی امراء سے یہی عہد و پیمان لو اور اپنی طرف سے انھیں وہ حقوق عطا کرو جن سے پروردگار تمہارے امور کی اصلاح کر سکے۔ والسّلام

[1] یہ اسلامی قانون کا سب سے بڑا امتیاز ہے کہ اسلام حق لینے سے پہلے حق ادا کرنے کی بات کرتا ہے اور کسی شخص کو اس وقت تک صاحب حق نہیں قرار دیتا ہے جب تک وہ دوسروں کے حقوق ادا نہ کر دے اور یہ ثابت نہ کر دے کہ وہ خود بھی بندۂ خدا ہے اور احکام الٰہیہ کا احترام کرنا جانتا ہے۔ اس کے بغیر حقوق کا مطالبہ کرنا بشر کو مالک سے آگے بڑھا دینے کے مرادف ہے کہ اپنے واسطے مالک کائنات بھی قابل اطاعت نہیں ہے اور دوسروں کے واسطے اپنی ذات بھی قابل اطاعت ہے۔ یہ فرعونیت اور نمرودیت کی وہ قسم ہے جو دورِ قدیم کے فراعنہ میں بھی نہیں دیکھی گئی اور آج کے ہر فرعون میں پائی جا رہی ہے۔ کل کا فرعون اپنے کو فرائض سے بالاتر سمجھتا تھا اور آج والے فرائض کو فرائض سمجھتے ہیں اور اس کے بعد بھی ادا کرنے کی فکر نہیں کرتے ہیں۔

٥١
و من كتاب له (عليه السلام)

الى عماله على الخراج

مِنْ عَبْدِاللّٰهِ عَلِيٍّ أَمِيرِالْمُؤْمِنِينَ إِلَىٰ أَصْحَابِ الْخَرَاجِ:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ مَنْ لَمْ يَحْذَرْ مَا هُوَ صَائِرٌ إِلَيْهِ لَمْ يُقَدِّمْ لِنَفْسِهِ مَا يُحْرِزُهَا. وَاعْلَمُوا أَنَّ مَا كُلِّفْتُمْ بِهِ يَسِيرٌ، وَأَنَّ ثَوَابَهُ كَثِيرٌ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِيمَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الْبَغْيِ وَالْعُدْوَانِ عِقَابٌ يُخَافُ لَكَانَ فِي ثَوَابِ اجْتِنَابِهِ مَا لَا عُذْرَ فِي تَرْكِ طَلَبِهِ. فَأَنْصِفُوا النَّاسَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ، وَاصْبِرُوا لِحَوَائِجِهِمْ، فَإِنَّكُمْ خُزَّانُ الرَّعِيَّةِ، وَوُكَلَاءُ الْأُمَّةِ، وَسُفَرَاءُ الْأَئِمَّةِ. وَلَا تُحْشِمُوا (تحسموا – تحسبوا) أَحَداً عَنْ حَاجَتِهِ، وَلَا تَحْبِسُوهُ عَنْ طَلِبَتِهِ، وَلَا تَبِيعُنَّ لِلنَّاسِ فِي الْخَرَاجِ كِسْوَةَ شِتَاءٍ وَلَا صَيْفٍ، وَلَا دَابَّةً يَعْتَمِلُونَ عَلَيْهَا، وَلَا عَبْداً، وَلَا تَضْرِبُنَّ أَحَداً سَوْطاً لِمَكَانِ دِرْهَمٍ، وَلَا تَمَسُّنَّ مَالَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، مُصَلٍّ وَلَا مُعَاهَدٍ، إِلَّا أَنْ تَجِدُوا فَرَساً أَوْ سِلَاحاً يُعْدَىٰ بِهِ عَلَىٰ أَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَدَعَ ذٰلِكَ فِي أَيْدِي أَعْدَاءِ الْإِسْلَامِ، فَيَكُونَ شَوْكَةً عَلَيْهِ. وَلَا تَدَّخِرُوا أَنْفُسَكُمْ نَصِيحَةً، وَلَا الْجُنْدَ حُسْنَ سِيرَةٍ، وَلَا الرَّعِيَّةَ مَعُونَةً، وَلَا دِينَ اللّٰهِ قُوَّةً، وَأَبْلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا اسْتَوْجَبَ عَلَيْكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ قَدِ اصْطَنَعَ عِنْدَنَا وَعِنْدَكُمْ أَنْ نَشْكُرَهُ بِجُهْدِنَا، وَأَنْ نَنْصُرَهُ بِمَا بَلَغَتْ قُوَّتُنَا، وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

٥٢
و من كتاب له (عليه السلام)

الى أمراء البلاد في معنى الصلاة

أَمَّا بَعْدُ، فَصَلُّوا بِالنَّاسِ الظُّهْرَ حَتَّىٰ تَفِيءَ الشَّمْسُ مِنْ مَرْبِضِ الْعَنْزِ، وَصَلُّوا بِهِمُ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ حَيَّةٌ فِي عُضْوٍ مِنَ النَّهَارِ حِينَ يُسَارُ فِيهَا فَرْسَخَانِ، وَصَلُّوا بِهِمُ الْمَغْرِبَ حِينَ يُفْطِرُ الصَّائِمُ، وَ يَدْفَعُ الْحَاجُّ إِلَىٰ مِنًى. وَصَلُّوا بِهِمُ الْعِشَاءَ حِينَ يَتَوَارَى الشَّفَقُ إِلَىٰ ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلُّوا بِهِمُ الْغَدَاةَ وَالرَّجُلُ يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهِ.

خُزّان - جمع خازن
لاتحسموا - محروم نہ کرنا
طَلِبَہ - مطلوب
یعتملون علیہا - ان پر اعتماد کرتے ہیں
لِمکانِ درہم - ایک درہم کے واسطے
مُعاہَد - کافر ذمی
اِدَّخَر - ذخیرہ کیا - بچا کے رکھا
اَبلوا - ادا کرو -
قداصطنع - طلب خیر کیا ہے
تَفئ - سایہ پیدا ہو جائے
مربض غنم - بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ
یدفع - کوچ کرتا ہے
بَیضاء - زرد نہ ہونے پائے
فرسخ - ۵۶۶۰ میٹر
شفق - افق پر غروب کے بعد پیدا ہونے والی سرخی

(۱) یہ اسلام کا کمال کرم ہے کہ اس نے اپنے حقوق کو حاصل کرنے کے لئے عوام کی زندگی کو نظر انداز نہیں کیا ہے اور جس طرح عام قرض خواہوں کو حکم دیا ہے کہ تنگ دست افراد پر جبر نہ کریں اور ان کی سہولت کے اوقات کا انتظار کریں - اسی طرح خود بھی انھیں قوانین کی پابندی کی ہے اور خراج کو فلاح عامہ کا ذریعہ قرار دیا ہے قتل عام کا نہیں -

---

مصادر کتاب نمبر ۵۱ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۱۰۸، ص۱۳۲
مصادر کتاب نمبر ۵۲ الاعجاز والایجاز ابو منصور ثعالبی ص۳۳، بحار الانوار ۸ ص۶۲۹

۵۱۔ آپ کا مکتوب گرامی

(خراج وصول کرنے والوں کے نام)

بندۂ خدا، امیرالمومنین علیؑ کی طرف سے خراج وصول کرنے والوں کی طرف۔

امابعد! جو شخص اپنے انجام کار سے نہیں ڈرتا ہے وہ اپنے نفس کی حفاظت کا سامان بھی فراہم نہیں کرتا ہے۔ یاد رکھو تمہارے فرائض بہت مختصر ہیں اور ان کا ثواب بہت زیادہ ہے اور اگر پروردگار نے بغاوت اور ظلم سے روکنے کے بعد اس پر عذاب بھی نہ رکھا ہوتا تو اس سے پرہیز کرنے کا ثواب ہی اتنا زیادہ تھا کہ اس کے ترک کرنے میں کوئی شخص معذور نہیں ہو سکتا تھا۔ لہٰذا لوگوں کے ساتھ انصاف کرو۔ ان کے ضروریات کے لئے صبر و تحمل[۱] سے کام لو کہ تم رعایا کے خزانہ دار۔ امت کے نمائندے اور ائمہ کے سفیر ہو۔ خبردار کسی شخص کو اس کی ضرورت سے روک نہ دینا اور اس کے مطلوب کی راہ میں رکاوٹ نہ پیدا کرنا اور خراج وصول کرنے کے لئے اس کے سردی یا گرمی کے کپڑے نہ بیچ ڈالنا اور نہ اس جانور یا غلام پر قبضہ کر لینا جو اس کے کام آتا ہے اور کسی کو پیسہ کی خاطر مارنے نہ لگنا اور کسی مسلمان یا کافر ذمی کے مال کو ہاتھ نہ لگانا مگر یہ کہ اس کے پاس کوئی ایسا گھوڑا یا اسلحہ ہو جسے دشمنانِ اسلام کو دینا چاہتا ہے تو کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ یہ اشیاء دشمنانِ اسلام کے ہاتھوں میں چھوڑ دے اور وہ اسلام پر غالب آجائیں۔ دیکھو کسی نصیحت کو بچا کر نہ رکھنا۔ نہ لشکر کے ساتھ اچھے برتاؤ میں کمی کرنا اور نہ رعایا کی امداد میں اور نہ دین خدا کو قوت پہونچانے میں۔ اللہ کی راہ میں اس کے تمام فرائض کو ادا کر دینا کہ اس نے ہمارے اور تمہارے ساتھ جو احسان کیا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کے شکر کی کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو اس کے دین کی مدد کریں کہ قوت بھی تو بالآخر خدائے عظیم کا عطیہ ہے۔

۵۲۔ آپ کا مکتوب گرامی

(امراء بلاد کے نام ـــ نماز کے بارے میں)

امابعد۔ ظہر کی نماز اس وقت تک ادا کر دینا جب آفتاب کا سایہ بکریوں کے باڑہ کی دیوار کے برابر ہو جائے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھا دینا جب آفتاب روشن اور سفید رہے اور دن میں اتنا وقت باقی رہ جائے جب مسافر دو فرسخ جا سکتا ہو۔ مغرب اس وقت ادا کرنا جب روزہ دار افطار کرتا ہے اور حاجی عرفات سے کوچ کرتا ہے اور عشاء اس وقت پڑھانا جب شفق چھپ جائے اور ایک تہائی رات نہ گذرنے پائے۔ صبح کی نماز اس وقت ادا کرنا جب آدمی اپنے ساتھی کے چہرہ کو پہچان سکے۔

---

۱ واضح رہے کہ یہ خط روسار شہر کے نام لکھا گیا ہے اور ان کے لئے نماز جماعت کے اوقات معین کئے گئے ہیں۔ اس کا اصل نماز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اصل نماز کے اوقات سورۂ اسراء میں بیان کر دئے گئے ہیں یعنی زوال آفتاب، تاریکی شب اور فجر ـــ اور انھیں تین اوقات میں پانچ نمازوں کو ادا ہونا ہے۔ جس میں تقدیم و تاخیر نمازی کے اختیار میں ہے کہ فجر کے ایک ڈیڑھ گھنٹہ میں دو رکعت کب ادا کرے گا یا ظہر و عصر کے چھ گھنٹہ میں آٹھ رکعت کس وقت ادا کرے گا یا تاریکی شب کے بعد سات رکعت مغرب و عشاء کب پڑھے گا۔ سرکاری جماعت میں اس طرح کی آزادی ممکن نہیں ہے۔ اس کا وقت معین ہونا ضروری ہے تاکہ لوگ نماز میں شرکت کر سکیں۔ لہٰذا حضرت نے اس دور کے حالات کے پیش نظر ایک وقت معین کر دیا۔ ورنہ آج کے زمانہ میں دو فرسخ راستہ پانچ منٹ میں طے ہوتا ہے جو قطعاً اس مکتوب گرامی میں مقصود نہیں ہے۔

وَصَلُّوا بِهِمْ صَلَاةَ أَضْعَفِهِمْ، وَلَاتَكُونُوا فَتَّانِينَ.

۵۳

و من كتاب له (عليه السلام)

كتبه للأشتر النخعي[1]، لما ولاه على مصر و أعمالها حين اضطرب أمر أميرها محمد بن أبي بكر، و هو أطول عهد كتبه و أجمعه للمحاسن.

بسم الله الرحمن الرحيم

هٰذَا مَا أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ عَلِيٌّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، مَالِكَ بْنَ الْحَارِثِ الْأَشْتَرَ فِي عَهْدِهِ إِلَيْهِ، حِينَ وَلَّاهُ مِصْرَ: جِبَايَةَ[2] خَرَاجِهَا، وَ جِهَادَ عَدُوِّهَا، وَ اسْتِصْلَاحَ أَهْلِهَا، وَ عِمَارَةَ بِلَادِهَا.

أَمَرَهُ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَإِيْثَارِ طَاعَتِهِ، وَ اتِّبَاعِ مَا أَمَرَ بِهِ فِي كِتَابِهِ: مِنْ فَرَائِضِهِ وَ سُنَنِهِ، الَّتِي لَا يَسْعَدُ أَحَدٌ إِلَّا بِاتِّبَاعِهَا، وَ لَا يَشْقَىٰ إِلَّا مَعَ جُحُودِهَا وَ إِضَاعَتِهَا، وَ أَنْ يَنْصُرَ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ بِقَلْبِهِ وَ يَدِهِ وَلِسَانِهِ؛ فَإِنَّهُ، جَلَّ اسْمُهُ، قَدْ تَكَفَّلَ بِنَصْرِ مَنْ نَصَرَهُ، وَإِعْزَازِ مَنْ أَعَزَّهُ.

وَ أَمَرَهُ أَنْ يَكْسِرَ نَفْسَهُ مِنَ الشَّهَوَاتِ، وَ يَزَعَهَا عِنْدَ الْجَمَحَاتِ، فَإِنَّ النَّفْسَ أَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ، إِلَّا مَا رَحِمَ اللّٰهُ.

ثُمَّ اعْلَمْ يَا مَالِكُ، أَنِّي قَدْ وَجَّهْتُكَ إِلَىٰ بِلَادٍ قَدْ جَرَتْ عَلَيْهَا دُوَلٌ قَبْلَكَ، مِنْ عَدْلٍ وَجَوْرٍ، وَ أَنَّ النَّاسَ يَنْظُرُونَ مِنْ أُمُورِكَ فِي مِثْلِ مَا كُنْتَ تَنْظُرُ فِيهِ مِنْ أُمُورِ الْوُلَاةِ قَبْلَكَ، وَ يَقُولُونَ فِيكَ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِيهِمْ. وَ إِنَّمَا يُسْتَدَلُّ عَلَى الصَّالِحِينَ بِمَا يُجْرِي اللّٰهُ لَهُمْ عَلَىٰ أَلْسُنِ عِبَادِهِ، فَلْيَكُنْ أَحَبَّ الذَّخَائِرِ إِلَيْكَ ذَخِيرَةُ الْعَمَلِ الصَّالِحِ. فَامْلِكْ هَوَاكَ، وَ شُحَّ بِنَفْسِكَ عَمَّا لَا يَحِلُّ لَكَ. فَإِنَّ الشُّحَّ بِالنَّفْسِ (الأنفس) الْإِنْصَافُ مِنْهَا فِيمَا أَحَبَّتْ أَوْ كَرِهَتْ. وَ أَشْعِرْ قَلْبَكَ الرَّحْمَةَ لِلرَّعِيَّةِ، وَ الْمَحَبَّةَ لَهُمْ، وَ اللُّطْفَ بِهِمْ، وَ لَاتَكُونَنَّ عَلَيْهِمْ سَبُعاً ضَارِياً (ضارياً) تَغْتَنِمُ أَكْلَهُمْ، فَإِنَّهُمْ صِنْفَانِ: إِمَّا أَخٌ لَكَ فِي الدِّينِ، أَوْ نَظِيرٌ لَكَ فِي الْخَلْقِ، يَفْرُطُ مِنْهُمُ الزَّلَلُ، وَ تَعْرِضُ لَهُمُ الْعِلَلُ، وَ يُؤْتَىٰ عَلَىٰ أَيْدِيهِمْ فِي الْعَمْدِ وَ الْخَطَاءِ، فَأَعْطِهِمْ مِنْ عَفْوِكَ وَ صَفْحِكَ مِثْلَ الَّذِي تُحِبُّ وَ تَرْضَىٰ أَنْ يُعْطِيَكَ اللّٰهُ مِنْ عَفْوِهِ وَصَفْحِهِ، فَإِنَّكَ فَوْقَهُمْ، وَ وَالِي الْأَمْرِ عَلَيْكَ فَوْقَكَ، وَ اللّٰهُ فَوْقَ مَنْ وَلَّاكَ! وَ قَدِ اسْتَكْفَاكَ أَمْرَهُمْ، وَ ابْتَلَاكَ بِهِمْ. وَ لَا تَنْصِبَنَّ نَفْسَكَ

فَتّانین ۔ مصیبت میں ڈالنے والے
یَزَعہا ۔ روک دے
جَمَحات ۔ منہ زوری
شُحّ ۔ بخل کرو
یَفرُط ۔ سرزد ہوجاتی ہے
زَلَل ۔ لغزش
استکفاک ۔ طلب کفایت کیا ہے

[1] مالک اشتر مولائے کائنات کے مخلصین میں ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جن کو دونوں طرح کے اوصاف وکمالات حاصل تھے علم وفضل و تقویٰ میں عدیم المثال تھے اور شجاعت وہمت میں بھی یکتائے روزگار اور اشجع عرب شمار ہوتے تھے۔ محمد بن ابی بکر کے بدلے مالک اشتر کا تقرر اس امر کی علامت ہے کہ مالک اشتر محمد بن ابی بکر سے زیادہ فضائل و کمالات کے مالک تھے اور جن حالات کی اصلاح محمد بن ابی بکر کے بس میں نہیں تھی ۔ ان کی اصلاح مولائے کائنات کی نظر میں صرف مالک اشتر ہی کرسکتے تھے

[2] مالک اشتر کے منصب میں چار طرح کے کام شامل تھے
۱ ۔ خراج کا جمع کرنا
۲ ۔ دشمن سے جہاد کرنا
۳ ۔ اہل مملکت کے حالات کی اصلاح کرنا
۴ ۔ زمینوں کو آباد کرنا اور زراعت وغیرہ کا مکمل انتظام کرنا

مصادر کتاب ۵۳ تحف العقول ص ۱۲۶ ، دعائم الاسلام قاضی نعمان ۱ ص ۳۵۰ ، نہایۃ الارب نویری ۶ ص ۱۹

ان کے ساتھ نماز پڑھو کمزور ترین آدمی کا لحاظ رکھ کر ۔۔۔ اور خبردار ان کے لئے صبر آزما نہ بن جاؤ ۔

۵۳ ۔ آپ کا مکتوب گرامی[1]

(جسے مالک بن اشتر نخعی کے نام تحریر فرمایا ہے ۔ اس وقت جب انھیں محمد بن ابی بکر کے حالات کے خراب ہو جانے کے بعد مصر اور اس کے اطراف کا عامل مقرر فرمایا ۔ اور یہ عہد نامہ حضرت کے تمام سرکاری خطوط میں سب سے زیادہ مفصل اور محاسن کلام کا جامع ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ فرمان ہے جو بندۂ خدا ، امیر المومنین علیؑ نے مالک بن اشتر نخعی کے نام لکھا ہے جب انھیں خراج جمع کرنے ، دشمن سے جہاد کرنے ، حالات کی اصلاح کرنے اور شہروں کی آبادکاری کے لئے مصر کا عامل قرار دے کر روانہ کیا۔[2]

سب سے پہلا امر یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو ، اس کی اطاعت کو اختیار کرو اور جن فرائض و سنن کا اپنی کتاب میں حکم دیا ہے ان کا اتباع کرو کہ کوئی شخص ان کے اتباع کے بغیر نیک بخت نہیں ہو سکتا ہے اور کوئی شخص ان کے انکار اور بربادی کے بغیر بدبخت نہیں قرار دیا جا سکتا ہے ۔ اپنے دل ۔ ہاتھ اور زبان سے دین خدا کی مدد کرتے رہنا کہ خدائے "عز اسمہ" نے یہ ذمہ داری لی ہے کہ اپنے مددگاروں کی مدد کرے گا اور اپنے دین کی حمایت کرنے والوں کو عزت و شرف عنایت کرے گا ۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنے نفس کے خواہشات کو کچل دو اور اسے منہ زوریوں سے روکے رہو کہ نفس برائیوں کا حکم دینے والا ہے جب تک پروردگار کا رحم شامل نہ ہو جائے ۔ اس کے بعد مالک یہ یاد رکھنا کہ میں نے تم کو ایسے علاقہ کی طرف بھیجا ہے جہاں عدل و ظلم کی مختلف حکومتیں گذر چکی ہیں اور لوگ تمھارے معاملات کو اس نظر سے دیکھ رہے ہیں جس نظر سے تم ان کے اعمال کو دیکھ رہے تھے اور تمھارے بارے میں وہی کہیں گے جو تم دوسروں کے بارے میں کہہ رہے تھے ۔ نیک کردار بندوں کی شناخت اس ذکر خیر سے ہوتی ہے جو ان کے لئے لوگوں کی زبانوں پر جاری ہوتا ہے لہٰذا تمھارا محبوب ترین ذخیرہ عمل صالح کو ہونا چاہئے ۔ خواہشات کو روک کر رکھو اور جو چیز حلال نہ ہو اس کے بارے میں نفس کو صرف کرنے سے بخل کرو کہ یہی بخل اس کے حق میں انصاف ہے چاہے اسے اچھا لگے یا برا ۔ رعایا کے ساتھ مہربانی اور محبت و رحمت کو اپنے دل کا شعار بنا لو اور خبردار ان کے حق میں پھاڑ کھانے والے درندہ کے مثل نہ ہو جانا کہ انھیں کھا جانے ہی کو غنیمت سمجھنے لگو ۔ کہ مخلوقات خدا کی دو قسمیں ہیں بعض تمھارے دینی بھائی ہیں اور بعض خلقت میں تمھارے جیسے بشر ہیں جن سے لغزشیں بھی ہو جاتی ہیں اور انھیں خطاؤں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور جان بوجھ کر یا دھوکے سے ان سے غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں ۔ لہٰذا انھیں ویسے ہی معاف کر دینا جس طرح تم چاہتے ہو کہ پروردگار تمھاری غلطیوں سے درگذر کرے کہ تم ان سے بالاتر ہو اور تمھارا ولی امر تم سے بالاتر ہے اور پروردگار تمھارے والی سے بھی بالاتر ہے اور اس نے تم سے ان کے معاملات کی انجام دہی کا مطالبہ کیا ہے اور اسے تمھارے لئے ذریعہ آزمائش بنا دیا ہے اور خبردار اپنے نفس کو اللہ کے مقابلہ پر نہ اتار دینا

[1] یہ اسلامی نظام کا امتیازی نکتہ ہے کہ اس نظام میں مذہبی تعصب سے کام نہیں لیا جاتا ہے بلکہ ہر شخص کو برابر کے حقوق دئے جاتے ہیں ۔ مسلمان کا احترام اس کے اسلام کی بنا پر ہوتا ہے اور غیر مسلم کے بارے میں انسانی حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے اور ان حقوق میں بنیادی نکتہ یہ ہے کہ حاکم ہر غلطی کا مواخذہ نہ کرے بلکہ انھیں انسان سمجھ کر ان کی غلطیوں کو برداشت کرے اور ان کی خطاؤں سے درگذر کرے اور یہ خیال رکھے کہ مذہب کا ایک مستقل نظام ہے "رحم کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے" اگر انسان اپنے سے کمزور افراد پر رحم نہیں کرتا ہے تو اسے جبار سماوات و ارض سے توقع نہیں کرنی چاہئے ۔ قدرت کا اٹل قانون ہے کہ تم اپنے سے کمزور پر رحم کرو تاکہ پروردگار تم پر رحم کرے اور تمھاری خطاؤں کو معاف کر دے جس پر تمھاری عاقبت اور بخشش کا دارومدار ہے ۔

النَّاسِ؛ فَإِنَّ فِي النَّاسِ عُيُوباً، الْوَالِي أَحَقُّ مَنْ سَتَرَهَا، فَلَا تَكْشِفَنَّ عَمَّا غَابَ عَنْكَ مِنْهَا، فَإِنَّمَا عَلَيْكَ تَطْهِيرُ مَا ظَهَرَ لَكَ، وَ اللَّهُ يَحْكُمُ عَلَىٰ مَا غَابَ عَنْكَ، فَاسْتُرِ الْعَوْرَةَ مَا اسْتَطَعْتَ يَسْتُرِ اللَّهُ مِنْكَ مَا تُحِبُّ سَتْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ. أَطْلِقْ عَنِ النَّاسِ عُقْدَةَ كُلِّ حِقْدٍ، وَاقْطَعْ عَنْكَ سَبَبَ كُلِّ وِتْرٍ، وَ تَغَابَ عَنْ كُلِّ مَا لَا يَضِحُ لَكَ، وَ لَا تَعْجَلَنَّ إِلَىٰ تَصْدِيقِ سَاعٍ، فَإِنَّ السَّاعِيَ غَاشٌّ، وَ إِنْ تَشَبَّهَ بِالنَّاصِحِينَ.

وَ لَا تُدْخِلَنَّ فِي مَشُورَتِكَ بَخِيلاً يَعْدِلُ بِكَ عَنِ الْفَضْلِ، وَ يَعِدُكَ الْفَقْرَ، وَ لَا جَبَاناً يُضْعِفُكَ عَنِ الْأُمُورِ، وَ لَا حَرِيصاً يُزَيِّنُ لَكَ الشَّرَهَ بِالْجَوْرِ، فَإِنَّ الْبُخْلَ وَ الْجُبْنَ وَ الْحِرْصَ غَرَائِزُ شَتَّىٰ يَجْمَعُهَا سُوءُ الظَّنِّ بِاللَّهِ.

إِنَّ شَرَّ وُزَرَائِكَ مَنْ كَانَ لِلْأَشْرَارِ قَبْلَكَ وَزِيراً، وَ مَنْ شَرِكَهُمْ فِي الْآثَامِ فَلَا يَكُونَنَّ لَكَ بِطَانَةً، فَإِنَّهُمْ أَعْوَانُ الْأَثَمَةِ (الائمة)، وَ إِخْوَانُ الظَّلَمَةِ، وَ أَنْتَ وَاجِدٌ مِنْهُمْ خَيْرَ الْخَلَفِ مِمَّنْ لَهُ مِثْلُ آرَائِهِمْ وَ نَفَاذِهِمْ، وَ لَيْسَ عَلَيْهِ مِثْلُ آصَارِهِمْ وَأَوْزَارِهِمْ وَ آثَامِهِمْ، مِمَّنْ لَمْ يُعَاوِنْ ظَالِماً عَلَىٰ ظُلْمِهِ، وَ لَا آثِماً عَلَىٰ إِثْمِهِ؛ أُولَٰئِكَ أَخَفُّ عَلَيْكَ مَؤُونَةً، وَ أَحْسَنُ لَكَ مَعُونَةً، وَ أَحْنَىٰ عَلَيْكَ عَطْفاً، وَ أَقَلُّ لِغَيْرِكَ إِلْفاً، فَاتَّخِذْ أُولَٰئِكَ خَاصَّةً لِخَلَوَاتِكَ وَ حَفَلَاتِكَ، ثُمَّ لْيَكُنْ آثَرُهُمْ عِنْدَكَ أَقْوَلَهُمْ بِمُرِّ الْحَقِّ لَكَ، وَ أَقَلَّهُمْ مُسَاعَدَةً فِيمَا يَكُونُ مِنْكَ مِمَّا كَرِهَ اللَّهُ لِأَوْلِيَائِهِ، وَاقِعاً ذٰلِكَ مِنْ هَوَاكَ حَيْثُ وَقَعَ. وَالْصَقْ بِأَهْلِ الْوَرَعِ وَ الصِّدْقِ؛ ثُمَّ رُضْهُمْ عَلَىٰ أَلَّا يُطْرُوكَ وَ لَا يَبْجَحُوكَ بِبَاطِلٍ لَمْ تَفْعَلْهُ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الْإِطْرَاءِ تُحْدِثُ الزَّهْوَ، وَ تُدْنِي مِنَ الْعِزَّةِ (الغرة)[1].

وَ لَا يَكُونَنَّ الْمُحْسِنُ وَ الْمُسِيءُ عِنْدَكَ بِمَنْزِلَةٍ سَوَاءٍ، فَإِنَّ فِي ذٰلِكَ تَزْهِيداً لِأَهْلِ الْإِحْسَانِ فِي الْإِحْسَانِ، وَ تَدْرِيباً لِأَهْلِ الْإِسَاءَةِ عَلَى الْإِسَاءَةِ! وَ أَلْزِمْ كُلّاً مِنْهُمْ مَا أَلْزَمَ نَفْسَهُ وَ اعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بِأَدْعَىٰ إِلَىٰ حُسْنِ ظَنِّ رَاعٍ بِرَعِيَّتِهِ مِنْ إِحْسَانِهِ إِلَيْهِمْ، وَ تَخْفِيفِهِ الْمَؤُونَاتِ عَلَيْهِمْ، وَ تَرْكِ اسْتِكْرَاهِهِ إِيَّاهُمْ عَلَىٰ مَا لَيْسَ لَهُ قِبَلَهُمْ.

فَلْيَكُنْ مِنْكَ فِي ذٰلِكَ أَمْرٌ يَجْتَمِعُ لَكَ بِهِ حُسْنُ الظَّنِّ بِرَعِيَّتِكَ، فَإِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ يَقْطَعُ عَنْكَ نَصَباً طَوِيلاً. وَ إِنَّ أَحَقَّ مَنْ حَسُنَ ظَنُّكَ بِهِ لَمَنْ حَسُنَ

أطلِق - کھول دو
وِتر - عداوت
تغاب - تغافل
یَضِحُ - واضح ہو جائے
سَاعی - چغلی کھانے والا
فَضل - احسان
یَعِدُک - ڈراتا ہے
شَرہ - لالچ
شتّیٰ - مختلف
بطانہ - خاص لوگ
الاثمہ - گناہگار
ظلمہ - جمع ظالم
اَوزار - بوجھ - گناہ
آصار - گناہ
اِلف - الفت و انس
رُض - تربیت دو
بَجَح - خوش کرنا
اطراء - ضرورت سے زیادہ تعریف کرنا
زہو - غرور
تُدنی - قریب کر دیتا ہے
عِزّہ - تکبر
قِبَل - پاس
نَصَب - تعب

[1] حکام کے مزاج کے لئے سخت ترین مسئلہ یہ ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو برداشت کر لیں جو ان کے مزاج کے خلاف گفتگو کرے یا ان کے کردار پر تنقید کرے اور امیر المومنینؑ کی تعلیم یہ ہے کہ قریب ترین انسان اس کو ہونا چاہئے جس میں حرف حق کہنے کی صلاحیت پائی جاتی ہو تا کہ حاکم کو اس کی کمزوریوں سے آگاہ کرتا رہے ورنہ بیجا تعریف کسی وقت بھی غرور میں مبتلا کر کے صراط مستقیم سے منحرف بنا سکتی ہے۔

اس لئے کہ لوگوں میں بہرحال کمزوریاں پائی جاتی ہیں اور ان کی پردہ پوشی کی سب سے بڑی ذمہ داری والی پر ہے لہٰذا خبردار جو عیب تمھارے سامنے نہیں ہے اس کا انکشاف نہ کرنا۔ تمھاری ذمہ داری صرف عیوب کی اصلاح کر دینا ہے اور غائبات کا فیصلہ کرنے والا پروردگار ہے۔ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کے ان تمام عیوب کی پردہ پوشی کرتے رہو جن اپنے عیوب کی پردہ پوشی کی پروردگار سے تمنا کرتے ہو۔ لوگوں کی طرف سے کینہ کی ہر گرہ کو کھول دو اور دشمنی کی ہر رسّی کو کاٹ دو اور جو بات تمھارے لئے واضح نہ ہو اس سے انجان بن جاؤ اور ہر چغل خور کی تصدیق میں عجلت سے کام نہ لو کہ چغل خور ہمیشہ خیانت کار ہوتا ہے چاہے وہ مخلصین ہی کے بھیس میں کیوں نہ آئے۔

(مشاورت): دیکھو اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شامل نہ کرنا کہ وہ تم کو فضل و کرم کے راستہ سے ہٹا دے گا اور فقر و فاقہ کا خوف دلاتا رہیگا اور اسی طرح بزدل سے مشورہ نہ کرنا کہ وہ ہر معاملہ میں کمزور بنا دے گا۔ اور حریص سے بھی مشورہ نہ کرنا کہ وہ ظالمانہ طریقہ سے مال جمع کرنے کو بھی تمھارے نگاہوں میں آراستہ کر دے گا۔ یہ بخل۔ بزدلی اور طمع اگرچہ الگ الگ جذبات و خصائل ہیں لیکن ان سب کا قدر مشترک پروردگار سے سوء ظن ہے جس کے بعد ان خصلتوں کا ظہور ہوتا ہے۔

(وزارت): اور دیکھو تمھارے وزراء میں سب سے زیادہ بدتر وہ ہے جو تم سے پہلے اشرار کا وزیر رہ چکا ہو اور ان کے گناہوں میں شریک رہ چکا ہو۔ لہٰذا خبردار! ایسے افراد کو اپنے خواص میں شامل نہ کرنا کہ یہ ظالموں کے مددگار اور خیانت کاروں کے بھائی بند ہیں اور تمھیں ان کے بدلے بہترین افراد مل سکتے ہیں جن کے پاس انھیں کی جیسی عقل اور کارکردگی ہو اور ان کے جیسے گناہوں کے بوجھ اور خطاؤں کے انبار نہ ہوں۔ نہ انھوں نے کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہو اور نہ کسی گناہگار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا بوجھ تمہارے لئے ہلکا ہوگا اور یہ تمھارے بہترین مددگار ہوں گے اور تمھاری طرف محبت کا جھکاؤ بھی رکھتے ہوں گے اور اغیار سے انس و الفت بھی نہ رکھتے ہوں گے۔ انھیں کو اپنے مخصوص اجتماعات میں اپنا مصاحب قرار دینا اور پھر ان میں بھی سب سے زیادہ حیثیت اسے دینا جو حق کے حرف تلخ کو کہنے کی زیادہ ہمت رکھتا ہو اور تمھارے کسی ایسے عمل میں تمھارا ساتھ نہ دے جسے پروردگار اپنے اولیاء کے لئے ناپسند کرتا ہو چاہے وہ تمھاری خواہشات سے کتنی زیادہ میل کیوں نہ کھاتی ہوں۔

(مصاحبت): اپنا قریبی رابطہ اہل تقویٰ اور اہل صداقت سے رکھنا اور انھیں بھی اس امر کی تربیت دینا کہ بلا سبب تمھاری تعریف نہ کریں اور کسی ایسے بے بنیاد عمل کا غرور نہ پیدا کرائیں جو تم نے انجام نہ دیا ہو کہ زیادہ تعریف سے غرور پیدا ہوتا ہے اور غرور انسان کو سرکشی سے قریب تر بنا دیتا ہے۔[۱]

دیکھو خبردار! نیک کردار اور بدکردار تمھارے نزدیک یکساں نہ ہونے پائیں کہ اس طرح نیک کرداروں میں نیکی سے بددلی پیدا ہوگی اور بدکرداروں میں بدکرداری کا حوصلہ پیدا ہوگا۔ ہر شخص کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنا جس کے قابل اس نے اپنے کو بنایا ہے اور یاد رکھنا کہ حاکم میں رعایا سے حسن ظن کی اسی قدر توقع کرنی چاہئے جس قدر ان کے ساتھ احسان کیا ہے اور ان کے بوجھ کو ہلکا بنایا ہے اور ان کو کسی ایسے کام پر مجبور نہیں کیا ہے جو ان کے امکان میں نہ ہو۔ لہٰذا تمھارا برتاؤ اس سلسلہ میں ایسا ہی ہونا چاہئے جس سے تم رعایا سے زیادہ سے زیادہ حسن ظن پیدا کر سکو کہ یہ حسن ظن بہت سی اندرونی زحمتوں کو قطع کر دیتا ہے اور تمھارے حسن ظن کا بھی سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کے ساتھ تم نے بہترین سلوک کیا ہے۔

[۱] ان فقرات میں زندگی کے مختلف شعبوں کے بارے میں ہدایات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ حاکم کو کسی شعبۂ حیات سے غافل نہیں ہونا چاہئے اور کسی محاذ پر بھی کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہئے جو حکومت کو تباہ و برباد کر دے اور عوامی مفادات کو نذر تغافل کر کے انھیں ظلم و ستم کا نشانہ بنا دے۔

بَلَاؤُكَ عِنْدَهُ، وَ إِنَّ أَحَقَّ مَنْ سَاءَ ظَنُّكَ بِهِ لَمَنْ سَاءَ بَلَاؤُكَ عِنْدَهُ.

وَ لَا تَنْقُضْ سُنَّةً① صَالِحَةً عَمِلَ بِهَا صُدُورُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَ اجْتَمَعَتْ بِهَا الْأُلْفَةُ، وَ صَلَحَتْ عَلَيْهَا الرَّعِيَّةُ. وَ لَا تُحْدِثَنَّ سُنَّةً تَضُرُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاضِي تِلْكَ السُّنَنِ، فَيَكُونَ الْأَجْرُ لِمَنْ سَنَّهَا، وَالْوِزْرُ عَلَيْكَ بِمَا نَقَضْتَ مِنْهَا.

وَ أَكْثِرْ مُدَارَسَةَ الْعُلَمَاءِ، وَ مُنَاقَشَةَ الْحُكَمَاءِ②، فِي تَثْبِيتِ مَا صَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ بِلَادِكَ، وَ إِقَامَةِ مَا اسْتَقَامَ بِهِ النَّاسُ قَبْلَكَ.

وَ اعْلَمْ أَنَّ الرَّعِيَّةَ طَبَقَاتٌ③ لَا يَصْلُحُ بَعْضُهَا إِلَّا بِبَعْضٍ، وَ لَا غِنَىٰ بِبَعْضِهَا عَنْ بَعْضٍ: فَمِنْهَا جُنُودُ اللّٰهِ، وَ مِنْهَا كُتَّابُ الْعَامَّةِ وَ الْخَاصَّةِ، وَ مِنْهَا قُضَاةُ الْعَدْلِ، وَ مِنْهَا عُمَّالُ الْإِنْصَافِ وَ الرِّفْقِ، وَ مِنْهَا أَهْلُ الْجِزْيَةِ وَالْخَرَاجِ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَ مُسْلِمَةِ النَّاسِ، وَ مِنْهَا التُّجَّارُ وَ أَهْلُ الصِّنَاعَاتِ وَ مِنْهَا الطَّبَقَةُ السُّفْلَىٰ مِنْ ذَوِي الْحَاجَةِ وَ الْمَسْكَنَةِ، وَكُلٌّ قَدْ سَمَّى اللّٰهُ لَهُ سَهْمَهُ، وَ وَضَعَ عَلَىٰ حَدِّهِ فَرِيضَةً فِي كِتَابِهِ أَوْ سُنَّةِ نَبِيِّهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - عَهْداً مِنْهُ عِنْدَنَا مَحْفُوظاً.

فَالْجُنُودُ، بِإِذْنِ اللّٰهِ، حُصُونُ الرَّعِيَّةِ، وَزَيْنُ الْوُلَاةِ، وَ عِزُّ الدِّينِ، وَ سُبُلُ الْأَمْنِ، وَ لَيْسَ تَقُومُ الرَّعِيَّةُ إِلَّا بِهِمْ. ثُمَّ لَا قِوَامَ لِلْجُنُودِ إِلَّا بِمَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَهُمْ مِنَ الْخَرَاجِ الَّذِي يَقْوَوْنَ بِهِ عَلَىٰ جِهَادِ عَدُوِّهِمْ، وَ يَعْتَمِدُونَ عَلَيْهِ فِيمَا يُصْلِحُهُمْ، وَ يَكُونُ مِنْ وَرَاءِ حَاجَتِهِمْ. ثُمَّ لَا قِوَامَ لِهٰذَيْنِ الصِّنْفَيْنِ إِلَّا بِالصِّنْفِ الثَّالِثِ مِنَ الْقُضَاةِ وَ الْعُمَّالِ وَ الْكُتَّابِ، لِمَا يُحْكِمُونَ مِنَ الْمَعَاقِدِ، وَ يَجْمَعُونَ مِنَ الْمَنَافِعِ، وَ يُؤْتَمَنُونَ عَلَيْهِ مِنْ خَوَاصِّ الْأُمُورِ وَ عَوَامِّهَا.

وَ لَا قِوَامَ لَهُمْ جَمِيعاً إِلَّا بِالتُّجَّارِ وَ ذَوِي الصِّنَاعَاتِ، فِيمَا يَجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ مِنْ مَرَافِقِهِمْ، وَ يُقِيمُونَهُ مِنْ أَسْوَاقِهِمْ، وَ يَكْفُونَهُمْ مِنَ التَّرَفُّقِ بِأَيْدِيهِمْ مَا لَا يَبْلُغُهُ رِفْقُ غَيْرِهِمْ. ثُمَّ الطَّبَقَةُ السُّفْلَىٰ مِنْ أَهْلِ الْحَاجَةِ وَ الْمَسْكَنَةِ الَّذِينَ يَحِقُّ رِفْدُهُمْ وَ مَعُونَتُهُمْ. وَ فِي اللّٰهِ لِكُلٍّ سَعَةٌ، وَ لِكُلٍّ عَلَى الْوَالِي حَقٌّ بِقَدْرِ مَا يُصْلِحُهُ، وَ لَيْسَ يَخْرُجُ الْوَالِي مِنْ حَقِيقَةِ مَا أَلْزَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ إِلَّا بِالْاهْتِمَامِ وَ الِاسْتِعَانَةِ بِاللّٰهِ، وَ تَوْطِينِ نَفْسِهِ عَلَىٰ لُزُومِ الْحَقِّ، وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ فِيمَا خَفَّ عَلَيْهِ أَوْ ثَقُلَ. فَوَلِّ مِنْ جُنُودِكَ أَنْصَحَهُمْ فِي نَفْسِكَ لِلّٰهِ وَ لِرَسُولِهِ وَ لِإِمَامِكَ، وَ أَنْقَاهُمْ جَيْباً، وَ أَفْضَلَهُمْ حِلْماً

بلاء - برتاؤ
سہم - حصہ
معاقد - عہد و پیمان
مرافق - منافع
ترفق - کسب
رفد - مساعدت
جیب - گریبان
حلم - عقل - تحمل

① اس سنت سے مراد وہ اجتماعی طریقے ہیں جو ہر سماج میں پائے جاتے ہیں اور جن کے ذریعہ سماج کے نظام کی اصلاح کی جاتی ہے - اس کا سنت پیغمبرؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ اس میں مضر اور مفید کی تقسیم کا کوئی امکان نہیں ہے۔

② یہ علماء اور حکماء فقہاء اور فلاسفہ نہیں ہیں بلکہ وہ افراد ہیں جو اجتماعی معاملات پر نظر رکھتے ہوں اور امت کے حالات کی اصلاح کے طریقوں سے باخبر ہوں -

③ واضح رہے کہ مولائے کائنات کی نظر میں طبقاتی بنیاد دولت و ثروت نسل و نسب اور دین و مذہب نہیں ہے بلکہ ان کا تمام تر دار و مدار کام اور صرف کام پر ہے اور سماج میں جتنے قسم کے کام پائے جاتے ہیں اتنے ہی قسم کے طبقات بھی پائے جاتے ہیں اور سب ایک دوسرے کے لئے ضروری ہیں جنمیں کسی کی افادیت دوسرے کے بغیر ممکن نہیں ہے لہذا اسے فوقیت اور برتری کی علامت بھی نہیں قرار دیا جاسکتا ہے -

(۱) ے زیادہ بدظنی کا حقدار وہ ہے جس کا برتاؤ تمھارے ساتھ خراب رہا ہو۔ دیکھو کسی ایسی نیک سنت کو مت توڑ دینا جس پر اس
کے بزرگوں نے عمل کیا ہے اور اسی کے ذریعہ سماج میں الفت قائم ہوتی ہے اور رعایا کے حالات کی اصلاح ہوئی ہے اور کسی ایسی سنت
کو ایجاد کر دینا جو گذشتہ سنتوں کے حق میں نقصان دہ ہو کر اس طرح اجر اس کے لئے ہوگا جس نے سنت کو ایجاد کیا ہے اور گناہ تمھاری
گردن پر ہوگا کہ تم نے اسے توڑ دیا ہے۔ (۲)
علمار کے ساتھ علمی مباحثہ اور حکمار کے ساتھ سنجیدہ بحث جاری رکھنا ان مسائل کے بارے میں جن سے علاقہ کے امور کی اصلاح ہوتی ہے
اور وہ امور قائم رہتے ہیں جن سے گذشتہ افراد کے حالات کی اصلاح ہوئی ہے۔
اور یاد رکھو کہ رعایا کے بہت سے طبقات[۱] ہوتے ہیں جن میں کسی کی اصلاح دوسرے کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے اور کوئی دوسرے سے مستغنی
نہیں ہو سکتا ہے۔ انھیں میں اللہ کے لشکر کے سپاہی ہیں اور انھیں میں عام اور خاص امور کے کاتب ہیں۔ انھیں میں عدالت سے فیصلہ کرنے والے ہیں
اور انھیں میں انصاف اور نرمی قائم کرنے والے عمال ہیں۔ انھیں میں مسلمان اہل خراج اور کافر اہل ذمہ ہیں اور انھیں میں تجارت اور صنعت
والے افراد ہیں اور پھر انھیں میں فقرار و مساکین کا پست ترین طبقہ بھی شامل ہے اور سب کے لئے پروردگار نے ایک حصہ معین کر دیا ہے۔
اور اپنی کتاب کے فرائض یا اپنے پیغمبر کی سنت میں اس کی حدیں قائم کر دی ہیں اور یہ وہ عہد ہے جو ہمارے پاس محفوظ ہے۔
فوجی دستے یہ حکم خدا سے رعایا کے محافظ اور والیوں کی زینت ہیں۔ انھیں سے دین کی عزت ہے اور یہی امن و امان کے وسائل ہیں۔
رعیت کے امور کا قیام ان کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے اور یہ دستے بھی قائم نہیں رہ سکتے ہیں جب تک وہ خراج نہ نکال دیا جائے جس کے ذریعہ
دشمن سے جہاد کی طاقت فراہم ہوتی ہے اور جس پر حالات کی اصلاح میں اعتماد کیا جاتا ہے اور وہی ان کے حالات کے درست کرنے کا ذریعہ ہے
پھر اس کے بعد ان دونوں صنفوں کا قیام قاضیوں۔ عاملوں اور کاتبوں کے طبقہ کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ سب عہد و پیمان کو مستحکم بناتے ہیں۔
منافع کو جمع کرتے ہیں اور معمولی اور غیر معمولی معاملات میں ان پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان سب کا قیام تجار اور صنعت کاروں کے بغیر
ممکن نہیں ہے کہ وہ وسائل حیات کو فراہم کرتے ہیں۔ بازاروں کو قائم رکھتے ہیں اور لوگوں کی ضرورت کا سامان ان کی زحمت کے بغیر فراہم کر دیتے ہیں۔
اس کے بعد فقرار و مساکین کا پست طبقہ ہے جو اعانت و امداد کا حقدار ہے اور اللہ کے یہاں ہر ایک کے لئے سامان حیات مقرر ہے اور
ہر ایک کا والی پر اتنی مقدار میں حق ہے جس سے اس کے امر کی اصلاح ہو سکے اور والی اس فریضہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا ہے
جب تک ان مسائل کا اہتمام نہ کرے اور اللہ سے مدد طلب نہ کرے اور اپنے نفس کو حقوق کی ادائیگی اور اس راہ کے خفیف و ثقیل پر صبر
کرنے کے لئے آمادہ نہ کرے لہٰذا لشکر کا سردار اسے قرار دینا جو اللہ، رسول اور امام کا سب سے زیادہ مخلص، سب سے زیادہ پاکدامن
اور سب سے زیادہ برداشت کرنے والا ہو۔ (۳)

---

[۱] اس مقام پر امیرالمومنینؑ نے سماج کو ۹ حصوں پر تقسیم کیا ہے اور سب کے خصوصیات، فرائض۔ اہمیت اور ذمہ داریوں کا تذکرہ فرمایا ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ
ہر ایک کا کام دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا ہے لہٰذا ہر ایک کا فرض ہے کہ دوسرے کی مدد کرے تاکہ سماج کی مکمل اصلاح ہو سکے اور معاشرہ چین اور سکون کی زندگی
گذار سکے ورنہ اس کے بغیر سماج تباہ و برباد ہو جائے گا اور اس کی ذمہ داری تمام طبقات پر یکساں طور پر عائد ہو گی۔

يُـبْطِئُ عَنِ الْغَضَبِ، وَ يَسْتَرِيحُ إِلَى الْعُذْرِ، وَ يَرْأَفُ بِالضُّعَفَاءِ، وَ يَنْبُو عَلَى الْأَقْوِيَاءِ، وَ مِمَّنْ لَا يُثِيرُهُ الْعُنْفُ، وَ لَا يَقْعُدُ بِهِ الضَّعْفُ.

ثُمَّ الْصَقْ بِذَوِي الْمُرُوءَاتِ وَ الْأَحْسَابِ، وَ أَهْلِ الْبُيُوتَاتِ الصَّالِحَةِ، وَ السَّوَابِقِ الْحَسَنَةِ، ثُمَّ أَهْلِ النَّجْدَةِ وَ الشَّجَاعَةِ، وَ السَّخَاءِ وَ السَّمَاحَةِ؛ فَإِنَّهُمْ جِمَاعٌ مِنَ الْكَرَمِ وَ شُعَبٌ مِنَ الْعُرْفِ. ثُمَّ تَفَقَّدْ مِنْ أُمُورِهِمْ مَا يَتَفَقَّدُ الْوَالِدَانِ مِنْ وَلَدِهِمَا. وَ لَا يَتَفَاقَمَنَّ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ قَوَّيْتَهُمْ بِهِ، وَ لَا تَحْقِرَنَّ لُطْفاً تَعَاهَدْتَهُمْ بِهِ وَ إِنْ قَلَّ؛ فَإِنَّهُ دَاعِيَةٌ لَهُمْ إِلَى بَذْلِ النَّصِيحَةِ لَكَ، وَ حُسْنِ الظَّنِّ بِكَ. وَ لَا تَدَعْ تَفَقُّدَ لَطِيفِ أُمُورِهِمُ اتِّكَالاً عَلَى جَسِيمِهَا، فَإِنَّ لِلْيَسِيرِ مِنْ لُطْفِكَ مَوْضِعاً يَنْتَفِعُونَ بِهِ، وَ لِلْجَسِيمِ مَوْقِعاً لَا يَسْتَغْنُونَ عَنْهُ.

وَ لْيَكُنْ آثَرُ رُؤُوسِ جُنْدِكَ عِنْدَكَ مَنْ وَاسَاهُمْ فِي مَعُونَتِهِ، وَ أَفْضَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ جِدَتِهِ بِمَا يَسَعُهُمْ وَ يَسَعُ مَنْ وَرَاءَهُمْ مِنْ خُلُوفِ أَهْلِيهِمْ، حَتَّى يَكُونَ هَمُّهُمْ هَمّاً وَاحِداً فِي جِهَادِ الْعَدُوِّ؛ فَإِنَّ عَطْفَكَ عَلَيْهِمْ يَعْطِفُ قُلُوبَهُمْ عَلَيْكَ. وَ إِنَّ أَفْضَلَ قُرَّةِ عَيْنِ الْوُلَاةِ اسْتِقَامَةُ الْعَدْلِ فِي الْبِلَادِ، وَ ظُهُورُ مَوَدَّةِ الرَّعِيَّةِ. وَ إِنَّهُ لَا تَظْهَرُ مَوَدَّتُهُمْ إِلَّا بِسَلَامَةِ صُدُورِهِمْ، وَ لَا تَصِحُّ نَصِيحَتُهُمْ إِلَّا بِحِيطَتِهِمْ عَلَى وُلَاةِ الْأُمُورِ، وَ قِلَّةِ اسْتِثْقَالِ دُوَلِهِمْ[2]، وَ تَرْكِ اسْتِبْطَاءِ انْقِطَاعِ مُدَّتِهِمْ، فَافْسَحْ فِي آمَالِهِمْ، وَ وَاصِلْ فِي حُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ، وَ تَعْدِيدِ مَا أَبْلَى ذَوُو الْبَلَاءِ مِنْهُمْ؛ فَإِنَّ كَثْرَةَ الذِّكْرِ لِحُسْنِ أَفْعَالِهِمْ تَهُزُّ الشُّجَاعَ وَ تُحَرِّضُ النَّاكِلَ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

ثُمَّ اعْرِفْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا أَبْلَى، وَ لَا تَضُمَّنَّ بَلَاءَ امْرِئٍ إِلَى غَيْرِهِ، وَ لَا تُقَصِّرَنَّ بِهِ دُونَ غَايَةِ بَلَائِهِ، وَ لَا يَدْعُوَنَّكَ شَرَفُ امْرِئٍ إِلَى أَنْ تُعْظِمَ مِنْ بَلَائِهِ مَا كَانَ صَغِيراً، وَ لَا ضَعَةُ امْرِئٍ إِلَى أَنْ تَسْتَصْغِرَ مِنْ بَلَائِهِ مَا كَانَ عَظِيماً.

وَ ارْدُدْ إِلَى اللّٰهِ وَ رَسُولِهِ مَا يُضْلِعُكَ مِنَ الْخُطُوبِ، وَ يَشْتَبِهُ عَلَيْكَ

ينبو - اکڑ جاتا ہے
جماع - مجموعہ
شعب - جمع شعبہ
عُرف - نیکی
تفاقم - بڑائی
لطف - مہربانی
آثر - افضل
واساہم - ہمدردی
افضل - مہربانی کی
جدۃ - مالداری
خلوف - بقیہ، پسماندگان
حیطہ - حفاظت
ذووالبلاء - عظیم کام انجام دینے والے
ناکل - پست ہمت
بلاء - نیکی
یضلع - مشکل ہو جائے

[1] یہ خاندان پرستی یا شخصیت پرستی کی تعلیم نہیں ہے بلکہ کارناموں کی قدردانی ہے کہ جن گھروں میں بڑے کارنامے والے افراد پائے جاتے ہیں۔ ان کی تربیت اور ذہنیت دوسرے افراد سے بلند تر ہوتی ہے اور اس کے بعد اس رابطہ کا مقصد بھی کوئی امتیاز دینا نہیں ہے بلکہ ان کی صلاحیتوں سے استفادہ کرنا اور انہیں بروئے کار لانا ہے اور اس میں کسی طرح کا کوئی جمہوری عیب نہیں ہے۔

[2] یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ حاکم کا سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ لوگ اس کے اقتدار کو ایک بوجھ تصور کریں اور اس کی حکومت کے خاتمہ کی دعا کریں۔ اور اس صورت حال کا خاتمہ خنجر و شمشیر اور ظلم و ستم سے نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کا واحد راستہ عوام میں اعتماد اور محبت کا پیدا کرنا ہے جو بہترین برتاؤ کے بغیر ناممکن ہے۔

کے موقع پر جلد بازی نہ کرتا ہو۔ عذر کو قبول کر لیتا ہو۔ کمزوروں پر مہربانی کرتا ہو طاقتوروں کے سامنے اکڑ جاتا ہو۔ بدخوئی اسے جوش میں نہ آنے دے اور کمزوری اسے بٹھا نہ دے۔

[illegible]قاتِ عامہ:

پھر اس کے بعد اپنا رابطہ بلند خاندان، نیک گھرانے، عمدہ روایات والے اور صاحبانِ ہمت و شجاعت و سخاوت و کرم سے مضبوط کرو کہ یہ لوگ کرم کا سرمایہ اور نیکیوں کا سرچشمہ ہیں۔ ان کے حالات کی اسی طرح دیکھ بھال رکھنا جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کے حالات پر نظر رکھتے ہیں اور اگر ان کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرنا جو انھیں قوت بخشتا ہو تو اسے عظیم نہ خیال کر لینا اور اگر کوئی معمولی برتاؤ بھی کیا ہے تو اسے حقیر سمجھ کر روک نہ دینا۔ اس لئے کہ اچھا سلوک انھیں اخلاص کی دعوت دے گا اور ان میں حسن ظن پیدا کرائے گا اور خبردار بڑے بڑے [illegible]وں پر اعتبار کر کے چھوٹی چھوٹی ضروریات کی نگرانی کو نظر انداز نہ کر دینا کہ معمولی مہربانی کا بھی ایک اثر ہے جس سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اور بڑے کرم کا بھی ایک مقام ہے جس سے لوگ مستغنی نہیں ہو سکتے ہیں۔

[illegible]ع:

اور دیکھو تمام سردارانِ لشکر میں تمہارے نزدیک سب سے زیادہ افضل اسے ہونا چاہئے جو فوجیوں کی امداد میں ہاتھ بٹاتا ہو اور اپنے [illegible]فاضل مال سے ان پر اس قدر کرم کرتا ہو کہ ان کے پسماندگان اور متعلقین کے لئے بھی کافی ہو جائے تاکہ سب کا ایک ہی مقصد رہ جائے اور وہ ہے دشمن سے جہاد۔ اس لئے کہ ان سے تمہاری مہربانی ان کے دلوں کو تمہاری طرف موڑ دے گی۔ اور والیوں کے حق میں بہترین خنکی چشم کا سامان یہ ہے کہ ملک بھر میں عدل و انصاف قائم ہو جائے اور رعایا میں محبت و الفت ظاہر ہو جائے اور یہ کام اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک سینے سلامت نہ ہوں اور ان کی خیر خواہی مکمل نہیں ہو سکتی ہے جب تک اپنے حاکموں کے گرد گھیرا ڈال کر ان کی حفاظت نہ کریں اور پھر ان کے اقتدار کو سر کا بوجھ نہ سمجھیں اور ان کی حکومت کے خاتمہ کا انتظار نہ کریں لہٰذا ان کی امیدوں میں وسعت دینا اور برابر کارناموں کی تعریف کرتے رہنا بلکہ عظیم لوگوں کے کارناموں کو شمار کرتے رہنا کہ ایسے تذکروں کی کثرت بہادروں کو جوش دلاتی ہے اور پیچھے ہٹ جانے والوں کو ابھار دیا کرتی ہے انشاء اللہ۔ اس کے بعد ہر شخص کے کارنامہ کو پہچانتے رہنا اور کسی کے کارنامہ کو دوسرے کے نامۂ اعمال میں نہ درج کر دینا اور ان کا مکمل بدلہ دینے میں کوتاہی نہ کرنا اور کسی شخص کی سماجی حیثیت تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم اس کے معمولی کام کو بڑا قرار دے دو یا کسی چھوٹے آدمی کے بڑے کارنامہ کو معمولی بنا دو۔

جو امور مشکل دکھائی دیں اور تمہارے لئے مشتبہ ہو جائیں [illegible]

سردارانِ لشکر کے بارے میں اس قدر تاکید اور ان کے شرائط و اوصاف میں [illegible] ملک کی سلامتی کا [illegible]
جان کی بازی لگا دینا سارے ملک کو جان کی سلامتی کی ضمانت دیتا ہے [illegible]
[illegible]باری میں کوئی دیر نہ رہ جائے گی سوچئے ملک کا کروڑوں کا دفاع [illegible] برباد کر دیا جائے اور اس کی
[illegible]اولاد [illegible]

مِنَ الْأُمُورِ؛ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ لِقَوْمٍ أَحَبَّ إِرْشَادَهُمْ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ، فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُولِ) فَالرَّدُّ إِلَى اللّٰهِ: الْأَخْذُ بِمُحْكَمِ كِتَابِهِ، وَ الرَّدُّ إِلَى الرَّسُولِ: الْأَخْذُ بِسُنَّتِهِ الْجَامِعَةِ غَيْرِ الْمُفَرِّقَةِ.

ثُمَّ اخْتَرْ لِلْحُكْمِ بَيْنَ النَّاسِ أَفْضَلَ رَعِيَّتِكَ فِي نَفْسِكَ، مِمَّنْ لَا تَضِيقُ بِهِ الْأُمُورُ، وَ لَا تُمَحِّكُهُ الْخُصُومُ، وَ لَا يَتَمَادَىٰ فِي الزَّلَّةِ وَ لَا يَحْصَرُ مِنَ الْفَيْءِ إِلَى الْحَقِّ إِذَا عَرَفَهُ، وَ لَا تُشْرِفُ نَفْسُهُ عَلَىٰ طَمَعٍ، وَ لَا يَكْتَفِي بِأَدْنَىٰ فَهْمٍ دُونَ أَقْصَاهُ؛ وَ أَوْقَفَهُمْ فِي الشُّبُهَاتِ، وَ آخَذَهُمْ بِالْحُجَجِ، وَ أَقَلَّهُمْ تَبَرُّماً بِمُرَاجَعَةِ الْخَصْمِ، وَ أَصْبَرَهُمْ عَلَىٰ تَكَشُّفِ الْأُمُورِ، وَ أَصْرَمَهُمْ عِنْدَ اتِّضَاحِ الْحُكْمِ، مِمَّنْ لَا يَزْدَهِيهِ إِطْرَاءٌ، وَ لَا يَسْتَمِيلُهُ إِغْرَاءٌ، وَ أُولٰئِكَ قَلِيلٌ.[1] ثُمَّ أَكْثِرْ تَعَاهُدَ (تعهّد) قَضَائِهِ، وَ افْسَحْ لَهُ فِي الْبَذْلِ مَا يُزِيلُ عِلَّتَهُ، وَ تَقِلُّ مَعَهُ حَاجَتُهُ إِلَى النَّاسِ. وَ أَعْطِهِ مِنَ الْمَنْزِلَةِ لَدَيْكَ مَا لَا يَطْمَعُ فِيهِ غَيْرُهُ مِنْ خَاصَّتِكَ، لِيَأْمَنَ بِذٰلِكَ اغْتِيَالَ (اغتياب) الرِّجَالِ لَهُ عِنْدَكَ. فَانْظُرْ فِي ذٰلِكَ نَظَراً بَلِيغاً، فَإِنَّ هٰذَا الدِّينَ قَدْ كَانَ أَسِيراً فِي أَيْدِي الْأَشْرَارِ، يُعْمَلُ فِيهِ بِالْهَوَىٰ، وَ تُطْلَبُ بِهِ الدُّنْيَا.

ثُمَّ انْظُرْ فِي أُمُورِ عُمَّالِكَ فَاسْتَعْمِلْهُمُ اخْتِبَاراً (اختياراً)، وَ لَا تُوَلِّهِمْ مُحَابَاةً وَ أَثَرَةً، فَإِنَّهُمَا جِمَاعٌ مِنْ شُعَبِ الْجَوْرِ وَ الْخِيَانَةِ. وَ تَوَخَّ مِنْهُمْ أَهْلَ التَّجْرِبَةِ (النّصيحة) وَ الْحَيَاءِ، مِنْ أَهْلِ الْبُيُوتَاتِ الصَّالِحَةِ، وَ الْقَدَمِ فِي الْإِسْلَامِ الْمُتَقَدِّمَةِ، فَإِنَّهُمْ أَكْرَمُ أَخْلَاقاً، وَ أَصَحُّ أَعْرَاضاً (اغراضاً)، وَ أَقَلُّ فِي الْمَطَامِعِ إِشْرَاقاً (اسرافاً)، وَ أَبْلَغُ فِي عَوَاقِبِ الْأُمُورِ نَظَراً. ثُمَّ أَسْبِغْ عَلَيْهِمُ الْأَرْزَاقَ، فَإِنَّ ذٰلِكَ قُوَّةٌ لَهُمْ عَلَى اسْتِصْلَاحِ أَنْفُسِهِمْ، وَ غِنًى لَهُمْ عَنْ تَنَاوُلِ مَا تَحْتَ أَيْدِيهِمْ، وَ حُجَّةٌ عَلَيْهِمْ إِنْ خَالَفُوا أَمْرَكَ أَوْ ثَلَمُوا أَمَانَتَكَ. ثُمَّ تَفَقَّدْ أَعْمَالَهُمْ، وَ ابْعَثِ الْعُيُونَ مِنْ أَهْلِ الصِّدْقِ وَ الْوَفَاءِ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ تَعَاهُدَكَ فِي

مُحکم کتاب - صریحی احکام
محک - غصہ میں آجانا
تمادی - دور تک چلا جانا
زلّہ - لغزش
لا یحصر - خستہ نہ ہو جائے
فیٔ - رجوع
لا تشرف - سر اٹھا کر نہ دیکھے
اقصیٰ - دور رس
تبرّم - بددلی
اصرم - زیادہ صریح
اطراء - بے تحاشہ تعریف
تعاہد - نگرانی
بذل - عطیہ
اختبار - امتحان
اثرۃ - خود رائی
محاباۃ - تعلقات
شعب - شعبے
توخّ - تلاش کرو
قدم - سابقہ
اسبغ - مکمل کرو۔
ثلموا - کوتاہی کی
عیون - نگراں، جاسوس

[1] امیر المومنینؑ نے اس تعبیر سے عملی تعلیم کا مرقع پیش کیا ہے کہ جس طرح میں اپنے سے پہلے کے حکام پر واضح تبصرہ کر رہا ہوں ــــــ اور ان کی شرارتوں کو بے نقاب کر رہا ہوں۔ اسی طرح ہر قاضی کا فرض ہے کہ فیصلہ کرنے میں شخصیت یا سماجی تصورات سے مرعوب نہ ہو اور جو حرفِ حق ہو اسے زبان پر جاری کر دے ورنہ روزِ قیامت خیانت کاروں میں شمار کیا جائے گا۔

کہ پروردگار نے جس قوم کو ہدایت دینا چاہی ہے اس سے فرمایا ہے کہ "ایمان والو! اللہ، رسول اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو۔ اس کے بعد کسی شے میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پلٹا دو"۔ تو اللہ کی طرف پلٹانے کا مطلب اس کی کتاب محکم کی طرف پلٹانا ہے اور رسولؐ کی طرف پلٹانے کا مقصد اس سنت کی طرف پلٹانا ہے جو امت کو جمع کرنے والی ہو، تفرقہ ڈالنے والی نہ ہو۔

قضاوت :

اس کے بعد لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ان افراد کا انتخاب[1] کرنا جو رعایا میں تمہارے نزدیک سب سے زیادہ بہتر ہوں۔ اس اعتبار سے کہ نہ معاملات میں تنگی کا شکار ہوتے ہوں اور نہ جھگڑا کرنے والوں پر غصہ کرتے ہوں۔ نہ غلطی پر اڑ جاتے ہوں اور نہ حق کے واضح ہو جانے کے بعد اس کی طرف پلٹ کر آنے میں تکلف کرتے ہوں اور نہ ان کا نفس لالچ کی طرف جھکتا ہو اور نہ معاملات کی تحقیق میں ادنیٰ فہم پر اکتفا کر کے مکمل تحقیق نہ کرتے ہوں۔ شبہات میں توقف کرنے والے ہوں اور دلیلوں کو سب سے زیادہ اختیار کرنے والے ہوں۔ فریقین کی بحثوں سے اُکتا نہ جاتے ہوں اور معاملات کی چھان بین میں پوری قوت برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوں اور حکم کے واضح ہو جانے کے بعد نہایت وضاحت سے فیصلہ کر دیتے ہوں۔ نہ کسی کی تعریف سے مغرور ہوتے ہوں اور نہ کسی کے اُبھارنے پر ادھر جھک جاتے ہوں۔ ایسے افراد یقیناً کم ہیں۔ لیکن ہیں۔ (1)

پھر اس کے بعد تم خود بھی ان کے فیصلوں کی نگرانی کرتے رہنا اور ان کے عطایا میں اتنی وسعت پیدا کر دینا کہ ان کی ضرورت ختم ہو جائے اور پھر لوگوں کے محتاج نہ رہ جائیں انھیں اپنے پاس ایسا مرتبہ اور مقام عطا کرنا جس کی تمہارے خواص بھی طمع نہ کرتے ہوں کہ اس طرح وہ لوگوں کے ضرر پہونچانے سے محفوظ ہو جائیں گے۔ مگر اس معاملہ پر بھی گہری نگاہ رکھنا کہ یہ دین بہت دنوں اشرار کے ہاتھوں میں قیدی رہ چکا ہے جہاں خواہشات کی بنیاد پر کام ہوتا تھا اور مقصد صرف دنیا طلبی تھا۔

عُمّال :

اس کے بعد اپنے عاملوں کے معاملات پر بھی نگاہ رکھنا اور انھیں امتحان کے بعد کام سپرد کرنا اور خبردار تعلقات یا جانبداری کی بنا پر عہدہ نہ دے دینا کہ یہ باتیں ظلم اور خیانت کے اثرات میں شامل ہیں۔ اور دیکھو ان میں بھی جو مخلص اور غیرت مند ہوں انکو تلاش کرنا جو اچھے گھرانے کے افراد ہوں اور ان کے اسلام میں سابق خدمات رہ چکے ہوں کہ ایسے لوگ خوش اخلاق اور بے داغ عزّت والے ہوتے ہیں۔ ان کے اندر فضول خرچی کی لالچ کم ہوتی ہے اور یہ انجام کار پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے بھی تمام اخراجات کا انتظام کر دینا کہ اس سے انھیں اپنے نفس کی اصلاح کا بھی موقع ملتا ہے اور دوسروں کے اموال پر قبضہ کرنے سے بھی بے نیاز ہو جاتے ہیں اور پھر تمہارے امر کی مخالفت کریں یا امانت میں رخنہ پیدا کریں تو ان پر حجّت بھی تمام ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد ان عمال کے اعمال کی بھی تفتیش کرتے رہنا اور نہایت معتبر قسم کے اہل صدق و صفا کو ان پر جاسوسی کے لئے مقرر کر دینا کہ یہ طرز عمل

---

[1] اس مقام پر قاضیوں کے حسب ذیل صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے:
(۱) خود حاکم کی نگاہ میں قضاوت کرنے کے قابل ہو (۲) تمام رعایا سے افضلیت کی بنیاد پر منتخب کیا گیا ہو (۳) مسائل میں الجھ نہ جاتا ہو بلکہ صاحب نظر و استنباط ہو (۴) فریقین کے جھگڑوں پر غصہ نہ کرتا ہو (۵) غلطی ہو جائے تو اس پر اکڑتا نہ ہو (۶) لالچی نہ ہو (۷) معاملات کی مکمل تحقیق کرتا ہو اور کاہلی کا شکار نہ ہو (۸) شبہات کے موقع پر جلد بازی سے کام نہ لیتا ہو بلکہ دیگر مقررہ قوانین کی بنیاد پر فیصلہ کرتا ہو (۹) دلائل کو قبول کرنے والا ہو (۱۰) فریقین کی طرف مراجعہ کرنے سے اُکتاتا نہ ہو بلکہ پوری بحث سننے کی صلاحیت رکھتا ہو (۱۱) تحقیقات میں بے پناہ قوت صبر و تحمل کا مالک ہو (۱۲) بات واضح ہو جائے تو قطعی فیصلہ کرنے میں تکلف نہ کرتا ہو (۱۳) تعریف سے مغرور نہ ہوتا ہو (۱۴) لوگوں کے اُبھارنے سے کسی کی طرف جھکاؤ نہ پیدا کرتا ہو۔

السِّرِّ لِأُمُورِهِمْ حَدْوَةٌ لَهُمْ عَلَى اسْتِعْمَالِ الْأَمَانَةِ، وَ الرِّفْقِ بِالرَّعِيَّةِ. وَ تَحَفَّظْ مِنَ الْأَعْوَانِ: فَإِنْ أَحَدٌ مِنْهُمْ بَسَطَ يَدَهُ إِلَى خِيَانَةٍ اجْتَمَعَتْ بِهَا عَلَيْهِ عِنْدَكَ أَخْبَارُ عُيُونِكَ، اكْتَفَيْتَ بِذَلِكَ شَاهِداً، فَبَسَطْتَ عَلَيْهِ الْعُقُوبَةَ فِي بَدَنِهِ (يديه)، وَ أَخَذْتَهُ بِمَا أَصَابَ مِنْ عَمَلِهِ، ثُمَّ نَصَبْتَهُ بِمَقَامِ الْمَذَلَّةِ، وَ وَسَمْتَهُ بِالْخِيَانَةِ، وَ قَلَّدْتَهُ عَارَ التُّهَمَةِ.

وَ تَفَقَّدْ أَمْرَ الْخَرَاجِ بِمَا يُصْلِحُ أَهْلَهُ، فَإِنَّ فِي صَلَاحِهِ وَ صَلَاحِهِمْ صَلَاحاً لِمَنْ سِوَاهُمْ، وَ لَا صَلَاحَ لِمَنْ سِوَاهُمْ إِلَّا بِهِمْ، لِأَنَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ عِيَالٌ عَلَى الْخَرَاجِ وَ أَهْلِهِ. وَ لْيَكُنْ نَظَرُكَ فِي عِمَارَةِ الْأَرْضِ أَبْلَغَ مِنْ نَظَرِكَ فِي اسْتِجْلَابِ الْخَرَاجِ، لِأَنَّ ذَلِكَ لَا يُدْرَكُ إِلَّا بِالْعِمَارَةِ، وَ مَنْ طَلَبَ الْخَرَاجَ بِغَيْرِ عِمَارَةٍ أَخْرَبَ الْبِلَادَ، وَ أَهْلَكَ الْعِبَادَ، وَ لَمْ يَسْتَقِمْ أَمْرُهُ إِلَّا قَلِيلاً. فَإِنْ شَكَوْا ثِقَلاً أَوْ عِلَّةً، أَوِ انْقِطَاعَ شِرْبٍ أَوْ بَالَّةٍ، أَوْ إِحَالَةَ أَرْضٍ اغْتَمَرَهَا غَرَقٌ، أَوْ أَجْحَفَ بِهَا عَطَشٌ، خَفَّفْتَ عَنْهُمْ بِمَا تَرْجُو أَنْ يَصْلُحَ بِهِ أَمْرُهُمْ؛ وَ لَا يَثْقُلَنَّ عَلَيْكَ شَيْءٌ خَفَّفْتَ بِهِ الْمَؤُونَةَ عَنْهُمْ، فَإِنَّهُ ذُخْرٌ يَعُودُونَ بِهِ عَلَيْكَ فِي عِمَارَةِ بِلَادِكَ، وَ تَزْيِينِ وِلَايَتِكَ، مَعَ اسْتِجْلَابِكَ حُسْنَ ثَنَائِهِمْ (ثنائهم)، وَ تَبَجُّحِكَ بِاسْتِفَاضَةِ الْعَدْلِ فِيهِمْ، مُعْتَمِداً فَضْلَ قُوَّتِهِمْ، بِمَا ذَخَرْتَ عِنْدَهُمْ مِنْ إِجْمَامِكَ لَهُمْ، وَ الثِّقَةَ مِنْهُمْ بِمَا عَوَّدْتَهُمْ مِنْ عَدْلِكَ عَلَيْهِمْ وَ رِفْقِكَ بِهِمْ، فَرُبَّمَا حَدَثَ مِنَ الْأُمُورِ مَا إِذَا عَوَّلْتَ فِيهِ عَلَيْهِمْ مِنْ بَعْدُ احْتَمَلُوهُ طَيِّبَةً أَنْفُسُهُمْ بِهِ؛ فَإِنَّ الْعُمْرَانَ مُحْتَمِلٌ مَا حَمَّلْتَهُ، وَ إِنَّمَا يُؤْتَى خَرَابُ الْأَرْضِ مِنْ إِعْوَازِ أَهْلِهَا، وَ إِنَّمَا يُعْوِزُ أَهْلُهَا لِإِشْرَافِ أَنْفُسِ الْوُلَاةِ عَلَى الْجَمْعِ، وَ سُوءِ ظَنِّهِمْ بِالْبَقَاءِ، وَ قِلَّةِ انْتِفَاعِهِمْ بِالْعِبَرِ.

ثُمَّ انْظُرْ فِي حَالِ كُتَّابِكَ، فَوَلِّ عَلَى أُمُورِكَ خَيْرَهُمْ، وَ اخْصُصْ رَسَائِلَكَ الَّتِي تُدْخِلُ فِيهَا مَكَائِدَكَ وَ أَسْرَارَكَ بِأَجْمَعِهِمْ لِوُجُوهِ صَالِحِ الْأَخْلَاقِ مِمَّنْ لَا تُبْطِرُهُ الْكَرَامَةُ، فَيَجْتَرِئَ بِهَا عَلَيْكَ فِي خِلَافٍ لَكَ بِحَضْرَةِ مَلَإٍ، وَ لَا تُقَصِّرُ بِهِ الْغَفْلَةُ عَنْ إِيرَادِ مُكَاتَبَاتِ

حدوہ - ہنکانا
علۃ - بیمار اور یسالی کی آفت
ناگہانی
انقطاع شرب - نہروں کا بند ہونا
انقطاع بالۃ - بارشوں کا نہ ہونا
احالۃ ارض - زمین کا برباد ہو جانا
اغتمرہا - برباد کر دیا
اجحف - تلف کر دیا
تبجح - خوشی
استفاضہ - شمول و عموم
اجمام - راحت و رفاہیت
اعواز - کمی
جمع - ذخیرہ اندازی
بطر - مغرور بنا دینا
ملا - مجمع عام - جماعت

لہ اس مقام پر حضرت نے سزا کو حاکم کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے جسے فقہی زبان میں تعزیر کہا جاتا ہے کہ حد کی مقدار شریعت کی طرف سے مقرر ہوتی ہے اور تعزیر کی مقدار طے کرنے کا اختیار حاکم کو ہوتا ہے جس کی تحدید اسلامی مصالح کے پیش نظر کرتا ہے اور اس میں کسی طرح سے ذاتی رنجش یا شخصی جذبۂ انتقام کا دخل نہیں ہوتا ہے۔

لہ یہاں پر لفظ خراج سے مراد صرف مال گذاری نہیں ہے بلکہ حکومت کے تمام مالی وسائل اور بیت المال کے تمام ذخائر ہیں - چاہے ان کا تعلق زکوٰۃ سے ہو یا مال غنیمت سے یا فئ سے جس کا حصول کسی جنگ و جدال کے بغیر ہوتا ہے۔

نہیں امانتداری کے استعمال پر اور رعایا کے ساتھ نرمی کے برتاؤ پر آمادہ کرے گا۔ اور دیکھو اپنے مددگاروں سے بھی اپنے کو بچا کر رکھنا اگر ان میں کوئی ایک بھی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور تمہارے جاسوس متفقہ طور پر یہ خبر دیں تو اس شہادت کو کافی سمجھ لینا اور اسے جسمانی اعتبار سے بھی سزا دینا اور جو مال حاصل کیا ہے اسے چھین بھی لینا اور سماج میں ذلت کے مقام پر رکھ کر خیانت کاری کے مجرم کی حیثیت سے روشناس کرانا اور ننگ و رسوائی کا طوق اس کے گلے میں ڈال دینا۔

خراج :

خراج اور مالگذاری کے بارے میں وہ طریقہ اختیار کرنا جو مالگذاروں کے حق میں زیادہ مناسب ہو کہ خراج اور اہل خراج کی صلاح ہی میں سارے معاشرہ کی صلاح ہے اور کسی کے حالات کی اصلاح خراج کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے، لوگ سب کے سب اسی خراج کے بھروسے زندگی گذارتے ہیں۔ خراج میں تمہاری نظر مال جمع کرنے سے زیادہ زمین کی آبادکاری پر ہونی چاہئے کہ مال کی جمع آوری زمین کی آبادکاری کے بغیر ممکن نہیں ہے اور جس نے آبادکاری کے بغیر مالگذاری کا مطالبہ کیا اس نے شہروں کو برباد کر دیا اور بندوں کو تباہ کر دیا اور اس کی حکومت چند دنوں سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتی ہے۔ اس کے بعد اگر لوگ گرانباری۔ آفت ناگہانی۔ نہروں کی خشکی، بارش کی کمی۔ زمین کی غرقابی یا تباہی اور خشکی کی بنا پر بربادی کی کوئی فریاد کریں تو ان کے خراج میں اس قدر تخفیف کر دینا کہ ان کے امور کی اصلاح ہو سکے اور یہ تخفیف تمہارے نفس پر گراں نہ گذرے اس لئے کہ یہ تخفیف اور سہولت ایک ذخیرہ ہے جس کا اثر شہروں کی آبادی اور حکام کی زیب و زینت کی شکل میں تمہاری ہی طرف واپس آئے گا اور اس کے علاوہ تمہیں بہترین تعریف بھی حاصل ہو گی اور عدل و انصاف کے پھیلنے سے مسرت بھی حاصل ہو گی، پھر ان کی راحت و رفاہیت اور عدل و انصاف، نرمی و سہولت کی بنا پر جو اعتماد حاصل کیا ہے اس سے ایک اضافی طاقت بھی حاصل ہو گی جو بوقت ضرورت کام آسکتی ہے۔ اس لئے کہ بسا اوقات ایسے حالات پیش آجاتے ہیں کہ جن میں اعتماد و حسن ظن کے بعد ان پر اعتماد کرو تو نہایت خوشی سے مصیبت کو برداشت کر لیتے ہیں اور اس کا سبب زمینوں کی آبادکاری ہی ہوتا ہے۔ زمینوں کی بربادی اہل زمین کی تنگدستی سے پیدا ہوتی ہے اور تنگدستی کا سبب حکام کے نفس کا جمع آوری کی طرف رجحان ہوتا ہے اور ان کی یہ بدظنی ہوتی ہے کہ حکومت باقی رہنے والی نہیں ہے اور وہ دوسرے لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل نہیں کرتے ہیں۔

کاتب :

اس کے بعد اپنے منشیوں کے حالات پر نظر رکھنا اور اپنے امور کو بہترین افراد کے حوالے کرنا اور پھر وہ خطوط جن میں رموز سلطنت اور اسرار مملکت ہوں ان افراد کے حوالے کرنا جو بہترین اخلاق و کردار کے مالک ہوں اور عزت پاکر اکڑ نہ جاتے ہوں کہ ایک دن لوگوں کے سامنے تمہاری مخالفت کی جرأت پیدا کر لیں اور غفلت کی بنا پر لین دین کے معاملات میں تمہارے عمال کے خطوط کے پیش کرنے

یہ اسلامی نظام کا امتیاز ہے کہ اس نے زمینوں پر ٹیکس ضرور رکھا ہے کہ پیداوار میں اگر ایک حصہ مالک زمین کی محنت اور آبادکاری کا ہے تو ایک حصہ مالک کائنات کے کرم کا بھی ہے جس نے زمین میں پیداوار کی صلاحیت ودیعت کی ہے اور وہ پوری کائنات کا مالک ہے وہ اپنے حصہ کو پورے سماج پر تقسیم کرنا چاہتا ہے اور اسے نظام کی تکمیل کا بنیادی عنصر قرار دینا چاہتا ہے۔ لیکن اس ٹیکس کو حاکم کی صوابدید اور اس کی خواہش پر نہیں رکھا ہے جو دنیا کے تمام ظالم اور عیاش حکام کا طریقہ کار ہے۔ بلکہ اسے زمین کے حالات سے وابستہ کر دیا ہے تاکہ ٹیکس اور پیداوار میں رابطہ رہے اور مالکان زمین کے دلوں میں حاکم سے ہمدردی پیدا ہو اور پرسکون حالات میں جی لگا کر کاشت کریں اور حادثاتی مواقع پر مملکت کے کام آسکیں۔۔ ورنہ اگر عوام میں بددلی اور بدظنی پیدا ہو گئی تو نظام اور سماج کو بربادی سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا۔ !

عُمّالِكَ عَلَيْكَ، وَإِصْدارِ جَوابَاتِها عَلَى الصَّوابِ عَنْكَ، فِيما يَأْخُذُ لَكَ وَيُعْطِي مِنْكَ، وَ لا يُضْعِفُ عَقْداً اعْتَقَدَهُ لَكَ، وَ لا يَعْجِزُ عَنْ إِطْلاقِ ما عُقِدَ عَلَيْكَ، وَ لا يَجْهَلُ مَبْلَغَ قَدْرِ نَفْسِهِ فِي الأُمُورِ، فَإِنَّ الْجاهِلَ بِقَدْرِ نَفْسِهِ يَكُونُ بِقَدْرِ غَيْرِهِ أَجْهَلَ. ثُمَّ لا يَكُنِ اخْتِيارُكَ إِيّاهُمْ عَلَى فِراسَتِكَ وَاسْتِنامَتِكَ وَ حُسْنِ الظَّنِّ مِنْكَ، فَإِنَّ الرِّجالَ يَتَعَرَّضُونَ لِفِراساتِ الْوُلاةِ بِتَصَنُّعِهِمْ وَ حُسْنِ خِدْمَتِهِمْ، وَ لَيْسَ وَراءَ ذٰلِكَ مِنَ النَّصِيحَةِ وَ الأَمانَةِ شَيْءٌ. وَلٰكِنِ اخْتَبِرْهُمْ بِما وُلُّوا لِلصّالِحِينَ قَبْلَكَ، فَاعْمِدْ لِأَحْسَنِهِمْ كانَ فِي الْعامَّةِ أَثَراً، وَ أَعْرَفِهِمْ بِالأَمانَةِ وَجْهاً، فَإِنَّ ذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلَى نَصِيحَتِكَ لِلّٰهِ وَ لِمَنْ وُلِّيتَ أَمْرَهُ. وَاجْعَلْ لِرَأْسِ كُلِّ أَمْرٍ مِنْ أُمُورِكَ رَأْساً مِنْهُمْ، لا يَقْهَرُهُ كَبِيرُها، وَ لا يَتَشَتَّتُ عَلَيْهِ كَثِيرُها، وَ مَهْما كانَ فِي كُتّابِكَ مِنْ عَيْبٍ فَتَغابَيْتَ عَنْهُ أُلْزِمْتَهُ.[1]

ثُمَّ اسْتَوْصِ بِالتُّجّارِ وَذَوِي الصِّناعاتِ، وَ أَوْصِ بِهِمْ خَيْراً: الْمُقِيمِ مِنْهُمْ وَ الْمُضْطَرِبِ بِمالِهِ، وَ الْمُتَرَفِّقِ بِبَدَنِهِ، فَإِنَّهُمْ مَوادُّ الْمَنافِعِ، وَ أَسْبابُ الْمَرافِقِ، وَ جُلاّبُها مِنَ الْمَباعِدِ وَ الْمَطارِحِ، فِي بَرِّكَ وَ بَحْرِكَ، وَ سَهْلِكَ وَ جَبَلِكَ، وَ حَيْثُ لا يَلْتَئِمُ النّاسُ لِمَواضِعِها، وَ لا يَجْتَرِؤُونَ عَلَيْها، فَإِنَّهُمْ سِلْمٌ لا تُخافُ بائِقَتُهُ، وَ صُلْحٌ لا تُخْشَى غائِلَتُهُ. وَ تَفَقَّدْ أُمُورَهُمْ بِحَضْرَتِكَ وَ فِي حَواشِي بِلادِكَ. وَاعْلَمْ - مَعَ ذٰلِكَ - أَنَّ فِي كَثِيرٍ مِنْهُمْ ضِيقاً فاحِشاً، وَشُحّاً قَبِيحاً، وَاحْتِكاراً لِلْمَنافِعِ، وَ تَحَكُّماً فِي الْبِياعاتِ، وَ ذٰلِكَ بابُ مَضَرَّةٍ لِلْعامَّةِ، وَ عَيْبٌ عَلَى الْوُلاةِ. فَامْنَعْ مِنَ الاحْتِكارِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - مَنَعَ مِنْهُ. وَلْيَكُنِ الْبَيْعُ بَيْعاً سَمْحاً: بِمَوازِينِ عَدْلٍ، وَ أَسْعارٍ لا تُجْحِفُ بِالْفَرِيقَيْنِ مِنَ الْبائِعِ وَ الْمُبْتاعِ. فَمَنْ قارَفَ حُكْرَةً بَعْدَ نَهْيِكَ إِيّاهُ فَنَكِّلْ بِهِ، وَ عاقِبْهُ فِي غَيْرِ إِسْرافٍ.

فراسہ - ہوشیاری
استنامہ - سکون
تصنّع - تکلف
تغابی - تغافل
مضطرب بالمال - دورہ کرنے والا
مترفق - کسب کرنے والا
مرافق - وسائل کسب
مطارح - دور دراز علاقے
سِلم - صلح پسند - سلیم الطبع
بائقہ - حادثہ
ضیق - تنگی معاملہ
شُحّ - بخل
احتکار - ذخیرہ اندازی
مبتاع - خریدار
قارف - اختیار کیا
حکرہ - احتکار
نکّل - سزا دو
اسراف - حد سے بڑھ جانا

[1] واضح رہے کہ حضرتؑ کے ارشاد میں کاتب سے مراد صرف محرر اور منشی نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ایک مرتبہ اور ہے جسے دور حاضر میں ایک قسم کی ازارت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضرتؑ نے کاتب کے لئے حسب ذیل شرائط کی تعیین فرمائی ہے ۔

(۱) اس کا تقرر امتحان و اختیار کے بعد ہو (۲) اسرار کا امانتدار اور عہد و پیمان کا پاس و لحاظ رکھنے والا ہو (۳) عزت پاکر مغرور نہ ہو جائے - (۴) غفلت کی بنیاد پر فرائض میں کوتاہی نہ کرے - (۵) عہد و پیمان کو طے کرنے اور اس کے نفع و نقصان کے پہچاننے کی صلاحیت رکھتا ہو - (۶) خود اپنی حیثیت سے بے خبر نہ ہو - (۷) تقرر میں گذشتہ حالات کو بھی نگاہ میں رکھا جائے کہ سابق حکام کے ساتھ اس کا برتاؤ کیسا رہا ہے ۔

اور ان کے جوابات دینے میں کوتاہی سے کام لینے لگیں اور تمہارے لئے جو عہد و پیمان باندھیں اسے کمزور کردیں اور تمہارے خلاف ساز باز کے توڑنے میں عاجزی کا مظاہرہ کرنے لگیں۔ دیکھو یہ لوگ معاملات میں اپنے صحیح مقام سے ناواقف نہ ہوں کہ اپنی قدر و منزلت کا نہ پہچاننے والا دوسرے کے مقام و مرتبہ سے یقیناً زیادہ ناواقف ہوگا۔

اس کے بعد ان کا تقرر بھی صرف ذاتی ہوشیاری، خوش اعتمادی اور حسن ظن کی بنا پر نہ کرنا کہ اکثر لوگ حکام کے سامنے بناوٹی کردار اور بہترین خدمات کے ذریعہ اپنے کو بہترین بنا کر پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جب کہ اس کے پس پشت نہ کوئی اخلاص ہوتا ہے اور نہ امانتداری۔ پہلے ان کا امتحان لینا کہ تم سے پہلے والے نیک کردار حکام کے ساتھ ان کا برتاؤ کیا رہا ہے پھر جو عوام میں اچھے اثرات رکھتے ہوں اور امانتداری کی بنیاد پر پہچانے جاتے ہوں انہیں کا تقرر کردینا کہ یہ اس امر کی دلیل ہوگا کہ تم اپنے پروردگار کے بندۂ مخلص اور اپنے امام کے وفادار ہو۔ اپنے جملہ شعبوں[1] کے لئے ایک ایک افسر مقرر کردینا جو بڑے سے بڑے کام سے مقہور نہ ہوتا ہو اور کاموں کی زیادتی پر پراگندہ حواس نہ ہو جاتا ہو۔ اور یہ یاد رکھنا کہ ان منشیوں میں جو بھی عیب ہوگا اور تم اس سے چشم پوشی کروگے اس کا مواخذہ تمہیں سے کیا جائے گا۔ (ل)

اس کے بعد تاجروں اور صنعت کاروں کے بارے میں نصیحت حاصل کرو اور دوسروں کو ان کے ساتھ نیک برتاؤ کی نصیحت کرو چاہے وہ ایک مقام پر کام کرنے والے ہوں یا جابجا گردش کرنے والے ہوں اور جسمانی محنت سے روزی کمانے والے ہوں۔ اس لئے کہ یہی افراد منافع کا مرکز اور ضروریات زندگی کے مہیا کرنے کا وسیلہ ہوتے ہیں۔ یہی دور دراز[2] مقامات بر و بحر، کوہ و میدان ہر جگہ سے ان ضروریات کے فراہم کرنے والے ہوتے ہیں جہاں لوگوں کی رسائی نہیں ہوتی ہے اور جہاں تک جانے کی لوگ ہمت نہیں کرتے ہیں۔ یہ وہ امن پسند لوگ ہیں جن سے فساد کا خطرہ نہیں ہوتا ہے اور وہ صلح و آشتی والے ہوتے ہیں جن سے کسی شورش کا اندیشہ نہیں ہوتا ہے۔

اپنے سامنے اور دوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے ان کے معاملات کی نگرانی کرتے رہنا اور یہ خیال رکھنا کہ ان میں بہت سے لوگوں میں انتہائی تنگ نظری اور بدترین قسم کی کنجوسی پائی جاتی ہے۔ یہ منافع کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور اونچے اونچے دام خود ہی معین کردیتے ہیں، جس سے عوام کو نقصان ہوتا ہے اور حکام کی بدنامی ہوتی ہے۔ لوگوں کو ذخیرہ اندوزی سے منع کرو کہ رسول اکرمؐ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ خرید و فروخت میں سہولت ضروری ہے جہاں عادلانہ میزان ہو اور وہ قیمت معین ہو جس سے خریدار یا بیچنے والے کسی فریق پر ظلم نہ ہو۔ اس کے بعد تمہارے منع کرنے کے باوجود اگر کوئی شخص ذخیرہ اندوزی کرے تو اسے سزا دو لیکن اس میں بھی حد سے تجاوز نہ ہونے پائے۔

---

[1] بعض شارحین کی نظر میں اس حصہ کا تعلق صرف کتابت اور انشاء سے نہیں ہے بلکہ ہر شعبۂ حیات سے ہے جس کی نگرانی کے لئے ایک نہ مردار کا ہونا ضروری ہے اور جس کا ادراک اہل سیاست کو سیکڑوں سال کے بعد ہوا ہے اور حکیم امت نے چودہ صدی قبل اس نکتۂ جہانبانی کی طرف اشارہ کردیا تھا۔

[2] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تجار اور صنعت کار معاشرہ کی زندگی میں ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ معاشرہ کی زندگی میں استقرار پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولائے کائنات نے ان کے بارے میں خصوصی نصیحت فرمائی ہے اور ان کے مفسدین کی اصلاح پر خصوصی زور دیا ہے۔ تاجر میں بعض امتیازی خصوصیات ہوتے ہیں جو دوسری قوموں میں نہیں پائے جاتے ہیں۔ (۱) یہ لوگ فطرتاً صلح پسند ہوتے ہیں کہ فساد اور ہنگامہ میں دکان کے بند ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے (۲) ان کی نگاہ کسی مالک اور ارباب پر نہیں ہوتی ہے بلکہ پروردگار سے رزق کے طلبگار ہوتے ہیں (۳) دور دراز کے خطرناک ہموار و تنگ سفر کرنے کی بنا پر ان سے تبلیغ مذہب کا کام بھی لیا جاسکتا ہے، جس کے شواہد آج ساری دنیا میں پائے جا رہے ہیں۔

ثُمَّ اللّٰهَ اللّٰهَ فِي الطَّبَقَةِ السُّفْلَىٰ مِنَ الَّذِينَ لَا حِيلَةَ لَهُمْ، مِنَ الْمَسَاكِينِ وَ الْمُحْتَاجِينَ وَ أَهْلِ الْبُؤْسَىٰ وَ الزَّمْنَىٰ، فَإِنَّ فِي هٰذِهِ الطَّبَقَةِ قَانِعاً وَ مُعْتَرّاً، وَاحْفَظْ لِلّٰهِ مَا اسْتَحْفَظَكَ مِنْ حَقِّهِ فِيهِمْ، وَاجْعَلْ لَهُمْ قِسْماً مِنْ بَيْتِ مَالِكَ، وَ قِسْماً مِنْ غَلَّاتِ صَوَافِي الْإِسْلَامِ[1] فِي كُلِّ بَلَدٍ، فَإِنَّ لِلْأَقْصَىٰ مِنْهُمْ مِثْلَ الَّذِي لِلْأَدْنَىٰ، وَ كُلٌّ قَدِ اسْتُرْعِيتَ حَقَّهُ؛ فَلَا يَشْغَلَنَّكَ عَنْهُمْ بَطَرٌ (نظر)، فَإِنَّكَ لَا تُعْذَرُ بِتَضْيِيعِكَ التَّافِهَ لِإِحْكَامِكَ الْكَثِيرَ الْمُهِمَّ.

فَلَا تُشْخِصْ هَمَّكَ عَنْهُمْ، وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لَهُمْ، وَ تَفَقَّدْ أُمُورَ مَنْ لَا يَصِلُ إِلَيْكَ مِنْهُمْ مِمَّنْ تَقْتَحِمُهُ الْعُيُونُ، وَ تَحْقِرُهُ الرِّجَالُ، فَفَرِّغْ لِأُولٰئِكَ ثِقَتَكَ مِنْ أَهْلِ الْخَشْيَةِ وَ التَّوَاضُعِ، فَلْيَرْفَعْ إِلَيْكَ أُمُورَهُمْ، ثُمَّ اعْمَلْ فِيهِمْ بِالْإِعْذَارِ إِلَى اللّٰهِ يَوْمَ تَلْقَاهُ، فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ مِنْ بَيْنِ الرَّعِيَّةِ أَحْوَجُ إِلَى الْإِنْصَافِ مِنْ غَيْرِهِمْ، وَ كُلٌّ فَأَعْذِرْ إِلَى اللّٰهِ فِي تَأْدِيَةِ حَقِّهِ إِلَيْهِ.

وَ تَعَهَّدْ أَهْلَ الْيُتْمِ وَذَوِي الرِّقَّةِ فِي السِّنِّ مِمَّنْ لَا حِيلَةَ لَهُ، وَ لَا يَنْصِبُ لِلْمَسْأَلَةِ نَفْسَهُ، وَ ذٰلِكَ عَلَى الْوُلَاةِ ثَقِيلٌ، وَ الْحَقُّ كُلُّهُ ثَقِيلٌ؛ وَ قَدْ يُخَفِّفُهُ اللّٰهُ عَلَىٰ أَقْوَامٍ طَلَبُوا الْعَاقِبَةَ فَصَبَّرُوا أَنْفُسَهُمْ، وَ وَثِقُوا بِصِدْقِ مَوْعُودِ اللّٰهِ لَهُمْ.

وَ اجْعَلْ لِذَوِي الْحَاجَاتِ مِنْكَ قِسْماً تُفَرِّغُ لَهُمْ فِيهِ شَخْصَكَ، وَ تَجْلِسُ لَهُمْ مَجْلِساً عَامّاً فَتَتَوَاضَعُ فِيهِ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَكَ، وَ تُقْعِدُ عَنْهُمْ جُنْدَكَ وَ أَعْوَانَكَ مِنْ أَحْرَاسِكَ وَ شُرَطِكَ، حَتَّىٰ يُكَلِّمَكَ مُتَكَلِّمُهُمْ غَيْرَ مُتَتَعْتِعٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - يَقُولُ فِي غَيْرِ مَوْطِنٍ: «لَنْ تُقَدَّسَ أُمَّةٌ لَا يُؤْخَذُ لِلضَّعِيفِ فِيهَا حَقُّهُ مِنَ الْقَوِيِّ غَيْرَ مُتَتَعْتِعٍ». ثُمَّ احْتَمِلِ الْخُرْقَ مِنْهُمْ وَالْعِيَّ، وَ نَحِّ عَنْهُمُ الضِّيقَ وَ الْأَنَفَ يَبْسُطِ اللّٰهُ عَلَيْكَ بِذٰلِكَ أَكْنَافَ رَحْمَتِهِ، وَ يُوجِبْ لَكَ ثَوَابَ طَاعَتِهِ. وَأَعْطِ مَا أَعْطَيْتَ هَنِيئاً، وَامْنَعْ فِي إِجْمَالٍ

بؤسیٰ - شدت فقر
زمنیٰ - معذور
قانع - سائل
معتر - جس کی صورت سوال ہو
غلات - ثمرات
صوافی - ارض غنیمت
کثیر - اکثر
تافہ - حقیر
تصعیر - منہ پھیر لینا
اعذار الی اللہ - خدا کی بارگاہ میں معذور ہونا
رقۃ فی السن - کبیر السن
ذوی الحاجات - مظلومین
احراس - جمع حرس - محافظ
شرط - جمع شرطہ - پولیس
غیر متتعتع - بلا لکنت
خرق - درشتی
عیّ - عاجزی کلام
ضیق - تنگ دلی
انف - اکثر
اکناف - اطراف
ہنیئاً - سہولت و خوشگواری کے ساتھ

[1] صوافی الاسلام سے مراد وہ اموال بھی ہوسکتے ہیں جنھیں سرکار نے اپنے لئے مخصوص کرلیا تھا یا حکام و سلاطین اپنے ساتھ مخصوص کر لیتے ہیں اور وہ اموال بھی ہو سکتے ہیں جو تمام مسلمانوں کے لئے مشترک ہوتے ہیں کہ ان میں سے بھی ان بیچارہ افراد کو ایک حصہ ملنا چاہیئے کہ ان کے پاس کوئی دوسرا وسیلہ نہیں ہے اور یہ بھی عالم اسلام کا ایک حصہ ہیں - بلکہ پست طبقہ ہونے کی بنا پر انھیں سماجی عمارت کے لئے سنگ بنیاد کا درجہ حاصل ہے اور ان کے ساتھ سیدھا برتاؤ نہ کیا گیا تو سماج کی عمارت ثریا تک کج ہی رہے گی۔

اس کے بعد اللہ سے ڈرو اس پسماندہ طبقہ کے بارے میں جو مساکین، محتاج، فقراء اور معذور افراد کا طبقہ ہے جن کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ اس طبقہ میں مانگنے والے بھی ہیں اور غیرت دار بھی ہیں جن کی صورت سوال ہے۔ ان کے جس حق کا اللہ نے تمھیں محافظ بنایا ہے اس کی حفاظت کرو اور ان کے لئے بیت المال اور ارض غنیمت کے غلات میں سے ایک حصہ مخصوص کردو[1] کہ ان کے دور افتادہ کا بھی وہی حق ہے جو قریب والوں کا ہے اور تمھیں سب کا نگراں بنایا گیا ہے لہٰذا خبردار کہیں غرور و تکبر تمھیں ان کی طرف سے غافل نہ بنا دے کہ تمھیں بڑے کاموں کے مستحکم کر دینے سے چھوٹے کاموں کی بربادی سے معاف نہ کیا جائے گا۔ لہٰذا نہ اپنی توجہ کو ان کی طرف سے ہٹانا اور نہ غرور کی بنا پر اپنا منہ موڑ لینا۔ جن لوگوں کی رسائی تم تک نہیں ہے اور انھیں نگاہوں نے گرا دیا ہے اور شخصیتوں نے حقیر بنا دیا ہے ان کے حالات کی دیکھ بھال بھی تمھارا ہی فریضہ ہے لہٰذا ان کے لئے متواضع اور خوف خدا رکھنے والے معتبر افراد کو مخصوص کر دو جو تم تک ان کے معاملات کو پہونچاتے رہیں اور تم ایسے اعمال انجام دیتے رہو جن کی بنا پر روز قیامت پیش پروردگار معذور کہے جاسکو کہ یہی لوگ سب سے زیادہ انصاف کے محتاج ہیں اور پھر ہر ایک کے حقوق کو ادا کرنے میں پیش پروردگار اپنے کو معذور ثابت کرو۔

اور یتیموں اور کبیر السن بوڑھوں کے حالات کی بھی نگرانی کرتے رہنا کہ ان کا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور یہ سوال کرنے کے لئے کھڑے بھی نہیں ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کا خیال رکھنا حکام کے لئے بڑا سنگین مسئلہ ہوتا ہے لیکن کیا کیا جائے حق تو سب کا سب ثقیل ہی ہے۔ البتہ کبھی کبھی پروردگار اسے ہلکا قرار دے دیتا ہے ان اقوام کے لئے جو عاقبت کی طلبگار ہوتی ہیں اور اس راہ میں اپنے نفس کو صبر کا خوگر بناتی ہیں اور خدا کے وعدہ پر اعتماد کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

اور دیکھو صاحبان ضرورت کے لئے ایک وقت معین کر دو جس میں اپنے کو ان کے لئے خالی کر لو اور ایک عمومی مجلس میں بیٹھو۔ اس خدا کے سامنے متواضع رہو جس نے پیدا کیا ہے اور اپنے تمام نگہبان[1] پولیس۔ فوج۔ اعوان و انصار سب کو دور بٹھا دو تاکہ بولنے والا آزادی سے بول سکے اور کسی طرح کی لکنت کا شکار نہ ہو کہ میں نے رسول اکرمؐ سے خود سنا ہے کہ آپ نے بار بار فرمایا ہے کہ "وہ امت پاکیزہ کردار نہیں ہو سکتی ہے جس میں کمزور کو آزادی کے ساتھ طاقتور سے اپنا حق لینے کا موقع نہ دیا جائے"۔

اس کے بعد ان سے بدکلامی یا عاجزی کلام کا مظاہرہ ہو تو اسے برداشت کرو اور دل تنگی اور غرور کو دور رکھو تاکہ خدا تمھارے لئے رحمت کے اطراف کشادہ کر دے اور اطاعت کے ثواب کو لازم قرار دیدے۔ جسے جو کچھ دو خوشگواری کے ساتھ دو اور جسے منع کرو اسے خوبصورتی کے ساتھ ٹال دو۔

[1] مقصد یہ نہیں ہے کہ حاکم جلسۂ عام میں لاوارث ہو کر بیٹھ جائے اور کوئی بھی مفسد، ظالم فقیر کے بھیس میں آکر اس کا خاتمہ کر دے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ پولیس۔ فوج۔ محافظ۔ دربان لوگوں کے ضروریات کی راہ میں حائل نہ ہونے پائیں کہ نہ انھیں تمھارے پاس آنے دیں اور نہ کھل کر بات کرنے کا موقع دیں۔ چاہے اس سے پہلے پچاس مقامات پر تلاشی لی جائے کہ غرباء کی حاجت روائی کے نام پر حکام کی زندگیوں کو قربان نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ مفسدین کو بے لگام چھوڑا جا سکتا ہے۔ حاکم کے لئے بنیادی مسئلہ اس کی شرافت، دیانت، امانتداری کا ہے اس کے بعد اس کا مرتبہ عام معاشرہ سے بہرحال بلند تر ہے اور اس کی زندگی عوام الناس سے یقیناً زیادہ قیمتی ہے اور اس کا تحفظ عوام الناس پر اسی طرح واجب ہے جس طرح وہ خود ان کے مفادات کا تحفظ کر رہا ہے۔

وَإِعْذَارٍ!

ثُمَّ أُمُورٌ مِنْ أُمُورِكَ لَابُدَّ لَكَ مِنْ مُبَاشَرَتِهَا: مِنْهَا إِجَابَةُ عُمَّالِكَ بِمَا يَعْيَا عَنْهُ كُتَّابُكَ، وَمِنْهَا إِصْدَارُ حَاجَاتِ النَّاسِ يَوْمَ وُرُودِهَا عَلَيْكَ بِمَا تَحْرَجُ بِهِ صُدُورُ أَعْوَانِكَ. وَأَمْضِ لِكُلِّ يَوْمٍ عَمَلَهُ، فَإِنَّ لِكُلِّ يَوْمٍ مَا فِيهِ. وَاجْعَلْ لِنَفْسِكَ فِيمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللَّهِ أَفْضَلَ تِلْكَ الْمَوَاقِيتِ، وَأَجْزَلَ تِلْكَ الْأَقْسَامِ، وَإِنْ كَانَتْ كُلُّهَا لِلَّهِ إِذَا صَلَحَتْ فِيهَا النِّيَّةُ، وَسَلِمَتْ مِنْهَا الرَّعِيَّةُ.

وَلْيَكُنْ فِي خَاصَّةِ مَا تُخْلِصُ بِهِ لِلَّهِ دِينَكَ: إِقَامَةُ فَرَائِضِهِ الَّتِي هِيَ لَهُ خَاصَّةً، فَأَعْطِ اللَّهَ مِن بَدَنِكَ فِي لَيْلِكَ وَنَهَارِكَ،[1] وَوَفِّ مَا تَقَرَّبْتَ بِهِ إِلَى اللَّهِ مِنْ ذٰلِكَ كَامِلاً غَيْرَ مَثْلُومٍ وَلَا مَنْقُوصٍ، بَالِغاً مِنْ بَدَنِكَ مَا بَلَغَ. وَإِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ لِلنَّاسِ، فَلَا تَكُونَنَّ مُنَفِّراً وَلَا مُضَيِّعاً، فَإِنَّ فِي النَّاسِ مَنْ بِهِ الْعِلَّةُ وَلَهُ الْحَاجَةُ. وَقَدْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - حِينَ وَجَّهَنِي إِلَى الْيَمَنِ كَيْفَ أُصَلِّي بِهِمْ؟ فَقَالَ: «صَلِّ بِهِمْ كَصَلَاةِ أَضْعَفِهِمْ، وَكُنْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيماً».

وَأَمَّا بَعْدُ، فَلَا تُطَوِّلَنَّ احْتِجَابَكَ عَنْ رَعِيَّتِكَ، فَإِنَّ احْتِجَابَ الْوُلَاةِ عَنِ الرَّعِيَّةِ شُعْبَةٌ مِنَ الضِّيقِ، وَقِلَّةُ عِلْمٍ بِالْأُمُورِ؛ وَالْاِحْتِجَابُ مِنْهُمْ يَقْطَعُ عَنْهُمْ عِلْمَ مَا احْتَجَبُوا دُونَهُ فَيَصْغُرُ عِنْدَهُمُ الْكَبِيرُ، وَيَعْظُمُ الصَّغِيرُ، وَيَقْبُحُ الْحَسَنُ، وَيَحْسُنُ الْقَبِيحُ، وَيُشَابُ الْحَقُّ بِالْبَاطِلِ. وَإِنَّمَا الْوَالِي بَشَرٌ لَا يَعْرِفُ مَا تَوَارَى عَنْهُ النَّاسُ بِهِ مِنَ الْأُمُورِ، وَلَيْسَتْ عَلَى الْحَقِّ سِمَاتٌ تُعْرَفُ بِهَا ضُرُوبُ الصِّدْقِ مِنَ الْكَذِبِ، وَإِنَّمَا أَنْتَ أَحَدُ رَجُلَيْنِ: إِمَّا امْرُؤٌ سَخَتْ نَفْسُكَ بِالْبَذْلِ فِي الْحَقِّ، فَفِيمَ احْتِجَابُكَ مِنْ وَاجِبِ حَقٍّ تُعْطِيهِ، أَوْ فِعْلٍ كَرِيمٍ تُسْدِيهِ، أَوْ مُبْتَلًى بِالْمَنْعِ، فَمَا أَسْرَعَ كَفَّ النَّاسِ عَنْ مَسْأَلَتِكَ إِذَا أَيِسُوا

تحرج - تنگی محسوس کرتے ہیں

اجزل - اعظم

مثلوم - جس میں رخنہ پڑ جائے

مضیع - برباد کرنے والا

سمات - علامات

بذل - عطا

ایسو - مایوس ہو جائیں

[1] مثل مشہور ہے کہ وقت کی تنظیم اس میں وسعت پیدا کر دیتی ہے اور اس کی بے ترتیبی اسے تنگ بنا دیتی ہے۔ انسان وقت کی قدر و قیمت سے بے خبر ہو گیا ہے اور کاموں کو وقت کے اعتبار سے منظم نہیں کرتا ہے اس لئے ہمیشہ تنگی وقت کا شکوہ کرتا ہے ورنہ اگر کام اور وقت میں تنظیم قائم ہو جائے تو اندازہ ہو گا کہ کام تمام ہو گئے ہیں اور وقت باقی رہ گیا ہے۔ ایک انسان ۲۴ گھنٹہ میں کتنے قسم کے واقعی کام انجام دیتا ہے اور اسے اپنے واقعی کاموں کے لئے کتنا وقت درکار ہے؟ یقیناً حساب لگانے پر اندازہ ہو گا کہ وقت زیادہ ہے اور کام کم۔ ایک نماز ہی کا حساب لگائیے۔ زوال سے غروب تک کے ۶ گھنٹہ میں صرف ۸ منٹ کی نماز واجب ہے اور اس کے بعد بھی انسان شکایت کرتا ہے کہ وقت نہیں ملتا ہے۔ یہ وقت کی تنگی نہیں ہے۔ یہ وقت کی بے ترتیبی اور بدنظمی ہے جس کی نحوست سے وقت اپنی وسعتوں اور برکتوں سے محروم ہو گیا ہے۔

اس کے بعد تمہارے معاملات میں بعض ایسے معاملات بھی ہیں جنھیں تمہیں خود براہ راست انجام دینا ہے۔ جیسے حکام کے ان مسائل کے جوابات جن کے جوابات محرر افراد نہ دے سکیں یا لوگوں کے ان ضروریات کو پورا کرنا جن کے پورا کرنے سے تمہارے مددگار افراد جی چُراتے ہوں اور دیکھو ہر کام کو اسی کے دن مکمل کر دینا کہ ہر دن کا اپنا ایک کام ہوتا ہے۔ اس کے بعد اپنے اور پروردگار کے روابط کے لئے بہترین وقت کا انتخاب کرنا جو تمام اوقات سے افضل اور بہتر ہو۔ اگرچہ تمام ہی اوقات اللہ کے لئے شمار ہو سکتے ہیں اگر انسان کی نیت سالم رہے اور رعایا اس کے طفیل خوشحال ہو جائے۔

اور تمہارے وہ اعمال جنھیں صرف اللہ کے لئے انجام دیتے ہو ان میں سب سے اہم کام ان فرائض کا قیام ہو جو صرف پروردگار کے لئے ہوتے ہیں۔ اپنی جسمانی طاقت میں سے رات اور دن دونوں وقت ایک حصہ اللہ کے لئے قرار دینا اور جس کام کے ذریعہ اس کی قربت چاہتے ہو اسے مکمل طور سے انجام دینا نہ کوئی رخنہ پڑنے پائے اور نہ کوئی نقص پیدا ہو چاہے بدن کو کسی قدر زحمت کیوں نہ ہو جائے۔ اور جب لوگوں کے ساتھ جماعت کی نماز ادا کرو تو نہ اس طرح پڑھو کہ لوگ بیزار ہو جائیں اور نہ اس طرح کہ نماز برباد ہو جائے اس لئے کہ لوگوں میں بیمار اور ضرورت مند افراد بھی ہوتے ہیں اور میں نے یمن کی مہم پر جاتے ہوئے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا تھا کہ نماز جماعت کا انداز کیا ہونا چاہئے تو آپ نے فرمایا تھا کہ کمزور ترین آدمی کے اعتبار سے نماز ادا کرنا اور مومنین کے حال پر مہربان رہنا۔

اس کے بعد یہ بھی خیال رہے کہ اپنی رعایا سے دیر تک[1] الگ نہ رہنا کہ حکام کا رعایا سے پس پردہ رہنا ایک طرح کی تنگ دلی پیدا کرتا ہے اور ان کے معاملات کی اطلاع نہیں ہو پاتی ہے اور یہ پردہ داری انھیں بھی ان چیزوں کے جاننے سے روک دیتی ہے جن کے سامنے یہ حجابات قائم ہو گئے ہیں اور اس طرح بڑی چیز چھوٹی ہو جاتی ہے اور چھوٹی چیز بڑی ہو جاتی ہے۔ اچھا بُرا بن جاتا ہے اور بُرا اچھا ہو جاتا ہے اور حق باطل سے مخلوط ہو جاتا ہے۔ اور حاکم بھی بالآخر ایک بشر ہے وہ پس پردہ امور کی اطلاع نہیں رکھتا ہے اور نہ حق کی پیشانی پر ایسے نشانات ہوتے ہیں جن کے ذریعہ صداقت کے اقسام کو غلط بیانی سے الگ کر کے پہچانا جا سکے۔

اور پھر تم دو میں سے ایک قسم کے ضرور ہو گے۔ یا وہ شخص ہو گے جس کا نفس حق کی راہ میں بذل و عطا پر مائل ہے تو پھر تمہیں واجب حق عطا کرنے کی راہ میں پردہ حائل کرنے کی کیا ضرورت ہے اور کریموں جیسا عمل کیوں نہیں انجام دیتے ہو۔ یا تم بخل کی بیماری میں مبتلا ہو گے تو بہت جلدی لوگ تم سے مایوس ہو کر خود ہی اپنے ہاتھ کھینچ لیں گے اور تمہیں پردہ ڈالنے کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔

[1] یہ شاید اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ سماج اور عوام سے الگ رہنا والی اور حاکم کے ضروریات زندگی میں شامل ہے ورنہ اس کی زندگی ۲۴ گھنٹہ عوام الناس کی نذر ہو گئی تو نہ تنہائیوں میں اپنے مالک سے مناجات کر سکتا ہے اور نہ خلوتوں میں اپنے اہل و عیال کے حقوق ادا کر سکتا ہے۔ پردہ داری ایک انسانی ضرورت ہے جس سے کوئی انسان بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس پردہ داری کو طول نہ ہونے پائے کہ عوام الناس حاکم کی زیارت سے محروم ہو جائیں اور اس کا دیدار صرف ٹیلیویژن کے پردہ پر نصیب ہو جس سے نہ کوئی فریاد کی جا سکتی ہے اور نہ کسی درد دل کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ ایسے شخص کو حاکم بننے کا کیا حق ہے جو عوام کے دُکھ درد میں شریک نہ ہو سکے اور ان کی زندگی کی تلخیوں کو محسوس نہ کر سکے۔ ایسے شخص کو دربار حکومت میں بیٹھ کر "انا ربکم الاعلیٰ" کا نعرہ لگانا چاہئے اور آخر میں کسی دریا میں ڈوب مرنا چاہئے۔ اسلامی حکومت اس طرح کی لاپروائی کو برداشت نہیں کر سکتی ہے۔ اس کے لئے کوفہ میں بیٹھ کر حجاز اور یمامہ کے فقراء کو دیکھنا پڑتا ہے اور ان کی حالت کے پیش نظر سوکھی روٹی کھانا پڑتی ہے۔

مِنْ بِذٰلِكَ، مَعَ أَنَّ أَكْثَرَ حَاجَاتِ النَّاسِ إِلَيْكَ مَا لَا مَؤُونَةَ فِيهِ عَلَيْكَ، مِنْ شَكَاةِ مَظْلِمَةٍ، أَوْ طَلَبِ إِنْصَافٍ فِي مُعَامَلَةٍ.

ثُمَّ إِنَّ لِلْوَالِي خَاصَّةً وَ بِطَانَةً، فِيهِمُ اسْتِئْثَارٌ وَ تَطَاوُلٌ، وَ قِلَّةُ إِنْصَافٍ فِي مُعَامَلَةٍ، فَاحْسِمْ مَادَّةَ (مَؤُونَةَ) أُولٰئِكَ بِقَطْعِ أَسْبَابِ تِلْكَ الْأَحْوَالِ[1]. وَ لَا تُقْطِعَنَّ لِأَحَدٍ مِنْ حَاشِيَتِكَ وَ حَامَّتِكَ قَطِيعَةً، وَ لَا يَطْمَعَنَّ مِنْكَ فِي اعْتِقَادِ عُقْدَةٍ، تَضُرُّ بِمَنْ يَلِيهَا مِنَ النَّاسِ، فِي شِرْبٍ أَوْ عَمَلٍ مُشْتَرَكٍ، يَحْمِلُونَ مَؤُونَتَهُ عَلَى غَيْرِهِمْ، فَيَكُونَ مَهْنَأُ ذٰلِكَ لَهُمْ دُونَكَ، وَ عَيْبُهُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.

وَ أَلْزِمِ الْحَقَّ مَنْ لَزِمَهُ مِنَ الْقَرِيبِ وَ الْبَعِيدِ، وَ كُنْ فِي ذٰلِكَ صَابِراً مُحْتَسِباً، وَاقِعاً ذٰلِكَ مِنْ قَرَابَتِكَ وَ خَاصَّتِكَ (خَوَاصِّكَ) حَيْثُ وَقَعَ، وَ ابْتَغِ عَاقِبَتَهُ بِمَا يَثْقُلُ عَلَيْكَ مِنْهُ، فَإِنَّ مَغَبَّةَ ذٰلِكَ مَحْمُودَةٌ.

وَ إِنْ ظَنَّتِ الرَّعِيَّةُ بِكَ حَيْفاً[2] فَأَصْحِرْ لَهُمْ بِعُذْرِكَ، وَ اعْدِلْ (وَاعْزِلْ) عَنْكَ ظُنُونَهُمْ بِإِصْحَارِكَ، فَإِنَّ فِي ذٰلِكَ رِيَاضَةً مِنْكَ لِنَفْسِكَ، وَ رِفْقاً بِرَعِيَّتِكَ، وَ إِعْذَاراً تَبْلُغُ بِهِ حَاجَتَكَ مِنْ تَقْوِيمِهِمْ عَلَى الْحَقِّ.

وَ لَا تَدْفَعَنَّ صُلْحاً دَعَاكَ إِلَيْهِ عَدُوُّكَ وَ لِلّٰهِ فِيهِ رِضًى، فَإِنَّ فِي الصُّلْحِ دَعَةً لِجُنُودِكَ، وَ رَاحَةً مِنْ هُمُومِكَ، وَ أَمْناً لِبِلَادِكَ، وَ لٰكِنِ الْحَذَرَ كُلَّ الْحَذَرِ مِنْ عَدُوِّكَ بَعْدَ صُلْحِهِ، فَإِنَّ الْعَدُوَّ رُبَّمَا قَارَبَ لِيَتَغَفَّلَ، فَخُذْ بِالْحَزْمِ، وَ اتَّهِمْ فِي ذٰلِكَ حُسْنَ الظَّنِّ. وَ إِنْ عَقَدْتَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ عَدُوِّكَ عُقْدَةً، أَوْ أَلْبَسْتَهُ مِنْكَ ذِمَّةً، فَحُطْ عَهْدَكَ بِالْوَفَاءِ، وَ ارْعَ ذِمَّتَكَ بِالْأَمَانَةِ، وَ اجْعَلْ نَفْسَكَ جُنَّةً دُونَ مَا أَعْطَيْتَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ شَيْءٌ النَّاسُ أَشَدُّ عَلَيْهِ اجْتِمَاعاً، مَعَ تَفَرُّقِ أَهْوَائِهِمْ، وَ تَشَتُّتِ آرَائِهِمْ، مِنْ تَعْظِيمِ الْوَفَاءِ بِالْعُهُودِ. وَ قَدْ لَزِمَ ذٰلِكَ الْمُشْرِكُونَ فِيمَا بَيْنَهُمْ دُونَ الْمُسْلِمِينَ لِمَا اسْتَوْبَلُوا مِنْ عَوَاقِبِ الْغَدْرِ؛ فَلَا تَغْدِرَنَّ بِذِمَّتِكَ، وَ لَا تَخِيسَنَّ (تَخِيسَنَّ) بِعَهْدِكَ، وَ لَا تَخْتِلَنَّ

شکاۃ - شکایت
احسم - کاٹ دو
اقطاع - زمین الاٹ کر دینا
حامّۃ - خواص
شرب - نہر
مہنا - منفعت
مغبّۃ - عاقبت ... انجام
حیف - ظلم
اصحر لہم - واضح کر دو
ریاض - تربیت نفس
اعذار - عذر پیش کرنا
دعۃ - سکون
تغفّل - غافل بنا دینا
ذمّہ - عہد
جُنّۃ - سپر
استوبلوا - ہلاک پایا
ختل - دھوکہ
خاس - عہد شکنی

[1] عثمانؓ کے دور حکومت پر نگاہ رکھنے والے افراد مولائے کائنات کے ایک ایک حرف کی تائید کریں گے کہ کس طرح کرد حکومت کے سرچڑھے لوگ پہلے جاگیروں پر قبضہ کر کے اپنی شخصیت بناتے ہیں۔ اس کے بعد عوام کو پامال کر کے خود اپنی حکومت کا بھی خاتمہ کر دیتے ہیں اور حاکم سانس لینے کے بھی قابل نہیں رہ جاتا ہے۔

[2] یہ ہے اسلام کا صحیح نظام کہ حاکم عوام الناس کا ذمہ دار اور ان کے مفادات کا محافظ ہوتا ہے لہٰذا جب بھی اسے اپنے نمائندہ کے بارے میں ظلم وستم اور ناانصافی کا شبہ ہو جائے اس کا فرض ہے کہ اپنی صفائی دے اور حکومت کے غرور میں ان کے مطالبات کو نظر انداز نہ کرے کہ پروردگار نے مفادات کا ذمہ دار بنایا ہے — سروں کا خریدار نہیں بنایا ہے۔

حالانکہ لوگوں کے اکثر ضروریات وہ ہیں جن میں تمھیں کسی طرح کی زحمت نہیں ہے جیسے کسی ظلم کی فریاد یا کسی معاملہ میں انصاف کا مطالبہ۔

اس کے بعد یہ بھی خیال رہے کہ ہر والی کے کچھ مخصوص اور راز دار قسم کے افراد ہوتے ہیں جن میں خود غرضی۔ دست درازی اور معاملات میں بے انصافی پائی جاتی ہے لہذا خبردار ایسے افراد کے فساد کا علاج ان اسباب کے خاتمہ سے کرنا جن سے یہ حالات پیدا ہوتے ہیں۔ اپنے کسی بھی حاشیہ نشین اور قرابت دار کو کوئی جاگیر مت بخش دینا اور اسے تم سے کوئی ایسی توقع نہ ہونی چاہئے کہ تم کسی ایسی زمین پر قبضہ دیدوگے جس کے سبب آبپاشی یا کسی مشترک معاملہ میں شرکت رکھنے والے افراد کو نقصان پہونچ جائے کہ اپنے مصارف بھی دوسرے کے سر ڈال دے اور اس طرح اس معاملہ کا مزہ اس کے حصہ میں آئے اور اس کی ذمہ داری دنیا اور آخرت میں تمھارے ذمہ رہے۔

اور جس پر کوئی حق عائد ہو اس پر اس کے نافذ کرنے کی ذمہ داری ڈالو چاہے وہ تم سے نزدیک ہو یا دور اور اس مسئلہ میں اللہ کی راہ میں صبر و تحمل سے کام لینا چاہے اس کی زد تمھارے قرابتداروں اور خاص افراد ہی پر کیوں نہ پڑتی ہو اور اس سلسلہ میں تمھارے مزاج پر جو بار ہو اسے آخرت کی امید میں برداشت کر لینا کہ اس کا انجام بہتر ہوگا۔

اور اگر کبھی رعایا کو یہ خیال ہو جائے کہ تم نے ان پر ظلم کیا ہے تو ان کے لئے اپنے عذر کا اظہار کرو اور اسی ذریعہ سے ان کی بدگمانی کا علاج کرو کہ اس میں تمھارے نفس کی تربیت بھی ہے اور رعایا پر نرمی کا اظہار بھی ہے اور وہ عذر خواہی بھی ہے جس کے ذریعہ تم رعایا کو راہِ حق پر چلانے کا مقصد بھی حاصل کر سکتے ہو۔

اور خبردار کسی ایسی دعوت صلح کا انکار نہ کرنا جس کی تحریک دشمن کی طرف سے ہو اور جس میں مالک کی رضامندی[1] پائی جاتی ہو کہ صلح کے ذریعہ فوجوں کو قدرے سکون مل جاتا ہے اور تمھارے نفس کو بھی افکار سے نجات مل جائے گی اور شہروں میں بھی امن و امان کی فضا قائم ہو جائے گی۔ البتہ صلح کے بعد دشمن کی طرف سے مکمل طور پر ہوشیار رہنا کہ کبھی کبھی وہ تمھیں غافل بنانے کے لئے تم سے قربت اختیار کرنا چاہتا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں مکمل ہوشیاری سے کام لینا اور کسی حسن ظن سے کام نہ لینا اور اگر اپنے اور اس کے درمیان کوئی معاہدہ کرنا یا اسے کسی طرح کی پناہ دینا تو اپنے عہد کی پاسداری وفاداری کے ذریعہ کرنا اور اپنے ذمہ کو امانتداری کے ذریعہ محفوظ بنانا اور اپنے قول و قرار کی راہ میں اپنے نفس کو سپر بنا دینا کہ اللہ کے فرائض میں ایفائے عہد جیسا کوئی فریضہ نہیں ہے جس پر تمام لوگ خواہشات کے اختلاف اور افکار کے تضاد کے باوجود متحد ہیں اور اس کا مشرکین نے بھی اپنے معاملات میں لحاظ رکھا ہے کہ عہد شکنی کے نتیجہ میں تباہیوں کا اندازہ کر لیا ہے۔۔ تو خبردار تم اپنے عہد و پیمان سے غداری نہ کرنا اور اپنے قول و قرار میں خیانت سے کام نہ لینا اور اپنے دشمن پر اچانک حملہ نہ کر دینا۔

---

[1] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صلح ایک بہترین طریقۂ کار ہے اور قرآن مجید نے اسے "خیر" سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جو شخص جن حالات میں جس طرح کی صلح کی دعوت دے تم قبول کر لو اور اس کے بعد مطمئن ہو کر بیٹھ جاؤ کہ ایسے نظام میں ہر ظالم اپنی ظالمانہ حرکتوں ہی پر صلح کرنا چاہے گا اور تمھیں اسے تسلیم کرنا ہوگا۔ صلح کی بنیادی شرط یہ ہے کہ اسے رضائے الٰہی کے مطابق ہونا چاہئے اور اس کی کسی دفعہ کو بھی مرضئ پروردگار کے خلاف نہیں ہونا چاہئے۔ جس طرح کہ سرکار دو عالمؐ کی صلح میں دیکھا گیا ہے کہ آپ نے جس جس لفظ اور جس جس دفعہ پر صلح کی ہے سب کی سب مطابق حقیقت اور عین مرضئ پروردگار تھیں اور کوئی حرف غلط درمیان میں نہیں تھا "بسمك اللّٰھم" بھی ایک کلمہ صحیح تھا۔ محمد بن عبداللہ بھی ایک حرف حق تھا اور دشمن کے افراد کا واپس کر دینا بھی کوئی غلط اقدام نہیں تھا۔ امام حسنؑ مجتبیٰ کی صلح میں بھی یہی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کا مشاہدہ سرکار دو عالمؐ کی صلح میں کیا جا چکا ہے۔۔ اور یہی مولائے کائناتؑ کی بنیادی تعلیم اور اسلام کا واقعی ہدف اور مقصد ہے۔

عَدُوَّكَ. فَإِنَّهُ لَا يَجْتَرِئُ عَلَى اللّٰهِ إِلَّا جَاهِلٌ شَقِيٌّ. وَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ عَهْدَهُ وَ ذِمَّتَهُ أَمْناً أَفْضَاهُ بَيْنَ الْعِبَادِ بِرَحْمَتِهِ، وَ حَرِيماً يَسْكُنُونَ إِلَىٰ مَنَعَتِهِ، وَ يَسْتَفِيضُونَ إِلَىٰ جِوَارِهِ؛ فَلَا إِدْغَالَ وَ لَا مُدَالَسَةَ وَ لَا خِدَاعَ فِيهِ، وَ لَا تَعْقِدْ عَقْداً تُجَوِّزُ فِيهِ الْعِلَلَ، وَ لَا تُعَوِّلَنَّ عَلَىٰ لَحْنِ قَوْلٍ بَعْدَ التَّأْكِيدِ وَ التَّوْثِقَةِ. وَ لَا يَدْعُوَنَّكَ ضِيقُ أَمْرٍ لَزِمَكَ فِيهِ عَهْدُ اللّٰهِ، إِلَىٰ طَلَبِ انْفِسَاخِهِ بِغَيْرِ الْحَقِّ. فَإِنَّ صَبْرَكَ عَلَىٰ ضِيقِ أَمْرٍ تَرْجُوا انْفِرَاجَهُ وَ فَضْلَ عَاقِبَتِهِ، خَيْرٌ مِنْ غَدْرٍ تَخَافُ تَبِعَتَهُ، وَ أَنْ تُحِيطَ بِكَ مِنَ اللّٰهِ فِيهِ طِلْبَةٌ، لَا تَسْتَقْبِلُ فِيهَا دُنْيَاكَ وَ لَا آخِرَتَكَ.

إِيَّاكَ وَ الدِّمَاءَ وَ سَفْكَهَا بِغَيْرِ حِلِّهَا، فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ أَدْنَىٰ لِنِقْمَةٍ، وَ لَا أَعْظَمَ لِتَبِعَةٍ، وَ لَا أَحْرَىٰ بِزَوَالِ نِعْمَةٍ، وَانْقِطَاعِ مُدَّةٍ، مِنْ سَفْكِ الدِّمَاءِ بِغَيْرِ حَقِّهَا. وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ مُبْتَدِئٌ بِالْحُكْمِ بَيْنَ الْعِبَادِ، فِيمَا تَسَافَكُوا مِنَ الدِّمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؛ فَلَا تُقَوِّيَنَّ سُلْطَانَكَ بِسَفْكِ دَمٍ حَرَامٍ، فَإِنَّ ذٰلِكَ مِمَّا يُضْعِفُهُ وَيُوهِنُهُ، بَلْ يُزِيلُهُ وَ يَنْقُلُهُ. وَ لَا عُذْرَ لَكَ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لَا عِنْدِي فِي قَتْلِ الْعَمْدِ لِأَنَّ فِيهِ قَوَدَ الْبَدَنِ. وَ إِنِ ابْتُلِيتَ بِخَطَاءٍ وَ أَفْرَطَ عَلَيْكَ سَوْطُكَ أَوْ سَيْفُكَ أَوْ يَدُكَ بِالْعُقُوبَةِ؛ فَإِنَّ فِي الْوَكْزَةِ فَمَا فَوْقَهَا مَقْتَلَةً، فَلَا تَطْمَحَنَّ بِكَ نَخْوَةُ سُلْطَانِكَ عَنْ أَنْ تُؤَدِّيَ إِلَىٰ أَوْلِيَاءِ الْمَقْتُولِ حَقَّهُمْ.

وَ إِيَّاكَ وَ الْإِعْجَابَ بِنَفْسِكَ، وَ الثِّقَةَ بِمَا يُعْجِبُكَ مِنْهَا وَحُبَّ الْإِطْرَاءِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ أَوْثَقِ فُرَصِ الشَّيْطَانِ فِي نَفْسِهِ لِيَمْحَقَ مَا يَكُونُ مِنْ إِحْسَانِ الْمُحْسِنِينَ.

وَ إِيَّاكَ وَ الْمَنَّ عَلَىٰ رَعِيَّتِكَ بِإِحْسَانِكَ، أَوِ التَّزَيُّدَ فِيمَا كَانَ مِنْ فِعْلِكَ، أَوْ أَنْ تَعِدَهُمْ فَتُتْبِعَ مَوْعِدَكَ بِخُلْفِكَ. فَإِنَّ الْمَنَّ يُبْطِلُ الْإِحْسَانَ، وَ التَّزَيُّدَ يَذْهَبُ بِنُورِ الْحَقِّ، وَ الْخُلْفَ يُوجِبُ الْمَقْتَ عِنْدَ اللّٰهِ وَ النَّاسِ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ: (كَبُرَ مَقْتاً عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُولُوا مَا

أَفْضَا - فاش کر دیا
حَرِیم - جس کو ہاتھ لگانا حرام ہو
مَنَعَہ - قوت دفاع
استفاضہ - پناہ لینا
اِدْغال - فساد
مُدالسہ - خیانت
عِلَل - جمع عِلّہ
لحن القول - جو قابل تاویل ہو
طِلبہ - مطالبہ
قود - قصاص
افرط علیک - جلدی کی
وکزہ - گھونسہ
طموح - اونچا ہو جانا
تزید - اظہار زیادتی
مقت - بغض - ناراضگی

(۱) حقیقت امر یہ ہے کہ سماج کے سارے معاملات اور معاشرہ کے سارے امن و امان کا دارومدار عہد و پیمان اور اس کی پاسداری پر ہوتا ہے اور آج دنیا کا سارا فساد یہی ہے کہ حکومتیں عہد و پیمان میں سب سے آگے رہتی ہیں اور اس پر عمل درآمد کرنے میں پیچھے ہٹ جاتی ہیں۔ مولائے کائنات نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس کا اثر صرف آخرت کے عذاب کی شکل میں برآمد نہیں ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی حکومتوں کے زوال کا سبب یہی عہد شکنی کا جرم ہوتا ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا ہر مرد مسلمان بلکہ ہر صاحب عقل و ہوش کا فریضہ ہے

اس لئے کہ اللہ کے مقابلہ میں جاہل و بدبخت کے علاوہ کوئی جرأت نہیں کرتا ہے اور اللہ نے عہد و پیمان کو امن و امان کا وسیلہ قرار دیا ہے جسے اپنی رحمت سے تمام بندوں کے درمیان عام کر دیا ہے اور ایسی پناہ گاہ بنا دیا ہے جس کے دامن حفاظت میں پناہ لینے والے پناہ لیتے ہیں اور اس کے جوار میں منزل کرنے کے لئے تیزی سے قدم آگے بڑھاتے ہیں لہٰذا اس میں کوئی جعل سازی، فریب کاری اور مکاری نہ ہونی چاہئے اور کوئی ایسا معاہدہ نہ کرنا جس میں تاویل کی ضرورت پڑے اور معاہدہ کے پختہ ہو جانے کے بعد اس کے کسی مبہم لفظ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرنا اور عہد الٰہی میں تنگی کا احساس غیر حق کے ساتھ وسعت کی جستجو پر آمادہ نہ کر دے کہ کسی امر کی تنگی پر صبر کر لینا اور کشائش حال اور بہترین عاقبت کا انتظار کرنا اس غداری سے بہتر ہے جس کے اثرات خطرناک ہوں اور تمھیں اللہ کی طرف سے جواب دہی کی مصیبت گھیر لے اور دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں۔

دیکھو خبردار۔ ناحق خون بہانے سے پرہیز کرنا کہ اس سے زیادہ عذاب الٰہی سے قریب تر اور پاداش کے اعتبار سے شدید تر اور نعمتوں کے زوال۔ زندگی کے خاتمہ کے لئے مناسب تر کوئی سبب نہیں ہے اور پروردگار روز قیامت اپنے فیصلہ کا آغاز خونریزیوں کے معاملہ سے کرے گا۔ لہٰذا خبردار اپنی حکومت کا استحکام[1] ناحق خونریزی کے ذریعہ نہ پیدا کرنا کہ یہ بات حکومت کو کمزور اور بے جان بنا دیتی ہے بلکہ تباہ کر کے دوسروں کی طرف منتقل کر دیتی ہے اور تمھارے پاس نہ خدا کے سامنے اور نہ میرے سامنے عمداً قتل کرنے کا کوئی عذر نہیں ہے اور اس میں زندگی کا قصاص بھی ثابت ہے۔ البتہ اگر دھوکہ سے اس غلطی میں مبتلا ہو جاؤ اور تمھارا تازیانہ، تلوار یا ہاتھ سزا دینے میں اپنی حد سے آگے بڑھ جائے کہ کبھی کبھی گھونسہ وغیرہ بھی قتل کا سبب بن جاتا ہے۔ تو خبردار تمھیں سلطنت کا غرور اتنا اونچا نہ بنا دے کہ تم خون کے وارثوں کو ان کا حق خونبہا بھی ادا نہ کرو۔

اور دیکھو اپنے نفس کو خود پسندی سے بھی محفوظ رکھنا اور اپنی پسند پر بھروسہ بھی نہ کرنا اور زیادہ تعریف کا شوق بھی نہ پیدا ہو جائے کہ یہ سب باتیں شیطان کی فرصت کے بہترین وسائل ہیں جن کے ذریعہ وہ نیک کرداروں کے عمل کو ضائع اور برباد کر دیا کرتا ہے۔

اور خبردار رعایا پر احسان بھی نہ جتانا اور جو سلوک کیا ہے اسے زیادہ سمجھنے کی کوشش بھی نہ کرنا یا ان سے کوئی وعدہ کر کے اس کے بعد وعدہ خلافی بھی نہ کرنا کہ یہ طرز عمل احسان کو برباد کر دیتا ہے اور زیادتی عمل کا غرور حق کی نورانیت کو فنا کر دیتا ہے اور وعدہ خلافی خدا اور بندگان خدا دونوں کے نزدیک ناراضگی کا باعث ہوتی ہے جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ "اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ تم کوئی بات کہو اور پھر اس کے مطابق عمل نہ کرو"۔

---

[1] واضح رہے کہ دنیا میں حکومتوں کا قیام توراثت، جمہوریت، عسکری انقلاب اور ذہانت و فراست تمام اسباب سے ہو سکتا ہے لیکن حکومتوں میں استحکام عوام کی خوشی اور ملک کی خوشحالی کے بغیر ممکن نہیں ہے اور جن افراد نے یہ خیال کیا کہ وہ اپنی حکومتوں کو خونریزی کے ذریعہ مستحکم بنا سکتے ہیں انھوں نے جیتے جی اپنی غلط فہمی کا انجام دیکھ لیا اور ہٹلر جیسے شخص کو بھی خودکشی پر آمادہ ہونا پڑا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ ملک کفر کے ساتھ تو باقی رہ سکتا ہے لیکن ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتا ہے اور انسانیت کا خون بہانے سے بڑا کوئی جرم قابل تصور نہیں ہے لہٰذا اس سے پرہیز ہر صاحب اقتدار اور صاحب عقل و ہوش کا فریضہ ہے اور زمانہ کی گردش کے پلٹتے دیر نہیں لگتی ہے۔

لَا تَفْعَلُونَ).

وَ إِيَّاكَ وَ الْعَجَلَةَ بِالْأُمُورِ قَبْلَ أَوَانِهَا، أَوِ التَّسَقُّطَ (التساقط - التثبط) فِيهَا عِنْدَ إِمْكَانِهَا، أَوِ اللَّجَاجَةَ فِيهَا إِذَا تَنَكَّرَتْ، أَوِ الْوَهْنَ عَنْهَا إِذَا اسْتَوْضَحَتْ. فَضَعْ كُلَّ أَمْرٍ مَوْضِعَهُ، وَ أَوْقِعْ كُلَّ أَمْرٍ مَوْقِعَهُ.

وَ إِيَّاكَ وَ الْاِسْتِئْثَارَ بِمَا النَّاسُ فِيهِ أُسْوَةٌ، وَالتَّغَابِي عَمَّا تُعْنَىٰ بِهِ مِمَّا قَدْ وَضَحَ لِلْعُيُونِ، فَإِنَّهُ مَأْخُوذٌ مِنْكَ لِغَيْرِكَ. وَ عَمَّا قَلِيلٍ تَنْكَشِفُ عَنْكَ أَغْطِيَةُ الْأُمُورِ، وَ يُنْتَصَفُ مِنْكَ لِلْمَظْلُومِ. اَمْلِكْ حَمِيَّةَ أَنْفِكَ، وَ سَوْرَةَ حَدِّكَ، وَ سَطْوَةَ يَدِكَ، وَ غَرْبَ لِسَانِكَ، وَاحْتَرِسْ مِنْ كُلِّ ذٰلِكَ بِكَفِّ الْبَادِرَةِ، وَ تَأْخِيرِ السَّطْوَةِ، حَتَّىٰ يَسْكُنَ غَضَبُكَ فَتَمْلِكَ الْاِخْتِيَارَ؛ وَ لَنْ تَحْكُمَ ذٰلِكَ مِنْ نَفْسِكَ حَتَّىٰ تُكْثِرَ هُمُومَكَ بِذِكْرِ الْمَعَادِ إِلَىٰ رَبِّكَ.

وَ الْوَاجِبُ عَلَيْكَ أَنْ تَتَذَكَّرَ مَا مَضَىٰ لِمَنْ تَقَدَّمَكَ مِنْ حُكُومَةٍ عَادِلَةٍ أَوْ سُنَّةٍ فَاضِلَةٍ، أَوْ أَثَرٍ عَنْ نَبِيِّنَا - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - أَوْ فَرِيضَةٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، فَتَقْتَدِيَ بِمَا شَاهَدْتَ مِمَّا عَمِلْنَا بِهِ فِيهَا، وَ تَجْتَهِدَ لِنَفْسِكَ فِي اتِّبَاعِ مَا عَهِدْتُ إِلَيْكَ فِي عَهْدِي هٰذَا، وَاسْتَوْثَقْتُ بِهِ مِنَ الْحُجَّةِ لِنَفْسِي عَلَيْكَ، لِكَيْلَا تَكُونَ لَكَ عِلَّةٌ عِنْدَ تَسَرُّعِ نَفْسِكَ إِلَىٰ هَوَاهَا. وَ أَنَا أَسْأَلُ اللّٰهَ بِسَعَةِ رَحْمَتِهِ، وَ عَظِيمِ قُدْرَتِهِ عَلَىٰ إِعْطَاءِ كُلِّ رَغْبَةٍ، أَنْ يُوَفِّقَنِي وَ إِيَّاكَ لِمَا فِيهِ رِضَاهُ مِنَ الْإِقَامَةِ عَلَى الْعُذْرِ الْوَاضِحِ إِلَيْهِ وَ إِلَىٰ خَلْقِهِ، مَعَ حُسْنِ الثَّنَاءِ فِي الْعِبَادِ، وَ جَمِيلِ الْأَثَرِ فِي الْبِلَادِ، وَ تَمَامِ النِّعْمَةِ، وَ تَضْعِيفِ الْكَرَامَةِ، وَ أَنْ يَخْتِمَ لِي وَ لَكَ بِالسَّعَادَةِ وَ الشَّهَادَةِ، (إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) (راغبون). وَالسَّلَامُ عَلَىٰ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ، وَ سَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً، وَ السَّلَامُ.

٥٤

و من كتاب له (ع)

الى طلحة و الزبير (مع عمران بن الحصين الخزاعي) ذكره أبو جعفر الإسكافي في كتاب (المقامات) في مناقب أميرالمؤمنين (ع)

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ عَلِمْتُمَا، وَإِنْ كَتَمْتُمَا، أَنِّي لَمْ أُرِدِ النَّاسَ حَتَّىٰ أَرَادُونِي، وَلَمْ أُبَايِعْهُمْ حَتَّىٰ بَايَعُونِي. وَإِنَّكُمَا مِمَّنْ أَرَادَنِي وَبَايَعَنِي، وَإِنَّ الْعَامَّةَ لَمْ تُبَايِعْنِي لِسُلْطَانٍ غَالِبٍ (غاصب)، وَلَا لِعَرَضٍ حَاضِرٍ، فَإِنْ

تَساقُط - کمزوری
لَجاجَت - اصرار
تَنَکُّر - جہاں صحیح راستہ نہ معلوم ہو
وَہن - کمزوری
اِستئثار - اختصاص
اُسوَة - برابر
تَغابِی - تغافل
حمیّة الانف - غیرت
سورة - تیزی
حَدّ - شدت
غَرب - کاٹ
بادرہ - غضب وغصہ
تضعیف - زیادہ کرنا
عَرَض - متاع

(۱) مولائے کائنات نے اپنے اس عہد نامہ کا خاتمہ چند دعاؤں پر کیا ہے اور پروردگار نے آپ کی ہر دعا کو حسن قبول کا درجہ عنایت فرمایا ہے کہ آپ نے بہترین تعریف بھی حاصل کی ہے اور بہترین آثار بھی چھوڑے ہیں زندگی نہایت درجہ سعادت و خوش بختی کے ساتھ گذاری ہے اور زندگی کا خاتمہ بھی درجۂ شہادت پر ہوا ہے جس سے بالاتر کوئی نیکی اور سعادت نہیں ہے کسے را میسر نشد ایں سعادت بہ کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت

مصادر کتاب ۵۴ المقامات فی مناقب امیرالمومنین ابوجعفر اسکافی (متوفی ۲۴۰ھ) الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص ۷۰، تاریخ اعثم کوفی ص ۱۴۳، تحف العقول ص ۹۴، روضۃ الکافی ۱ ص ۱۹

اور خبردار وقت سے پہلے کاموں میں جلدی نہ کرنا اور وقت آجانے کے بعد سستی کا مظاہرہ نہ کرنا اور بات سمجھ میں نہ آئے تو جھگڑا نہ کرنا اور واضح ہو جائے تو کمزوری کا اظہار نہ کرنا۔ ہر بات کو اس کی جگہ رکھو اور ہر امر کو اس کے محل پر قرار دو۔

دیکھو جس چیز میں تمام لوگ برابر کے شریک ہیں اسے اپنے ساتھ مخصوص نہ کر لینا اور جو حق نگاہوں کے سامنے واضح ہو جائے اس سے غفلت نہ برتنا کہ دوسروں کے لئے یہی تمہاری ذمہ داری ہے اور عنقریب تمام امور سے پردے اُٹھ جائیں گے اور تم سے مظلوم کا بدلہ لے لیا جائے گا۔ اپنے غضب کی تیزی، اپنی سرکشی کے جوش، اپنے ہاتھ کی جنبش اور اپنی زبان کی کاٹ پر قابو رکھنا اور ان تمام چیزوں سے اپنے کو اس طرح محفوظ رکھنا کہ جلد بازی سے کام نہ لینا اور سزا دینے میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ غصہ ٹھہر جائے اور اپنے اوپر قابو حاصل ہو جائے ــ اور اس امر پر بھی اختیار اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا ہے جب تک پروردگار کی بارگاہ میں واپسی کا خیال زیادہ سے زیادہ نہ ہو جائے۔

تمہارا فریضہ ہے کہ ماضی میں گزر جانے والی عادلانہ حکومت اور فاضلانہ سیرت کو یاد رکھو، رسول اکرمؐ کے آثار اور کتاب خدا کے احکام کو نگاہ میں رکھو اور جس طرح ہمیں عمل کرتے دیکھا ہے اسی طرح ہمارے نقش قدم پر چلو اور جو کچھ اس عہد نامہ میں ہم نے بتایا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو کہ میں نے تمہارے اوپر اپنی حجت کو مستحکم کر دیا ہے تاکہ جب تمہارا نفس خواہشات کی طرف تیزی سے بڑھے تو تمہارے پاس کوئی عذر نہ رہے ــ اور میں پروردگار کی وسیع رحمت اور ہر مقصد کے عطا کرنے کی عظیم قدرت کے وسیلہ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں ان کاموں کی توفیق دے جن میں اس کی مرضی ہو اور ہم دونوں اس کی بارگاہ میں اور بندوں کے سامنے عذر پیش کرنے کے قابل ہو جائیں۔ بندوں کی بہترین تعریف کے حقدار ہوں اور علاقوں میں بہترین آثار چھوڑ کر جائیں۔ نعمت کی فراوانی اور عزت کے روز افزوں اضافہ کو برقرار رکھ سکیں اور ہم دونوں کا خاتمہ سعادت اور شہادت پر ہو کہ ہم سب اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں پلٹ کر جانے والے ہیں ــ سلام ہو رسولِ خداؐ پر اور ان کی طیب و طاہر آل پر۔ اور سب پر سلام بے حساب۔ والسلام (۵۱)

۵۴۔ آپ کا مکتوب گرامی

(طلحہ و زبیر کے نام جسے عمران بن الحصین الخزاعی کے ذریعہ بھیجا تھا اور جس کا ذکر ابو جعفر اسکافی[1] نے کتاب المقامات میں کیا ہے)

امابعد۔ اگرچہ تم دونوں چھپا رہے ہو لیکن تمہیں بہرحال معلوم ہے کہ میں نے خلافت کی خواہش نہیں کی۔ لوگوں نے مجھ سے خواہش کی ہے اور میں نے بیعت کے لئے اقدام نہیں کیا ہے جب تک انھوں نے بیعت کرنے کا ارادہ ظاہر نہیں کیا ہے۔ تم دونوں بھی انھیں افراد میں شامل ہو جنھوں نے مجھے چاہا تھا اور میری بیعت کی تھی اور عام لوگوں نے بھی میری بیعت نہ کسی سلطنت کے رعب داب سے کی ہے اور نہ کسی مال دنیا کی لالچ میں کی ہے۔

---

[1] ابو جعفر اسکافی معتزلہ کے شیوخ میں شمار ہوتے تھے اور ان کی بیشتر تصنیفات تھیں جن میں ایک "کتاب المقامات" بھی تھی۔ اسی کتاب میں امیرالمومنینؑ کے اس مکتوب گرامی کا تذکرہ کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ حضرتؑ نے اسے عمران کے ذریعہ بھیجا تھا جو فقہاء صحابہ میں شمار ہوتے تھے اور جنگ خیبر کے سال اسلام لائے تھے اور عہد معاویہ میں انتقال کیا تھا۔

اسکافی جاحظ کے معاصروں میں تھے اور انھیں اسکاف کی نسبت سے اسکافی کہا جاتا ہے جو نہروان اور بصرہ کے درمیان ایک شہر ہے۔

كِنْتُمَا بَايَعْتُمَانِي طَائِعَيْنِ، فَارْجِعَا وَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ مِنْ قَرِيبٍ؛ وَإِنْ كُنْتُمَا بَايَعْتُمَانِي كَارِهَيْنِ[۱]، فَقَدْ جَعَلْتُمَا لِي عَلَيْكُمَا السَّبِيلَ بِإِظْهَارِكُمَا الطَّاعَةَ، وَإِسْرَارِكُمَا الْمَعْصِيَةَ. وَلَعَمْرِي مَا كُنْتُمَا بِأَحَقِّ الْمُهَاجِرِينَ بِالتَّقِيَّةِ وَالْكِتْمَانِ، وَإِنَّ دَفْعَكُمَا هٰذَا الْأَمْرَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَدْخُلَا فِيهِ، كَانَ أَوْسَعَ عَلَيْكُمَا مِنْ خُرُوجِكُمَا مِنْهُ، بَعْدَ إِقْرَارِكُمَا بِهِ.

وَقَدْ زَعَمْتُمَا أَنِّي قَتَلْتُ عُثْمَانَ، فَبَيْنِي وَبَيْنَكُمَا مَنْ تَخَلَّفَ عَنِّي وَعَنْكُمَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ يُلْزَمُ كُلُّ امْرِىءٍ بِقَدْرِ مَا احْتَمَلَ. فَارْجِعَا أَيُّهَا الشَّيْخَانِ عَنْ رَأْيِكُمَا، فَإِنَّ الْآنَ أَعْظَمَ أَمْرِكُمَا الْعَارُ، مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَجَمَّعَ الْعَارُ وَالنَّارُ، وَالسَّلَامُ.

سبیل - حجت
عَدَوْتَ - حملہ کردیا
أَلَبَّ - ابھارا
قِیاد - مہار
قارعہ - مصیبت
دابر - آخر
اَلِیّہ - قسم
باحہ - ساحت

۵۵

و من كتاب له (عليه السلام)

الى معاوية

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ قَدْ جَعَلَ الدُّنْيَا لِمَا بَعْدَهَا، وَابْتَلَى فِيهَا أَهْلَهَا، لِيَعْلَمَ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً، وَلَسْنَا لِلدُّنْيَا خُلِقْنَا، وَلَا بِالسَّعْيِ فِيهَا أُمِرْنَا، وَإِنَّمَا وُضِعْنَا فِيهَا لِنُبْتَلَى بِهَا، وَقَدِ ابْتَلَانِي اللّٰهُ بِكَ وَابْتَلَاكَ بِي: فَجَعَلَ أَحَدَنَا حُجَّةً عَلَى الْآخَرِ، فَعَدَوْتَ عَلَى الدُّنْيَا بِتَأْوِيلِ الْقُرْآنِ، فَطَلَبْتَنِي بِمَا لَمْ تَجْنِ يَدِي وَلَا لِسَانِي، وَعَصَيْتَهُ أَنْتَ وَ أَهْلُ الشَّامِ بِي، وَأَلَّبَ عَالِمُكُمْ جَاهِلَكُمْ، وَقَائِمُكُمْ قَاعِدَكُمْ؛ فَاتَّقِ اللّٰهَ فِي نَفْسِكَ، وَنَازِعِ الشَّيْطَانَ قِيَادَكَ، وَاصْرِفْ إِلَى الْآخِرَةِ وَجْهَكَ، فَهِيَ طَرِيقُنَا وَطَرِيقُكَ. وَاحْذَرْ أَنْ يُصِيبَكَ اللّٰهُ مِنْهُ بِعَاجِلِ قَارِعَةٍ تَمَسُّ الْأَصْلَ، وَتَقْطَعُ الدَّابِرَ، فَإِنِّي أُولِي لَكَ بِاللّٰهِ أَلِيَّةً غَيْرَ فَاجِرَةٍ، لَئِنْ جَمَعَتْنِي وَإِيَّاكَ جَوَامِعُ الْأَقْدَارِ لَا أَزَالُ بِبَاحَتِكَ «حَتَّى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ».

۵٦

و من وصية له (عليه السلام)

وصى بها شريح بن هانئ، لما جعله على مقدمته الى الشام

اتَّقِ اللّٰهَ فِي كُلِّ صَبَاحٍ وَمَسَاءٍ، وَخَفْ عَلَى نَفْسِكَ الدُّنْيَا الْغَرُورَ، وَلَا تَأْمَنْهَا عَلَى حَالٍ، وَاعْلَمْ أَنَّكَ إِنْ لَمْ تَرْدَعْ (ترتدع) نَفْسَكَ عَنْ كَثِيرٍ مِمَّا

(۱) یعنی اگر بیعت میں جبر و اکراہ اور خوف و دہشت کا دخل ہوتا تو وہ غریب افراد خوفزدہ ہوتے جو ہجرت کی بنیاد پر مفلس و بے سہارا ہو گئے تھے تم دونوں کو کیا مجبوری تھی - تم تو صاحبان دولت و وجاہت تھے - تمھارے بارے میں مجبوری کا دعویٰ کیسے قبول کیا جا سکتا ہے - پھر بیعت سے انکار کرنے والوں میں بھی تنہا طلحہ و زبیر نہیں تھے بلکہ عبداللہ بن عمر - سعد بن ابی وقاص - حسان بن ثابت بھی شامل تھے اور آپ نے کسی کو مجبور نہیں کیا - حد یہ ہے کہ جب طلحہ و زبیر عمرہ کے بہانے عائشہ سے ملنے کے لئے مکہ جانے لگے تو بھی آپ نے یہ تو فرمایا کہ تم عمرہ کرنے نہیں بلکہ غداری کرنے جارہے ہو لیکن اس کے باوجود دونوں کو روکا نہیں اور اجازت دیدی تاکہ کسی طرح کے جبر کا الزام نہ آنے پائے -

---

مصادر کتاب ۵۵ الطراز السید الیمانی ۲ ص۳۹۳ ، غرر الحکم آمدی ص۱۱۹
مصادر کتاب ۵٦ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۱۲۱ ، تحف العقول ص۱۴۳

پس اگر تم دونوں نے میری بیعت اپنی خوشی سے کی تھی تو اب خدا کی طرف رجوع کرو اور فوراً توبہ کرلو ــــ اور اگر مجبوراً کی تھی تو تم نے اپنے اوپر میرا حق ثابت کردیا کہ تم نے اطاعت کا اظہار کیا تھا اور نافرمانی کو دل میں چھپا کر رکھا تھا اور میری جان کی قسم تم دونوں اس رازداری اور دل کی باتوں کے چھپانے میں مہاجرین سے زیادہ سزاوار نہیں تھے اور تمھارے لئے بیعت سے نکلنے اور اس کے اقرار کے بعد انکار کردینے سے زیادہ آسان روز اوّل ہی اس کا انکار کردینا تھا۔ تم لوگوں کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ میں نے عثمانؓ کو قتل کیا ہے تو میرے اور تمھارے درمیان وہ اہل مدینہ موجود ہیں جنھوں نے ہم دونوں سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ اس کے بعد ہر شخص اسی کا ذمہ دار ہے جو اس نے ذمہ داری قبول کی ہے۔ بزرگوارو! موقع غنیمت ہے اپنی رائے سے باز آجاؤ کہ آج تو صرف ننگ و عار کا خطرہ ہے لیکن اس کے بعد عار و نار دونوں جمع ہوجائیں گے۔ والسلام

۵۵۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے نام)

امابعد! خدائے بزرگ و برتر نے دنیا کو آخرت کا مقدمہ قرار دیا ہے اور اسے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے تاکہ یہ واضح ہوجائے کہ بہترین عمل کرنے والا کون ہے۔ ہم نہ اس دنیا کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور نہ ہمیں اس کے لئے دوڑ دھوپ کا حکم دیا گیا ہے۔ ہم یہاں فقط اس لئے رکھے گئے ہیں کہ ہمارا امتحان لیا جائے اور اللہ نے تمھارے ذریعہ ہمارا، اور ہمارے ذریعہ تمھارا امتحان لے لیا ہے اور ایک کو دوسرے پر حجت قرار دے دیا ہے لیکن تم نے تاویل قرآن کا سہارا لے کر دنیا پر دھاوا بول دیا اور مجھ سے ایسے جرم کا محاسبہ کردیا جس کا نہ میرے ہاتھ سے کوئی تعلق تھا اور نہ زبان سے۔ صرف اہل شام نے میرے سر ڈال دیا تھا اور تمھارے جاننے والوں نے جاہلوں کو اور قیام کرنے والوں نے خانہ نشینوں کو اُکسا دیا تھا لہٰذا اب بھی غنیمت ہے کہ اپنے نفس کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور شیطان سے اپنی زمام چھڑالو اور آخرت کی طرف رُخ کرلو کہ وہی ہماری اور تمھاری آخری منزل ہے۔ اس وقت سے ڈرو کہ اس دنیا میں پروردگار کوئی ایسی مصیبت نازل کردے کہ اصل بھی ختم ہوجائے اور نسل کا بھی خاتمہ ہوجائے۔ میں پروردگار کی ایسی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے غلط ہونے کا امکان نہیں ہے کہ اگر مقدر نے مجھے اور تمھیں ایک میدان میں جمع کردیا تو میں اس وقت تک میدان نہ چھوڑوں گا جب تک میرے اور تمھارے درمیان فیصلہ نہ ہوجائے۔

۵۶۔ آپ کی وصیت

(جو شریح[1] بن ہانی کو اس وقت فرمائی جب انھیں شام جانے والے ہراول دستہ کا سردار مقرر فرمایا)

صبح و شام اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے نفس کو اس دھوکہ باز دنیا سے بچائے رہو اور اس پر کسی حال میں اعتبار نہ کرنا اور یہ یاد رکھنا کہ اگر تم نے کسی ناگواری کے خوف سے اپنے نفس کو بہت سی پسندیدہ چیزوں سے نہ روکا۔

[1] یہ امیرالمومنینؑ کے جلیل القدر صحابی تھے۔ ابو مقداد کنیت تھی اور آپ کے ساتھ تمام معرکوں میں شریک رہے۔ یہاں تک کہ حجاج کے زمانہ میں سجستان میں شہید ہوئے۔ حضرتؑ نے انھیں شام جانے والے ہراول دستہ کا امیر مقرر کیا تو مذکورہ ہدایات سے سرفراز فرمایا تاکہ کوئی شخص اسلامی پابندی سے آزادی کا تصور نہ کرسکے۔

نُحِبُّ، مَخَافَةَ مَكْرُوهٍ؛ سَمَتْ بِكَ الْأَهْوَاءُ إِلَىٰ كَثِيرٍ مِنَ الضَّرَرِ. فَكُنْ لِنَفْسِكَ مَانِعاً رَادِعاً، وَلِنَزْوَتِكَ عِنْدَ الْحَفِيظَةِ وَاقِماً قَامِعاً.

۵۷

و من كتاب له (عليه السلام)

الى أهل الكوفة، عند مسيره من المدينة الى البصرة

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي خَرَجْتُ مِنْ حَيِّي هٰذَا: إِمَّا ظَالِماً، وَإِمَّا مَظْلُوماً، وَإِمَّا بَاغِياً، وَإِمَّا مَبْغِيّاً عَلَيْهِ. وَإِنِّي أُذَكِّرُ اللّٰهَ مَنْ بَلَغَهُ كِتَابِي هٰذَا لَمَّا نَفَرَ إِلَيَّ، فَإِنْ كُنْتُ مُحْسِناً أَعَانَنِي، وَإِنْ كُنْتُ مُسِيئاً[1] اسْتَعْتَبَنِي.

۵۸

و من كتاب له (عليه السلام)

كتبه الى أهل الأمصار، يقص فيه ما جرى بينه و بين أهل صفين

وَكَانَ بَدْءُ أَمْرِنَا أَنَّا الْتَقَيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، وَالظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ، وَنَبِيَّنَا وَاحِدٌ، وَدَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ، وَلَانَسْتَزِيدُهُمْ فِي الْإِيمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِيقِ بِرَسُولِهِ وَلَايَسْتَزِيدُونَنَا: الْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ، وَنَحْنُ مِنْهُ بَرَاءٌ! فَقُلْنَا: تَعَالَوْا نُدَاوِمَا لَايُدْرَكُ الْيَوْمَ بِإِطْفَاءِ النَّائِرَةِ، وَتَسْكِينِ الْعَامَّةِ، حَتَّىٰ يَشْتَدَّ الْأَمْرُ وَيَسْتَجْمِعَ، فَنَقْوَىٰ عَلَىٰ وَضْعِ الْحَقِّ مَوَاضِعَهُ. فَقَالُوا: بَلْ نُدَاوِيهِ بِالْمُكَابَرَةِ! فَأَبَوْا حَتَّىٰ جَنَحَتِ الْحَرْبُ وَرَكَدَتْ، وَوَقَدَتْ نِيرَانُهَا وَحَمِشَتْ. فَلَمَّا ضَرَّسَتْنَا وَإِيَّاهُمْ، وَوَضَعَتْ مَخَالِبَهَا فِينَا وَفِيهِمْ، أَجَابُوا عِنْدَ ذٰلِكَ إِلَى الَّذِي دَعَوْنَاهُمْ إِلَيْهِ، فَأَجَبْنَاهُمْ إِلَىٰ مَادَعَوْا، وَسَارَعْنَاهُمْ إِلَىٰ مَاطَلَبُوا، حَتَّىٰ اسْتَبَانَتْ عَلَيْهِمُ الْحُجَّةُ، وَانْقَطَعَتْ مِنْهُمُ الْمَعْذِرَةُ. فَمَنْ تَمَّ عَلَىٰ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَهُوَ الَّذِي أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنَ الْهَلَكَةِ، وَمَنْ لَجَّ وَتَمَادَىٰ فَهُوَ الرَّاكِسُ الَّذِي رَانَ اللّٰهُ عَلَىٰ قَلْبِهِ، وَصَارَتْ دَائِرَةُ السَّوْءِ

سمت - اونچا کر دیا
اہواء - خواہشات۔
نزوہ - حملہ
حفیظہ - غضب
واقم - قاہر
قامع - اکھاڑ دینے والا
حیّ - قبیلہ کی منزل
لمّا - الّا
نائرہ - آتش جنگ
جنحت - پھیل گئی
رکدت - ٹھہر گئی
وقدت - بھڑک اٹھی
حمشت - ٹھہر گئی
ضرستنا - ہمیں اس کے دانتوں نے کاٹ لیا
سارعناہم - تیزی سے بڑھ گئے
راکس - عہد شکن
ران - پردہ ڈال دیا

[1] اتمام حجت کا اس سے بہتر کوئی اسلوب ممکن نہیں ہے جہاں حاکم وقت اپنے بارے میں اس انداز سے گفتگو کرتا ہو اور قوم کو کھینچ کر میدان عمل میں لانا چاہتا ہو تاکہ رسول اکرمؐ کے ارشاد کے مطابق اپنے بھائی کی مدد کر سکے اگر مظلوم ہے تو اس کا ساتھ دے سکے اور اگر ظالم ہے تو اسے اس کے ظلم سے روک کر امداد کا حق ادا کر سکے۔

مصادر کتاب نمبر ۵۷ تاریخ طبری ۶ ص ۱۲۳
مصادر کتاب نمبر ۵۸ بحار الانوار ۸ ص ۵۲۵

خواہشات تم کو بہت سے نقصان دہ امور تک پہونچا دیں گی لہٰذا ہمیشہ اپنے نفس کو روکتے ٹوکتے رہو اور غصہ میں اپنے غیظ و غضب دباتے اور کچلتے رہو۔

۵۷۔آپ کا مکتوب گرامی

(اہل کوفہ کے نام ۔ مدینہ سے بصرہ روانہ ہوتے وقت)

امابعد! میں اپنے قبیلہ سے نکل رہا ہوں یا ظالم کی حیثیت سے یا مظلوم کی حیثیت سے۔ یا میں نے بغاوت کی ہے یا میرے خلاف بغاوت ہوئی ہے۔ میں تمھیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جہاں تک میرا یہ خط پہونچ جائے تم سب نکل کر آجاؤ۔ اس کے بعد مجھے نیکی پر پاؤ تو میری امداد کرو اور غلطی پر دیکھو تو مجھے رضا کے راستہ پر لگا دو۔

۵۸۔آپ کا مکتوب گرامی

(تمام شہروں کے نام ۔ جس میں صفین کی حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے)

ہمارے معاملہ کی ابتدا یہ ہے کہ ہم شام کے لشکر کے ساتھ ایک میدان میں جمع ہوئے جب بظاہر[1] دونوں کا خدا ایک تھا۔ رسول ایک تھا۔ پیغام ایک تھا۔ نہ ہم اپنے ایمان و تصدیق میں اضافہ کے طلبگار تھے۔ نہ وہ اپنے ایمان کو بڑھانا چاہتے تھے۔ معاملہ بالکل ایک تھا صرف اختلاف خونِ عثمانؓ کے بارے میں تھا جس سے ہم بالکل بری تھے اور ہم نے یہ حل پیش کیا کہ جو مقصد آج نہیں حاصل ہو سکتا ہے، اس کا وقتی علاج یہ کیا جائے کہ آتش جنگ کو خاموش کر دیا جائے اور لوگوں کے جذبات کو پُرسکون بنا دیا جائے۔ اس کے بعد جب حکومت کو استحکام ہو جائے گا اور حالات سازگار ہو جائیں گے تو ہم حق کو اس کی منزل تک لانے کی طاقت پیدا کر لیں گے۔ لیکن قوم کا اصرار[2] تھا کہ اس کا علاج صرف جنگ و جدال ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ نے اپنے پاؤں پھیلا دئے اور جم کر کھڑی ہو گئی۔ شعلے بھڑک اٹھے اور ٹھہر گئے اور قوم نے دیکھا کہ جنگ نے دونوں کو دانت کاٹنا شروع کر دیا ہے اور فریقین میں اپنے پنجے گاڑ دئے ہیں تو وہ میری بات ماننے پر آمادہ ہو گئے اور میں نے بھی ان کی بات کو مان لیا اور تیزی سے بڑھ کر ان کے مطالبۂ صلح کو قبول کر لیا یہاں تک کہ ان پر حجت واضح ہو گئی اور ہر طرح کا عذر ختم ہو گیا۔ اب اس کے بعد کوئی اس حق پر قائم رہ گیا تو گویا اپنے نفس کو ہلاکت سے نکال لیا ورنہ اسی گمراہی میں پڑا رہ گیا تو ایسا عہد شکن ہوگا جس کے دل پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور زمانہ کے حوادث اس کے سر پر منڈلا رہے ہیں۔

[1] یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت نے معاویہ اور اس کے ساتھیوں کے اسلام و ایمان کا اقرار نہیں کیا ہے بلکہ صورت حال کا تذکرہ کیا ہے۔

[2] حقیقت امر یہ ہے کہ معاویہ کو خونِ عثمانؓ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ شام کی حکومت اور عالم اسلام کی خلافت کا طامع تھا لہٰذا کوئی سنجیدہ گفتگو قبول نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت نے بھی اتمام حجت کا حق ادا کر دیا اور اس کے بعد میدان جہاد میں قدم جمائے تاکہ دنیا پر واضح ہو جائے کہ جہاد راہ خدا فرزند ابوطالبؑ کا کام ہے۔ ابوسفیان کے بیٹے کا نہیں ہے۔!

عَلَىٰ رَأْيِهِ.

۵۹

و من كتاب له ﴿عليه السلام﴾

الى الأسود بن قُطْبَةَ صاحب جند حلوان

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْوَالِيَ إِذَا اخْتَلَفَ هَوَاهُ مَنَعَهُ ذٰلِكَ كَثِيراً مِـ
الْعَدْلِ، فَلْيَكُنْ أَمْرُ النَّاسِ عِنْدَكَ فِي الْحَقِّ سَوَاءً؛ فَإِنَّهُ لَيْسَ
الْجَوْرِ عِوَضٌ مِنَ الْعَدْلِ. فَاجْتَنِبْ مَا تُنْكِرُ أَمْثَالَهُ، وَابْتَذِلْ نَفْسَ
فِيمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رَاجِياً ثَوَابَهُ، وَمُتَخَوِّفاً عِقَابَهُ.

وَاعْلَمْ أَنَّ الدُّنْيَا دَارُ بَلِيَّةٍ لَمْ يَفْرُغْ صَاحِبُهَا فِيهَا قَطُّ سَاعَةً إِ
كَانَتْ فَرْغَتُهُ عَلَيْهِ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَنَّهُ لَنْ يُغْنِيَكَ عَـ
الْحَقِّ شَيْءٌ أَبَداً؛ وَمِنَ الْحَقِّ عَلَيْكَ حِفْظُ نَفْسِكَ، وَالِاحْتِسَابُ عَلَ
الرَّعِيَّةِ بِجُهْدِكَ، فَإِنَّ الَّذِي يَصِلُ إِلَيْكَ مِنْ ذٰلِكَ أَفْضَلُ مِنَ الَّذِي
يَصِلُ بِكَ، وَالسَّلَامُ.

۶۰

و من كتاب له ﴿عليه السلام﴾

الى العمال الذين يطأ الجيش عملهم

مِنْ عَبْدِاللّٰهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَىٰ مَنْ مَرَّ بِهِ الْجَيْشُ مِـ
جُبَاةِ الْخَرَاجِ وَ عُمَّالِ الْبِلَادِ. أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي قَدْ سَيَّرْتُ جُنُود
هِيَ مَارَّةٌ بِكُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَقَدْ أَوْصَيْتُهُمْ بِمَا يَجِبُ لِلّٰ
عَلَيْهِمْ مِنْ كَفِّ الْأَذَىٰ، وَصَرْفِ الشَّذَىٰ، وَأَنَا أَبْرَأُ إِلَيْكُم
وَإِلَىٰ ذِمَّتِكُمْ مِنْ مَعَرَّةِ الْجَيْشِ، إِلَّا مِنْ جَوْعَةِ الْمُضْطَرِّ، لَا يَجِدُ
عَنْهَا مَذْهَباً إِلَىٰ شِبَعِهِ. فَنَكِّلُوا مَنْ تَنَاوَلَ مِنْهُمْ شَيْئاً ظُلْماً عَنْ
ظُلْمِهِمْ، وَكُفُّوا أَيْدِيَ سُفَهَائِكُمْ عَنْ مُضَارَّتِهِمْ، وَالتَّعَرُّضِ لَهُمْ فِيمَا
اسْتَثْنَيْنَاهُ مِنْهُمْ. وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِ الْجَيْشِ، فَارْفَعُوا إِلَيَّ مَظَالِمَكُمْ.
وَمَا عَرَاكُمْ مِمَّا يَغْلِبُكُمْ مِنْ أَمْرِهِمْ، وَمَا لَا تُطِيقُونَ دَفْعَهُ إِلَّا
بِاللّٰهِ وَبِي، فَأَنَا أُغَيِّرُهُ بِمَعُونَةِ اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

حَلْوان - فارس کا ایک علاقہ ہے
فَرْغَۃ - فرصت
احتساب - محاسبۂ اعمال
شذیٰ - شر
مَعَرّۃ - اذیت
جَوعَۃ - بھوک
نکلوا - سزا دو

(۱) علامہ طریحیؒ نے مجمع البحرین میں نقل کیا ہے کہ حلوان ایک مشہور شہر ہے جو مشرق کی طرف سے عراق کا آخری شہر ہے اور محمد بن عبدہ کا خیال ہے کہ یہ فارس کے علاقوں میں سے ایک صوبہ ہے جس میں کوئی نہ کوئی حاکم ضرور معین کیا جاتا رہا ہے۔

امیرالمومنینؑ نے اس خط میں اسود کو چند نکات کی طرف متوجہ کیا ہے

۱ - عدالت
۲ - مساوات
۳ - جہد مسلسل
۴ - احتساب رعایا

کہ اس کا فائدہ رعایا کو بعد میں ہوتا ہے اور حاکم کو پہلے ہوتا ہے

مصادر کتاب ۵۹ الطراز السید الیمانی ۱ ص۴۱۰، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۵۵

مصادر کتاب ۶۰ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۱۲۵

۵۹۔آپ کا مکتوب گرامی
(اسود بن قطبہ والیٔ حلوان[1] کے نام)

امابعد! دیکھو اگر والی کے خواہشات مختلف قسم کے ہوں گے تو یہ بات اسے اکثر اوقات انصاف سے روک دے گی لہٰذا تمہاری نگاہ میں تمام افراد کے معاملات کو ایک جیسا ہونا چاہئے کہ ظلم کبھی عدل کا بدل نہیں ہو سکتا ہے۔ جس چیز کو دوسروں کے لئے برا سمجھتے ہو اس سے خود بھی اجتناب کرو اور اپنے نفس کو ان کاموں میں لگا دو جنھیں خدا نے تم پر واجب کیا ہے اور اس کے ثواب کی امید رکھو اور عذاب سے ڈرتے رہو۔

اور یاد رکھو کہ دنیا دار آزمائش ہے یہاں انسان کی ایک گھڑی بھی خالی نہیں جاتی ہے مگر یہ کہ یہ بیکاری روز قیامت حسرت کا سبب بن جاتی ہے اور تم کو کوئی شے حق سے بے نیاز نہیں بنا سکتی ہے اور تمہارے اوپر سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اپنے نفس کو محفوظ رکھو اور اپنے امکان بھر رعایا کا احتساب کرتے رہو کہ اس طرح جو فائدہ تمھیں پہونچے گا وہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ہوگا جو فائدہ لوگوں کو تم سے پہونچے گا۔ والسّلام

۶۰۔آپ کا مکتوب گرامی
(ان عمال کے نام جن کا علاقہ فوج کے راستہ میں پڑتا تھا)

بندۂ خدا امیرالمومنین علیؑ کی طرف سے ان خراج جمع کرنے والوں اور علاقوں کے والیوں کے نام جن کے علاقہ سے لشکروں کا گذر ہوتا ہے۔

امابعد میں نے کچھ فوجیں روانہ کی ہیں جو عنقریب تمھارے علاقہ سے گذرنے والی ہیں اور میں نے انھیں ان تمام باتوں کی نصیحت کر دی ہے جو ان پر واجب ہیں کہ کسی کو اذیت نہ دیں اور تکلیف کو دور رکھیں اور میں تمھیں اور تمھارے اہل ذمہ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ فوج والے کوئی دست درازی کریں گے تو میں ان سے بیزار رہوں گا مگر یہ کہ کوئی شخص[1] بھوک سے مضطر ہو اور اس کے پاس پیٹ بھرنے کا کوئی راستہ نہ ہو۔ اس کے علاوہ کوئی ظالمانہ انداز سے ہاتھ لگائے تو اس کو سزا دینا تمھارا فرض ہے۔ لیکن اپنے سر پھروں کو سمجھا دینا کہ جن حالات کو میں نے مستثنیٰ قرار دیا ہے ان میں کوئی شخص کسی چیز کو ہاتھ لگانا چاہے تو اس سے مقابلہ نہ کریں اور ٹوکیں نہیں۔ پھر اس کے بعد میں لشکر کے اندر موجود ہوں اپنے اوپر ہونے والی زیادتیوں اور سختیوں کی فریاد مجھ سے کرو اگر تم دفع کرنے کے قابل نہیں ہو جب تک اللہ کی مدد اور میری امداد شامل نہ ہو۔ میں انشاء اللہ اللہ کی مدد سے حالات کو بدل دوں گا۔

[1] اس خط میں حضرت نے دو طرح کے مسائل کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ایک کا تعلق لشکر سے ہے اور دوسرے کا اس علاقہ سے جہاں سے لشکر گذرنے والا ہے۔ لشکر والوں کو توجہ دلائی ہے کہ خبردار رعایا پر کسی طرح کا ظلم نہ ہونے پائے کہ تمھارا کام ظلم و جور کا مقابلہ کرنا ہے۔ ظلم کرنا نہیں ہے اور راستہ کے عوام کو متوجہ کیا ہے کہ اگر لشکر میں کوئی شخص بربنائے اضطرار کسی چیز کو استعمال کرنے تو خبردار اسے منع نہ کرنا کہ یہ اس کا شرعی حق ہے اور اسلام میں کسی شخص کو اس کے حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد لشکر کی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی مسئلہ پیش آجائے تو میری طرف رجوع کرے اور عوام کی بھی ذمہ داری ہے کہ اپنے مسائل کی فریاد میرے پاس پیش کریں اور سارے معاملات کو خود طے کرنے کی کوشش نہ کریں۔

٦١

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى كميل بن زياد النخعي و هو عامله علیٰ هيت، ينكر عليه تركه دفع من يجتاز به من جيش العدو طالباً الغارة:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ تَضْيِيعَ الْمَرْءِ مَا وُلِّيَ، وَتَكَلُّفَهُ مَا كُفِيَ، لَعَجْزٌ حَاضِرٌ، وَرَأْيٌ مُتَبَّرٌ. وَإِنَّ تَعَاطِيَكَ الْغَارَةَ عَلَى أَهْلِ قِرْقِيسِيَا، وَتَعْطِيلَكَ مَسَالِحَكَ الَّتِي وَلَّيْنَاكَ ـ لَيْسَ بِهَا مَنْ يَمْنَعُهَا، وَلَا يَرُدُّ الْجَيْشَ عَنْهَا ـ لَرَأْيٌ شَعَاعٌ. فَقَدْ صِرْتَ جِسْراً لِمَنْ أَرَادَ الْغَارَةَ مِنْ أَعْدَائِكَ عَلَى أَوْلِيَائِكَ، غَيْرَ شَدِيدِ الْمَنْكِبِ، وَلَا مَهِيبِ الْجَانِبِ، وَلَا سَادٍّ ثُغْرَةً، وَلَا كَاسِرٍ لِعَدُوٍّ شَوْكَةً، وَلَا مُغْنٍ عَنْ أَهْلِ مِصْرِهِ، وَلَا مُجْزٍ عَنْ أَمِيرِهِ.

٦٢

و من كتاب له (عليه السلام)

الى أهل مصر مع مالک الأشتر لما ولاه إمارتها

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّداً - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - نَذِيراً لِلْعَالَمِينَ، وَ مُهَيْمِناً عَلَى الْمُرْسَلِينَ. فَلَمَّا مَضَى عَلَيْهِ السَّلَامُ تَنَازَعَ الْمُسْلِمُونَ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ. فَوَاللهِ مَا كَانَ يُلْقَى فِي رُوعِي[1]، وَ لَا يَخْطُرُ بِبَالِي، أَنَّ الْعَرَبَ تُزْعِجُ هٰذَا الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَ لَا أَنَّهُمْ مُنَحُّوهُ عَنِّي مِنْ بَعْدِهِ! فَمَا رَاعَنِي إِلَّا انْثِيَالُ النَّاسِ عَلَى فُلَانٍ يُبَايِعُونَهُ، فَأَمْسَكْتُ يَدِي حَتَّى رَأَيْتُ رَاجِعَةَ النَّاسِ قَدْ رَجَعَتْ عَنِ الْإِسْلَامِ، يَدْعُونَ إِلَى مَحْقِ دِينِ مُحَمَّدٍ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - فَخَشِيتُ إِنْ لَمْ أَنْصُرِ الْإِسْلَامَ وَ أَهْلَهُ أَنْ أَرَى فِيهِ ثَلْماً أَوْ هَدْماً، تَكُونُ الْمُصِيبَةُ بِهِ عَلَيَّ أَعْظَمَ مِنْ فَوْتِ وَلَايَتِكُمُ الَّتِي إِنَّمَا هِيَ مَتَاعُ أَيَّامٍ قَلَائِلَ، يَزُولُ مِنْهَا مَا كَانَ، كَمَا يَزُولُ السَّرَابُ، أَوْ كَمَا يَتَقَشَّعُ السَّحَابُ؛ فَنَهَضْتُ فِي تِلْكَ الْأَحْدَاثِ حَتَّى زَاحَ الْبَاطِلُ

مُتَبَّر - برباد
قِرقیسیا - فرات کے کنارے کا شہر ہے
مَسَالِح - سرحدیں
شُعَاع - متفرق
مَنکِب - کاندھا
ثُغرَة - خلل - درّہ
مُغنِی - قائم مقام
مُهَیمِن - گواہ
روع - قلب
اِنثِیال - ٹوٹ پڑنا
رَاجِعه - پلٹنے والے
ثَلم - رخنہ
زَاحَ - زائل ہوگیا

[1] اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ امامؑ کو ان پیش آنے والے حالات کی اطلاع نہیں تھی بلکہ یہ صورت حال کے حیرت انگیز ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ اس طرح کا انقلاب شرافت کی دنیا میں ناقابل تصور ہوتا ہے مگر افسوس کہ عالم اسلام میں پیش آگیا ہے خلافت میں فلاں سے مراد ابوبکرؓ کی ذات ہے اور ناس سے مراد عمرؓ اور ان کے ساتھیوں کی جماعت ہے جنھوں نے خلافت سازی کا کام انجام دیا تھا

مصادر کتاب ۶۱ انساب الاشراف بلاذری ۲ ص ۴۷۳
مصادر کتاب ۶۲ الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص ۱۵۴، الغارات ہلال ثقفی، المسترشد طبری ص ۹۵، کشف المحجۃ السید ابن طاؤس ص ۱۷۳، جمہرۃ رسائل العرب احمد زکی صفوت

۶۱۔ آپ کا مکتوب گرامی

(کمیل بن زیاد النخعی کے نام جو بیت المال کے عامل تھے اور انھوں نے فوج دشمن کو لوٹ مار سے منع نہیں کیا)

اما بعد۔ انسان کا اس کام کو نظر انداز کر دینا جس کا ذمہ دار بنایا گیا ہے اور اس کام میں لگ جانا جو اس کے فرائض میں شامل نہیں ہے ایک واضح کمزوری اور تباہ کن فکر ہے۔

اور دیکھو تمھارا اہل قرقیسیا پر حملہ کر دینا اور خود اپنی سرحدوں کو معطل چھوڑ دینا جن کا تم کو ذمہ دار بنایا گیا تھا۔ اس عالم میں کہ ان کا کوئی دفاع کرنے والا اور ان سے لشکروں کو ہٹانے والا نہیں تھا ایک انتہائی پراگندہ رائے ہے اور اس طرح تم دوستوں پر حملہ کرنے والے دشمنوں کے لئے ایک وسیلہ بن گئے جہاں نہ تمھارے کاندھے مضبوط تھے اور نہ تمھاری کوئی ہیبت تھی۔ نہ تم نے دشمن کا راستہ روکا اور نہ اس کی شوکت کو توڑا۔ نہ اہل شہر کے کام آئے اور نہ اپنے امیر کے فرض کو انجام دیا۔

۶۲۔ آپ کا مکتوب گرامی

(اہل مصر کے نام۔ مالک اشتر کے ذریعہ جب ان کو والی مصر بنا کر روانہ کیا)

اما بعد! پروردگار نے حضرت محمدؐ کو عالمین کے لئے عذاب الٰہی سے ڈرانے والا اور مرسلین کے لئے گواہ اور نگراں بنا کر بھیجا تھا لیکن ان کے چلے جانے کے بعد ہی مسلمانوں نے ان کی خلافت میں جھگڑا شروع کر دیا۔ خدا گواہ ہے کہ یہ بات میرے خیال میں بھی نہ تھی اور نہ میرے دل سے گذری تھی کہ عرب اس منصب کو ان کے اہلبیتؑ سے اس طرح موڑ دیں گے اور مجھ سے اس طرح دور کر دیں گے کہ میں نے اچانک یہ دیکھا کہ لوگ فلاں شخص کی بیعت کے لئے ٹوٹے پڑ رہے ہیں تو میں نے اپنے ہاتھ کو روک لیا یہاں تک کہ یہ دیکھا کہ لوگ دین اسلام سے واپس جا رہے ہیں اور پیغمبر کے قانون کو برباد کر دینا چاہتے ہیں تو مجھے یہ خوف پیدا ہو گیا کہ اگر اس رخنہ اور بربادی کو دیکھنے کے بعد بھی میں نے اسلام اور مسلمانوں کی مدد نہ کی تو اس کی مصیبت روز قیامت اس سے زیادہ عظیم ہو گی جو آج اس حکومت کے چلے جانے سے سامنے آ رہی ہے جو صرف چند دن رہنے والی ہے اور ایک دن اسی طرح ختم ہو جائے گی جس طرح سراب کی چمک دمک ختم ہو جاتی ہے یا آسمان کے بادل چھٹ جاتے ہیں تو میں نے ان حالات میں قیام کیا یہاں تک کہ باطل زائل ہو گیا

ؔ جناب کمیل مولائے کائنات کے مخصوص اصحاب میں تھے اور بڑے پایہ کے عالم و فاضل تھے لیکن بہرحال بشر تھے اور انھوں نے معاویہ کے مظالم کے جواب میں یہی مناسب سمجھا کہ جس طرح وہ ہمارے علاقہ میں فساد پھیلا رہا ہے، ہم بھی اس کے علاقہ پر حملہ کر دیں تاکہ فوجوں کا رُخ ادھر مڑ جائے مگر یہ بات امامت کے مزاج کے خلاف تھی لہٰذا حضرت نے فوراً تنبیہ کر دی اور کمیل نے بھی اپنے اقدام کے نامناسب ہونے کا احساس کر لیا اور یہی انسان کا کمال کردار ہے کہ غلطی پر اصرار نہ کرے ورنہ غلطی نہ کرنا شان عصمت ہے۔ شان اسلام و ایمان نہیں ہے۔

جناب کمیل کی غیرت داری کا یہ عالم تھا کہ جب حجاج نے انھیں تلاش کرنا شروع کیا اور گرفتار نہ کر سکا تو ان کی قوم پر دانہ پانی بند کر دیا۔ کمیل کو اس امر کی اطلاع ملی تو فوراً حجاج کے دربار میں پہونچ گئے اور فرمایا کہ میں اپنی ذات کی حفاظت کی خاطر ساری قوم کو خطرہ میں نہیں ڈال سکتا ہوں اور خود محبت اہلبیتؑ سے دستبردار بھی نہیں ہو سکتا ہوں لہٰذا مناسب یہ ہے کہ اپنی سزا خود برداشت کروں جس کے نتیجہ میں حجاج نے ان کی زندگی کا خاتمہ کرا دیا۔!

وَ زَهَقَ، وَ اطْمَأَنَّ الدِّينُ وَ تَنَهْنَهَ.

وَ مِنْهُ: إِنِّي وَاللّٰهِ لَوْ لَقِيتُهُمْ وَاحِداً وَ هُمْ طِلَاعُ الْأَرْضِ كُلِّهَا مَا بَالَيْتُ وَ لَا اسْتَوْحَشْتُ، وَ إِنِّي مِنْ ضَلَالِهِمُ الَّذِي هُمْ فِيهِ وَ الْهُدَى الَّذِي أَنَا عَلَيْهِ لَعَلَى بَصِيرَةٍ مِنْ نَفْسِي وَ يَقِينٍ مِنْ رَبِّي. وَ إِنِّي إِلَى لِقَاءِ اللّٰهِ لَمُشْتَاقٌ، وَ حُسْنِ ثَوَابِهِ لَمُنْتَظِرٌ رَاجٍ؛ وَلٰكِنَّنِي آسَى أَنْ يَلِيَ أَمْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ سُفَهَاؤُهَا وَ فُجَّارُهَا، فَيَتَّخِذُوا مَالَ اللّٰهِ دُوَلاً، وَ عِبَادَهُ خَوَلاً، وَ الصَّالِحِينَ حَرْباً، وَ الْفَاسِقِينَ حِزْباً، فَإِنَّ مِنْهُمُ الَّذِي قَدْ شَرِبَ فِيكُمُ الْحَرَامَ [1]، وَ جُلِدَ حَدّاً فِي الْإِسْلَامِ، وَ إِنَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُسْلِمْ حَتَّى رُضِخَتْ لَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ الرَّضَائِخُ [2]. فَلَوْلَا ذٰلِكَ مَا أَكْثَرْتُ تَأْلِيبَكُمْ وَ تَأْنِيبَكُمْ، وَ جَمْعَكُمْ وَ تَحْرِيضَكُمْ، وَ لَتَرَكْتُكُمْ إِذْ أَبَيْتُمْ وَ وَنَيْتُمْ.

أَلَا تَرَوْنَ إِلَى أَطْرَافِكُمْ قَدِ انْتَقَصَتْ، وَ إِلَى أَمْصَارِكُمْ قَدِ افْتُتِحَتْ، وَ إِلَى مَمَالِكِكُمْ تُزْوَى، وَ إِلَى بِلَادِكُمْ تُغْزَى! انْفِرُوا - رَحِمَكُمُ اللّٰهُ - إِلَى قِتَالِ عَدُوِّكُمْ، وَ لَا تَثَّاقَلُوا إِلَى الْأَرْضِ فَتُقِرُّوا بِالْخَسْفِ، وَ تَبُوؤُوا بِالذُّلِّ، وَ يَكُونَ نَصِيبُكُمُ الْأَخَسَّ، وَ إِنَّ أَخَا الْحَرْبِ الْأَرِقُ، وَ مَنْ نَامَ لَمْ يُنَمْ عَنْهُ، وَ السَّلَامُ.

٦٣

و من كتاب له (ع)

إلى أبي موسى الأشعري و هو عامله على الكوفة، و قد بلغه عنه تثبيطه الناس عن الخروج إليه لما ندبهم لحرب أصحاب الجمل:

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ.

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ قَوْلٌ هُوَ لَكَ وَ عَلَيْكَ، فَإِذَا قَدِمَ رَسُولِي عَلَيْكَ فَارْفَعْ ذَيْلَكَ، وَ اشْدُدْ مِئْزَرَكَ، وَ اخْرُجْ مِنْ جُحْرِكَ

تنہنہ - ٹھہر گیا
طِلاع - بھر دینے والے
آسیٰ - رنجیدہ ہوں
دُوَل - املاک
خَوَل - غلام
حَرب - محارب
شرب الحرام - شراب خواری
رضائخ - آمدنیاں
تالیب - آمادہ کرنا
ونیتم - کمزوری دکھلائی
انتقصت - کمی ہوگئی
تُزوی - چھن رہی ہیں
تُقِرّوا - اعتراف کرو
خَسف - ذلت
تبوؤا - مکین رہوگے
اَرِق - جاگنے والا
مئزر - چادر
جُحر - سوراخ

[1] اس سے مراد ولید بن عقبہ ہے جو عثمانؓ کا مادری بھائی تھا اور اس نے کوفہ میں شراب کے نشہ میں صبح کی چار رکعت پڑھادی تھی اور محراب ہی میں قے بھی کردی تھی (ابن ابی الحدید)

[2] اس سے معاویہ، ابوسفیان اور بنی امیہ کے دیگر افراد مراد ہیں جنھوں نے منافع کو دیکھے بغیر اسلام کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا

مصادر کتاب ۶۳ استیعاب ابن عبدالبر - امالی طوسیؒ ص۳۳

دین مطمئن ہو کر اپنی جگہ پر ثابت ہو گیا۔

خدا کی قسم اگر میں تن تنہا ان کے مقابلہ پر نکل پڑوں اور ان سے زمین چھلک رہی ہو تو بھی مجھے فکر اور وحشت نہ ہوگی کہ میں ان کی گمراہی کے بارے میں بھی اور اپنے ہدایت یافتہ ہونے کے بارے میں بھی بصیرت رکھتا ہوں اور پروردگار کی طرف سے منزل یقین پر بھی ہوں اور میں لقائے الٰہی کا اشتیاق بھی رکھتا ہوں اور اس کے بہترین اجر و ثواب کا منتظر اور امیدوار بھی ہوں۔ لیکن مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ امت کی زمام احمقوں اور فاجروں کے ہاتھ میں چلی جائے اور وہ مال خدا کو اپنی املاک اور بندگان خدا کو اپنا غلام بنالیں۔ نیک کرداروں سے جنگ کریں اور فاسقوں کو اپنی جماعت میں شامل کر لیں۔ جن میں وہ بھی شامل ہیں جنھوں نے تمہارے سامنے شراب پی ہے اور ان پر اسلام میں حد جاری ہو چکی ہے اور بعض وہ بھی ہیں کہ جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے جب تک انھیں فوائد نہیں پیش کر دئے گئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں تمھیں اس طرح جہاد کی دعوت نہ دیتا اور سرزنش نہ کرتا اور قیام پر آمادہ نہ کرتا بلکہ تمھیں تمہارے حال پر چھوڑ دیتا کہ تم سرتابی بھی کرتے ہو اور سست بھی ہو۔

کیا تم خود نہیں دیکھتے ہو کہ تمہارے اطراف کم ہوتے جا رہے ہیں اور تمہارے شہروں پر قبضہ ہوا جا رہا ہے۔ تمہارے ممالک کو چھینا جا رہا ہے اور تمہارے علاقوں پر دھاوا بولا جا رہا ہے۔ خدا تم پر رحم کرے اب دشمن سے جنگ کے لئے نکل پڑو اور زمین سے چپک کر نہ رہ جاؤ ورنہ یوں ہی ذلت کا شکار رہو گے، ظلم سہتے رہو گے اور تمہارا حصہ انتہائی پست ہوگا۔ اور یاد رکھو کہ جنگ آزما انسان ہمیشہ بیدار رہتا ہے اور اگر کوئی شخص سو جاتا ہے تو اس کا دشمن ہرگز غافل نہیں ہوتا ہے۔ والسلام

۶۳۔ آپ کا مکتوب گرامی

(کوفہ کے عامل ابو موسیٰ اشعری کے نام۔ جب یہ خبر ملی کہ آپ لوگوں کو جنگ جمل کی دعوت دے رہے ہیں اور وہ روک رہا ہے)

بندۂ خدا، امیر المومنین علیؑ کا خط عبداللہ بن قیس کے نام!

امابعد! مجھے ایک ایسے کلام کی خبر ملی ہے جو تمہارے حق میں بھی ہو سکتا ہے اور تمہارے خلاف بھی۔ لہٰذا اب مناسب یہی ہے میرے قاصد کے پہونچتے ہی دامن سمیٹ لو اور کمر کس لو اور فوراً بل سے باہر نکل آؤ

صورت حال یہ تھی کہ امت نے پیغمبرؐ کے بتائے ہوئے راستہ کو نظر انداز کر دیا اور ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی لیکن امیر المومنینؑ کی مشکل یہ تھی کہ اگر مسلمانوں میں جنگ و جدال کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں تو مسیلمہ کذاب اور طلیحہ جیسے مدعیان نبوت کو موقع مل جائے گا اور وہ لوگوں کو گمراہ کر کے اسلام سے منحرف کر دیں گے اس لئے آپ نے سکوت اختیار فرمایا اور خلافت کے بارے میں کوئی بحث نہیں کی لیکن جب مرتدوں کے ہاتھوں اسلام کی تباہی کا منظر دیکھ لیا تو مجبوراً باہر نکل آئے کہ بالآخر اپنے حق کی بربادی پر سکوت اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کی بربادی پر صبر نہیں کیا جا سکتا ہے۔!

وَانْــدُبْ مَــنْ مَــعَكَ؛ فَــإِنْ حَــقَّقْتَ فَــانْفُذْ، وَ إِنْ تَــفَشَّلْتَ فَــابْعُدْ! وَايْمُ اللّٰــهِ لَــتُؤْتَيَنَّ مِــنْ حَــيْثُ أَنْتَ، وَ لَا تُــتْرَكُ حَــتَّىٰ يُخْــلَطَ زُبْــدُكَ بِخَــاثِرِكَ، وَ ذَائِبُكَ بِجَـامِدِكَ، وَ حَــتَّىٰ تُـعْجَلَ عَـنْ قِـعْدَتِكَ، وَ تَحْـذَرَ مِـنْ أَمَـامِكَ كَـحَذَرِكَ مِـنْ خَـلْفِكَ، وَ مَــا هِــيَ بِــالْهُوَيْنَىٰ الَّــتِي تَــرْجُوهُ، وَلٰكِــنَّهَا الدَّاهِــيَةُ الْكُــبْرَىٰ، يُــرْكَبُ جَمَــلُهَا، وَ يُــذَلَّلُ صَــعْبُهَا، وَ يُــسَهَّلُ جَــبَلُهَا. فَــاعْقِلْ عَــقْلَكَ، وَ امْــلِكْ أَمْــرَكَ، وَخُــذْ نَصِيبَكَ وَ حَظَّكَ.

فَــإِنْ كَــــرِهْتَ فَــتَنَحَّ إِلَىٰ غَــيْرِ رَحْبٍ وَ لَا فِي نَجَــاةٍ، فَــبِالْحَرِيِّ لَــتُكْفَيَنَّ وَ أَنْتَ نَــائِمٌ، حَــتَّىٰ لَا يُــقَالَ: أَيْــنَ فُــلَانٌ؟ وَ اللّٰــهِ إِنَّــهُ لَحَــقٌّ مَعَ مُحِقٍّ، وَ مَا أُبَالِي مَا صَنَعَ الْمُلْحِدُونَ، وَالسَّلَامُ.

نَدب - دعوت
حَقَّقتَ - حق کو اختیار کرلیاہے
انفذ - کھڑے ہوجاؤ
تَفَشَّلت - کمزور ہوگئے
خاثر - غلیظ
قعدہ - بیٹھنا
ہوینیٰ - آسان
انف الاسلام - اشراف عرب
استرفہ - دم لے لو

① حقیقت امر یہ ہے کہ جو انسان حق کی حمایت سے کنارہ کشی کرتاہے اور باطل کی منہ زوری دیکھنے کے بعد بھی غفلت کی نیند سو جاتاہے۔ اس کی یہ نیند موت کے مرادف ہوتی ہے اور تاریخ اسے کسی کوڑہ دان کے حوالہ کردیتی ہے۔ جہاں اس کا نام لینے والا بھی نہیں پیدا ہوتاہے اور اس کے برخلاف جو راہ حق میں جان کی بازی لگا دیتاہے اور اپنا سارا سرمایۂ حیات قربان کردیتاہے۔ وہ مرنے بعد بھی زندہ جاوید رہتاہے اور زیر خاک چلے جانے کے بعد بھی مطلع تاریخ پر جگمگاتا رہتاہے۔

٦٤

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى معاوية، جواباً

أَمَّــا بَــعْدُ، فَــإِنَّا كُــنَّا نَحْــنُ وَ أَنْــتُمْ عَــلَىٰ مَــا ذَكَــرْتَ مِــنَ الْأُلْــفَةِ وَ الْجَــمَاعَةِ، فَــفَرَّقَ بَــيْنَنَا وَ بَــيْنَكُمْ أَمْسِ أَنَّــا آمَــنَّا وَكَــفَرْتُمْ، وَالْــيَوْمَ أَنَّــا اسْــتَقَمْنَا وَفُــتِنْتُمْ، وَ مَــا أَسْــلَمَ مُسْــلِمُكُمْ إِلَّا كَــرْهاً، وَ بَــعْدَ أَنْ كَــانَ أَنْــفُ الْإِسْــلَامِ كُــلُّهُ لِــرَسُولِ اللّٰــهِ صَلَّىٰ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ، حِزْباً (حرباً).

وَ ذَكَــــرْتَ أَنِّي قَــتَلْتُ طَــلْحَةَ وَ الزُّبَــيْرَ، وَ شَرَّدْتُ بِــعَائِشَةَ، وَ نَــزَلْتُ بَــيْنَ الْمِــصْرَيْنِ! وَذٰلِكَ أَمْــرٌ غِــبْتَ عَــنْهُ فَــلَا عَــلَيْكَ، وَ لَا الْــعُذْرُ فِــيهِ إِلَــيْكَ.

وَ ذَكَــــرْتَ أَنَّكَ زَائِــــرِي فِي الْمُــــهَاجِرِينَ وَ الْأَنْــــصَارِ، وَ قَــدِ انْــقَطَعَتِ الْهِــجْرَةُ يَــوْمَ أُسِرَ أَخُــوكَ (ابــوك)، فَــإِنْ كَــانَ فِــيهِ عَــجَلٌ فَــاسْتَرْفِهْ، فَــإِنِّي إِنْ أَزُرْكَ فَــذٰلِكَ جَــدِيرٌ أَنْ يَكُــونَ اللّٰــهُ إِنَّمَــا بَــعَثَنِي إِلَــيْكَ لِــلنِّقْمَةِ مِــنْكَ، وَ إِنْ تَزُرْنِي فَكَمَا قَالَ أَخُو بَنِي أَسَدٍ:

مصادر کتاب ٦٤ الامامۃ والسیاسۃ ۱ صـ۱۰۰، احتجاج طبرسیؒ ۱ صـ۲۶۳، کتاب صفین نصر بن مزاحم صـ۱۸، مجمع الامثال میدانی ۱ صـ۶۰

اور اپنے ساتھیوں کو بھی بلا لو۔ اس کے بعد حق ثابت ہو جائے تو کھڑے ہو جاؤ اور کمزوری دکھلانا ہے تو میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔ خدا کی قسم تم جہاں رہو گے گھیر کر لائے جاؤ گے اور چھوڑے نہیں جاؤ گے یہاں تک کہ دودھ مکھن کے ساتھ اور پگھلا ہوا منجمد کے ساتھ مخلوط ہو جائے اور تمھیں اطمینان سے بیٹھنا نصیب نہ ہوگا اور سامنے سے اس طرح ڈرو گے جس طرح اپنے پیچھے سے ڈرتے ہو۔ اور یہ کام اس قدر آسان نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو۔ یہ ایک مصیبت کبریٰ ہے جس کے اونٹ پر بہرحال سوار ہونا پڑے گا اور اس کی دشواریوں کو ہموار کرنا پڑے گا اور اس کے پہاڑ کو سر کرنا پڑے گا لہٰذا ہوش کے ناخن لو اور حالات پر قابو رکھو اور اپنا حصہ حاصل کر لو اور اگر یہ بات پسند نہیں ہے تو اُدھر چلے جاؤ جدھر نہ کوئی آؤ بھگت ہے اور نہ چھٹکارے کی صورت ۔ اور اب مناسب یہی ہے کہ تمھیں بیکار سمجھ کر چھوڑ دیا جائے کہ سوتے رہو اور کوئی یہ بھی نہ دریافت کرے کہ فلاں شخص کدھر چلا گیا۔ خدا کی قسم یہ حق پرست کا واقعی اقدام ہے اور مجھے بے دینوں کے اعمال کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ والسلام

۶۴۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے جواب میں)

امابعد! یقیناً ہم[1] اور تم اسلام سے پہلے ایک ساتھ زندگی گذار رہے تھے لیکن کل یہ تفرقہ پیدا ہو گیا کہ ہم نے ایمان کا راستہ اختیار کر لیا اور تم کافر رہ گئے اور آج یہ اختلاف ہے کہ ہم راہ حق پر قائم ہیں اور تم فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہو۔ تمھارا مسلمان بھی اس وقت مسلمان ہوا ہے جب مجبوری پیش آ گئی اور سارے اشراف عرب اسلام میں داخل ہو کر رسول اکرمؐ کی جماعت میں شامل ہو گئے۔

تمھارا یہ کہنا کہ میں نے طلحہ و زبیر کو قتل کیا ہے اور عائشہ کو گھر سے باہر نکال دیا ہے اور مدینہ چھوڑ کر کوفہ اور بصرہ میں قیام کیا ہے تو اس کا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ تم پر کوئی ظلم ہوا ہے اور نہ تم سے معذرت کی کوئی ضرورت ہے۔

اور تمھارا یہ کہنا کہ تم مہاجرین و انصار کے ساتھ میرے مقابلہ پر آ رہے ہو تو ہجرت تو اسی دن ختم ہو گئی جب تمھارا بھائی گرفتار ہوا تھا اور اگر کوئی جلدی ہے تو ذرا انتظار کر لو کہ میں تم سے خود ملاقات کر لوں اور یہی زیادہ مناسب بھی ہے کہ اس طرح پروردگار مجھے تمھیں سزا دینے کے لئے بھیجے گا اور اگر تم خود بھی آ گئے تو اس کا انجام ویسا ہی ہوگا جیسا کہ بنی اسد کے شاعر نے کہا تھا:

---

[1] معاویہ نے حسب عادت اپنے اس خط میں چند مسائل اٹھائے تھے۔ ایک مسئلہ یہ تھا کہ ہم دونوں ایک خاندان کے ہیں تو اختلاف کی کیا وجہ ہے۔؟ حضرت نے اس کا جواب یہ دیا کہ یہ اختلاف اسی دن شروع ہو گیا تھا جب ہم دائرہ اسلام میں تھے اور تم کفر کی زندگی گذار رہے تھے۔

دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ جنگ جمل کی ساری ذمہ داری امیرالمومنینؑ پر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس مسئلہ کا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا اس کے اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

تیسرا مسئلہ اپنے لشکر کے مہاجرین و انصار میں ہونے کا تھا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ ہجرت فتح مکہ کے بعد ختم ہو گئی اور فتح مکہ میں تیرا بھائی گرفتار ہو چکا ہے۔ جس کے بعد تیرے ساتھی اولاد طلقاء تو ہو سکتے ہیں۔ مہاجرین کہے جانے کے قابل نہیں ہیں۔

مُسْتَقْبِلِينَ رِيَاحَ الصَّيْفِ تَضْرِبُهُمْ   بِحَاصِبٍ بَيْنَ أَغْوَارٍ وَ جُلْمُودِ

وَ عِنْدِيَ السَّيْفُ الَّذِي أَعْضَضْتُهُ[1] بِجَدِّكَ وَ خَالِكَ وَ أَخِيكَ فِي مَقَامٍ وَاحِدٍ.
وَ إِنَّكَ وَ اللَّهِ مَا عَلِمْتُ الأَغْلَفُ الْقَلْبِ، الْمُقَارِبُ الْعَقْلِ؛ وَ الأَوْلَى أَنْ يُقَالَ لَكَ: إِنَّكَ رَقِيتَ سُلَّماً أَطْلَعَكَ مَطْلَعَ سُوءٍ عَلَيْكَ لَا لَكَ، لِأَنَّكَ نَشَدْتَ غَيْرَ ضَالَّتِكَ، وَ رَعَيْتَ غَيْرَ سَائِمَتِكَ، وَ طَلَبْتَ أَمْراً لَسْتَ مِنْ أَهْلِهِ وَ لَا فِي مَعْدِنِهِ، فَمَا أَبْعَدَ قَوْلَكَ مِنْ فِعْلِكَ! وَ قَرِيبٌ مَا أَشْبَهْتَ مِنْ أَعْمَامٍ وَ أَخْوَالٍ! حَمَلَتْهُمُ الشَّقَاوَةُ، وَ تَمَنِّي الْبَاطِلِ، عَلَى الْجُحُودِ بِمُحَمَّدٍ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - فَصُرِعُوا مَصَارِعَهُمْ حَيْثُ عَلِمْتَ، لَمْ يَدْفَعُوا عَظِيماً، وَ لَمْ يَمْنَعُوا حَرِيماً، بِوَقْعِ سُيُوفٍ مَا خَلَا مِنْهَا الْوَغَى، وَ لَمْ تُمَاشِهَا الْهُوَيْنَى.

وَ قَدْ أَكْثَرْتَ فِي قَتَلَةِ عُثْمَانَ، فَادْخُلْ فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ، ثُمَّ حَاكِمِ الْقَوْمَ إِلَيَّ، أَحْمِلْكَ وَ إِيَّاهُمْ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى.

وَ أَمَّا تِلْكَ الَّتِي تُرِيدُ فَإِنَّهَا خُدْعَةُ الصَّبِيِّ عَنِ اللَّبَنِ فِي أَوَّلِ الْفِصَالِ، وَ السَّلَامُ لِأَهْلِهِ.

٦٥

و من كتاب له (عليه السلام)

إليه أيضاً

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ آنَ لَكَ أَنْ تَنْتَفِعَ بِاللَّمْحِ الْبَاصِرِ مِنْ عِيَانِ الأُمُورِ، فَقَدْ سَلَكْتَ مَدَارِجَ أَسْلَافِكَ بِادِّعَائِكَ الأَبَاطِيلَ، وَاقْتِحَامِكَ غُرُورَ الْمَيْنِ وَالأَكَاذِيبِ، وَ بِانْتِحَالِكَ مَا قَدْ عَلَا عَنْكَ، وَابْتِزَازِكَ لِمَا قَدِ اخْتُزِنَ دُونَكَ، فِرَاراً مِنَ الْحَقِّ وَ جُحُوداً لِمَا هُوَ أَلْزَمُ لَكَ مِنْ لَحْمِكَ وَ دَمِكَ؛ مِمَّا قَدْ وَعَاهُ سَمْعُكَ، وَ مُلِئَ بِهِ صَدْرُكَ، فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ الْمُبِينُ،

حاصب - سنگریزے
اَغْوَار - جمع غور - غبار
جُلْمُود - پتھر
اَعْضَضْتُ - کاٹ دیا ہے
اَغْلَف - جس کے دل پر غلاف چڑھا ہو
مُقارب العقل - کمزور عقل والا
ضالّہ - گمشدہ
سائمہ - چرنے والا جانور
وَغیٰ - جنگ
ہُوَینیٰ - سستی
خُدعَہ - دھوکا
فِصَال - دودھ چھڑانا
اللمح الباصر - واضح امر
عیان الامور - مشاہدہ
اقتحام - پھاند پڑنا
مین - جھوٹ
انتحال - نسبت دینا
علا عنک - تم سے بالاتر ہے
ابتزاز - غصب
اختُزِن - چھپا دیا گیا

[1] جد یعنی عتبہ بن ربیعہ، ماموں یعنی ولید بن عتبہ، بھائی یعنی حنظلہ

مصادر کتاب ۶۵ بحار الانوار ۸ ص۵۰۷، مجمع الامثال میدانی ۱ ص۲۶۵

"وہ موسم گرما کی ایسی ہواؤں کا سامنا کرنے والے ہیں جو نشیبوں اور چٹانوں میں ان پر سنگریزوں کی بارش کر رہی ہیں"۔

اور میرے پاس وہی تلوار ہے جس سے تمہارے نانا، ماموں اور بھائی کو ایک ٹھکانے تک پہونچا چکا ہوں اور تم خدا کی قسم میرے علم کے مطابق وہ شخص جس کے دل پر غلاف چڑھا ہوا ہے اور جس کی عقل کمزور ہے اور تمہارے حق میں مناسب یہ ہے کہ اس طرح کہا جائے کہ تم ایسی سیڑھی چڑھ گئے ہو جہاں سے بدترین منظر ہی نظر آتا ہے کہ تم نے دوسرے کے گمشدہ کی جستجو کی ہے اور دوسرے کے جانور کو چرانا چاہا ہے اور ایسے امر کو طلب کیا ہے جس کے نہ اہل ہو اور نہ اس سے تمہارا کوئی بنیادی لگاؤ ہے۔ تمہارے قول و فعل میں کس قدر فاصلہ پایا جاتا ہے اور تم اپنے چچا اور ماموں سے کس قدر مشابہ ہو جن کو بدبختی اور باطل کی تمنا نے پیغمبرؐ کے انکار پر آمادہ کیا اور اس کے نتیجہ میں اپنے اپنے مقتل میں مرمر کر گرے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے۔ نہ کسی مصیبت کو دفع کر سکے اور نہ کسی حریم کی حفاظت کر سکے۔ ان تلواروں کی مار کی بنا پر جن سے کوئی میدان جنگ خالی نہیں ہوتا اور جن میں سستی کا گذر نہیں ہے۔

اور تم نے جو بار بار عثمانؓ کے قاتلوں کا ذکر کیا ہے تو اس کا آسان حل یہ ہے کہ جس طرح سب نے بیعت کی ہے پہلے میری بیعت کرو۔ اس کے بعد میرے پاس مقدمہ لے کر آؤ۔ میں تمہیں اور تمہارے مدعا علیہم کو کتاب خدا کے فیصلہ پر آمادہ کروں گا لیکن اس کے علاوہ جو تمہارا مدعا ہے وہ ایک دھوکہ ہے جو بچہ کو دودھ چھڑاتے وقت دیا جاتا ہے۔ اور سلام ہو اس کے اہل پر

۶۵۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ ہی کے نام)

امابعد! اب وقت آگیا ہے کہ تم امور کا مشاہدہ کرنے کے بعد ان سے فائدہ اٹھالو کہ تم نے باطل دعویٰ کرنے۔ جھوٹ اور غلط بیانی کے فریب میں کود پڑنے۔ جو چیز تمہاری اوقات سے بلند ہے اسے اختیار کرنے اور جو تمہارے لئے ممنوع ہے اس کو ہتھیا لینے میں اپنے اسلاف کا راستہ اختیار کر لیا ہے اور اس طرح حق سے فرار اور جو چیز گوشت و خون سے زیادہ تم سے چپکی ہوئی ہے اس کا انکار کرنا چاہتے ہو جسے تمہارے کانوں نے سنا ہے اور تمہارے سینے میں بھری ہوئی ہے۔ تو اب حق کے بعد کھلی ہوئی گمراہی کے علاوہ کیا باقی رہ جاتا ہے۔

[1] ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ معاویہ روز غدیر موجود تھا جب سرکار دو عالمؐ نے حضرت علیؑ کے مولائے کائنات ہونے کا اعلان کیا تھا اور اس نے اپنے کانوں سے سنا تھا اور اسی طرح روز تبوک بھی موجود تھا جب حضرت نے اعلان کیا تھا کہ علیؑ کا مرتبہ وہی ہے جو ہارون کا موسیٰ کے ساتھ ہے اور اسے معلوم تھا کہ حضور نے علیؑ کی صلح کو اپنی صلح اور ان کی جنگ کو اپنی جنگ قرار دیا ہے۔ مگر اس کے باوجود اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں ہوا کہ اس کا راستہ اس کی پھوپھی ام جمیل اور اس کے ماموں خالد بن ولید جیسے افراد کا تھا جن کے دل و دماغ میں نہ اسلام داخل ہوا تھا اور نہ داخل ہونے کا کوئی امکان تھا۔

وَ بَعْدَ الْبَيَانِ إِلَّا اللَّبْسُ؟

فَاحْذَرِ الشُّبْهَةَ وَاشْتِمَالَهَا عَلَى لُبْسَتِهَا، فَإِنَّ الْفِتْنَةَ طَالَمَا أَغْدَفَتْ[1] جَلَابِيبَهَا، وَ أَغْشَتِ الْأَبْصَارَ ظُلْمَتُهَا.

وَ قَدْ أَتَانِي كِتَابٌ مِنْكَ ذُو أَفَانِينَ مِنَ الْقَوْلِ ضَعُفَتْ قُوَاهَا عَنِ السِّلْمِ، وَ أَسَاطِيرَ لَمْ يَحُكْهَا مِنْكَ عِلْمٌ وَ لَا حِلْمٌ، أَصْبَحْتَ مِنْهَا كَالْخَائِضِ فِي الدَّهَاسِ، وَالْخَابِطِ فِي الدِّيمَاسِ، وَ تَرَقَّيْتَ إِلَى مَرْقَبَةٍ بَعِيدَةِ الْمَرَامِ، نَازِحَةِ الْأَعْلَامِ، تَقْصُرُ دُونَهَا الْأَنُوقُ وَ يُحَاذَى بِهَا الْعَيُّوقُ.

وَ حَاشَ لِلَّهِ أَنْ تَلِيَ لِلْمُسْلِمِينَ بَعْدِي صَدْراً أَوْ وِرْداً، أَوْ أُجْرِيَ لَكَ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ عَقْداً أَوْ عَهْداً!! فَمِنَ الْآنَ فَتَدَارَكْ نَفْسَكَ، وَانْظُرْ لَهَا، فَإِنَّكَ إِنْ فَرَّطْتَ حَتَّى يَنْهَدَ (ينهض) إِلَيْكَ عِبَادُ اللَّهِ أُرْتِجَتْ عَلَيْكَ الْأُمُورُ، وَ مُنِعْتَ أَمْراً هُوَ مِنْكَ الْيَوْمَ مَقْبُولٌ، وَ السَّلَامُ.

٦٦

و من كتاب له (ع)

إلى عبدالله بن العباس و قد تقدم ذكره بخلاف هذه الرواية

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْمَرْءَ لَيَفْرَحُ بِالشَّيْءِ الَّذِي لَمْ يَكُنْ لِيَفُوتَهُ، وَ يَحْزَنُ عَلَى الشَّيْءِ الَّذِي لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ، فَلَا يَكُنْ أَفْضَلَ مَا نِلْتَ فِي نَفْسِكَ مِنْ دُنْيَاكَ بُلُوغُ لَذَّةٍ أَوْ شِفَاءُ غَيْظٍ، وَ لَكِنْ إِطْفَاءُ بَاطِلٍ أَوْ إِحْيَاءُ حَقٍّ. وَلْيَكُنْ سُرُورُكَ بِمَا قَدَّمْتَ، وَ أَسَفُكَ عَلَى مَا خَلَّفْتَ، وَ هَمُّكَ فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ.

٦٧

و من كتاب له (ع)

الى قثم بن العباس و هو عامله علىٰ مكة

لبس - فریب کاری
لُبسہ - فریب کاری
جلابیب - چادریں
اَغدفت - لٹکائے ہوئے ہیں
اَغشت - چوندھیا دیا ہے
اَفانین - اقسام
سِلم - صلح
اساطیر - خرافات
دَہاس - دلدل
دیماس - اندھا کنواں
مَرقبہ - بلند بام
نازِحہ - بعید
اَنوق - عُقاب
عَیّوق - ستارہ
صَدَر و وِرد - حل وعقد
ینہد - اٹھ کھڑے ہوئے
اُرتجت - راستے بند ہوجائیں
خلّفت - چھوڑ کر جاؤ

[1] جلابیب فتنہ سے مراد وہ قمیص عثمان ہے جس کو معاویہ نے اپنے مقاصد کے حصول کا ذریعہ اور حقائق کو مشکوک بنانے کا وسیلہ قرار دے دیا تھا

مصادر کتاب نمبر ۶۶ تاریخ دمشق ابن عساکر، صفۃ الصفوہ ۱ ص۳۲۴، انساب الاشراف ۲ ص۱۱۶، المجالس ۳ ص۵۵، ثعلب کافی ۲ ص۴۰ تذکرۃ الخواص ص۸۹

مصادر کتاب نمبر ۶۷ فقہ القرآن قطب راوندیؒ، مستدرک الرسائل ۲ ص۱۳۳

(۱) وضاحت کے بعد دھوکہ کے علاوہ کیا ہے۔ لہٰذا شبہ اور اس کے دسیسہ کاری پر مشتمل ہونے سے ڈرو کہ فتنہ ایک مدت سے اپنے دامن پھیلائے ہوئے ہے اور اس کی تاریکی نے آنکھوں کو اندھا بنا رکھا ہے۔

میرے پاس تمہارا وہ خط آیا ہے جس میں طرح طرح کی بے جوڑ باتیں پائی جاتی ہیں اور ان سے کسی صلح و آشتی کو تقویت نہیں مل سکتی ہے اور اس میں وہ خرافات ہیں جن کے تانے بانے نہ علم سے تیار ہوئے ہیں اور نہ علم سے۔ اس سلسلہ میں تمہاری مثال اس شخص کی ہے جو دلدل میں دھنس گیا ہو اور اندھے کنویں میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہو۔ اور تم نے اپنے کو اس بلندی تک پہونچانا چاہا ہے جس کا حصول مشکل ہے اور جس کے نشانات گم ہو گئے ہیں اور جہاں تک عقاب پرواز نہیں کر سکتا ہے اور اس کی بلندی ستارہ عیوق سے ٹکر لے رہی ہے۔

حاشا وکلا یہ کہاں ممکن ہے کہ تم میرے اقتدار کے بعد مسلمانوں کے حل و عقد کے مالک بن جاؤ یا میں تمھیں کسی ایک شخص پر بھی حکومت کرنے کا پروانہ یا دستاویز دے دوں۔ لہٰذا ابھی غنیمت ہے کہ اپنے نفس کا تدارک کرو اور اس کے بارے میں غور و فکر کرو کہ اگر تم نے اس وقت تک کوتاہی سے کام لیا جب اللہ کے بندے اُٹھ کھڑے ہوں تو تمھارے سارے راستے بند ہو جائیں گے اور پھر اس بات کا بھی موقع نہ دیا جائے گا جو آج قابل قبول ہے۔ والسلام

۶۶۔ آپ کا مکتوب گرامی

(عبداللہ بن عباس کے نام۔ جس کا تذکرہ پہلے بھی دوسرے الفاظ میں ہو چکا ہے)

امابعد! انسان کبھی کبھی ایسی چیز کو پا کر بھی خوش ہو جاتا ہے جو جانے والی نہیں تھی اور ایسی چیز کو کھو کر رنجیدہ ہو جاتا ہے جو ملنے والی نہیں تھی لہٰذا خبردار تمھارے لئے دنیا کی سب سے بڑی نعمت کسی لذّت کا حصول یا جذبۂ انتقام ہی نہ بن جائے بلکہ بہترین نعمت باطل کے مٹانے اور حق کے زندہ کرنے کو سمجھو اور تمھارا سرور ان اعمال سے ہو جنھیں پہلے بھیج دیا ہے اور تمھارا افسوس ان امور پر ہو جسے چھوڑ کر چلے گئے ہو اور تمامتر فکر موت کے بعد کے مرحلہ کے بارے میں ہونی چاہئے۔

۶۷۔ آپ کا مکتوب گرامی

(مکہ کے عامل قثم بن العباس کے نام)

---

(۱) معاویہ نے حضرت سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر اسے ولیعہدی کا عہدہ دے دیا جائے تو وہ بیعت کرنے کے لئے تیار ہے اور پھر خون عثمانؓ کوئی مسئلہ نہ رہ جائے گا۔ آپ نے بالکل واضح طور پر اس مطالبہ کو ٹھکرا دیا ہے اور معاویہ پر روشن کر دیا ہے کہ میری حکومت میں تیرے جیسے افراد کی کوئی جگہ نہیں ہے اور تو نے جس مقام کا ارادہ کیا ہے وہ تیری پرواز سے بہت بلند ہے اور وہاں تک جانا تیرے امکان میں نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اپنی اوقات کا ادراک کر لے اور راہ راست پر آجائے۔

أَمَّا بَعْدُ، فَأَقِمْ لِلنَّاسِ الْحَجَّ، وَ ذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ، وَاجْلِسْ لَهُمُ الْعَصْرَيْنِ[1]، فَأَفْتِ الْمُسْتَفْتِيَ، وَ عَلِّمِ الْجَاهِلَ، وَذَاكِرِ الْعَالِمَ، وَلَا يَكُنْ لَكَ إِلَى النَّاسِ سَفِيرٌ إِلَّا لِسَانُكَ، وَ لَا حَاجِبٌ إِلَّا وَجْهُكَ، وَ لَا تَحْجُبَنَّ ذَا حَاجَةٍ عَنْ لِقَائِكَ بِهَا[2]، فَإِنَّهَا إِنْ ذِيدَتْ عَنْ أَبْوَابِكَ فِي أَوَّلِ وِرْدِهَا لَمْ تُحْمَدْ فِيمَا بَعْدُ عَلَى قَضَائِهَا.

وَانْظُرْ إِلَى مَا اجْتَمَعَ عِنْدَ مِنْ مَالِ اللّٰهِ فَاصْرِفْهُ إِلَى مَنْ قِبَلَكَ مِنْ ذَوِي الْعِيَالِ وَالْمَجَاعَةِ، مُصِيباً بِهِ مَوَاضِعَ الْفَاقَةِ وَالْخَلَّاتِ وَ مَا فَضَلَ عَنْ ذٰلِكَ فَاحْمِلْهُ إِلَيْنَا لِنَقْسِمَهُ فِيمَنْ قِبَلَنَا.

وَ مُرْ أَهْلَ مَكَّةَ أَلَّا يَأْخُذُوا مِنْ سَاكِنٍ أَجْراً، فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ: (سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ) فَالْعَاكِفُ: الْمُقِيمُ بِهِ، وَالْبَادِي: الَّذِي يَحُجُّ إِلَيْهِ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِ. وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَ إِيَّاكُمْ لِمَحَابِّهِ وَ السَّلَامُ.

۶۸

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى سلمان الفارسي رحمهُ الله قبل أيام خلافته

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ الْحَيَّةِ: لَيِّنٌ مَسُّهَا، قَاتِلٌ سَمُّهَا؛ فَأَعْرِضْ عَمَّا يُعْجِبُكَ فِيهَا، لِقِلَّةِ مَا يَصْحَبُكَ مِنْهَا؛ وَضَعْ عَنْكَ هُمُومَهَا، لِمَا أَيْقَنْتَ بِهِ مِنْ فِرَاقِهَا، وَ تَصَرُّفِ حَالَاتِهَا؛ وَ كُنْ آنَسَ مَا تَكُونُ بِهَا، أَحْذَرَ مَا تَكُونُ مِنْهَا؛ فَإِنَّ صَاحِبَهَا كُلَّمَا اطْمَأَنَّ فِيهَا إِلَى سُرُورٍ أَشْخَصَتْهُ عَنْهُ إِلَى مَحْذُورٍ، أَوْ إِلَى إِينَاسٍ أَزَالَتْهُ عَنْهُ إِلَى إِيحَاشٍ! وَ السَّلَامُ.

ایام اللہ ۔ دشمنان خدا کے لئے روز عذاب
عَصْرَين ۔ صبح و شام
ذِيدَت ۔ ہٹا دیے گئے
وِرْد ۔ وردر
خَلّہ ۔ حاجت
مَحاب ۔ محبوب اعمال
اَشْخَصَتہ ۔ بھیج دیتی ہے

(۱) بعض روایات میں عصرین سے مراد نماز صبح اور نماز عصر کو لیا گیا ہے کہ ایک زمانہ کے اس سرے پر ہوتی ہے اور دوسری اُس سرے پر ہوتی ہے

(۲) یہ ایک عظیم سیاسی نکتہ ہے جس کی طرف ہر سماجی انسان کو متوجہ رہنا چاہئے کہ حاجتمند انسان بڑی امیدیں لے کر آتا ہے اور اس کے نظریات کا فیصلہ پہلے ہی لمحہ میں ہوجاتا ہے لہٰذا اگر انسان نے اس لمحہ حاجت روائی کر دی تو زندگی بھر ممنونِ کرم رہتا ہے ۔ ورنہ اس لمحہ انکار کر دینے کے بعد دولتِ قارون بھی دیدے تو دل کی گرہ کھل نہیں پاتی ہے اور ایک طرح کی بدظنی آخر وقت تک باقی رہ جاتی ہے

مصادر کتاب ۶۷ اصول کافی ۲ ص۱۳۶ ، ارشاد مفیدؒ ص۱۲۴ ، دستور معالم الحکم قضاعی ص۳۷ ، تنبیہ الخواص ا ص۱۳۳ ، تحف العقول ص۳۹۶ مشکوٰۃ الانوار طبرسیؒ ص۲۳۹ ، الحکمۃ الخالدۃ ابن مسکویہ ص۱۱۱

امابعد! لوگوں کے لئے حج کے قیام کا انتظار کرو اور انھیں اللہ کے یادگار دنوں کو یاد دلاؤ۔ صبح و شام عمومی جلسہ رکھو۔ سوال کرنے والوں کے سوالات کے جوابات دو۔ جاہل کو علم دو اور علماء سے تذکرہ کرو۔ لوگوں تک تمھارا کوئی ترجمان تمھاری زبان کے علاوہ نہ ہو اور تمھارا کوئی دربان تمھارے چہرہ کے علاوہ نہ ہو۔ کسی ضرورت مند کو ملاقات سے مت روکنا کہ اگر پہلی ہی مرتبہ اسے واپس کر دیا گیا تو اس کے بعد کام کر بھی دو گے تو تمھاری تعریف نہ کی جائے گی۔ جو اموال تمھارے پاس جمع ہو جائیں ان پر نظر رکھو اور تمھارے یہاں جو عیال دار اور بھوکے پیاسے لوگ ہیں ان پر صرف کر دو بشرطیکہ انھیں واقعی محتاجوں اور ضرورتمندوں تک پہونچا دو اور اس کے بعد جو بچ جائے وہ میرے پاس بھیج دو تاکہ یہاں کے محتاجوں پر تقسیم کر دیا جائے۔

اہل مکہ سے کہو کہ خبردار مکانات کا کرایہ نہ لیں کہ پروردگار نے مکہ کو مقیم اور مسافر دونوں کے لئے برابر قرار دیا ہے۔ (عاکف مقیم کو کہا جاتا ہے اور بادی جو باہر سے حج کرنے کے لئے آتا ہے) اللہ ہمیں اور تمھیں اپنے پسندیدہ اعمال کی توفیق دے۔ والسلام

۶۸۔ آپ کا مکتوب گرامی

(جناب سلمان فارسی کے نام ــ اپنے دورِ خلافت سے پہلے)

امابعد! اس دنیا کی مثال صرف سانپ جیسی ہے جو چھونے میں انتہائی نرم ہوتا ہے لیکن اس کا زہر انتہائی قاتل ہوتا ہے۔ اس میں جو چیز اچھی لگے اس سے بھی کنارہ کشی کرو کہ اس میں سے ساتھ جانے والا بہت کم ہے۔ اس کے ہم و غم کو اپنے سے دور رکھو کہ اس سے جدا ہونا یقینی ہے اور اس کے حالات بدلتے ہی رہتے ہیں۔ اس سے جس وقت زیادہ انس محسوس کرو اس وقت زیادہ ہوشیار رہو کہ اس کا ساتھی جب بھی کسی خوشی کی طرف سے مطمئن ہوتا ہے یہ اسے کسی ناخوشگوار کے حوالے کر دیتی ہے اور انس سے نکال کر وحشت کے حالات تک پہونچا دیتی ہے۔ والسلام

---

[۱] کھلی ہوئی بات ہے کہ یہ امر وجوبی نہیں ہے اور صرف استحبابی اور احترامی ہے ورنہ حضرتؑ نے جس آیت کریمہ سے استدلال فرمایا ہے اس کا تعلق مسجد الحرام سے ہے۔ سارے مکہ سے نہیں ہے اور مکہ کو مسجد الحرام مجازاً کہا جاتا ہے جس طرح کہ آیت معراج میں جناب ام ہانی کے مکان کو مسجد الحرام قرار دیا گیا ہے۔ ویسے یہ مسئلہ علماء اسلام میں اختلافی حیثیت رکھتا ہے اور ابوحنیفہ نے سارے مکہ کے مکانات کو کرایہ پر دینے کو حرام قرار دیا ہے اور اس کی دلیل عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت کو قرار دیا گیا ہے جو علماء شیعہ کے نزدیک قطعاً معتبر نہیں ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جو اہل مکہ اپنے کو حنفی کہنے میں فخر محسوس کرتے ہیں وہ بھی ایام حج کے دوران دُگنا چوگنا بلکہ دس گنا کرایہ وصول کرنے ہی کو اسلام اور حرم الٰہی کی خدمت تصور کرتے ہیں ــ اور حجاج کرام کو "ضیوف الرحمان" قرار دے کر انھیں "ارض الرحمان" پر قیام کرنے کا حق نہیں دیتے ہیں۔

٦٩

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى الحارث الهمداني

وَ تَمَسَّكْ بِحَبْلِ الْقُرْآنِ وَاسْتَنْصِحْهُ، وَ أَحِلَّ حَلاَلَهُ، وَ حَرِّمْ حَرَامَهُ، وَ صَدِّقْ بِمَا سَلَفَ مِنَ الْحَقِّ، وَاعْتَبِرْ بِمَا مَضَىٰ مِنَ الدُّنْيَا لِمَا بَقِيَ مِنْهَا، فَإِنَّ بَعْضَهَا يُشْبِهُ بَعْضاً، وَ آخِرَهَا لاَحِقٌ بِأَوَّلِهَا! وَ كُلُّهَا حَائِلٌ مُفَارِقٌ. وَ عَظِّمِ اسْمَ اللّٰهِ أَنْ تَذْكُرَهُ إِلَّا عَلَىٰ حَقٍّ، وَ أَكْثِرْ ذِكْرَ الْمَوْتِ وَ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَ لَا تَتَمَنَّ الْمَوْتَ إِلَّا بِشَرْطٍ وَثِيقٍ. وَاحْذَرْ كُلَّ عَمَلٍ يَرْضَاهُ صَاحِبُهُ لِنَفْسِهِ، وَ يُكْرَهُ لِعَامَّةِ الْمُسْلِمِينَ. وَاحْذَرْ كُلَّ عَمَلٍ يُعْمَلُ بِهِ فِي السِّرِّ، وَ يُسْتَحَىٰ مِنْهُ فِي الْعَلَانِيَةِ، وَ احْذَرْ كُلَّ عَمَلٍ إِذَا سُئِلَ عَنْهُ صَاحِبُهُ أَنْكَرَهُ أَوِ اعْتَذَرَ مِنْهُ. وَ لَا تَجْعَلْ عِرْضَكَ غَرَضاً لِنِبَالِ الْقَوْلِ، وَ لَا تُحَدِّثِ النَّاسَ بِكُلِّ مَا سَمِعْتَ بِهِ، فَكَفَىٰ بِذٰلِكَ كَذِباً. وَ لَا تَرُدَّ عَلَى النَّاسِ كُلَّ مَا حَدَّثُوكَ بِهِ، فَكَفَىٰ بِذٰلِكَ جَهْلاً. وَاكْظِمِ الْغَيْظَ، وَ تَجَاوَزْ عِنْدَ الْمَقْدَرَةِ، وَاحْلُمْ عِنْدَ الْغَضَبِ، وَاصْفَحْ مَعَ الدَّوْلَةِ، تَكُنْ لَكَ الْعَاقِبَةُ. وَاسْتَصْلِحْ كُلَّ نِعْمَةٍ أَنْعَمَهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ، وَ لَا تُضَيِّعَنَّ نِعْمَةً مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عِنْدَكَ، وَلْيُرَ عَلَيْكَ أَثَرُ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ بِهِ عَلَيْكَ.

وَاعْلَمْ أَنَّ أَفْضَلَ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَلُهُمْ تَقْدِمَةً مِنْ نَفْسِهِ و أَهْلِهِ وَ مَالِهِ، فَإِنَّكَ مَا تُقَدِّمْ مِنْ خَيْرٍ يَبْقَ لَكَ ذُخْرُهُ، وَ مَا تُؤَخِّرْهُ يَكُنْ لِغَيْرِكَ خَيْرُهُ. وَاحْذَرْ صَحَابَةَ (مصاحبة) مَنْ يَفِيلُ رَأْيُهُ، وَ يُنْكَرُ عَمَلُهُ، فَإِنَّ الصَّاحِبَ مُعْتَبَرٌ بِصَاحِبِهِ. وَاسْكُنِ الْأَمْصَارَ الْعِظَامَ فَإِنَّهَا جِمَاعُ الْمُسْلِمِينَ، وَاحْذَرْ مَنَازِلَ الْغَفْلَةِ وَالْجَفَاءِ وَ قِلَّةَ الْأَعْوَانِ عَلَىٰ طَاعَةِ اللّٰهِ. وَاقْصُرْ رَأْيَكَ عَلَىٰ مَا يَعْنِيكَ. وَ إِيَّاكَ وَ مَقَاعِدَ (معاقد) الْأَسْوَاقِ، فَإِنَّهَا مَحَاضِرُ الشَّيْطَانِ وَ مَعَارِيضُ الْفِتَنِ. وَ أَكْثِرْ أَنْ تَنْظُرَ إِلَىٰ مَنْ فُضِّلْتَ عَلَيْهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ أَبْوَابِ الشُّكْرِ، وَ لَا تُسَافِرْ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ حَتَّىٰ تَشْهَدَ الصَّلَاةَ إِلَّا فَاصِلاً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَوْ فِي أَمْرٍ تُعْذَرُ بِهِ. وَأَطِعِ اللّٰهَ فِي جَمِيعِ أُمُورِكَ، فَإِنَّ طَاعَةَ اللّٰهِ فَاضِلَةٌ عَلَىٰ مَا سِوَاهَا.

اِعتبر۔ عبرت حاصل کرو
حائل ۔ زائل
وثیق ۔ محکم
مع الدولہ ۔ وقت اقتدار
تقدمہ ۔ کارِ خیر
فال الرائی ۔ رائے کی کمزوری
معاریض ۔ سبے پرکا تیر
فاصلا ۔ نکل پڑنے والا

(۱) یہ امیر المومنینؑ کے مقرب اصحاب میں تھے اور صاحب فقہ و اجتہاد تھے حضرت نے انھیں بشارت دی تھی کہ تم مجھے وقت موت، صراط پر اور حوض کوثر کے کنارے دیکھو گے جس کی طرف حضرت نے ایک شعر میں بھی اشارہ کیا تھا۔
شیخ بہائی فرماتے ہیں کہ حضرت حارث ہمدانی میرے جد اعلیٰ تھے

(۲) اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ انسان ماڈرن قسم کی زندگی گذارے اور چھوٹی جگہوں سے پرہیز کرے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہاں مسلمانوں کا اجتماع زیادہ رہتا ہے تو ان کے حالات، معاملات، اختلافات، مشکلات کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور اس طرح مسائل کو بآسانی حل کیا جاسکتا ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ سماج کے سارے فسادات کو سمجھنے کا ذریعہ صرف بڑے شہر ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے

مصادر کتاب ۶۹ غرر الحکم آمدی ص۴۶ ، شرح ابن میثم ۵ ص۲۲۱

۶۹ - آپ کا مکتوب گرامی [1]
(حارث ہمدانی کے نام)

قرآن کی ریسمان ہدایت سے وابستہ رہو اور اس سے نصیحت حاصل کرو۔ اس کے حلال کو حلال قرار دو اور حرام کو حرام حق کی گذشتہ باتوں کی تصدیق کرو اور دنیا کے ماضی سے اس کے مستقبل کے لئے عبرت حاصل کرو کہ اس کا ایک حصہ دوسرے سے شباہت رکھتا ہے اور آخر اول سے ملحق ہونے والا ہے اور سب کا سب زائل ہونے والا اور جدا ہوجانے والا ہے۔ نام خدا کو اس قدر عظیم قرار دو کہ سوائے حق کے کسی موقع پر استعمال نہ کرو۔ موت اور اس کے بعد کے حالات کو برابر یاد کرتے رہو اور اس کی آرزو اس وقت تک نہ کرو جب تک مستحکم اسباب نہ فراہم ہوجائیں۔ ہر اس کام سے پرہیز کرو جسے آدمی اپنے لئے پسند کرتا ہو اور عام مسلمانوں کے لئے ناپسند کرتا ہو اور ہر اس کام سے بچتے رہو جو تنہائی میں کیا جاسکتا ہو اور علی الاعلان انجام دینے میں شرم محسوس کی جاتی ہو اور اسی طرح ہر اس کام سے پرہیز کرو جس کے کرنے والے سے پوچھ لیا جائے تو یا انکار کردے یا معذرت کرے۔ اپنی آبرو کو لوگوں کے تیر ملامت کا نشانہ نہ بناؤ اور ہر سنی ہوئی بات کو بیان نہ کردو کہ یہ حرکت بھی جھوٹ ہونے کے لئے کافی ہے۔ اور اسی طرح لوگوں کی ہر بات کی تردید بھی نہ کردو کہ یہ امر جہالت کے لئے کافی ہے۔ غصہ کو ضبط کرو۔ طاقت رکھنے کے بعد لوگوں کو معاف کرو۔ غضب میں حلم کا مظاہرہ کرو۔ اقتدار پاکر درگذر کرنا سیکھو تاکہ انجام کار تمھارے لئے رہے۔ اللہ نے جو نعمتیں دی ہیں انھیں درست رکھنے کی کوشش کرو اور اس کی کسی نعمت کو برباد نہ کرنا بلکہ ان نعمتوں کے آثار تمھاری زندگی میں واضح طور پر نظر آئیں۔

اور یاد رکھو کہ تمام مومنین میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو اپنے نفس، اپنے اہل و عیال اور اپنے مال کی طرف سے خیرات کرے کہ یہی پہلے جانے والا آخیر وہاں جاکر ذخیرہ ہوجاتا ہے اور تم جو کچھ چھوڑ کر چلے جاؤگے وہ تمھارے غیر کے کام آئے گا۔ ایسے شخص کی صحبت اختیار نہ کرنا جس کی رائے کمزور اور اس کے اعمال ناپسندیدہ ہوں کہ ہر ساتھی کا قیاس اس کے ساتھی پر کیا جاتا ہے۔ سکونت کے لئے بڑے شہروں کا انتخاب کرو [2] کہ وہاں مسلمانوں کا اجتماع زیادہ ہوتا ہے اور ان جگہوں سے پرہیز کرو جو غفلت، بیوفائی اور اطاعت خدا میں مددگاروں کی قلت کے مرکز ہوں۔ اپنی فکر کو صرف کام کی باتوں میں استعمال کرو اور خبردار بازاری اڈوں پر مت بیٹھنا کہ یہ شیطان کی حاضری کی جگہیں اور فتنوں کے مرکز ہیں۔ زیادہ حصہ ان افراد پر نگاہ رکھو جن سے پروردگار نے تمھیں بہتر قرار دیا ہے کہ یہ بھی شکر خدا کا ایک راستہ ہے۔ جمعہ[1] کے دن نماز پڑھے بغیر سفر نہ کرنا مگر یہ کہ راہ خدا میں جارہے ہو یا کسی ایسے کام میں جو تمھارے لئے عذر بن جائے اور تمام امور میں پروردگار کی اطاعت کرتے رہنا کہ اطاعت خدا دنیا کے تمام کاموں سے افضل اور بہتر ہے۔

[1] واضح رہے کہ جمعہ کے دن تعطیل کوئی اسلامی قانون نہیں ہے۔ صرف مسلمانوں کا ایک طریقہ ہے۔ ورنہ اسلام نے صرف بقدر نماز کاروبار بند کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے بعد فوراً یہ حکم دیا ہے کہ زمین میں منتشر ہوجاؤ اور رزق خدا تلاش کرو۔ مگر افسوس کہ جمعہ کی تعطیل کے بہترین روز عبادت کو بھی عیاشیوں اور بدکاریوں کا دن بنادیا گیا اور انسان سب سے زیادہ نکما اور ناکارہ اسی دن ہوتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وَ خَادِعْ نَفْسَكَ فِي الْعِبَادَةِ، وَارْفُقْ بِهَا وَ لَا تَقْهَرْهَا، وَ خُذْ عَفْوَهَا وَ نَشَاطَهَا، إِلَّا
مَا كَانَ مَكْتُوباً عَلَيْكَ مِنَ الْفَرِيضَةِ، فَإِنَّهُ لَا بُدَّ مِنْ قَضَائِهَا وَ تَعَاهُدِهَا عِنْدَ مَحَلِّهَا.
وَ إِيَّاكَ أَنْ يَنْزِلَ بِكَ الْمَوْتُ وَ أَنْتَ آبِقٌ مِنْ رَبِّكَ فِي طَلَبِ الدُّنْيَا. وَ إِيَّاكَ وَ مُصَاحَبَةَ
الْفُسَّاقِ، فَإِنَّ الشَّرَّ بِالشَّرِّ مُلْحَقٌ. وَ وَقِّرِ اللّٰهَ، وَ أَحْبِبْ (أَحِبَّ) أَحِبَّاءَهُ. وَاحْذَرِ الْغَضَبَ
فَإِنَّهُ جُنْدٌ عَظِيمٌ مِنْ جُنُودِ إِبْلِيسَ، وَ السَّلَامُ.

۷۰
و من كتاب له (عليه السلام)

إلى سهل بن حنيف[1] الانصاري و هو عامله على المدينة، في معنى قوم من أهلها لحقوا بمعاوية:

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالاً مِمَّنْ قِبَلَكَ يَتَسَلَّلُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ، فَلَا تَأْسَفْ عَلَى
مَا يَفُوتُكَ مِنْ عَدَدِهِمْ، وَ يَذْهَبُ عَنْكَ مِنْ مَدَدِهِمْ، فَكَفَى لَهُمْ غَيّاً، وَ لَكَ مِنْهُمْ شَافِياً،
فِرَارُهُمْ مِنَ الْهُدَى وَ الْحَقِّ، وَ إِيضَاعُهُمْ إِلَى الْعَمَى وَالْجَهْلِ؛ وَ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُ دُنْيَا
مُقْبِلُونَ عَلَيْهَا، وَ مُهْطِعُونَ إِلَيْهَا، وَ قَدْ عَرَفُوا الْعَدْلَ وَ رَأَوْهُ، وَ سَمِعُوهُ وَ وَعَوْهُ،
وَ عَلِمُوا أَنَّ النَّاسَ عِنْدَنَا فِي الْحَقِّ أُسْوَةٌ، فَهَرَبُوا إِلَى الْأَثَرَةِ فَبُعْداً لَهُمْ وَ سُحْقاً!
إِنَّهُمْ - وَاللّٰهِ - لَمْ يَنْفِرُوا مِنْ جَوْرٍ، وَ لَمْ يَلْحَقُوا بِعَدْلٍ، وَ إِنَّا لَنَطْمَعُ فِي هَذَا
الْأَمْرِ أَنْ يُذَلِّلَ اللّٰهُ لَنَا صَعْبَهُ، وَ يُسَهِّلَ لَنَا حَزْنَهُ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَ السَّلَامُ.

۷۱
و من كتاب له (عليه السلام)

إلى المنذر بن[2] الجارود العبدي، و قد خان في بعض ما ولّاه من أعماله

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ صَلَاحَ أَبِيكَ غَرَّنِي مِنْكَ، وَ ظَنَنْتُ أَنَّكَ تَتَّبِعُ هَدْيَهُ، وَ تَسْلُكُ
سَبِيلَهُ، فَإِذَا أَنْتَ فِيمَا رُقِّيَ إِلَيَّ عَنْكَ لَا تَدَعُ لِهَوَاكَ انْقِيَاداً، وَ لَا تُبْقِي
لِآخِرَتِكَ عَتَاداً. تَعْمُرُ دُنْيَاكَ بِخَرَابِ آخِرَتِكَ، وَ تَصِلُ عَشِيرَتَكَ بِقَطِيعَةِ دِينِكَ. وَ لَئِنْ
كَانَ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ حَقّاً، لَجَمَلُ أَهْلِكَ وَ شِسْعُ نَعْلِكَ خَيْرٌ مِنْكَ، وَ مَنْ كَانَ بِصِفَتِكَ
فَلَيْسَ بِأَهْلٍ أَنْ يُسَدَّ بِهِ ثَغْرٌ، أَوْ يُنْفَذَ بِهِ أَمْرٌ، أَوْ يُعْلَى لَهُ قَدْرٌ، أَوْ يُشْرَكَ

عَفو - فرصت
آبق - بھاگا ہوا
قبلک - تمہارے پاس
یتسللون - کھسک رہے ہیں
غیّ - گمراہی
ایضاع - تیز رفتاری
مہطع - تیز رفتار
اثرہ - خود غرضی
سحقا - بربادی
حزن - ناہمواری
رُقّی الیک - پہنچایا گیا ہے
ہدی - طریقہ
عتاد - ذخیرہ
شسع - تسمہ

[1] یہ عثمان بن حنیف کے بھائی تھے اور حضرت کے مقربین میں شامل تھے جنگ بدر میں رسول اکرم کے ساتھ رہے اور احد میں بھی مسلمانوں کے فرار کر جانے کے بعد ثابت قدم رہے حضرت نے انھیں مدینہ کا حاکم قرار دیا تھا جس طرح کہ عثمان بصرہ کے والی تھے

[2] جارود بن خنیس عیسائی تھے اور رسول اکرم کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے آپ کے بعد جب لوگ مرتد ہونے لگے تو یہ خود بھی ثابت قدم رہے اور قوم کو بھی روک کر رکھا۔

مصادر کتاب ۷۰ انساب الاشراف ۲ ص۱۵۷، تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۹۲، بشارۃ المصطفیٰ ص۲۳۵، امالی صدوق ص۳۰۷، تاریخ یعقوبی
مصادر کتاب ۷۱ انساب الاشراف ۲ ص۱۳۱، تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۹۳، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۴۹

اپنے نفس کو بہانے کر کے عبادت کی طرف لے آؤ اور اس کے ساتھ نرمی برتو ۔ جبر نہ کرو اور اس کی فرصت اور فارغ البالی سے فائدہ اٹھاؤ۔ مگر جن فرائض کو پروردگار نے تمہارے ذمہ لکھ دیا ہے انھیں بہرحال انجام دینا ہے اور ان کا خیال رکھنا ہے اور دیکھو خبردار ایسا نہ ہو کہ تمھیں اس حال میں موت آجائے کہ تم طلب دنیا میں پروردگار سے بھاگ رہے ہو۔ اور خبردار فاسقوں کی صحبت اختیار نہ کرنا کہ شر بالآخر شر سے مل جاتا ہے۔ اللہ کی عظمت کا اعتراف کرو اور اس کے محبوب بندوں سے محبت کرو اور غصہ سے اجتناب کرو کہ یہ شیطان کے لشکروں میں سب سے عظیم تر لشکر ہے ۔ والسلام

۷۰۔ آپ کا مکتوب گرامی

(عامل مدینہ سہل بن حنیف انصاری کے نام ۔ جب آپ کو خبر ملی کہ ایک قوم معاویہ سے جا ملی ہے)

امابعد! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تمہارے یہاں کے کچھ لوگ چپکے سے معاویہ کی طرف کھسک گئے ہیں تو خبردار تم اس عدد کے کم ہو جانے اور اس طاقت کے چلے جانے پر ہرگز افسوس نہ کرنا کہ ان لوگوں کی گمراہی اور تمہارے سکونِ نفس کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ لوگ حق و ہدایت سے بھاگے ہیں اور گمراہی اور جہالت کی طرف دوڑ پڑے ہیں ۔ یہ اہل دنیا ہیں لہٰذا اسی کی طرف متوجہ ہیں اور دوڑ لگا رہے ہیں ۔ حالانکہ انھوں نے انصاف کو پہچانا بھی ہے اور دیکھا بھی ہے ۔ سنا بھی ہے اور سمجھے بھی ہیں اور انھیں معلوم ہے کہ حق کے معاملہ میں ہمارے یہاں تمام لوگ برابر کی حیثیت رکھتے ہیں اسی لئے یہ لوگ خود غرضی کی طرف بھاگ نکلے ۔ خدا انھیں غارت کرے اور تباہ کر دے ۔

خدا کی قسم ان لوگوں نے ظلم سے فرار نہیں کیا ہے اور نہ عدل سے ملحق ہوئے ہیں ۔ اور ہماری خواہش صرف یہ ہے کہ پروردگار اس معاملہ میں دشواریوں کو آسان بنا دے اور ناہمواری کو ہموار کر دے ۔

۷۱۔ آپ کا مکتوب گرامی

(منذر بن جارود عبدی کے نام ۔ جس نے بعض اعمال میں خیانت سے کام لیا تھا)

امابعد! تیرے باپ کی شرافت نے مجھے تیرے بارے میں دھوکہ میں رکھا اور میں سمجھا کہ تو اسی کے راستہ پر چل رہا ہے اور اسی کے طریقہ پر گامزن ہے ۔ لیکن تازہ ترین اخبار سے اندازہ ہوتا ہے کہ تو نے خواہشات کی پیروی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے اور آخرت کے لئے کوئی ذخیرہ نہیں کیا ہے ۔ آخرت کو برباد کر کے دنیا کو آباد کر رہا ہے اور دین سے رشتہ توڑ کر قبیلہ سے رشتہ جوڑ رہا ہے ۔ اگر میرے پاس آنے والی خبریں صحیح ہیں تو تیرے گھر والوں کا اونٹ اور تیرے جوتہ کا تسمہ بھی تجھ سے بہتر ہے اور جو تیرا جیسا ہو اس کے ذریعہ نہ رخنہ کو بند کیا جا سکتا ہے نہ کسی امر کو نافذ کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کے مرتبہ کو بلند کیا جا سکتا ہے نہ اسے کسی امانت میں شریک کیا جا سکتا ہے ۔

فِي أَمَانَتِهِ، أَوْ يُؤْمَنَ عَلَىٰ جِبَايَةٍ (خيانة) فَأَقْبِلْ إِلَيَّ حِينَ يَصِلُ إِلَيْكَ كِتَابِي هٰذَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

قال الرضي: وَ المنذر بن الجارود هذا هو الذي قال فيه أمير المؤمنين (ع): إنه لنظّار في عِطفيه مختال في بُرْدَيْه تفّال في شِراكيه.

٧٢
و من كتاب له (ع)
الى عبدالله بن العباس

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّكَ لَسْتَ بِسَابِقٍ أَجَلَكَ، وَ لَا مَرْزُوقٍ مَا لَيْسَ لَكَ، وَاعْلَمْ بِأَنَّ الدَّهْرَ يَوْمَانِ: يَوْمٌ لَكَ وَ يَوْمٌ عَلَيْكَ، وَ أَنَّ الدُّنْيَا دَارُ دُوَلٍ، فَمَا كَانَ مِنْهَا لَكَ أَتَاكَ عَلَىٰ ضَعْفِكَ، وَ مَا كَانَ مِنْهَا عَلَيْكَ لَمْ تَدْفَعْهُ بِقُوَّتِكَ.

٧٣
و من كتاب له (ع)
إلى معاوية

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي عَلَى التَّرَدُّدِ فِي جَوَابِكَ، وَالاسْتِمَاعِ إِلَىٰ كِتَابِكَ لَمُوَهِّنٌ (مُوهِن) رَأْيِي، وَ مُخَطِّئٌ فِرَاسَتِي. وَ إِنَّكَ إِذْ تُحَاوِلُنِي الْأُمُورَ وَ تُرَاجِعُنِي السُّطُورَ، كَالْمُسْتَثْقِلِ النَّائِمِ تَكْذِبُهُ أَحْلَامُهُ، وَ الْمُتَحَيِّرِ الْقَائِمِ يَبْهَظُهُ مَقَامُهُ، لَا يَدْرِي أَلَهُ مَا يَأْتِي أَمْ عَلَيْهِ، وَ لَسْتَ بِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ بِكَ شَبِيهٌ.

وَ أُقْسِمُ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَوْلَا بَعْضُ الْإِسْتِبْقَاءِ لَوَصَلَتْ إِلَيْكَ مِنِّي قَوَارِعُ (نوازع)، تَقْرَعُ الْعَظْمَ، وَ تَهْلِسُ اللَّحْمَ! وَاعْلَمْ أَنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ ثَبَّطَكَ عَنْ أَنْ تُرَاجِعَ أَحْسَنَ أُمُورِكَ، وَ تَأْذَنَ لِمَقَالِ نَصِيحَتِكَ، وَالسَّلَامُ لِأَهْلِهِ.

٧٤
و من حلف له (ع)
كتبه بين ربيعة واليمن و نقل من خط هشام بن الكلبي

هٰذَا مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْيَمَنِ حَاضِرُهَا وَ بَادِيهَا، وَ رَبِيعَةُ حَاضِرُهَا وَ بَادِيهَا، أَنَّهُمْ عَلَىٰ كِتَابِ اللّٰهِ يَدْعُونَ إِلَيْهِ، وَ يَأْمُرُونَ

عطفیہ - دونوں بازو
بردیہ - دونوں چادروں
شراکیہ - جوتی کے تسمے
مختال - مغرور
دول - انقلابات
موہن - کمزور کر دینے والا
فراست - ہوشیاری
تحاول - کوشش کرتے ہو
یبہظ - مشکل ہونا
استبقاء - باقی رکھنا
قوارع - مصائب
تقرع - توڑ دیتی ہے
تہلس - پگھلا دیتی ہے
ثبط - روک دیا ہے
تاذن - سن سکے
حاضر - شہری
بادی - صحرائی

(۱) بقول ابن ابی الحدید میں خود اپنے نفس کی ملامت کر رہا ہوں کہ میں نے کیوں تجھے منہ لگایا کہ تو خط لکھے اور میں جواب دوں یا میں جواب دوں اور تو دوبارہ خط لکھے کہ تجھ جیسا انسان اس قابل نہیں ہے!

مصادر کتاب ۷۲ تحف العقول ص۲۰۱، روضۃ الکافی ص۲۱، مجمع الامثال ۲ ص۴۲۵
مصادر کتاب ۷۳ الطراز السید الیمانی ۲ ص۲۹۴
مصادر کتاب ۷۴ کتاب خطب علی کرم اللہ وجہہ ہشام بن الکلبی (متوفی ۲۰۵ھ)

مال کی جمع آوری پر امین سمجھا جائے لہٰذا جیسے ہی میرا یہ خط ملے فوراً میری طرف چل پڑو۔ انشاء اللہ

سید رضیؒ۔ منذر بن الجارود۔ یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں امیرالمومنینؑ نے فرمایا تھا کہ یہ اپنے بازوؤں کو برابر دیکھتا رہتا ہے اور اپنی چادروں میں جھوم کر چلتا ہے اور جوتی کے تسموں کو پھونکتا رہتا ہے (یعنی انتہائی مغرور اور متکبر قسم کا آدمی ہے)۔

۷۲۔ آپ کا مکتوب گرامی

(عبداللہ بن عباس کے نام)

امابعد! نہ تم اپنی مدت حیات سے آگے بڑھ سکتے ہو اور نہ اپنے رزق سے زیادہ حاصل کر سکتے ہو۔ اور یاد رکھو کہ زمانہ کے دو دن ہوتے ہیں۔ ایک تمھارے حق میں اور ایک تمھارے خلاف اور یہ دنیا ہمیشہ کروٹیں بدلتی رہتی ہے لہٰذا جو تمھارے حق میں ہے وہ کمزوری کے باوجود تم تک آجائے گا اور جو تمھارے خلاف ہے اسے طاقت کے باوجود تم نہیں ٹال سکتے ہو۔

۷۳۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے نام)

امابعد! میں تم سے خط و کتابت کرنے اور تمھاری بات سننے میں اپنی رائے کی کمزوری اور اپنی دانشمندی کی غلطی کا احساس کر رہا ہوں اور تم بار بار مجھ سے اپنی بات منوانے اور خط و کتابت جاری رکھنے کی کوشش کرنے میں ایسے ہی ہو جیسے کوئی بستر پر لیٹا خواب دیکھ رہا ہو اور اس کا خواب غلط ثابت ہو یا کوئی حیرت زدہ منہ اٹھائے کھڑا ہو اور یہ قیام بھی اسے مہنگا پڑے اور یہی نہ معلوم ہو کہ آنے والی چیز اس کے حق میں مفید ہے یا مضر۔ تم بالکل یہی شخص نہیں ہو لیکن اسی کے جیسے ہو اور خدا کی قسم کہ اگر کسی حد تک باقی رکھنا میری مصلحت نہ ہوتا تو تم تک ایسے حوادث آتے جو ہڈیوں کو توڑ دیتے اور گوشت کا نام تک نہ چھوڑتے اور یاد رکھو کہ یہ شیطان نے تمھیں بہترین امور کی طرف رجوع کرنے اور عمدہ ترین نصیحتوں کے سننے سے روک رکھا ہے۔ اور سلام اس کے اہل پر۔

۷۴۔ آپ کا معاہدہ

(جسے ربیعہ اور اہل یمن کے درمیان تحریر فرمایا ہے اور یہ ہشام کی تحریر سے نقل کیا گیا ہے)

یہ وہ عہد ہے جس پر اہل یمن[1] کے شہری اور دیہاتی اور قبیلہ ربیعہ کے شہری اور دیہاتی سب نے اتفاق کیا ہے کہ سب کے سب کتاب خدا پر ثابت رہیں گے اور اسی کی دعوت دیں گے۔

[1] عرب کے وہ قبائل جن کا سلسلۂ نسب قحطان بن عامر تک پہونچتا ہے انھیں یمن سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جن کا سلسلہ ربیعہ بن نزار سے ملتا ہے انھیں ربیعہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ دور جاہلیت میں دونوں میں شدید اختلافات تھے لیکن اسلام لانے کے بعد دونوں متحد ہو گئے۔ والحمد للہ

بِـهِ، وَ يُجِـيبُونَ مَـنْ دَعَـا إِلَـيْهِ وَ أَمَـرَ بِـهِ، لَا يَشْـتَرُونَ بِـهِ ثَمَـناً، وَلَا يَـرْضَوْنَ بِـهِ بَـدَلاً، وَ أَنَّهُـمْ يَـدٌ وَاحِـدَةٌ عَـلَىٰ مَـنْ خَـالَفَ ذٰلِكَ وَ تَـرَكَهُ، أَنْـصَارٌ بَـعْضُهُمْ لِـبَعْضٍ؛ دَعْـوَتُهُمْ وَاحِـدَةٌ، لَا يَـنْقُضُونَ عَـهْدَهُمْ لِـمَعْتَبَةِ عَاتِبٍ، وَ لَا لِغَضَبِ غَـاضِبٍ، وَ لَا لِاسْتِذْلَالِ قَـوْمٍ قَـوْماً، وَ لَا لِـمَسَبَّةِ (لمشية) قَـوْمٍ قَـوْماً! عَـلَىٰ ذٰلِكَ شَـاهِدُهُمْ وَ غَـائِبُهُمْ، وَ سَـفِيهُهُمْ، وَ عَـالِمُهُمْ، وَ حَـلِيمُهُمْ وَ جَـاهِلُهُمْ. ثُمَّ إِنَّ عَـلَيْهِمْ بِـذٰلِكَ عَـهْدَ اللّٰـهِ وَ مِـيثَاقَهُ «إِنَّ عَـهْدَ اللّٰـهِ كَانَ مَسْؤُولاً».

وكتب: علي بن أبي طالب.

٧٥

و من كتاب له ﴿ﷺ﴾

إلى معاوية في أول ما بويع له

ذكره الواقدي في كتاب «الجمل»

مِـنْ عَـبْدِ اللّٰـهِ عَـلِيٍّ أَمِـيرِ الْـمُؤْمِنِينَ إِلَىٰ مُـعَاوِيَةَ بْـنِ أَبِي سُـفْيَانَ:

أَمَّـا بَـعْدُ، فَـقَدْ عَـلِمْتَ إِعْـذَارِي فِـيكُمْ، وَ إِعْـرَاضِي عَـنْكُمْ، حَـتَّىٰ كَانَ مَـا لَا بُـدَّ مِـنْهُ وَ لَا دَفْـعَ لَـهُ؛ وَالْحَـدِيثُ طَـوِيلٌ، وَالْكَـلَامُ كَـثِيرٌ، وَ قَـدْ أَدْبَـرَ مَـا أَدْبَـرَ، وَ أَقْـبَلَ مَـا أَقْـبَلَ. فَـبَايِعْ مَـنْ قِـبَلَكَ، وَ أَقْـبِلْ إِلَيَّ فِي وَفْدٍ مِنْ أَصْحَابِكَ. وَ السَّلَامُ.

٧٦

و من وصية له ﴿ﷺ﴾

لعبد الله بن العباس عند استخلافه إياه على البصرة

سَـعِ (مَـتِّعِ) النَّـاسَ بِـوَجْهِكَ وَ مَجْـلِسِكَ وَ حُـكْمِكَ، وَ إِيَّـاكَ وَ الْـغَضَبَ فَـإِنَّهُ طَـيْرَةٌ مِـنَ الشَّـيْطَانِ. وَاعْـلَمْ أَنَّ مَـا قَـرَّبَكَ مِـنَ اللّٰـهِ يُـبَاعِدُكَ مِنَ النَّارِ، وَ مَا بَاعَدَكَ مِـنَ اللّٰـهِ يُـقَرِّبُكَ مِـنَ النَّـارِ.

٧٧

و من وصية له ﴿ﷺ﴾

لعبد الله بن العباس لما بعثه للاحتجاج على الخوارج

لَا تُخَـاصِمْهُمْ بِـالْقُرْآنِ، فَـإِنَّ الْـقُرْآنَ حَمَّـالٌ ذُو وُجُـوهٍ، تَـقُولُ

مَعتبہ - سرزنش
إعذار - اتمام حجت
وفد - جماعت
طیرہ - ہلکاپن
حمّال - کثیر الاحتمال

مصادر کتاب ۷۵ کتاب الجمل واقدی (متوفی ۲۰۷ھ) الامامۃ والسیاسۃ ا ص ۸۲
مصادر کتاب ۷۶ الامامۃ والسیاسۃ ا ص ۸۵، الجمل المفیدؒ ص ۲۰۸، الطراز السید الیمانی ۲ ص ۲۹۳، الجمل الواقدی
مصادر کتاب ۷۷ النہایۃ ابن اثیر ا ص ۴۴۴، ربیع الابرار زمخشری (باب الجوابات المسکتہ)

اس کی طرف دعوت دے گا اور اس کے ذریعہ حکم دے گا اس کی دعوت پر لبیک کہیں گے۔ نہ اس کو کسی قیمت پر فروخت کریں گے اور نہ اس کے کسی بدل پر راضی ہوں گے۔ اس امر کے مخالف اور اس کے نظر انداز کرنے والے کے خلاف متحد رہیں گے اور کسی سرزنش کرنے والے کی سرزنش پر اس عہد کو توڑیں گے اور نہ کسی غیظ و غضب سے اس راہ میں متاثر ہوں گے اور نہ کسی قوم کو ذلیل کرنے یا گالی دینے کا وسیلہ قرار دیں گے۔ اسی بات پر حاضرین بھی قائم رہیں گے اور غائبین بھی۔ اسی پر کم عقل بھی کاربند رہیں گے اور عالم بھی۔ اسی کی پابندی صاحبانِ دانش بھی کریں گے اور جاہل بھی۔ پھر اس کے بعد ان کے ذمہ عہد الٰہی اور میثاق پروردگار کی پابندی بھی لازم ہو گئی ہے اور عہد الٰہی کے بارے میں روز قیامت بھی سوال کیا جائے گا ـــــ کاتب علیؑ بن ابی طالب

۷۵۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے نام ـ اپنی بیعت کے ابتدائی دور میں۔ جس کا ذکر واقدی نے کتاب الجمل میں کیا ہے)

بندۂ خدا۔ امیرالمومنین علیؑ کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کے نام

امابعد ـ تمھیں معلوم ہے کہ میں نے اپنی طرف سے حجت تمام کر دی ہے اور تم سے کنارہ کشی کر لی ہے۔ مگر پھر بھی وہ بات ہو کر رہی جسے ہونا تھا اور جسے ٹالا نہیں جا سکتا تھا۔ یہ بات بہت لمبی ہے اور اس میں گفتگو بہت طویل ہے لیکن اب جسے گزرنا تھا وہ گزر گیا اور جسے آنا تھا وہ آگیا۔ اب مناسب یہی ہے کہ اپنے یہاں کے لوگوں سے میری بیعت لے لو اور سب کو لے کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ ـــــ والسلام

۷۶۔ آپ کی وصیت

(عبداللہ بن عباس کے لئے ـ جب انھیں بصرہ کا والی قرار دیا)

لوگوں سے ملاقات کرنے میں۔ انھیں اپنی بزم میں جگہ دینے میں اور ان کے درمیان فیصلہ کرنے میں وسعت سے کام لو اور خبردار غیظ و غضب سے کام نہ لینا کہ یہ شیطان کی طرف سے ہلکے پن کا نتیجہ ہے اور یاد رکھو کہ جو چیز اللہ سے قریب بناتی ہے وہی جہنم سے دور کرتی ہے اور جو چیز اللہ سے دور کرتی ہے وہی جہنم سے قریب بنا دیتی ہے۔

۷۷۔ آپ کی وصیت

(عبداللہ بن عباس کے نام ـ جب انھیں خوارج کے مقابلہ میں اتمام حجت کے لئے ارسال فرمایا)

دیکھو ان سے قرآن کے بارے میں بحث نہ کرنا کہ اس کے بہت سے وجوہ و احتمالات ہوتے ہیں اور اس طرح تم اپنی کہتے رہو گے اور وہ اپنی

وَ يَقُولُونَ، وَ لٰكِنْ حَاجِجْهُمْ (خاصمهم) بِالسُّنَّةِ، فَإِنَّهُمْ لَنْ يَجِدُوا عَنْهَا مَحِيصاً.

٧٨

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى أبي موسى الأشعري جواباً في أمر الحكمين

ذكره سعيد بن يحيى الأموي في كتاب «المغازي»:

فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ تَغَيَّرَ كَثِيرٌ مِنْهُمْ عَنْ كَثِيرٍ مِنْ حَظِّهِمْ، فَمَالُوا مَعَ الدُّنْيَا، وَ نَطَقُوا بِالْهَوىٰ. وَ إِنِّي نَزَلْتُ مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ مَنْزِلاً مُعْجِباً، اجْتَمَعَ بِهِ أَقْوَامٌ أَعْجَبَتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ، وَ أَنَا أُدَاوِي (أداري) مِنْهُمْ قَرْحاً أَخَافُ أَنْ يَكُونَ عَلَقاً.

وَ لَيْسَ رَجُلٌ - فَاعْلَمْ - أَحْرَصَ عَلَىٰ جَمَاعَةِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - وَ أُلْفَتِهَا مِنِّي، أَبْتَغِي بِذٰلِكَ حُسْنَ الثَّوَابِ، وَ كَرَمَ الْمَآبِ. وَ سَأَفِي بِالَّذِي وَأَيْتُ عَلَىٰ نَفْسِي، وَ إِنْ تَغَيَّرْتَ عَنْ صَالِحِ مَا فَارَقْتَنِي عَلَيْهِ، فَإِنَّ الشَّقِيَّ مَنْ حُرِمَ نَفْعَ مَا أُوتِيَ مِنَ الْعَقْلِ، وَالتَّجْرِبَةِ، وَ إِنِّي لَأَعْبَدُ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ بِبَاطِلٍ، وَ أَنْ أُفْسِدَ أَمْراً قَدْ أَصْلَحَهُ اللّٰهُ. فَدَعْ مَا لَا تَعْرِفُ، فَإِنَّ شِرَارَ النَّاسِ طَائِرُونَ إِلَيْكَ بِأَقَاوِيلِ السُّوءِ، وَ السَّلَامُ.

٧٩

و من كتاب له (عليه السلام)

لما استخلف إلى أمراء الأجناد

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ مَنَعُوا النَّاسَ الْحَقَّ فَاشْتَرَوْهُ، وَ أَخَذُوهُمْ بِالْبَاطِلِ فَاقْتَدَوْهُ.

مُعجِب - تعجب خیز
قرح - زخم
علق - منجمد خون
مآب - مرجع
وأیتُ - وعدہ کیا
اَعبَد - پیچ و تاب کھانے والا

مصادر کتاب ۷۸ کتاب المغازی ابو عثمان سعید (متوفی ۲۴۹ھ) تاریخ بغداد ۹ ص۹
مصادر کتاب ۷۹ بحار الانوار ۸ ص۵۸۳

کھینچتے رہیں گے ۔ بلکہ ان سے سنت کے ذریعہ بحث کرو کہ اس سے بچ کر نکل جانے کا کوئی راستہ نہ ہوگا ۔

۷۸ ۔ آپ کا مکتوب گرامی

(ابوموسیٰ اشعری کے نام ۔ حکمین کے سلسلہ میں اس کے ایک خط کے جواب میں جس کا تذکرہ سعید بن یحییٰ نے "مغازی" میں کیا ہے)
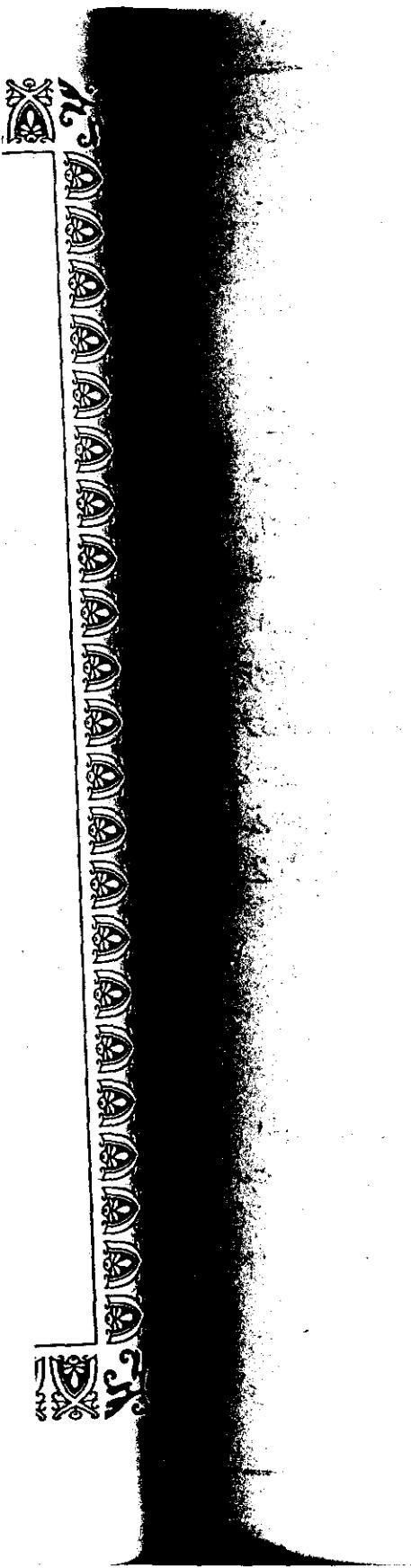
کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو آخرت کی بہت سی سعادتوں سے محروم ہو گئے ہیں ۔ دنیا کی طرف جھک گئے ہیں اور خواہشات کے مطابق بولنے لگے ہیں ۔ میں اس امر کی وجہ سے ایک حیرت و استعجاب کی منزل میں ہوں جہاں ایسے لوگ جمع ہو گئے ہیں جنھیں اپنی ہی بات اچھی لگتی ہے ۔ میں ان کے زخم کا مداوا تو کر رہا ہوں لیکن ڈر رہا ہوں کہ کہیں یہ منجمد خون کی شکل نہ اختیار کرلے ۔

اور یاد رکھو کہ امت پیغمبرؐ کی شیرازہ بندی اور اس کے اتحاد کے لئے مجھ سے زیادہ خواہشمند کوئی نہیں ہے جس کے ذریعہ میں بہترین ثواب اور سرفرازی آخرت چاہتا ہوں اور میں بہر حال اپنے عہد کو پورا کروں گا چاہے تم اس بات سے پلٹ جاؤ جو آخری ملاقات تک تمھاری زبان پر تھی ۔ یقیناً بدبخت وہ ہے جو عقل و تجربہ کے ہوتے ہوئے بھی اس کے فوائد سے محروم رہے ۔ میں تو اس بات پر ناراض ہوں کہ کوئی شخص حرف باطل زبان پر جاری کرے یا کسی ایسے امر کو فاسد کردے جس کی خدا نے اصلاح کردی ہے ۔ لہٰذا جس بات کو تم نہیں جانتے ہو اس کو نظر انداز کردو کہ شریر لوگ بڑی باتیں تم تک پہونچانے کے لئے اڑ کر پہونچا کریں گے ۔ والسّلام

۷۹ ۔ آپ کا مکتوب گرامی

(خلافت کے بعد ۔ رؤساء لشکر کے نام)

امابعد ۔ تم سے پہلے والے صرف اس بات سے ہلاک ہو گئے کہ انھوں نے لوگوں کے حق روک لئے اور انھیں رشوت دے کر خرید لیا اور انھیں باطل کا پابند بنایا تو سب انھیں کے راستوں پر چل پڑے ۔

نہج البلاغہ حصّہ سوئم

جوامع الکلم

کلمات حکمت

فِي عَاجِلِهِمْ، نُصْبُ أَعْيُنِهِمْ فِي آجَالِهِمْ.

۸

و قال (؏):

اِعْجَبُوا لِهٰذَا الْإِنْسَانِ يَنْظُرُ بِشَحْمٍ، وَيَتَكَلَّمُ بِلَحْمٍ، وَيَسْمَعُ بِعَظْمٍ، وَيَتَنَفَّسُ مِنْ خَرْمٍ!!

۹

و قال (؏):

إِذَا أَقْبَلَتِ الدُّنْيَا عَلَىٰ أَحَدٍ أَعَارَتْهُ مَحَاسِنَ غَيْرِهِ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ عَنْهُ سَلَبَتْهُ مَحَاسِنَ نَفْسِهِ (أنفسهم).

۱۰

و قال (؏):

خَالِطُوا النَّاسَ مُخَالَطَةً إِنْ مِتُّمْ مَعَهَا بَكَوْا عَلَيْكُمْ، وَإِنْ عِشْتُمْ (غبتم) حَنُّوا إِلَيْكُمْ.

۱۱

و قال (؏):

إِذَا قَدَرْتَ عَلَىٰ عَدُوِّكَ فَاجْعَلِ الْعَفْوَ عَنْهُ شُكْراً لِلْقُدْرَةِ عَلَيْهِ.

۱۲

و قال (؏):

أَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ اكْتِسَابِ الْإِخْوَانِ، وَأَعْجَزُ مِنْهُ مَنْ ضَيَّعَ مَنْ ظَفِرَ بِهِ مِنْهُمْ.

۱۳

و قال (؏):

إِذَا وَصَلَتْ إِلَيْكُمْ أَطْرَافُ النِّعَمِ فَلَا تُنَفِّرُوا أَقْصَاهَا بِقِلَّةِ الشُّكْرِ.

شحم - چربی
لحم - گوشت
عظم - ہڈی
خرم - سوراخ
مخالطہ - میل جول
حنوا الیکم - مشتاق ہوں
ظفر بہ - حاصل کرلیا
اعراف - اوائل
اقصیٰ - آخری حد

مصادر حکمت ۸ غرر الحکم ص۸
مصادر حکمت ۹ مروج الذہب ۳ ص۳۳۴، دستور معالم الحکم ص۲۵، غرر الحکم ص۱۴۲، الآداب جعفر بن شمس الخلافہ ص۳
مصادر حکمت ۱۰ من لا یحضرہ الفقیہ ۴ ص۲۷۶، تذکرۃ الخواص ص۱۲۳، الامالی طوسیؒ ص۲۰۹، مجموعہ ورام ص۲۷۹
مصادر حکمت ۱۱ المحاضرات ا ص۱۱، لباب الآداب اسامہ بن منقذ ص۳۳۵، زہر الآداب ا ص۴۴، روض الاخیار محمد بن قاسم ص۳۶، الآداب جعفر بن شمس الخلافہ ص۳۱، نہایۃ الارب ۳ ص۲۵، المائۃ کلمہ الجاحظ - مناقب خوارزمی ص۲۰۲
مصادر حکمت ۱۲ ذیل الامالی ص۱۱، الحکم المنثورہ ابن ابی الحدید، الموشیٰ الوشا را ص۱۹
مصادر حکمت ۱۳ دستور معالم الحکم ص۳۳، غرر الحکم ص۱۴۱، ربیع الابرار ا ص۴۰۳، المائۃ کلمہ الجاحظ

۸۔ انسان کی ساخت پر تعجب کرو کہ چربی کے ذریعہ دیکھتا ہے اور گوشت سے بولتا ہے اور ہڈی سے سنتا ہے اور سوراخ سے سانس لیتا ہے۔[1]

۹۔ جب دنیا کسی کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے تو یہ دوسرے کے محاسن بھی اس کے حوالہ کر دیتی ہے اور جب اس سے منھ پھراتی ہے تو اس کے محاسن بھی سلب کر لیتی ہے۔[2]

۱۰۔ لوگوں کے ساتھ ایسا میل جول رکھو کہ مر جاؤ تو لوگ گریہ کریں اور زندہ رہو تو تمھارے مشتاق رہیں۔[3]

۱۱۔ جب دشمن پر قدرت حاصل ہو جائے تو معاف کر دینے ہی کو اس قدرت کا شکریہ قرار دو۔[4]

۱۲۔ عاجز ترین انسان وہ ہے جو دوست بنانے سے بھی عاجز ہو اور اس سے زیادہ عاجز وہ ہے جو رہے سہے دوستوں کو بھی برباد کر دے۔[5]

۱۳۔ جب نعمتوں کا رُخ تمھاری طرف ہو تو ناشکری کے ذریعہ انھیں اپنے تک پہونچنے سے بھگا نہ دو۔[6]

[1] حضرتؑ کے بیان کا یہ حصہ علم الاعضا سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کا مقصد طبّی دواؤں کا بیان نہیں ہے بلکہ قدرتِ خدا کی طرف توجہ دلانا ہے کہ شائد انسان اس طرح شکر خالق کی طرف متوجہ ہو جائے۔

[2] یہ علم الاجتماع کا نکتہ ہے جہاں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ زمانہ عیب دار کو بے عیب بھی بنا دیتا ہے اور بے عیب کو عیب دار بھی بنا دیتا ہے اور دونوں کا فرق دنیا کی توجہ ہے جس کا حصول بہرحال ضروری ہے۔

[3] یہ بھی بہترین اجتماعی نکتہ ہے جس کی طرف ہر انسان کو متوجہ رہنا چاہیئے۔

[4] یہ اخلاقی تربیت ہے کہ انسان میں طاقت کا غرور نہیں ہونا چاہیئے اور اسے ایک نعمتِ پروردگار سمجھ کر اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اور یہ شکریہ بھی غلطی کرنے والوں کی معافی کی شکل میں ظاہر ہونا چاہیئے۔

[5] یہ بھی ایک اجتماعی نکتہ ہے کہ انسان میں دوست بنانے کی صلاحیت انتہائی ضروری ہے اور جس میں یہ صلاحیت نہ ہو اسے واقعاً انسان نہیں کہا جا سکتا ہے اور اس سے بدتر گیا گذرا انسان وہ ہے جو پائے ہوئے دوستوں کو بھی گنوا دے۔

[6] پروردگارِ عالم نے یہ اخلاقی نظام بنا دیا ہے کہ نعمتوں کی تکمیل شکریہ ہی کے ذریعہ ہو سکتی ہے لہٰذا جسے بھی اس کی تکمیل درکار ہے اسے شکریہ کا پابند ہونا چاہیئے۔

فَمَا يَعْثُرُ مِنْهُمْ عَاثِرٌ إِلَّا وَيَدُ اللّٰهِ بِيَدِهِ يَرْفَعُهُ.

۲۱

و قال (عليه السلام):

قُرِنَتِ الْهَيْبَةُ بِالْخَيْبَةِ، وَالْحَيَاءُ بِالْحِرْمَانِ، وَالْفُرْصَةُ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ، فَانْتَهِزُوا فُرَصَ الْخَيْرِ.

۲۲

و قال (عليه السلام):

لَنَا حَقٌّ، فَإِنْ أُعْطِينَاهُ، وَإِلَّا رَكِبْنَا أَعْجَازَ الْإِبِلِ، وَإِنْ طَالَ السُّرَى.

قال الرضي: و هذا من لطيف الكلام و فصيحه، و معناه: أنّا إن لم نعط حقّنا كنا أذلاء. وذلك أن الرديف يركب عجز البعير، كالعبد و الأسير و من يجري مجراهما.

۲۳

و قال (عليه السلام):

مَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ (حسبه).

۲۴

و قال (عليه السلام):

مِنْ كَفَّارَاتِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ إِغَاثَةُ الْمَلْهُوفِ، وَالتَّنْفِيسُ عَنِ الْمَكْرُوبِ.

۲۵

و قال (عليه السلام):

يَا ابْنَ آدَمَ، إِذَا رَأَيْتَ رَبَّكَ سُبْحَانَهُ يُتَابِعُ عَلَيْكَ نِعَمَهُ وَأَنْتَ تَعْصِيهِ فَاحْذَرْهُ.

۲۶

و قال (عليه السلام):

مَا أَضْمَرَ أَحَدٌ شَيْئاً إِلَّا ظَهَرَ فِي فَلَتَاتِ (لفتات) لِسَانِهِ، وَصَفَحَاتِ وَجْهِهِ.

۲۷

و قال (عليه السلام):

اَمْشِ بِدَائِكَ مَا مَشَى بِكَ.

۲۸

و قال (عليه السلام):

أَفْضَلُ الزُّهْدِ إِخْفَاءُ الزُّهْدِ.

۲۹

و قال (عليه السلام):

إِذَا كُنْتَ فِي إِدْبَارٍ، وَالْمَوْتُ فِي إِقْبَالٍ، فَمَا أَسْرَعَ الْمُلْتَقَى!

خیبۃ - ناکامی
حرمان - محرومی
اعجاز - پچھلا حصہ
سریٰ - سفر شب
اغاثہ - فریاد رسی
ملہوف - غم زدہ
مکروب - پریشان حال
فلتات - بیساختہ کلمات
ادبار - جانے کی حالت
اقبال - آنے کی کیفیت
ملتقیٰ - اجتماع

مصادر حکمت ۲۱ العقد الفرید ۳ ص۲۱۴، عیون الاخبار ۲ ص۱۲۳، اغانی ۱۲ ص۶، امالی قالی ۲ ص۹۱، جامع العلم ابن عبد البر ص۸۸، تحف العقول ص۱۳۵، امالی طوسی ۲ ص۱۳۵
مصادر حکمت ۲۲ تاریخ طبری ۵ ص۳۹، تہذیب اللغۃ ازہری ۱ ص۳۳۱، الجمع بین الغریبین ہروی (متوفی ۴۰۱ھ) تنبیہ الخواطر، نہایۃ ابن اثیر حادث ۳۲۳ھ، غرر الحکم
مصادر حکمت ۲۳ العقد الفرید ۲ ص۲۹۰، تفسیر رازی ۴ ص۸۷، غرر الحکم ص۲۷۳
مصادر حکمت ۲۴ البصائر والذخائر ابو حیان توحیدی ص۱۱۱، دستور معالم الحکم ص۲۵، تذکرۃ الخواص ص۱۲۳،
مصادر حکمت ۲۵ غرر الحکم ص۱۳۹، تذکرۃ الخواص ص۱۳۲
مصادر حکمت ۲۶ المائۃ المختارہ جاحظ، دستور معالم الحکم ص۴۳
مصادر حکمت ۲۷ غرر الحکم ص۶۲
مصادر حکمت ۲۸ تذکرۃ الخواص ص۱۳۶، دستور معالم الحکم، روضۃ الکافی
مصادر حکمت ۲۹ دستور معالم الحکم ص۲۱، غرر الحکم ص۱۴۲، تذکرۃ الخواص ص۱۳۲، روضۃ الواعظین الفتال النیشاپوری

کہ ایسا شخص جب بھی ٹھوکر کھاتا ہے تو قدرت کا ہاتھ اسے سنبھال کر اٹھا دیتا ہے۔

۲۱۔ مرعوبیت[1] کو ناکامی سے اور حیا کو محرومی سے ملا دیا گیا ہے۔ فرصت کے مواقع بادلوں کی طرح گذر جاتے ہیں لہٰذا نیکیوں کی فرصت کو غنیمت خیال کرو۔

۲۲۔ ہمارا ایک حق ہے جو مل گیا تو خیر ورنہ ہم اونٹ[2] پر پیچھے ہی بیٹھنا گوارا کریں گے چاہے سفر کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو۔
سید رضیؒ۔ یہ بہترین لطیف اور فصیح کلام ہے کہ اگر حق نہ ملا تو ہم کو ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا کہ ردیف میں بیٹھنے والے عام طور سے غلام اور قیدی وغیرہ ہوا کرتے ہیں۔

۲۳۔ جسے اس کے اعمال کے پیچھے ہٹا دیں اسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا ہے۔

۲۴۔ بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ یہ ہے کہ انسان ستم رسیدہ کی فریاد رسی[3] کرے اور رنج دیدہ انسان کے غم کو دور کرے۔

۲۵۔ فرزند آدمؑ! جب گناہوں کے باوجود پروردگار کی نعمتیں مسلسل تجھے ملتی رہیں تو ہوشیار[4] ہو جانا۔

۲۶۔ انسان جس بات کو دل میں چھپانا چاہتا ہے وہ اس کی زبان کے بیساختہ کلمات[5] اور چہرہ کے آثار سے نمایاں ہو جاتی ہے۔

۲۷۔ جہاں تک ممکن ہو مرض کے ساتھ چلتے رہو (اور فوراً علاج کی فکر میں لگ جاؤ)

۲۸۔ بہترین زہد۔ زہد کا مخفی رکھنا اور اظہار نہ کرنا ہے (کہ ریاکاری زہد نہیں ہے نفاق ہے)۔

۲۹۔ جب تمہاری زندگی جا رہی ہے اور موت آ رہی ہے تو ملاقات بہت جلدی ہو سکتی ہے۔

---

[1] جو بلاوجہ خوفزدہ ہو جائے گا وہ مقصد کو حاصل نہیں کر سکتا ہے اور جو بلاوجہ شرماتا رہے گا وہ ہمیشہ محروم رہے گا۔ انسان ہر موقع پر شرماتا ہی رہتا تو نسل انسانی وجود میں نہ آتی۔

[2] یعنی ہم حق سے دستبردار ہونے والے نہیں ہیں اور جہاں تک غاصبانہ دباؤ کا سامنا کرنا پڑے گا کرتے رہیں گے۔

[3] ستم رسیدہ وہ بھی ہے جس کے کھانے پینے کا سہارا نہ ہو اور وہ بھی ہے جس کے علاج کا پیسہ یا اسکول کی فیس کا انتظام نہ ہو۔

[4] اکثر انسان نعمتوں کی بارش دیکھ کر مغرور ہو جاتا ہے کہ شائد پروردگار کچھ زیادہ ہی مہربان ہے اور یہ نہیں سوچتا ہے کہ اس طرح حجت تمام ہو رہی ہے اور ڈھیل دی جا رہی ہے ورنہ گناہوں کے باوجود اس بارش رحمت کا کیا امکان ہے۔

[5] زندگی کی بیشمار باتیں ہیں جن کا چھپانا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک زبان کی حرکت جاری ہے اور چہرہ کی غمازی سلامت ہے۔ ان دو چیزوں پر کوئی انسان قابو نہیں پا سکتا ہے اور ان سے حقائق کا بہر حال انکشاف ہو جاتا ہے۔

۳۰

و قال (ع):

اَلْحَذَرَ اَلْحَذَرَ! فَوَاللّٰهِ لَقَدْ سَتَرَ، حَتّىٰ كَأَنَّهُ قَدْ غَفَرَ.

۳۱

سُئِلَ عَنِ الْإِيمَانِ، فَقَالَ:

اَلْإِيمَانُ عَلَىٰ أَرْبَعِ دَعَائِمَ(شعب): عَلَى الصَّبْرِ، وَالْيَقِينِ، وَالْعَدْلِ، وَالْجِهَادِ.

وَالصَّبْرُ مِنْهَا عَلَىٰ أَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى الشَّوْقِ، وَالشَّفَقِ، وَالزُّهْدِ، وَالتَّرَقُّبِ: فَمَنِ اشْتَاقَ إِلَى الْجَنَّةِ سَلَا عَنِ الشَّهَوَاتِ؛ وَمَنْ أَشْفَقَ مِنَ النَّارِ اجْتَنَبَ الْمُحَرَّمَاتِ؛ وَمَنْ زَهِدَ فِي الدُّنْيَا اسْتَهَانَ بِالْمُصِيبَاتِ؛ وَمَنِ ارْتَقَبَ الْمَوْتَ سَارَعَ إِلَى الْخَيْرَاتِ.

وَالْيَقِينُ مِنْهَا عَلَىٰ أَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَىٰ تَبْصِرَةِ الْفِطْنَةِ، وَتَأَوُّلِ الْحِكْمَةِ، وَمَوْعِظَةِ الْعِبْرَةِ، وَسُنَّةِ الْأَوَّلِينَ. فَمَنْ تَبَصَّرَ فِي الْفِطْنَةِ تَبَيَّنَتْ لَهُ الْحِكْمَةُ؛ وَمَنْ تَبَيَّنَتْ لَهُ الْحِكْمَةُ عَرَفَ الْعِبْرَةَ؛ وَمَنْ عَرَفَ الْعِبْرَةَ فَكَأَنَّمَا كَانَ فِي الْأَوَّلِينَ.

وَالْعَدْلُ مِنْهَا عَلَىٰ أَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَىٰ غَائِصِ الْفَهْمِ، وَغَوْرِ الْعِلْمِ، وَزُهْرَةِ الْحُكْمِ، وَرَسَاخَةِ الْحِلْمِ، فَمَنْ فَهِمَ عَلِمَ غَوْرَ الْعِلْمِ؛ وَمَنْ عَلِمَ غَوْرَ الْعِلْمِ صَدَرَ عَنْ شَرَائِعِ الْحُكْمِ؛ وَمَنْ حَلُمَ لَمْ يُفَرِّطْ فِي أَمْرِهِ وَعَاشَ فِي النَّاسِ حَمِيداً.

وَالْجِهَادُ مِنْهَا عَلَىٰ أَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنكَرِ، وَالصِّدْقِ فِي الْمَوَاطِنِ، وَشَنَآنِ الْفَاسِقِينَ: فَمَنْ أَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ شَدَّ ظُهُورَ الْمُؤْمِنِينَ؛

شفق - خوف
ترقب - نگرانی
تبصرہ - بصیرت
تاول - حقیقت رسی
عبرۃ - عبرت
سنۃ - طریقہ
غائص - تہہ تک پہنچ جانے والی
غور - گہرائی
زُہرہ - خوبی
رساخہ - پائیداری
شرائع - گھاٹ
مواطن - مواقع
شنآن - عداوت

مصادر حکمت ۳۰ المائۃ المختارہ جاحظ، اعجاز القرآن باقلانی ص۴۲
مصادر حکمت ۳۱ تحف العقول ص۶۳، اصول کافی ۲ ص۲۹، ذیل الامالی قالی ص۱۷۱، قوت القلوب ابوطالب کی ۱ ص۳۸۲، حلیۃ الاولیاء ۱ ص۷۴
خصال صدوق ۱ ص۱۰۱، مناقب خوارزمی ص۲۶۸، دستور معالم الحکم المجالس مفیدؒ ص۱۶۲، کتاب سلیم بن قیس ص۳۵، مشکوٰۃ الانوار
ص۱۱، المحاسن برقی

۳۰۔ ہوشیار رہو ہوشیار! کہ پروردگار نے گناہوں کی اسقدر پردہ پوشی کی ہے کہ انسان کو یہ دھوکہ ہو گیا ہے کہ شائد معاف کر دیا ہے۔
۳۱۔ آپ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ ایمان[1] کے چار ستون ہیں: صبر، یقین، عدل اور جہاد۔
پھر صبر کے چار شعبے ہیں[2]: شوق، خوف، زہد اور انتظارِ موت۔ پھر جس نے جنّت کا اشتیاق پیدا کر لیا اس نے خواہشات کو بھلا دیا اور جسے جہنم کا خوف حاصل ہو گیا اس نے محرمات سے اجتناب کیا۔ دنیا میں زہد اختیار کرنے والا مصیبتوں کو ہلکا تصور کرتا ہے اور موت کا انتظار کرنے والا نیکیوں کی طرف سبقت کرتا ہے۔
یقین کے بھی چار شعبے[3] ہیں: ہوشیاری کی بصیرت، حکمت کی حقیقت رسی، عبرت کی نصیحت اور سابق بزرگوں کی سنت۔ ہوشیاری میں بصیرت رکھنے والے پر حکمت روشن ہو جاتی ہے اور حکمت کی روشنی عبرت کو واضح کر دیتی ہے اور عبرت کی معرفت گویا سابق اقوام سے ملا دیتی ہے۔
عدل کے بھی چار شعبے ہیں، تہ تک پہونچ جانے والی سمجھ، علم کی گہرائی، فیصلہ کی وضاحت اور عقل کی پائیداری۔
جس نے فہم کی نعمت پا لی وہ علم کی گہرائی تک پہونچ گیا اور جس نے علم کی گہرائی کو پا لیا وہ فیصلہ کے گھاٹ سے سیراب ہو کر باہر آیا اور جس نے عقل استعمال کر لی اس نے اپنے امر میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور لوگوں کے درمیان قابلِ تعریف زندگی گذار دی۔
جہاد کے بھی چار شعبے ہیں: امر[4] بالمعروف، نہی عن المنکر، ہر مقام پر ثبات قدم اور فاسقوں سے نفرت و عداوت۔
لہٰذا جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومنین کی کمر کو مضبوط کر دیا۔

[1] واضح رہے کہ اس ایمان سے مراد ایمان حقیقی ہے جس پر ثواب کا دار و مدار ہے اور جس کا واقعی تعلق دل کی تصدیق اور اعضاء و جوارح کے عمل و کردار سے ہوتا ہے ورنہ وہ ایمان جس کا تذکرہ "یاایہا الذین اٰمنوا" میں کیا گیا ہے اس سے مراد صرف زبانی اقرار اور ادعائے ایمان ہے۔ ورنہ ایسا نہ ہوتا تو تمام احکام کا تعلق صرف مومنین مخلصین سے ہوتا اور منافقین ان قوانین سے یکسر آزاد ہو جاتے۔

[2] صبر کا دار و مدار چار اشیاء پر ہے۔ انسان رحمت الٰہی کا اشتیاق رکھتا ہو اور عذاب الٰہی سے ڈرتا ہو تاکہ اس راہ میں زحمتیں برداشت کرے۔ اس کے بعد دنیا کی طرف سے لاپرواہ ہو اور موت کی طرف سراپا توجہ ہو تاکہ دنیا کے فراق کو برداشت کر لے اور موت کی سختی کے پیش نظر ہر سختی کو آسان سمجھ لے۔

[3] یقین کی بھی چار بنیادیں ہیں۔ اپنی ہر بات پر مکمل اعتماد رکھتا ہو۔ حقائق کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ دیگر اقوام کے حالات سے عبرت حاصل کرے اور صالحین کے کردار پر عمل کرے۔ ایسا نہیں ہے تو انسان جہل مرکب میں مبتلا ہے اور اس کا یقین فقط وہم و گمان ہے، یقین نہیں ہے۔

[4] جہاد کا انحصار بھی چار میدانوں پر ہے۔ امر بالمعروف کا میدان۔ نہی عن المنکر کا میدان، قتال کا میدان اور فاسقوں سے نفرت و عداوت کا میدان۔ ان چاروں میدانوں میں حوصلہ جہاد نہیں ہے تو تنہا امر و نہی سے کوئی کام چلنے والا نہیں ہے اور نہ ایسا انسان واقعی مجاہد کہے جانے کے قابل ہے۔

وَمَــنْ نَهَــىٰ عَــنِ ٱلْمُــنْكَرِ أَرْغَــمَ أُنُــوفَ ٱلْكَــافِرِينَ (المــنافقين)؛ وَمَــنْ صَدَقَ فِي ٱلْمَــوَاطِــنِ قَــضَىٰ مَــا عَــلَيْهِ؛ وَمَــنْ شَــنِيءَ ٱلْــفَاسِقِينَ وَ غَــضِبَ لِــلَّهِ، غَــضِبَ ٱللَّــهُ لَــهُ وَأَرْضَــاهُ يَــوْمَ ٱلْــقِيَامَةِ.

وَٱلْكُــفْرُ عَــلَىٰ أَرْبَــعِ دَعَــائِمَ: عَــلَىٰ التَّــعَمُّقِ، وَالتَّــنَازُعِ، وَالزَّيْــغِ، وَالشِّقَاقِ.

فَمَــنْ تَــعَمَّقَ لَمْ يُــنِبْ إِلَى ٱلْحَــقِّ.

وَمَــنْ كَــثُرَ نِــزَاعُــهُ بِــالْجَهْلِ دَامَ عَــمَاهُ عَــنِ ٱلْحَقِّ.

وَمَــنْ زَاغَ سَــاءَتْ عِــنْدَهُ ٱلْحَسَــنَةُ، وَحَسُــنَتْ عِــنْدَهُ السَّــيِّئَةُ، وَسَكِــرَ سُكْــرَ الضَّــلَالَةِ.

وَمَــنْ شَــاقَّ وَعُــرَتْ عَــلَيْهِ طُــرُقُهُ، وَأَعْــضَلَ عَــلَيْهِ أَمْــرُهُ، وَضَــاقَ عَلَيْهِ مَخْرَجُهُ.

وَالشَّكُّ عَــلَىٰ أَرْبَــعِ شُــعَبٍ: عَــلَىٰ الــتَّمَارِي، وَٱلْهَــوْلِ، وَالتَّرَدُّدِ وَٱلاسْتِسْلَامِ.

فَمَــنْ جَــعَلَ ٱلْمِــرَاءَ دَيْــدَناً (ديــناً) لَمْ يُــصْبِحْ لَــيْلُهُ.

وَمَــنْ هَــالَهُ مَــا بَــيْنَ يَــدَيْهِ نَكَــصَ عَــلَىٰ عَــقِبَيْهِ.

وَمَــنْ تَــرَدَّدَ فِي الرَّيْبِ وَطِــئَتْهُ سَــنَابِكُ الشَّــيَاطِينِ.

وَمَــنِ ٱسْــتَسْلَمَ لِهَــلَكَةِ الدُّنْــيَا وَٱلآخِــرَةِ هَــلَكَ فِــيهِمَا.

قال الرضي: و بعد هذا كلام تركنا ذكره خوف الإطالة و الخروج عن الغرض المقصود في هذا الباب.

٣٢

و قال ﴿ﷺ﴾:

فَــاعِلُ ٱلْخَــيْرِ خَــيْرٌ مِــنْهُ، وَفَــاعِلُ الشَّرِّ شَرٌّ مِــنْهُ.

٣٣

و قال ﴿ﷺ﴾:

كُــنْ سَمَــحاً وَلَاتَكُــنْ مُــبَذِّراً، وَكُــنْ

تعمق ۔ ضرورت سے زیادہ کوشش
زیغ ۔ ٹیڑھاپن
شقاق ۔ اختلاف، عناد
انابہ ۔ رجوع کرنا
وعر ۔ دشواری
اعضل ۔ دشوار ہوگیا
تماری ۔ مفت کا جھگڑا
ہول ۔ خوف
تردد ۔ تحیر
استسلام ۔ سپردگی
مراء ۔ جدال
دیدن ۔ طریقہ
لم یصبح ۔ رات کی صبح نہ ہوگی
نکص علی عقبیہ ۔ الٹے پاؤں پلٹ گیا
ریب ۔ شک
سنابک ۔ سُم

(۱) خیر کے خیر ہونے کا دارومدار اس کے عمل پر ہے ورنہ عمل کے بغیر ہوا میں خیر کی کوئی افادیت نہیں ہے اور اسی طرح شر کا تصور خطرناک نہیں ہے ۔ اس کا منزل عمل میں آنا خطرناک ہے ۔ لہٰذا شریر شر سے بدتر ہوتا ہے ۔

صادر حکمت ۳۲ ربیع الابرار (باب الخیر والصلاح) امالی قالی ۲ ص۵۳، تحف العقول، ارشاد مفید ص۱۳۹، امالی طوسی ۱ ص۲۲۰، مجمع الامثال ۱

صادر حکمت ۳۳ غرر الحکم ص۲۳۲، روضۃ الواعظین ص۳۸۳، روض الاخیار محمد بن قاسم بن یعقوب ص۳۹، نہایۃ الارب نویری ۳ ص۲۰۴، المستطرف الشیبی ۱ ص۱۶۳

اور جس نے منکرات سے روکا اس نے کافروں کی ناک رگڑ دی۔ جس نے میدان قتال میں ثبات قدم کا مظاہرہ کیا وہ اپنے راستہ پر آگے بڑھ گیا اور جس نے فاسقوں سے نفرت و عداوت کا برتاؤ کیا پروردگار اس کی خاطر اس کے دشمنوں سے غضب ناک ہوگا اور اسے روز قیامت خوش کر دے گا۔

اور کفر کے بھی چار ستون ہیں[1]: بلاوجہ گہرائیوں میں جانا، آپس میں جھگڑا کرنا، کجی اور انحراف اور اختلاف اور عناد۔
جو بلاسبب گہرائی میں ڈوب جائے گا وہ پلٹ کر حق کی طرف نہیں آسکتا ہے اور جو جہالت کی بنا پر جھگڑا کرتا رہتا ہے وہ حق کی طرف سے اندھا ہو جاتا ہے۔ جو کجی کا شکار ہو جاتا ہے اسے نیکی بُرائی، اور بُرائی نیکی نظر آنے لگتی ہے اور وہ گمراہی کے نشہ میں چور ہو جاتا ہے اور جو جھگڑے اور عناد میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کے راستے دشوار، مسائل ناقابل حل اور بچ نکلنے کے طریقے تنگ ہو جاتے ہیں۔
اس کے بعد شک[2] کے چار شعبے ہیں: کٹ حجتی، خوف، حیرانی اور باطل کے ہاتھوں سپردگی۔ ظاہر ہے کہ جو کٹ حجتی کو شعار بنا لے گا اس کی رات کی صبح کبھی نہ ہوگی اور جو ہمیشہ سامنے کی چیزوں سے ڈرتا رہے گا وہ اُلٹے پاؤں پیچھے ہی ہٹتا رہے گا۔ جو شک و شبہ میں حیران و سرداں رہے گا اسے شیاطین اپنے پیروں تلے روند ڈالیں گے اور جو اپنے کو دنیا و آخرت کی ہلاکت کے سپرد کر دے گا وہ واقعاً ہلاک ہو جائے گا۔

۳۲۔ خیر کا انجام دینے والا اصل خیر سے بہتر ہوتا ہے اور شر کا انجام دینے والا اصل شر سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ (۵۱)
۳۳۔ سخاوت کرو لیکن فضول خرچی نہ کرو اور کفایت شعاری اختیار کرو۔

[1] کفر انکارِ خدا کی شکل میں ہو یا انکارِ رسالت کی شکل میں۔ اس کی اساس شرک پر ہو یا انکار حقائق و واضحات مذہب پر۔ ہر قسم کے لئے چار میں سے کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے یا انسان ان مسائل کی فکر میں ڈوب جاتا ہے جو اس کے امکان سے باہر ہیں۔ یا صرف جھگڑے کی بنیاد پر کسی عقیدہ کو اختیار کر لیتا ہے یا اس کی فکر میں کجی پیدا ہو جاتی ہے یا وہ عناد اور ضد کا شکار ہو جاتا ہے۔۔۔ اور کھلی ہوئی بات ہے کہ ان میں سے ہر بیماری وہ ہے جو انسان کو راہ راست پر آنے سے روک دیتی ہے اور انسان ساری زندگی کفر ہی میں مبتلا رہ جاتا ہے۔ بیماری کی ہر قسم کے اثرات الگ الگ ہیں لیکن مجموعی طور پر سب کا اثر یہ ہے کہ انسان حق رسی سے محروم ہو جاتا ہے اور ایمان و یقین کی دولت سے بہرہ مند نہیں ہو پاتا ہے۔
[2] شک ایمان و کفر کے درمیان کا راستہ ہے جہاں نہ انسان حق کا تیقن پیدا کر پاتا ہے اور نہ کفر ہی کا عقیدہ اختیار کر سکتا ہے اور درمیان میں ٹھوکریں کھاتا رہتا ہے اور اس ٹھوکر کے بھی چار اسباب یا مظاہر ہوتے ہیں یا انسان بلاسوچے سمجھے بحث شروع کر دیتا ہے یا غلطی کرنے کے خوف سے پرچھائیوں سے بھی ڈرنے لگتا ہے۔ یا تردّد اور حیرانی کا شکار ہو جاتا ہے یا ہر پکارنے والے کی آواز پر لبیک کہنے لگتا ہے:

"چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ   پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں"

مُقْدِراً وَلَاتَكُنْ مُقَتِّراً.

۳۴

و قال (ؑ):

أَشْرَفُ ٱلْغِنَىٰ تَرْكُ ٱلْمُنَىٰ.

۳۵

و قال (ؑ):

مَنْ أَسْرَعَ إِلَىٰ ٱلنَّاسِ بِمَا يَكْرَهُونَ، قَالُوا فِيهِ بِمَا لَايَعْلَمُونَ.

۳۶

و قال (ؑ):

مَنْ أَطَالَ ٱلْأَمَلَ[1] أَسَاءَ ٱلْعَمَلَ.

۳۷

و قال (ؑ)

و قد لقيه عند مسيره إلى الشام دهاقين الأنبار، فترجلوا له واشتدوا بين يديه، فقال:

مَا هٰذَا ٱلَّذِي صَنَعْتُمُوهُ؟ فَقَالُوا: خُلُقٌ مِنَّا نُعَظِّمُ بِهِ أُمَرَاءَنَا. فَقَالَ: وَ ٱللّٰهِ مَا يَنْتَفِعُ بِهٰذَا أُمَرَاؤُكُمْ! وَإِنَّكُمْ لَتَشُقُّونَ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ فِي دُنْيَاكُمْ، وَتَشْقَوْنَ بِهِ فِي آخِرَتِكُمْ. وَمَا أَخْسَرَ ٱلْمَشَقَّةَ وَرَاءَهَا ٱلْعِقَابُ، وَأَرْبَحَ ٱلدَّعَةَ مَعَهَا ٱلْأَمَانُ مِنَ ٱلنَّارِ!

۳۸

و قال (ؑ)

لابنه الحسن:

يَا بُنَيَّ، ٱحْفَظْ عَنِّي أَرْبَعاً، وَأَرْبَعاً، لَا يَضُرُّكَ مَا عَمِلْتَ مَعَهُنَّ: إِنَّ أَغْنَى ٱلْغِنَىٰ ٱلْعَقْلُ، وَأَكْبَرَ ٱلْفَقْرِ ٱلْحُمْقُ، وَأَوْحَشَ ٱلْوَحْشَةِ ٱلْعُجْبُ، وَأَكْرَمَ ٱلْحَسَبِ حُسْنُ ٱلْخُلُقِ.

يَا بُنَيَّ، إِيَّاكَ وَ مُصَادَقَةَ ٱلْأَحْمَقِ، فَإِنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَنْفَعَكَ فَيَضُرَّكَ؛ وَ إِيَّاكَ وَ مُصَادَقَةَ ٱلْبَخِيلِ، فَإِنَّهُ يَقْعُدُ عَنْكَ أَحْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ؛ وَ إِيَّاكَ وَ مُصَادَقَةَ ٱلْفَاجِرِ، فَإِنَّهُ يَبِيعُكَ بِالتَّافِهِ؛ وَ إِيَّاكَ وَمُصَادَقَةَ

مقدر ۔ میانہ روی کرنے والا
مُقتِّراً ۔ بخل کرنے والا
مُنیٰ ۔ امیدیں
امل ۔ امید
دہاقین ۔ جمع دہقان
انبار ۔ عراق کا ایک شہر ہے
ترجلو ۔ سواریوں سے اتر آئے
اشتدوا ۔ تیز تیز چلنے لگے
تشقون ۔ مشقت سے نکلا ہے
دَعَہ ۔ سکون و راحت
عُجب ۔ خود پسندی
حمق ۔ بیوقوفی
مصادقہ ۔ دوستی
تافہ ۔ معمولی

[1] تمنا اور آرزو کوئی بری چیز نہیں ہے لیکن صرف مادیات کی تمنا اچھی چیز بھی نہیں ہے اور دونوں صورتوں میں صرف تمنا سے کوئی کام بننے والا نہیں ہے اور انسان کے لئے عافیت اسی میں ہے کہ آرزو کا راستہ چھوڑ کر عمل کا راستہ اختیار کرے۔

مصادر حکمت ۳۴ تحف العقول ص۹۰، روضۃ الکافی ص۲۳، دستور العالم الحکم ص۲۱
مصادر حکمت ۳۵ غرر الحکم ص۲۸۹، الغرور و الدار الواط ص۷۹
مصادر حکمت ۳۶ کتاب الزہد حسین بن سعید الاہوازی ۔ مستدرک الاسائل ا ص۱۳، فروع الکافی ا ص۷، تحف العقول ص۲۲، خصال ص... المائۃ المختارہ جاحظ، مجمع الامثال ۲ ص۲۵۵، تذکرۃ الخواص ص۱۳۲ تنبیہ الخواطر ص۸۷، ارشاد مفید ص۱۲۲
مصادر حکمت ۳۷ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۱۴۴
مصادر حکمت ۳۸ المائۃ المختارہ، دستور معالم الحکم، اللباب اسامہ بن منقذ ص۱۱، تاریخ ابن عساکر، تاریخ الخلفاء ص۱۵۴، ربیع الا... عیون الاخبار دینوری ۳ ص۷۹

لیکن بخیل مت بنو۔

۳۴۔ بہترین مالداری اور بے نیازی یہ ہے کہ انسان امیدوں کو ترک کر دے۔

۳۵۔ جو لوگوں کے بارے میں بلا سوچے سمجھے وہ باتیں کہہ دیتا ہے جنھیں وہ پسند نہیں کرتے ہیں۔ لوگ اس کے بارے میں بھی وہ کہہ دیتے ہیں جسے جانتے بھی نہیں ہیں۔

۳۶۔ جس نے امیدوں کو دراز کیا[1] اس نے عمل کو برباد کر دیا۔

۳۷۔ (شام کی طرف جاتے ہوئے آپ کا گذر انبار کے زمینداروں کے پاس سے ہوا تو وہ لوگ سواریوں سے اتر آئے اور آپ کے آگے دوڑنے لگے تو آپ نے فرمایا) یہ تم نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ یہ ہمارا ایک ادب ہے جس سے ہم شخصیتوں کا احترام کرتے ہیں۔ فرمایا کہ خدا گواہ ہے اس سے حکام کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور تم اپنے نفس کو دنیا میں زحمت[2] میں ڈالتے ہو اور آخرت میں بدبختی کا شکار ہو جاؤ گے اور کس قدر خسارہ کے باعث ہے وہ مشقت جس کے پیچھے عذاب ہو اور کس قدر فائدہ مند ہے وہ راحت جس کے ساتھ جہنم سے امان ہو۔

۳۸۔ آپ نے اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا: بیٹا مجھ سے چار اور پھر چار[3] باتیں محفوظ کر لو تو اس کے بعد کسی عمل سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔

بہترین دولت وثروت عقل ہے اور بدترین فقیری حماقت۔ سب سے زیادہ وحشت ناک امر خود پسندی ہے اور سب سے شریف حسب خوش اخلاقی۔ بیٹا! خبردار کسی احمق کی دوستی اختیار نہ کرنا کہ تمھیں فائدہ بھی پہونچانا چاہے گا تو نقصان پہونچا دے گا۔ اور اسی طرح کسی بخیل سے دوستی نہ کرنا کہ تم سے ایسے وقت میں دور بھاگے گا جب تمھیں اس کی شدید ضرورت ہوگی اور دیکھو کسی فاجر کا ساتھ بھی اختیار نہ کرنا کہ وہ تم کو حقیر چیز کے عوض بھی بیچ ڈالے گا اور کسی جھوٹے کی صحبت بھی اختیار نہ کرنا۔

---

[1] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ دنیا امیدوں پر قائم ہے اور انسان کی زندگی سے امید کا شعبہ ختم ہو جائے تو عمل کی ساری تحریک سرد پڑ جائے گی اور کوئی انسان کوئی کام نہ کرے گا لیکن اس کے بعد بھی اعتدال ایک بنیادی مسئلہ ہے اور امیدوں کی درازی بہر حال عمل کو برباد کر دیتی ہے کہ انسان آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور آخرت سے غافل ہو جانے والا عمل نہیں کر سکتا ہے۔

[2] اس ارشاد گرامی سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اسلام ہر تہذیب کو گوارا نہیں کرتا ہے اور اس کے بارے میں یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کی افادیت کیا ہے اور آخرت میں اس کا نقصان کس قدر ہے۔ ہماری ملکی تہذیب میں فرشی سلام کرنا، غیر خدا کے سامنے بحد رکوع جھکنا بھی ہے جو اسلام میں قطعاً جائز نہیں ہے۔ کسی ضرورت سے جھکنا اور ہے اور تعظیم کے خیال سے جھکنا اور ہے۔ سلام تعظیم کے لئے ہوتا ہے لہٰذا اس میں رکوع کی حدوں تک جانا صحیح نہیں ہے۔

[3] چار اور چار کا مقصد شاید یہ ہے کہ پہلے چار کا تعلق انسان کے ذاتی اوصاف وخصوصیات سے ہے اور دوسرے چار کا تعلق اجتماعی معاملات سے ہے اور کمال سعادت مندی یہی ہے کہ انسان ذاتی زیور کردار سے بھی آراستہ رہے اور اجتماعی برتاؤ کو بھی صحیح رکھے۔

ٱلْكَــذَّابِ، فَــإِنَّهُ كَــالسَّرَابِ: يُــقَرِّبُ عَــلَيْكَ ٱلْــبَعِيدَ، وَيُــبَعِّدُ عَــلَيْكَ ٱلْــقَرِيبَ.

٣٩

و قال (ﷺ):

لَا قُرْبَةَ بِـالنَّوَافِـلِ إِذَا أَضَرَّتْ بِـالْفَرَائِـضِ.

٤٠

و قال (ﷺ):

لِسَــانُ ٱلْـعَاقِلِ وَرَاءَ قَـلْبِهِ، وَقَـلْبُ ٱلْأَحْمَـقِ وَرَاءَ لِسَـانِهِ.

قال الرضي: و هذا من المعاني العجيبة الشريفة، و المراد به أن العاقل لا يطلق لسانه، إلا بعد مشاورة الروية و مؤامرة الفكرة. والأحمق تسبق حذفاتُ لسانه وفلتاتُ كلامه مراجعة فكره، و مماخضة رأيه. فكأن لسان العاقل تابع لقلبه، وكأن قلب الأحمق تابع للسانه.

٤١

و قد روي عنه (ﷺ) هذا المعنى بلفظ آخر، و هو قوله:

قَـلْبُ ٱلْأَحْمَـقِ فِي فِـيهِ، وَلِسَـانُ ٱلْـعَاقِلِ فِي قَـلْبِهِ.

و معناهما واحد.

٤٢

و قال (ﷺ)

لبعض أصحابه في علة اعتلها:

جَـعَلَ ٱللّٰـهُ مَـا كَـانَ مِـنْ شَكْـوَاكَ حَـطّاً لِسَـيِّئَاتِكَ، فَـإِنَّ ٱلْـمَرَضَ لَا أَجْـرَ فِـيهِ، وَلٰكِـنَّهُ يَحُـطُّ السَّـيِّئَاتِ، وَيَحُـتُّهَا حَتَّ ٱلْأَوْرَاقِ، وَإِنَّمَـا ٱلْأَجْـرُ فِي ٱلْـقَوْلِ بِـاللِّسَانِ، وَٱلْـعَمَلِ بِـالْأَيْدِي وَٱلْأَقْـدَامِ، وَإِنَّ ٱللّٰـهَ سُـبْحَانَهُ يُـدْخِلُ بِـصِدْقِ النِّـيَّةِ وَالسَّرِيـرَةِ الصَّـالِحَةِ مَـنْ يَشَـاءُ مِـنْ عِـبَادِهِ ٱلْجَـنَّةَ.

قال الرضي: وأقول صدق (ﷺ)، إن المرض لا أجر فيه، لأنه ليس من قبيل ما يستحق عليه العوض، لأن العوض يستحق على ما كان في مقابلة فعل الله تعالى بالعبد،

سراب - چمکدار ذرات
نوافل - سنتی اعمال
حذفات - بے سوچے سمجھے کلمات
مراجعہ فکر - غور و فکر کرنا
مماخضہ - تحریک - متھنا
حتّ - ٹوٹ کر گرنا

(۱) سراب کی شان یہی ہوتی ہے کہ دور سے پانی نظر آتا ہے تو مسافر دوڑ کر قریب آجاتا ہے اور جب قریب آنے کے بعد اس کی حقیقت کا اظہار ہو جاتا ہے تو پھر دوبارہ دور چلا جاتا ہے۔

(۲) اس مسئلہ پر ان تمام حضرات کو غور کرنا چاہیے جو رات کو مستحب کاموں میں دیر تک جاگتے رہتے ہیں اور پھر صبح کی واجب نماز ترک کر دیتے ہیں۔ کیا ایسے مستحبات میں قرب الٰہی کا کوئی امکان پایا جاتا ہے

کرد ... اور ا ... بناد ... جھر ... ان کی ... اس عمل ... لے دوسر ... یہ ہے کہ ... نہ رحمان ... کون سا نا ... یہ ا ... کی اصطلا ... ہی میں ز ... ۲ منقہ ... ہوتا ہے ... کیا جا سکتا

مصادر حکمت ۳۹ غرر الحکم آمدی ص ۳۴۵
مصادر حکمت ۴۰ قصار الحکم ص ۴۱
مصادر حکمت ۴۱ المائۃ المختارہ جاحظ
مصادر حکمت ۴۲ کتاب صفین ص ۵۲۸، تاریخ طبری ۶ ص ۴۷، تفسیر عیاشی ۲ ص ۱۱۳، امالی طوسی ۲ ص ۴۵

کہ وہ مثل سراب ہے (۱) جو دور والے کو قریب کر دیتا ہے اور قریب والے کو دور کر دیتا ہے۔

۳۹۔ مستحبات الٰہی میں کوئی قربت الٰہی نہیں ہے اگر ان سے واجبات کو نقصان پہونچ جائے (۲)۔

۴۰۔ عقلمند کی زبان اس کے دل کے پیچھے رہتی ہے اور احمق کا دل اس کی زبان کے پیچھے رہتا ہے۔

سید رضیؒ۔ یہ بڑی عجیب و غریب اور لطیف حکمت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عقلمند انسان غور و فکر کرنے کے بعد بولتا ہے اور احمق انسان بلا سوچے سمجھے کہہ ڈالتا ہے گویا کہ عاقل کی زبان دل کی تابع ہے اور احمق کا دل اس کی زبان کا پابند ہے۔

۴۱۔ احمق کا دل اس کے منھ کے اندر رہتا ہے اور عقلمند کی زبان اس کے دل کے اندر۔

۴۲۔ اپنے ایک صحابی سے اس کی بیماری کے موقع پر فرمایا" اللہ نے تمھاری بیماری کو تمھارے گناہوں کے دور کرنے کا ذریعہ بنا دیا ہے کہ خود بیماری میں کوئی اجر نہیں ہے لیکن یہ برائیوں کو مٹا دیتی ہے اور اس طرح جھاڑ دیتی ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ اجر و ثواب زبان سے کچھ کہنے اور ہاتھ پاؤں سے کچھ کرنے میں حاصل ہوتا ہے اور پروردگار اپنے جن بندوں کو چاہتا ہے (۲) ان کی نیت کی صداقت اور باطن کی پاکیزگی کی بنا پر داخلِ جنت کر دیتا ہے۔

سید رضیؒ۔ حضرت نے بالکل سچ فرمایا ہے کہ بیماری میں کوئی اجر نہیں ہے کہ یہ کوئی استحقاقی اجر والا کام نہیں ہے۔ عوض تو اس عمل پر بھی حاصل ہوتا ہے

---

(۱) دوسرے مقام پر امام علیہ السلام نے اسی بات کو عاقل و احمق کے بجائے مومن اور منافق کے نام سے بیان فرمایا ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ اسلام کی نگاہ میں مومن ہی کو عاقل اور منافق ہی کو احمق کہا جاتا ہے۔ ورنہ جو ابتدا سے بے خبر اور انتہا سے غافل ہو جائے، نہ رحمان کی عبادت کرے اور نہ جنت کے حصول کا انتظام کرے اسے کس اعتبار سے عقلمند کہا جا سکتا ہے اور اسے احمق کے علاوہ دوسرا کون سا نام دیا جا سکتا ہے۔

یہ اور بات ہے کہ دور حاضر میں ایسے ہی افراد کو دانشمند اور دانشور کہا جاتا ہے اور انھیں کے احترام کے طور پر دین و دانش کی اصطلاح نکالی گئی ہے کہ گویا دیندار، دیندار ہوتا ہے اور دانشور نہیں۔ اور دانشور، دانشور ہوتا ہے چاہے دیندار نہ ہو اور بیدینی ہی میں زندگی گذار دے۔

(۲) مقصد یہ ہے کہ پروردگار نے جس اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے اور جس کا انسان استحقاق پیدا کر لیتا ہے وہ کسی نہ کسی عمل ہی پر پیدا ہوتا ہے اور مرض کوئی عمل نہیں ہے۔ لیکن اس کے علاوہ فضل و کرم کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور وہ کسی بھی وقت اور کسی بھی شخص کے شاملِ حال کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اجارہ نہیں ہے۔

من الآلام و الأمراض، و ما يجرى مجرى ذلك. و الأجر و الثواب يستحقان على ما كان في مقابلة فعل العبد، فبينهما فرق قد بينه(عليه السلام)، كما يقتضيه علمه الثاقب ورأيه الصائب.

٤٣

و قال(عليه السلام)

في ذكر خباب بن الأرتّ:

يَرْحَمُ اللّٰهُ خَبَّابَ بْنَ الْأَرَتِّ، فَلَقَدْ أَسْلَمَ رَاغِباً، وَهَاجَرَ طَائِعاً، وَقَنِعَ بِالْكَفَافِ، وَرَضِيَ عَنِ اللّٰهِ، وَعَاشَ مُجَاهِداً.

٤٤

و قال (عليه السلام):

طُوبَىٰ لِمَنْ ذَكَرَ الْمَعَادَ، وَعَمِلَ لِلْحِسَابِ، وَقَنِعَ بِالْكَفَافِ، وَرَضِيَ عَنِ اللّٰهِ.

٤٥

و قال(عليه السلام):

لَوْ ضَرَبْتُ خَيْشُومَ الْمُؤْمِنِ بِسَيْفِي هٰذَا عَلَىٰ أَنْ يُبْغِضَنِي مَا أَبْغَضَنِي؛ وَلَوْ صَبَبْتُ الدُّنْيَا بِجَمَّاتِهَا عَلَى الْمُنَافِقِ عَلَىٰ أَنْ يُحِبَّنِي مَا أَحَبَّنِي. وَذٰلِكَ أَنَّهُ قُضِيَ فَانْقَضَىٰ عَلَىٰ لِسَانِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ؛ أَنَّهُ قَالَ: يَا عَلِيُّ، لَا يُبْغِضُكَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يُحِبُّكَ مُنَافِقٌ.

٤٦

و قال (عليه السلام):

سَيِّئَةٌ تَسُوءُكَ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ حَسَنَةٍ تُعْجِبُكَ.

٤٧

و قال (عليه السلام):

قَدْرُ الرَّجُلِ عَلَىٰ قَدْرِ هِمَّتِهِ، وَصِدْقُهُ عَلَىٰ قَدْرِ مُرُوءَتِهِ، وَشَجَاعَتُهُ عَلَىٰ قَدْرِ أَنَفَتِهِ، وَعِفَّتُهُ عَلَىٰ قَدْرِ غَيْرَتِهِ.

٤٨

و قال (عليه السلام):

الظَّفَرُ بِالْحَزْمِ، وَالْحَزْمُ بِإِجَالَةِ الرَّأْيِ، وَالرَّأْيُ بِتَحْصِينِ الْأَسْرَارِ.

غاف - بقدر ضرورت
یشوم - ناک
ات - جمع جمّۃ - کل کا کل

خباب رسول اکرم کے محترم
عابی تھے جنھیں کفار مکہ نے بے پناہ
یت دی لیکن اپنے اسلام پر ثابت
رہے اور اس کے بعد تمام معرکوں
شریک رہے
رسول اکرم کے بعد مولائے کائنات
ساتھ دیا اور آپ کے ساتھ معرکوں
شرکت کی۔ آخر وقت میں کوفہ میں
کونت اختیار کرلی اور وہیں ۷۳
ال کی عمر میں ۳۹ھ میں انتقال
یا۔ امیرالمومنین نے بنفس نفیس
زہ کی نماز ادا فرمائی اور اس کے
قبر کے سرہانے کھڑے ہوکر زندگی بھر
محبت کا انعام ان قیمتی فقرات کے
یہ عطا فرمایا جو تاریخ کی زینت
کر باقی رہ گئے۔

ادر حکمت ۴۳ قصار الحکم ۴۳
ادر حکمت ۴۴ اسد الغابہ ۲ ص۱۰۱ کتاب صفین ص۵۳۱، تاریخ طبری ۶ ص۳۴، البیان والتبیین ۲ ص۹۴، العقد الفرید ۳ ص۲۳۸، حلیۃ الاولیاء ۱ ص۱۴۶
زہر الاداب ۱ ص۴۲، اصابہ (حالات خباب)
ادر حکمت ۴۵ بشارۃ المصطفیٰ طبری ص۱۳۰، امالی طوسی ۱ ص۲۰۹، ربیع الابرار ۱ ص۱۳۸، روضۃ الکافی ص۲۶۸، مشکوٰۃ الانوار ص۴۷
ادر حکمت ۴۶ العقد الفرید ۱ ص۱۴۰، الحکم المنثورہ ابن ابی الحدید، عدۃ الداعی ابن فہد، مستدرک الوسائل ۱ ص۱۶، تذکرۃ الخواص ص۱۳۲
ادر حکمت ۴۷ مجمع الامثال ۲ ص۴۵۰، مطالب السئول ۱ ص۱۶۴، الغرر آمدی ص۲۳۵، سراج الملوک طوسی ص۳۷۷
ادر حکمت ۴۸ نہایۃ الادب ۶ ص۱۴

جو بیماریوں وغیرہ کی طرح خدا بندہ کے لئے انجام دیتا ہے لیکن اجر و ثواب صرف اسی عمل پر ہوتا ہے جو بندہ خود انجام دیتا ہے اور مولائے کائنات نے اس مقام پر عوض اور اجر و ثواب کے اسی فرق کو واضح فرمایا ہے جس کا ادراک آپ کے علم روشن اور فکر صائب کے ذریعہ ہوا ہے۔

۴۳۔ آپ نے خباب بن الارت[1] کے بارے میں فرمایا کہ خدا خباب ابن الارت پر رحمت نازل کرے۔ وہ اپنی رغبت سے اسلام لائے۔ اپنی خوشی سے ہجرت کی اور بقدر ضرورت سامان پر اکتفا کی۔ اللہ کی مرضی[1] سے راضی رہے اور مجاہدانہ زندگی گذار دی۔

۴۴۔ خوشا بحال اس شخص کا جس نے آخرت کو یاد رکھا، حساب کے لئے عمل کیا، بقدر ضرورت پر قانع رہا اور اللہ سے راضی رہا۔

۴۵۔ اگر میں اس تلوار سے مومن کی ناک بھی کاٹ دوں کہ مجھ سے دشمنی کرنے لگے تو ہرگز نہ کرے گا اور اگر دنیا کی تمام نعمتیں منافق پر انڈیل دوں کہ مجھ سے محبت کرنے لگے تو ہرگز نہ کرے گا۔ اس لئے کہ اس حقیقت کا فیصلہ نبی صادق کی زبان سے ہو چکا ہے کہ "یا علیؑ! کوئی مومن تم سے دشمنی نہیں کر سکتا ہے اور کوئی منافق تم سے محبت نہیں کر سکتا ہے"۔

۴۶۔ وہ گناہ[2] جس کا تمہیں رنج ہو۔ اللہ کے نزدیک اس نیکی سے بہتر ہے جس سے تم میں غرور پیدا ہو جائے۔

۴۷۔ انسان کی قدر و قیمت اس کی ہمت[3] کے اعتبار سے ہوتی ہے اور اس کی صداقت اس کی مردانگی کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ شجاعت کا پیمانہ حمیت و خودداری ہے اور عفت کا پیمانہ غیرت و حیا۔

۴۸۔ کامیابی دور اندیشی سے حاصل ہوتی ہے اور دور اندیشی فکر و تدبر سے۔ فکر و تدبر کا تعلق اسرار کی راز داری سے ہے۔

---

[1] حقیقت امر یہ ہے کہ انسانی زندگی کا کمال یہ نہیں ہے کہ اللہ اس سے راضی ہو جائے۔ یہ کام نسبتاً آسان ہے کہ وہ سریع الرضا ہے۔ کبھی معمولی عمل سے بھی راضی ہو جاتا ہے اور کبھی بدترین عمل کے بعد بھی توبہ سے راضی ہو جاتا ہے۔ سب سے مشکل کام بندہ کا خدا سے راضی ہو جانا ہے کہ وہ کسی حال میں خوش نہیں ہوتا ہے اور اقتدار فرعون و دولت قارون پانے کے بعد بھی یا مغرور ہو جاتا ہے یا زیادہ کا مطالبہ کرنے لگتا ہے۔ امیر المومنینؑ نے خباب کے اسی کردار کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ انتہائی مصائب کے باوجود خدا سے راضی رہے اور ایک حرف شکایت زبان پر نہیں لائے۔ اور ایسا ہی انسان وہ ہوتا ہے جس کے حق میں طوبیٰ کی بشارت دی جا سکتی ہے اور وہ امیر المومنینؑ کی طرف سے مبارکباد کا مستحق ہوتا ہے۔

[2] اگرچہ گناہ میں کوئی خوبی اور بہتری نہیں ہے۔ لیکن کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ گناہ کے بعد انسان کا نفس ملامت کرنے لگتا ہے اور وہ توبہ پر آمادہ ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا گناہ جس کے بعد احساس توبہ پیدا ہو جائے اس کار خیر سے یقیناً بہتر ہے جس کے بعد غرور پیدا ہو جائے اور انسان اخوان الشیاطین کی فہرست میں شامل ہو جائے۔

[3] کیا کہنا اس شخص کی ہمت کا جو دعوت ذوالعشیرہ میں ساری قوم کے مقابلہ میں تن تنہا نصرت پیغمبرؐ پر آمادہ ہو گیا اور پھر ہجرت کی رات تلواروں کے سایہ میں سو گیا اور مختلف معرکوں میں تلواروں کی زد پر رہا اور آخرکار تلوار کے سایہ ہی میں سجدۂ آخر بھی ادا کر دیا۔ اس سے زیادہ قدر و قیمت کا حقدار دنیا کا کونسا انسان ہو سکتا ہے۔

٤٩

و قال (ع):

أَحْذَرُوا صَوْلَةَ ٱلْكَرِيمِ إِذَا جَاعَ، واللَّئِيمِ إِذَا شَبِعَ.

٥٠

و قال (ع):

قُلُوبُ الرِّجَالِ وَحْشِيَّةٌ، فَمَنْ تَأَلَّفَهَا أَقْبَلَتْ عَلَيْهِ.

٥١

و قال (ع):

عَيْبُكَ مَسْتُورٌ مَا أَسْعَدَكَ جَدُّكَ.

٥٢

و قال (ع):

أَوْلَى النَّاسِ بِالْعَفْوِ أَقْدَرُهُمْ عَلَى ٱلْعُقُوبَةِ.

٥٣

و قال (ع):

السَّخَاءُ مَا كَانَ ابْتِدَاءً؛ فَأَمَّا مَا كَانَ عَنْ مَسْأَلَةٍ فَحَيَاءٌ وَتَذَمُّمٌ.

٥٤

و قال (ع):

لَا غِنَىٰ كَالْعَقْلِ؛ وَلَا فَقْرَ كَالْجَهْلِ؛ وَ لَا مِيرَاثَ كَالْأَدَبِ؛ وَلَا ظَهِيرَ كَالْمُشَاوَرَةِ.

٥٥

و قال (ع):

الصَّبْرُ صَبْرَانِ: صَبْرٌ عَلَىٰ مَا تَكْرَهُ، وصَبْرٌ عَمَّا تُحِبُّ.

٥٦

و قال (ع):

الْغِنَىٰ فِي ٱلْغُرْبَةِ وَطَنٌ، وَٱلْفَقْرُ فِي ٱلْوَطَنِ غُرْبَةٌ.

٥٧

و قال (ع):

ٱلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْفَدُ.

قال الرضي: و قد روي هذا الكلام عن النبي (ص).

صولۃ - حملہ

جَدّ - نصیب

تذمم - مذمت سے بچاؤ

ظہیر - مددگار

(۱) شریف انسان میں قوت برداشت بے پناہ ہوتی ہے لیکن جب اس کی عزت پر بن آتی ہے تو بھوکے شیر کی طرح حملہ آور ہو جاتا ہے اور اس کے برخلاف ذلیل انسان کو عزت و آبرو کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا ہے - وہ صرف اپنی دولتمندی اور شکم سیری کے نشہ میں چور رہتا ہے اور اس کے بارے میں جو کچھ بھی کہا جائے اسے ذرہ برابر پرواہ نہیں ہوتی ہے -

مادر حکمت ۴۹ البیان والتبیین ۲ ص۱۰ ، العقد الفرید ۱ ص۳۲۲ ، غرر الحکم ، الحکم المنثورہ ابن ابی الحدید

مادر حکمت ۵۰ ربیع الابرار ج ۱ - سراج الملوک طرطوشی ص۳۸۲

مادر حکمت ۵۱ ربیع الابرار

مادر حکمت ۵۲ ربیع الابرار

مادر حکمت ۵۳ تاریخ ابن عساکر - تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۸۲ ، ادب الدنیا والدین ماوردی ص۱۶۵ ، روض الاخیار محمد بن قاسم ص۳۸

مادر حکمت ۵۴ تحف العقول ص۲۰۱ ، روضہ کافی ص۱۷ ، امالی صدوق ص۱۹۳ ، دستور معالم الحکم ، غرر الحکم ، البصائر والذخائر ص۲۵ ، العقد الفرید ۲ ص۲۵۲

مادر حکمت ۵۵ غرر الحکم - اصول کافی ۲ ص۹۰ ، تحف العقول ص۲۱٦

مادر حکمت ۵٦ غرر الحکم ص۳۳

مادر حکمت ۵۷ تحف العقول ص۶۴ ، نہایۃ الارب ۸ ص۱۸٦ ، دستور معالم الحکم ص۲۷ مجمع الامثال ۲ ص۳۵۴ ، روض الاخیار ابن قاسم ص۱۳

۴۹۔ شریف انسان کے حملہ سے بچو جب وہ بھوکا ہو، اور کمینے کے حملہ سے بچو جب اس کا پیٹ بھرا ہو۔ (۵۱)

۵۰۔ لوگوں کے دل صحرائی جانوروں جیسے ہیں جو انھیں سدھالے گا اس کی طرف جھک جائیں گے۔[1]

۵۱۔ تمہارا عیب اسی وقت تک چھپا رہے گا جب تک تمہارا مقدر ساز گار رہے۔

۵۲۔ سب سے زیادہ معاف کرنے کا حقدار وہ ہے جو سب سے زیادہ سزا دینے کی طاقت رکھتا ہو۔

۵۳۔ سخاوت[2] وہی ہے جو ابتدائً کی جائے ورنہ مانگنے کے بعد تو شرم و حیا اور عزّت کی پاسداری کی بنا پر بھی دینا پڑتا ہے۔

۵۴۔ عقل[3] جیسی کوئی دولت نہیں ہے اور جہالت جیسی کوئی فقیری نہیں ہے۔ ادب جیسی کوئی میراث نہیں ہے اور مشورہ جیسا کوئی مددگار نہیں ہے۔

۵۵۔ صبر کی دو قسمیں ہیں: ایک ناگوار حالات پر صبر اور ایک محبوب اور پسندیدہ چیزوں کے مقابلہ میں صبر۔

۵۶۔ مسافرت میں دولتمندی ہو تو وہ بھی وطن کا درجہ رکھتی ہے اور وطن میں غربت ہو تو وہ بھی پردیس کی حیثیت رکھتا ہے۔

۵۷۔ قناعت[4] وہ سرمایہ ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔

سید رضیؒ ۔ یہ فقرہ رسول اکرمؐ سے بھی نقل کیا گیا ہے (اور یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ علیؑ بہر حال نفسِ رسولؐ ہیں)

[1] مقصد یہ ہے کہ انسان دلوں کو اپنی طرف مائل کرنا چاہے تو اس کا بہترین راستہ یہ ہے کہ بہترین اخلاق و کردار کا مظاہرہ کرے تاکہ یہ دلِ وحشی رام ہو جائے ورنہ بد اخلاقی اور بدسلوکی سے وحشی جانور کے مزید بھڑک جانے کا خطرہ ہوتا ہے اس کے رام ہو جانے کا کوئی تصور نہیں ہوتا ہے۔

[2] مقصد یہ ہے کہ انسان سخاوت کرنا چاہے اور اس کا اجر و ثواب حاصل کرنا چاہے تو اسے سائل کے سوال کا انتظار نہیں کرنا چاہئے کہ سوال کے بعد تو یہ شبہ بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ اپنی آبرو بچانے کے لئے دے دیا ہے اور اس طرح اخلاص نیت کا عمل مجروح ہو جاتا ہے اور ثواب اخلاص نیت پر ملتا ہے، اپنی ذات کے تحفظ پر نہیں۔

[3] آج مسلمان تمام اقوام عالم کا محتاج اسی لئے ہو گیا ہے کہ اس نے علم و فن کے میدان سے قدم ہٹا لیا ہے اور صرف عیش و عشرت کی زندگی گذارنا چاہتا ہے۔ ورنہ اسلامی عقل سے کام لے کر باب مدینۃ العلم سے وابستگی اختیار کی ہوتی تو باعزّت زندگی گذارتا اور بڑی بڑی طاقتیں بھی اس کے نام سے دہل جاتیں جیسا کہ دور حاضر میں باقاعدہ محسوس کیا جا رہا ہے۔

[4] کہا جاتا ہے کہ ایک شخص نے سقراط کو صحرائی گھاس پر گذارہ کرتے دیکھا تو کہنے لگا کہ اگر تم نے بادشاہ کی خدمت میں حاضری دی ہوتی تو اس گھاس پر گذارہ نہ کرنا پڑتا تو سقراط نے فوراً جواب دیا کہ اگر تم نے گھاس پر گذارہ کر لیا ہوتا تو بادشاہ کی خدمت کے محتاج نہ ہوتے۔ گھاس پر گذارہ کر لینا عزّت ہے اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہنا ذلّت ہے۔!

۵۸

و قال (علیه السلام):

اَلْمَالُ مَادَّةُ الشَّهَوَاتِ.

۵۹

و قال (علیه السلام):

مَنْ حَذَّرَکَ کَمَنْ بَشَّرَکَ.

۶۰

و قال (علیه السلام):

اللِّسَانُ سَبُعٌ، إِنْ خُلِّيَ عَنْهُ عَقَرَ.

۶۱

و قال (علیه السلام):

اَلْمَرْأَةُ عَقْرَبٌ حُلْوَةُ اللَّسْبَةِ.

۶۲

و قال (علیه السلام):

إِذَا حُيِّيتَ بِتَحِيَّةٍ فَحَيِّ بِأَحْسَنَ مِنْهَا، وإِذَا اسْدِيَتْ إِلَيْكَ يَدٌ فَكَافِئْهَا بِمَا يُرْبِي عَلَيْهَا، وَالْفَضْلُ مَعَ ذٰلِکَ لِلْبَادِىءِ.

۶۳

و قال (علیه السلام):

الشَّفِيعُ جَنَاحُ الطَّالِبِ.

۶۴

و قال (علیه السلام):

أَهْلُ الدُّنْيَا كَرَكْبٍ يُسَارُ بِهِمْ وَهُمْ نِيَامٌ.

۶۵

و قال (علیه السلام):

فَقْدُ الْأَحِبَّةِ غُرْبَةٌ.

۶۶

و قال (علیه السلام):

فَوْتُ الْحَاجَةِ أَهْوَنُ مِنْ طَلَبِهَا إِلَىٰ غَيْرِ أَهْلِهَا.

۶۷

و قال (علیه السلام):

لَا تَسْتَحِ مِنْ إِعْطَاءِ الْقَلِيلِ، فَإِنَّ الْحِرْمَانَ أَقَلُّ مِنْهُ.

۶۸

و قال (علیه السلام):

اَلْعَفَافُ زِينَةُ الْفَقْرِ، وَالشُّكْرُ زِينَةُ الْغِنَىٰ.

عقر - کاٹ لینا

لسبہ - ڈس لینا

اسدیت - پیش کی جائے

ید - نعمت

مکافات - بدلہ

یربی - اضافہ ہو جائے

(۱) انسانی زندگی میں کھانا - پہننا - جنس - اقتدار جتنی بھی خواہشات ہیں سب کی تکمیل کا ذریعہ یہی مال ہے لہٰذا اسے خواہشات کے سرچشمہ کی حیثیت حاصل ہے اور ابلیس نے درہم و دینار سے خطاب کر کے اعلان کیا تھا کہ تمہارے ہوتے ہوئے اصنام کی پوجا کی ضرورت نہیں ہے بنی آدم کی گمراہی کے لئے تمہاری پرستش کافی ہے۔

مصادر حکمت ۵۸ غرر الحکم - مجمع الامثال ۲ ص ۲۵۴، مطالب السئول ۱ ص ۲۶۴،

مصادر حکمت ۵۹ سراج الملوک ص ۳۸۳، غرر الحکم ص ۲۶۹

مصادر حکمت ۶۰ غرر الحکم ص ۲۷، اختصاص مفید ص ۲۲۹

مصادر حکمت ۶۱ .....

مصادر حکمت ۶۲ نہایۃ الارب ص ۳۵ روض الاخیار ص ۳۸

مصادر حکمت ۶۳ المائۃ المختارہ جاحظ

مصادر حکمت ۶۴ زہر الآداب ۲ ص ۱۷۱

مصادر حکمت ۶۵ مجمع الامثال ۲ ص ۸۳، المستقصی ۲ ص ۱۸۱

مصادر حکمت ۶۶ تحف العقول ص ۳۵۹، غرر الحکم ص ۲۲۸، المستطرف ۱ ص ۱۱۴، التمثیل والمحاضرۃ ثعالبی ص ۲۶۶، مجمع الامثال ۲ ص ۹۰

مصادر حکمت ۶۷ المستقصی ۲ ص ۳۵۵

مصادر حکمت ۶۸ تحف العقول ص ۹۰، ارشاد مفید

(ط)

۵۸ - مال خواہشات کا سرچشمہ ہے۔
۵۹ - جو تمھیں بُرائیوں سے ڈرائے گویا اس نے نیکی کی بشارت دے دی
۶۰ - زبان ایک درندہ[1] ہے۔ ذرا آزاد کر دیا جائے تو کاٹ کھائے گا۔
۶۱ - عورت اس بچھو[2] کے مانند ہے جس کا ڈسنا بھی مزیدار ہوتا ہے۔
۶۲ - جب تھیں کوئی تحفہ دیا جائے تو اس سے بہتر واپس کرو اور جب کوئی نعمت دی جائے تو اس سے بڑھا کر اس کا بدلہ دو لیکن اس کے بعد بھی فضیلت اسی کی رہے گی جو پہلے کار خیر انجام دے۔
۶۳ - سفارش کرنے والا طلبگار کے بال و پر کے مانند ہوتا ہے۔
۶۴ - اہل دنیا ان سواروں کے مانند ہیں جو خود سو رہے ہیں اور ان کا سفر جاری ہے۔
۶۵ - احباب کا نہ ہونا بھی ایک غربت ہے۔
۶۶ - حاجت[3] کا پورا نہ ہونا نا اہل سے مانگنے سے بہتر ہے۔
۶۷ - مختصر مال دینے میں بھی شرم نہ کرو کہ محروم کر دینا اس سے زیادہ کمتر درجہ کا کام ہے۔
۶۸ - پاکدامانی[4] فقیری کی زینت ہے اور شکریہ مالداری کی زینت ہے۔

[1] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ زبان انسانی زندگی میں جس قدر کار آمد ہے اسی قدر خطرناک بھی ہے۔ یہ تو پروردگار کا کرم ہے کہ اس نے اس درندہ کو پنجرہ کے اندر بند کر دیا ہے اور اس پر ۳۲ پہرہ دار بٹھائے ہیں لیکن یہ درندہ جب چاہتا ہے خواہشات سے ساز باز کر کے پنجرہ کا دروازہ کھول لیتا ہے اور پہرہ داروں کو دھوکہ دے کر اپنا کام شروع کر دیتا ہے اور کبھی کبھی "ان الرجل لیهجر" کہہ کر ساری قوم کو کھا جاتا ہے۔
[2] اس فقرہ میں ایک طرف عورت کے مزاج کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس میں غیظ و غضب کا عنصر ہمیشہ غالب رہتا ہے اور دوسری طرف اسکی فطری نزاکت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جہاں اس کا ڈنک بھی مزیدار معلوم ہوتا ہے۔
[3] انسان کو چاہئے کہ دنیا سے محرومی پر صبر کرے اور جہانتک ممکن ہو کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے کہ ہاتھ پھیلانا کسی ذلت سے کم نہیں ہے۔
[4] مقصد یہ ہے کہ انسان کو غربت میں عفیف اور غیرت دار ہونا چاہئے اور دولتمندی میں مالک کا شکر گذار ہونا چاہئے کہ اس کے علاوہ شرافت و کرامت کی کوئی نشانی نہیں ہے۔

لاتُبل - پرواہ نہ کرو
یباعد الامنیۃ - خواہشات کو دور کر دیتا ہے
نَصِب - تھک جاتا ہے
خُطا - قدم
مُنقَص - گذر جانے والا
اعتبر - قیاس کیا جاتا ہے
سدول - پردے

٦٩

و قال (ﷺ):

إِذَا لَمْ يَكُـــنْ مَـا تُـرِيدُ فَـلاَ تُـبَلْ مَـا كُـنْتَ

٧٠

و قال (ﷺ):

لاَتَـــرَىٰ ٱلْجَـــاهِلَ إِلَّا مُـفْرِطاً أَوْ مُـفَرِّطاً.

٧١

و قال (ﷺ):

إِذَا تَمَّ ٱلْـعَقْلُ[1] نَـقَصَ ٱلْكَـــلاَمُ.

٧٢

و قال (ﷺ):

الدَّهْـــرُ يُخْـــلِقُ ٱلْأَبْـــدَانَ، وَيُجَـــدِّدُ ٱلْآمَـــالَ (الأعـمال)، وَيُـقَرِّبُ ٱلْمَـنِيَّةَ، وَيُـبَاعِدُ ٱلْأُمْـنِيَّةَ؛ مَـنْ ظَـفِرَ بِـهِ نَـصِبَ، و مَـنْ فَـاتَهُ تَـعِبَ.

٧٣

و قال (ﷺ):

مَـــنْ نَـصَبَ نَـفْسَهُ لِـلنَّاسِ إِمَـاماً فَـلْيَبْدَأْ بِـتَعْلِيمِ نَـفْسِهِ قَـبْلَ تَـعْلِيمِ غَـــيْرِهِ، وَلْـــيَكُنْ تَأْدِيـــبُهُ بِـــسِيرَتِهِ قَـــبْلَ تَأْدِيـــبِهِ بِلِسَانِهِ؛ وَمُـعَلِّمُ نَـفْسِهِ وَمُـؤَدِّبُهَا أَحَـقُّ بِـالْإِجْلاَلِ مِـنْ مُـعَلِّمِ النَّـاسِ و مُـؤَدِّبِهِمْ.

٧٤ **و قال (ﷺ):**

نَـــفَسُ ٱلْمَـرْءِ خُـطَاهُ إِلَىٰ أَجَـلِهِ.

٧٥ **و قال (ﷺ):**

كُـلُّ مَعْدُودٍ مُنْقَضٍ (منقص)، وَكُـلُّ مُـتَوَقَّعٍ آتٍ.

٧٦ **و قال (ﷺ):**

إِنَّ ٱلْأُمُـــورَ إِذَا ٱشْـــتَبَهَتْ ٱعْـــتُبِرَ آخِـــرُهَا بِأَوَّلِهَـــا.

٧٧

و من خبر ضرار بن حمزة الضبائي عند دخوله على معاوية و مسألته له عن أمير المؤمنين، و قال: فأشهد لقد رأيته في بعض مواقفه و قد أرخى الليل سدوله و هو

[1] لفظ عقل عقال سے نکلا ہے کہ یہ ایک طرح کی لگام ہے جو انسان کی زبان پر لگا دی جاتی ہے! اور انسان بہت سی بے معنی اور لغو باتوں سے رک جاتا ہے اور اس طرح اس کا کلام خود بخود مختصر ہو جاتا ہے!

مصادر حکمت ۶۹ غرر الحکم ص۱۳۰
مصادر حکمت ۷۰ غرر الحکم ص۳۰، نہایۃ ابن اثیر ۳ ص۲۳۵، الغرر والدرر ص۸۴
مصادر حکمت ۷۱ المائۃ المختار جاحظ، مطالب السؤل ۱ ص۱۶۴، ربیع الابرار ۱ ص۲۰۶، مجمع الامثال ۲ ص۴۵۴
مصادر حکمت ۷۲ غرر الحکم ص۴۲، تذکرۃ الخواص ص۱۳۳
مصادر حکمت ۷۳ المستطرف ۱ ص۲۰
مصادر حکمت ۷۴ غرر الحکم ص۳۲۲، الذریعہ الی مکارم الشریعہ راغب ص۱۱، تنبیہ الخاطر مالکی ص۴۲۳، مطالب السؤل ۱ ص۱۳۹، مجمع الامثال ۲ ص۴۵۴
مصادر حکمت ۷۵ غرر الحکم ص۲۳۷
مصادر حکمت ۷۶ الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۱۰۴، کتاب صفین ص۴۷۶
مصادر حکمت ۷۷ امالی صدوق ص۳۷۱، امالی قالی ۲ ص۱۴۳، مروج الذہب ۳ ص۴۳۳، حلیۃ الاولیاء ۱ ص۸۴، کنز الفوائد ص۲۷۰، استیعاب ۳ ص۴۴، زہر الآداب ۱ ص۴۰، الصواعق المحرقہ ص۱۳۹، ذخائر العقبیٰ ص۱۰۰، مشکوۃ الانوار ص۲۴۲، تذکرۃ الخواص ص۱۱۸، کشف الغمہ ۱ ص۷۶، تنبیہ الخاطر مالکی ص۷۸، المستطرف ۱ ص۱۳۷، المحاسن و المساوی بیہقی، الکنیٰ والالقاب ۲ ص۱۰۲

۶۹۔ اگر تمھارے حسبِ خواہش کام نہ ہوسکے تو جس حال میں رہو خوش رہو[1] (کہ افسوس کا کوئی فائدہ نہیں ہے)

۷۰۔ جاہل ہمیشہ افراط و تفریط کا شکار رہتا ہے یا حد سے آگے بڑھ جاتا ہے یا پیچھے ہی رہ جاتا ہے (کہ اسے حد کا اندازہ ہی نہیں ہے)

۷۱۔ جب عقل مکمل ہوتی ہے تو باتیں کم ہوجاتی ہیں (کہ عاقل کو ہر بات تول کر کہنا پڑتی ہے)

۷۲۔ زمانہ بدن کو پرانا کردیتا ہے اور خواہشات کو نیا۔ موت کو قریب بنادیتا ہے اور تمناؤں کو دور۔ یہاں جو کامیاب ہوجاتا ہے وہ بھی خستہ حال[2] رہتا ہے اور جو اسے کھو بیٹھتا ہے وہ بھی تھکن کا شکار رہتا ہے۔

۷۳۔ جو شخص اپنے کو قائد ملت بنا کر پیش کرے اس کا فرض ہے کہ لوگوں کو نصیحت کرنے سے پہلے اپنے نفس کو تعلیم دے اور زبان سے تبلیغ کرنے سے پہلے اپنے عمل سے تبلیغ کرے اور یہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو تعلیم و تربیت دینے والا دوسروں کو تعلیم و تربیت دینے والے سے زیادہ قابلِ احترام ہوتا ہے۔

۷۴۔ انسان کی ایک ایک سانس موت کی طرف ایک قدم ہے (روحی له الفداء)

۷۵۔ ہر شمار ہونے والی چیز ختم ہونے والی ہے (سانسیں) اور ہر آنے والا بہرحال آکر رہے گا (موت)۔

۷۶۔ جب مسائل میں شبہ پیدا ہوجائے تو ابتدا کو دیکھ کر انجام کار کا اندازہ کرلینا چاہیے۔

۷۷۔ ضرار[3] بن حمزہ الضبائی معاویہ کے دربار میں حاضر ہوئے تو اس نے امیرالمومنینؑ کے بارے میں دریافت کیا، ضرار نے کہا کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ رات کی تاریکی میں محراب میں کھڑے ہوئے ریش مبارک کو ہاتھوں میں لئے ہوئے

[1] بعض عرفاء نے اس حقیقت کو اس انداز سے بیان کیا ہے کہ "میں اس دنیا کو لے کر کیا کروں جس کا حال یہ ہے کہ میں رہ گیا تو وہ نہ رہ جائے گی اور وہ رہ گئی تو میں نہ رہ جاؤں گا۔"

[2] مال دنیا کا حال یہی ہے کہ آجاتا ہے تو انسان کاروبار میں مبتلا ہوجاتا ہے اور نہیں رہتا ہے تو اس کے حصول کی راہ میں پریشان رہتا ہے۔

[3] بعض حضرات نے ان کا نام ضرار بن ضمرہ لکھا ہے اور یہ ان کا کمال کردار ہے کہ معاویہ جیسے دشمن علیؑ کے دربار میں حقائق کا اعلان کردیا اور اس مشہور حدیث کے معانی کو مجسم بنادیا کہ بہترین جہاد بادشاہ ظالم کے سامنے کلمۂ حق کا اظہار و اعلان ہے۔

قائم في محرابه قابض على لحيته يتململ تململ السليم و يبكي بكاء الحزين، و يقول:

يَا دُنْيَا يَا دُنْيَا، إِلَيْكِ عَنِّي، أَبِي تَعَرَّضْتِ؟ أَمْ إِلَيَّ تَشَوَّقْتِ؟ لاَ حَانَ حِينُكِ! هَيْهَاتَ! غُرِّي غَيْرِي، لاَ حَاجَةَ لِي فِيكِ، قَدْ طَلَّقْتُكِ ثَلاَثاً لاَ رَجْعَةَ فِيهَا! فَعَيْشُكِ قَصِيرٌ، وَخَطَرُكِ يَسِيرٌ، وَأَمَلُكِ حَقِيرٌ. آهِ مِنْ قِلَّةِ الزَّادِ، وَطُولِ الطَّرِيقِ، وَبُعْدِ السَّفَرِ، وَعَظِيمِ الْمَوْرِدِ!

٧٨

و من كلام له (ع)

للسائل الشامي لما سأله:

أكان مسيرنا إلى الشام بقضاءٍ من الله و قدر؟ بعد كلام طويل هذا مختاره:

وَيْحَكَ! لَعَلَّكَ ظَنَنْتَ قَضَاءً لاَزِماً، وَقَدَراً حَاتِماً! وَلَوْ كَانَ ذلِكَ كَذلِكَ لَبَطَلَ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ، وَسَقَطَ الْوَعْدُ وَالْوَعِيدُ. إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ أَمَرَ عِبَادَهُ تَخْيِيراً، وَنَهَاهُمْ تَحْذِيراً، وَكَلَّفَ يَسِيراً، وَلَمْ يُكَلِّفْ عَسِيراً، وَأَعْطَى عَلَى الْقَلِيلِ كَثِيراً؛ وَلَمْ يُعْصَ مَغْلُوباً، وَلَمْ يُطَعْ مُكْرِهاً، وَلَمْ يُرْسِلِ الْأَنْبِيَاءَ لَعِباً، وَلَمْ يُنْزِلِ الْكِتَابَ لِلْعِبَادِ عَبَثاً، وَلاَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلاً، «ذلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ».

٧٩

و قال (ع):

خُذِ الْحِكْمَةَ أَنَّى كَانَتْ، فَإِنَّ الْحِكْمَةَ تَكُونُ فِي صَدْرِ الْمُنَافِقِ فَتَلَجْلَجُ فِي صَدْرِهِ حَتَّى تَخْرُجَ فَتَسْكُنَ

تململ - تڑپنا
سلیم - مارگزیدہ
تعرضت - قصد
لا حان حینک - خدا وہ وقت نہ لائے
قضاء - علم خدا
قدر - وقت مناسب پر ایجاد
حاتم - حتمی
تلجلج - بےچین رہتی ہے

① قضا و قدر کا بنیادی فرق نقشہ اور تعمیر میں ظاہر ہوتا ہے کہ قدر ایک نقشہ ہے جس میں مقدار طول و عرض کا تعین ہوتا ہے اور قضا ایک تعمیر ہے جب نقشہ کاغذ سے نکل کر زمین پر آجاتا ہے اور بات مکمل ہو جاتی ہے
② بندہ اپنے اعمال میں نہ مجبور محض ہے اور نہ مختار کل۔ اس کا جبر اسکی فطرت کا تقاضا ہے اور اس کا اختیار اس کے مالک کی دین ہے لہٰذا اسکی زندگی ہمیشہ جبر اور تفویض کے درمیان رہتی ہے جسے اختیار کہا جاتا ہے۔

مصادر حکمت ۷۸ توحید صدوق ص۳۷۴، کنز الفوائد کراجکی ص۱۶۹، عیون اخبار الرضا ۱ ص۱۳۸، اصول کافی ۱ ص۱۵۵، تحف العقول ص۳۶۸، احتجاج طبرسی ۱ ص۳۱۱، العیون والمحاسن ص۳۵، غرر الادلہ ابن الطیب المعتزلی، الفصول المختارہ ۱ ص۴۰، السید المرتضیٰ، ارشاد مفید ص۱۰۶، امالی مرتضیٰ ۱ ص۱۵۰

مصادر حکمت ۷۹ قصار الحکم، دستور معالم الحکم قضاعی ص۱۲۸، غریب الحدیث ابن سلام ۲ ص۱۴۸

تڑپتے تھے جس طرح سانپ کا کاٹا ہوا تڑپتا ہے اور کوئی غم رسیدہ گریہ کرتا ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے:

"اے دنیا۔ اے دنیا! مجھ سے دور ہوجا۔ تو میرے سامنے بن سنور کر آئی ہے یا میری واقعاً مشتاق بن کر آئی ہے؟ خدا وہ وقت نہ لائے کہ تو مجھے دھوکہ دے سکے۔ جا میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دے۔ مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ میں تجھے تین مرتبہ طلاق دے چکا ہوں جس کے بعد رجوع کا کوئی امکان نہیں ہے۔ تیری زندگی بہت تھوڑی ہے اور تیری حیثیت بہت معمولی ہے اور تیری امید بہت حقیر شے ہے۔"

آہ زادِ سفر کس قدر کم ہے۔ راستہ کس قدر طولانی ہے۔ منزل کس قدر دور ہے اور وارد ہونے کی جگہ کس قدر خطرناک ہے۔

۷۸۔ ایک مرد شامی نے سوال کیا کہ کیا ہمارا شام کی طرف جانا قضا و قدرِ الٰہی کی بنا پر تھا (اگر ایسا تھا تو گویا کہ کوئی اجر و ثواب نہ ملا) تو آپ نے فرمایا کہ "شاید تیرا خیال یہ ہے کہ اس سے مراد قضائے لازم اور قدرِ حتمی ہے کہ جس کے بعد عذاب و ثواب بیکار ہوجاتا ہے اور وعدہ و وعید کا نظام معطل ہوجاتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ پروردگار نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے تو ان کے اختیار کے ساتھ اور نہی کی ہے تو انہیں ڈراتے ہوئے۔ اس نے آسان سی تکلیف دی ہے اور کسی زحمت میں مبتلا نہیں کیا ہے۔ تھوڑے عمل پر بہت سا اجر دیا ہے اور اس کی نافرمانی اس لئے نہیں ہوتی ہے کہ وہ مغلوب ہوگیا ہے اور نہ اطاعت اس لئے ہوتی ہے کہ اس نے مجبور کر دیا ہے۔ اس نے نہ انبیاء کو کھیل کرنے کے لئے بھیجا ہے اور نہ کتاب کو عبث نازل کیا ہے اور نہ زمین و آسمان اور ان کی درمیانی مخلوقات کو بیکار پیدا کیا ہے۔ یہ صرف کافروں کا خیال ہے اور کافروں کے لئے جہنم میں ویل ہے۔"

(آخر میں وضاحت فرمائی کہ قضا امر کے معنی میں ہے اور ہم اس کے حکم سے گئے تھے نہ کہ جبر و اکراہ سے)

۷۹۔ حرفِ حکمت جہاں بھی مل جائے لے لو کہ ایسی بات اگر منافق کے سینہ میں دبی ہوتی ہے تو وہ اس وقت تک بے چین رہتا ہے جب تک وہ نکل نہ جائے

یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت کو طلاق دے دیتا ہے تو وہ عورت بھی ناراض ہوتی ہے اور اس کے گھر والے بھی ناراض رہتے ہیں۔ امیر المومنینؑ سے دنیا کا انحراف اور اہل دنیا کی دشمنی کا راز یہی ہے کہ آپ نے اسے تین مرتبہ طلاق دے دی تھی تو اس کا کوئی امکان نہیں تھا کہ اہل دنیا آپ سے کسی قیمت پر راضی ہوجاتے اور یہی وجہ ہے کہ پہلے ابناء دنیا نے تین خلافتوں کے موقع پر اپنی بیزاری کا اظہار کیا اور اس کے بعد تین جنگوں کے موقع پر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا لیکن آپ کسی قیمت پر دنیا سے صلح کرنے پر آمادہ نہ ہوئے اور ہر مرحلہ پر دین الٰہی اور اس کے تعلیمات کو کلیجہ سے لگائے رہے۔

إِلَى صَوَاحِبِهَا فِي صَدْرِ الْمُؤْمِنِ.

٨٠

و قال (ﷺ):

الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، فَخُذِ الْحِكْمَةَ وَلَ[و]

مِنْ أَهْلِ النِّفَاقِ.

٨١

و قال (ﷺ):

قِيمَةُ كُلِّ امْرِىءٍ مَا يُحْسِنُهُ.

قال الرضي: و هي الكلمة التي لا تصاب لها قيمة، ولاتوزن بها حكمة، و لاتقرن [إليها]

كلمة.

٨٢

و قال (ﷺ):

أُوصِيكُمْ بِخَمْسٍ لَوْ ضَرَبْتُمْ إِلَيْهَا آبَاطَ الْإِبِلِ لَكَا[نَتْ]

لِذَلِكَ أَهْلاً: لَا يَرْجُوَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا رَبَّهُ، وَلَا يَخَ[افَنَّ]

إِلَّا ذَنْبَهُ، وَلَا يَسْتَحِيَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِذَا سُئِلَ [عَمَّا]

لَا يَعْلَمُ أَنْ يَقُولَ: لَا أَعْلَمُ، وَلَا يَسْتَحِيَنَّ أَحَ[دٌ إِذَا]

لَمْ يَعْلَمِ الشَّيْءَ أَنْ يَتَعَلَّمَهُ، وَعَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ، فَ[إِنَّ]

الصَّبْرَ مِنَ الْإِيمَانِ كَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ، وَلَا خَيْرَ فِي جَ[سَدٍ]

لَا رَأْسَ مَعَهُ، وَلَا فِي إِيمَانٍ لَا صَبْرَ مَعَهُ.

آباط - جمع ابط - بغل

(۱) ہر شے کے استقرار کے لئے ایک مناسب ظرف درکار ہوتا ہے لہٰذا حرف حکمت کے قلب منافق میں ٹھہرنے کا کوئی امکان نہیں ہوتا ہے اور اس کے قول وعمل کا اختلاف اسے مجبور کرتا رہتا ہے کہ حرف حق کا اظہار ضرور کرے اور اس طرح حکمت باہر آجاتی ہے اب یہ مومن کی ذمہ داری ہے کہ کسی طرح کے تعصب کا شکار نہ ہو اور جہاں بھی حرف حکمت نظر آجائے لے لے کہ یہ اس کا گمشدہ مال ہے اور اس کے لینے میں کوئی تکلیف نہیں چاہئے

مصادر حکمت ۸۰ البیان والتبیین جاحظ ۲ ص۲۴ ، المحاسن برقی ۱ ص۲۳۰ ، الغرر والغرر وطواط ص۵۰ ، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص۱۲۳ ، امالی ... العقد الفرید ۲ ص۲۵۴ ، کافی ۱ ص۲۴۶ ، صواعق محرقہ ص۷۷ ، جمہرہ رسائل العرب ۱ ص۶۰۰ ، غریب الحدیث ، مروج ... مجمع الامثال ۱ ص۲۱۴

مصادر حکمت ۸۱ البیان والتبیین ۱ ص۱۳۶ ، جامع بیان العلم و فضلہ ص۹۹ ، العقد الفرید ۲ ص۲۴۹ ، عیون الاخبار ۲ ص۱۰ ، تاریخ ابن واضح ... تحف العقول ص۲۰۱ ، کتاب الفاضل المبرد ص۲ ، ارشاد مفید ص۱۳۱ ، اختصاص مفید ص۲ ، دیوان المعانی ابوہلال ... کتاب الصناعتین ابوہلال عسکری ص۲۳۲ ، المحاسن والمساوی ۲ ص۱۲۱ ، امالی صدوق ، خصال صدوق ۲ ص۱۹۲ ، عیون ... ۲ ص۱۳۰ ، الفقیہ ۳ ص۲۷۸ ، تذکرۃ الخواص ص۱۵۴ ، تاریخ یعقوبی ۲ ص۲۰۶ ، کافی کلینی ۱ ص۵۱ ، الہوامل والشوامل ابوحیان توحیدی ... الالفاظ الکتابیہ ابن الہمدانی ، الاعلام ابوالحسن العامری ص۱۰

مصادر حکمت ۸۲ صحیفۃ الامام الرضا ص۲۰ ، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۹۵ ، دعائم الاسلام قاضی نعمان ۱ ص۸۰ ، خصال ۱ ص۱۳۹ ، العقد الفرید ۲ ص۱۳۷ ، المحاسن ... عیون الاخبار ۲ ص۱۱۹ ، البیان والتبیین ۱ ص۱۷۸ ، حلیۃ الاولیاء ۱ ص۷۵ ، ارشاد مفید ص۱۴۳ ، مناقب خوارزمی ص۲۶۶ ، روضۃ الواعظین ... لباب الآداب اسامہ بن منقذ ص۲۶۳ ، تذکرۃ الخواص ص۱۴۰ ، ادب الدنیا والدین ص۵۹ ، مطالب السئول ۱ ص۱۵۸ ، تاریخ دمشق ... معدن الجواہر کراجکی - المستطرف الشبیہی ۲ ص۸ ، تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۸۱ ، عیون اخبار الرضا ۲ ص۴۴ ، خصال صدوق ...

اور مومن کے سینہ میں جاکر دوسری حکمتوں سے مل کر بہل جاتی ہے۔ (۱)

۸۰۔ حکمت مومن کی گم شدہ دولت ہے لہٰذا جہاں ملے لے لینا چاہئے۔ چاہے وہ حقائق سے ہی کیوں نہ حاصل ہو۔

۸۱۔ ہر انسان کی قدر و قیمت وہی نیکیاں ہیں جو اس میں پائی جاتی ہیں۔

سید رضیؒ۔ یہ وہ کلمہ قیمتہ ہے جس کی کوئی قیمت نہیں لگائی جا سکتی ہے اور اس کے ہم پلہ کوئی دوسری حکمت بھی نہیں ہے اور کوئی کلمہ اس کے ہم پایہ بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

۸۲۔ میں تمھیں ایسی پانچ باتوں کی نصیحت کر رہا ہوں کہ جن کے حصول کے لئے اونٹوں کو ایڑ لگا کر دوڑایا جائے تو بھی وہ اس کی اہل ہیں۔

خبردار! تم میں سے کوئی شخص اللہ کے علاوہ کسی سے امید نہ رکھے اور اپنے گناہوں کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے اور جب کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جائے اور نہ جانتا ہو تو لاعلمی کے اعتراف میں نہ شرمائے اور جب نہیں جانتا ہے تو سیکھنے میں نہ شرمائے اور صبر و شکیبائی اختیار کرے کہ صبر(۲) ایمان کے لئے ویسا ہی ہے جیسا بدن کے لئے سر اور ظاہر ہے کہ اس بدن میں کوئی خیر نہیں ہوتا ہے جس میں سر نہ ہو اور اس ایمان میں کوئی خیر نہیں ہے جس میں صبر نہ ہو۔

---

(۱) یہ امیر المومنینؑ کا فلسفۂ حیات ہے کہ انسان کی قدر و قیمت کا تعین نہ اس کے حسب و نسب سے ہوتا ہے اور نہ قوم و قبیلہ سے۔ نہ ڈگریاں اس کے مرتبہ کو بڑھا سکتی ہیں اور نہ خزانے اس کو شریف بنا سکتے ہیں۔ نہ کرسی اس کے معیار حیات کو بلند کر سکتی ہے اور نہ اقتدار اس کے کمالات کا تعین کر سکتا ہے۔ انسانی کمال کا معیار صرف وہ کمال ہے جو اس کے اندر پایا جاتا ہے۔ اگر اس کے نفس میں پاکیزگی اور کردار میں حسن ہے تو یقیناً عظیم مرتبہ کا حامل ہے ورنہ اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

(۲) صبر انسانی زندگی کا وہ جوہر ہے جس کی واقعی عظمت کا ادراک بھی مشکل ہے۔ تاریخ بشریت میں اس کے مظاہر کا ہر قدم پر مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت آدمؑ جنت میں تھے۔ پروردگار نے ہر طرح کا آرام دے رکھا تھا۔ صرف ایک درخت سے روک دیا تھا۔ لیکن انھوں نے مکمل قوت صبر کا مظاہرہ نہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنت سے باہر آ گئے۔ اور حضرت یوسف قید خانہ میں تھے لیکن انھوں نے مکمل قوت صبر کا مظاہرہ کیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عزیز مصر کے عہدہ پر فائز ہو گئے اور لمحوں میں "غلامی" سے "شاہی" کا فاصلہ طے کر لیا۔

صبر اور جنت کے اسی رشتہ کی طرف قرآن مجید نے سورۂ دہر میں اشارہ کیا ہے "جَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا" اللہ نے ان کے صبر کے بدلہ میں انھیں جنت اور حریر جنت سے نواز دیا۔

۸۳

و قال (عليه السلام):

لرجل أفرط في الثناء عليه، وكان له متّهماً:

أَنَا دُونَ مَا تَقُولُ، وَفَوْقَ مَا فِي نَفْسِكَ.

۸٤

و قال (عليه السلام):

بَقِيَّةُ السَّيْفِ أَبْقَى عَدَداً، وَأَكْثَرُ وَلَداً.

۸۵

و قال (عليه السلام):

مَنْ تَرَكَ قَوْلَ «لَا أَدْرِي» أُصِيبَتْ مَقَاتِلُهُ.

۸٦

و قال (عليه السلام):

رَأْيُ الشَّيْخِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ جَلَدِ الْغُلَامِ. وروي «مِنْ مَشْهَدِ الْغُلَامِ».

۸۷

و قال (عليه السلام):

عَجِبْتُ لِمَنْ يَقْنَطُ وَمَعَهُ الْاِسْتِغْفَارُ.

۸۸

وحكى عنه أبو جعفر بن علي الباقر (عليه السلام)، أنّه قال:

كَانَ فِي الْأَرْضِ أَمَانَانِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ، وَقَدْ رُفِعَ أَحَدُهُمَا، فَدُونَكُمُ الْآخَرَ فَتَمَسَّكُوا بِهِ: أَمَّا الْأَمَانُ الَّذِي رُفِعَ فَهُوَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

جلد - صبر
مشہد - خطرہ جارہنا

(۱) یہ کمال کردار بھی ہے اور بہترین تربیت بھی ہے کہ انسان اپنی حقیقت سے غافل ہوکر تعریف کرنے والوں کے فریب میں نہ آجائے اور کسی غرور اور تکبر کا شکار نہ ہوجائے

(۲) بقیۃ السیف وہ افراد ہوتے ہیں جو عزت و کرامت کی راہ میں جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔ لیکن باقی رہ جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ پروردگار عالم ان کو زیادہ ہی بقا عنایت کرتا ہے کہ یہ تلوار کے سایہ سے بچ کر نکل آئے ہیں اور ان کی نسل کو بھی بابرکت بنا دیتا ہے کہ عزت و شرافت کے لئے بقا و دوام ہے اور ذلت و حقارت کے لئے فنا اور تباہی و بربادی لازمی ہے

مصادر حکمت ۸۳ البیان والتبیین ا ص۱۶۹، عیون الاخبار ا ص۲۷۶، انساب الاشراف ص۱۸۸، محاضرات راغب ا ص۱۷۵، مجمع الامثال ا ص[illegible] امالی سید مرتضیٰ ا ص۲۷۳، الغرر والعرر ص۲۸، تاریخ الخلفاء ص۱۵۲، المستقصیٰ ا ص۳۷۷

مصادر حکمت ۸۴ العقد الفرید ا ص۱۰۲، البیان والتبیین ۲ ص۳۵، عیون الاخبار ا ص۱۳۰، زہر الآداب ا ص۵۰

مصادر حکمت ۸۵ غرر الحکم ص۲۶۹، البیان والتبیین ۲ ص۱۸۳، قوت القلوب ا ص۲۷۷،

مصادر حکمت ۸۶ العقد الفرید ا ص۶۲، البیان والتبیین ا ص۱۶۵، رسائل جاحظ ص۲۷۳، جمہرۃ الامثال ا ص۵۰۲، محاضرات الادباء، مجمع [illegible] ا ص۲۹۲، غرر الحکم ص۱۸۶، زہر الآداب ا ص۴۹، المستقصیٰ ۲ ص۹۱

مصادر حکمت ۸۷ کامل مبرد ا ص۱۷۷، العقد الفرید ۳ ص۱۸۱، عیون الاخبار ۲ ص۲۷۲، امالی طوسیؒ ا ص۶۰، تذکرۃ الخواص ص۱۳۵

مصادر حکمت ۸۸ مجمع الامثال ۲ ص۵۳۹، روضۃ الواعظین ۲ ص۲۷۵، تذکرۃ الخواص ص۱۳۳، تفسیر رازی ۱۵ ص۱۷۸

۸۳۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا جو آپ کا عقیدت مند تو نہ تھا لیکن آپ کی بیحد تعریف کر رہا تھا" میں تمھارے بیان سے کمتر ہوں لیکن تمھارے خیال سے بالاتر ہوں"۔[1]
(یعنی جو تم نے میرے بارے میں کہا ہے وہ مبالغہ ہے لیکن جو میرے بارے میں عقیدہ رکھتے ہو وہ میری حیثیت سے بہت کم ہے)

۸۴۔ تلوار کے بچے ہوئے[2] لوگ زیادہ باقی رہتے ہیں اور ان کی اولاد بھی زیادہ ہوتی ہے۔

۸۵۔ جس نے ناواقفیت کا اقرار چھوڑ دیا وہ کہیں نہ کہیں ضرور مارا[1] جائے گا۔

۸۶۔ بوڑھے کی رائے جوان کی ہمت[2] سے زیادہ محبوب ہوتی ہے ۔۔ یا بوڑھے کی رائے جوان کے خطرہ میں ڈٹے رہنے سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔

۸۷۔ مجھے اس شخص کے حال پر تعجب ہوتا ہے جو استغفار کی طاقت رکھتا ہے اور پھر بھی رحمت خدا سے مایوس ہو جاتا ہے۔

۸۸۔ امام محمد باقرؑ نے آپ کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے کہ " روئے زمین پر عذاب الٰہی سے بچانے کے دو ذرائع تھے۔ ایک کو پروردگار نے اٹھا لیا ہے (پیغمبر اسلامؐ) لہٰذا دوسرے سے تمسک اختیار کرو۔

[1] یہی وجہ ہے کہ رسول اکرمؐ کے بعد مولائے کائنات کے علاوہ جس نے بھی " سلونی " کا دعویٰ کیا اسے ذلت سے دوچار ہونا پڑا اور ساری عزت خاک میں مل گئی۔

[2] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ زندگی کے ہر مرحلۂ عمل پر جوان کی ہمت ہی کام آتی ہے۔ کاشتکاری، صنعت کاری سے لے کر ملکی دفاع تک سارا کام جوان ہی انجام دیتے ہیں اور چمنستانِ زندگی کی ساری بہار جوانوں کی ہمت ہی سے وابستہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود نشاط عمل کے لئے صحیح خطوط کا تعین بہرحال ضروری ہے اور یہ کام بزرگوں کے تجربات ہی سے انجام پا سکتا ہے۔ لہٰذا بنیادی حیثیت بزرگوں کے تجربات کی ہے اور ثانوی حیثیت نوجوانوں کی ہمت مردانہ کی ہے۔ اگرچہ زندگی کی گاڑی کو آگے بڑھانے کے لئے یہ دونوں پہیے ضروری ہیں۔

عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ، وَأَمَّا ٱلْأَمَانُ ٱلْبَاقِي فَالْإِسْتِغْفَارُ. قَالَ ٱللّٰهُ تَعَالَىٰ:
«وَمَا كَانَ ٱللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ أَنْتَ فِيهِمْ وَ مَا كَانَ ٱللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ».

قال الرضي: و هذا من محاسن الاستخراج و لطائف الاستنباط.

٨٩

و قال (ع):

مَنْ أَصْلَحَ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ ٱللّٰهِ أَصْلَحَ ٱللّٰهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلنَّاسِ، وَمَنْ أَصْلَحَ أَمْرَ آخِرَتِهِ أَصْلَحَ ٱللّٰهُ لَهُ أَمْرَ دُنْيَاهُ، وَ مَنْ كَانَ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ وَاعِظٌ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ ٱللّٰهِ حَافِظٌ.

٩٠

و قال (ع):

اَلْفَقِيهُ كُلُّ ٱلْفَقِيهِ مَنْ لَمْ يُقَنِّطِ ٱلنَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ ٱللّٰهِ، وَلَمْ يُؤْيِسْهُمْ مِنْ رَوْحِ ٱللّٰهِ، وَلَمْ يُؤْمِنْهُمْ مِنْ مَكْرِ ٱللّٰهِ.

٩١

و قال (ع):

إِنَّ هٰذِهِ ٱلْقُلُوبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ ٱلْأَبْدَانُ، فَابْتَغُوا لَهَا طَرَائِفَ ٱلْحِكَمِ.

٩٢

و قال (ع):

أَوْضَعُ ٱلْعِلْمِ مَا وُقِفَ عَلَى ٱللِّسَانِ، وَأَرْفَعُهُ مَا ظَهَرَ فِي ٱلْجَوَارِحِ وَٱلْأَرْكَانِ.

٩٣

و قال (ع):

لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: «ٱللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ ٱلْفِتْنَةِ» لِأَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَىٰ فِتْنَةٍ، وَلٰكِنْ مَنِ ٱسْتَعَاذَ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ مُضِلَّاتِ ٱلْفِتَنِ، فَإِنَّ ٱللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ: «وَٱعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ»، وَمَعْنَىٰ ذٰلِكَ أَنَّهُ يَخْتَبِرُهُمْ بِٱلْأَمْوَالِ وَٱلْأَوْلَادِ لِيَتَبَيَّنَ ٱلسَّاخِطَ لِرِزْقِهِ، وَٱلرَّاضِيَ بِقِسْمِهِ وَإِنْ كَانَ سُبْحَانَهُ

روح اللہ - لطف و عنایت پروردگار
طرائف الحکم - حکمت کی عجیب و غریب باتیں
اوضع - ادنیٰ
ما وقف علی اللسان - صرف زبانی
جمع خرج
ارکان - بنیادی اعضاء بدن

(۱) استغفار وہ عظیم ترین عمل ہے جو انسان کو دنیا اور آخرت دونوں میں عتاب و عذاب الٰہی سے محفوظ بنا سکتا ہے اور یہی سرکار دو عالم کے وجود کا بدل بن سکتا ہے اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ استغفار صرف زبان سے استغفر اللہ کہہ دینے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ سرکار دو عالم کے تعلیمات پر وہ مکمل عمل ہے جو آپ کے ظاہری وجود کے نہ ہونے کی صورت میں آپ کے وجود کی تاثیر کو باقی رکھ سکے

مصادر حکمت ۸۹ تذکرۃ الخواص ص۱۳۳، خصال صدوقؒ ۱ ص۲۲، امالی صدوق ص۶۲، روضۃ الکافی ص۳۰۷، محاسن برقی ۱ ص۲۹، الفقیہ ۴ ص[illegible]
مصادر حکمت ۹۰ اصول کافی ۱ ص۳۶، معانی الاخبار ص۲۲۶، قوت القلوب ۱ ص۲۰۳، حلیۃ الاولیاء ۱ ص۷۷، عین الادب والسیاسۃ ابن ہذیل [illegible]
اصول الایمان محمد بن عبد الوہاب ص۲۳، تحف العقول ص۲۰۴، الحکمۃ الخالدہ ص۱۱۳، مشکوٰۃ الانوار ص۱۲۶، تاریخ الخلفاء [illegible]
تذکرۃ الاولیاء ابن الجوزی
مصادر حکمت ۹۱ العقد الفرید ۶ ص۲۴۹، اصول کافی ۱ ص۴۸، دستور معالم الحکم ص۲۳، ربیع الابرار، نہایۃ الارب ۸ ص۱۸۱، روضۃ الواعظین [illegible]
غرر الحکم ص۱۱۳، الحکمۃ الخالدہ ص۱۱۲
مصادر حکمت ۹۲ ربیع الابرار باب العلم والحکم، روض الاخیار محمد بن قاسم ص۱۵، غرر الحکم ص۹۱
مصادر حکمت ۹۳ تنبیہ الخاطر مالکی ص۳۰۵، امالی طوسیؒ ۲ ص۱۹۳

یعنی استغفار۔ کہ مالک کائنات نے فرمایا ہے کہ "خدا اس وقت تک ان پر عذاب نہیں کر سکتا ہے جب تک آپ موجود ہیں۔ اور اُس وقت تک عذاب کرنے والا نہیں ہے جب تک یہ استغفار کر رہے ہیں"۔

سید رضیؒ۔ یہ آیت کریمہ سے بہترین استخراج اور لطیف ترین استنباط ہے۔

۸۹۔ جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان کے معاملات کی اصلاح کر لی۔ اللہ اس کے اور لوگوں کے درمیان کے معاملات کی اصلاح کر دے گا اور جو آخرت کے امور[1] کی اصلاح کر لے گا اللہ اس کی دنیا کے امور کی اصلاح کر دے گا۔ اور جو اپنے نفس کو نصیحت کرے گا اللہ اس کی حفاظت کا انتظام کر دے گا۔

۹۰۔ مکمل عالم دین وہی ہے جو لوگوں کو رحمتِ خدا سے مایوس نہ بنائے اور اس کی مہربانیوں سے ناامید نہ کرے اور اس کے عذاب کی طرف مطمئن نہ بنا دے۔

۹۱۔ یہ دل اسی طرح اُکتا جاتے ہیں جس طرح بدن اُکتا جاتے ہیں لہٰذا ان کے لئے نئی نئی لطیف حکمتیں تلاش کرو۔

۹۲۔ سب سے حقیر علم وہ ہے جو صرف زبان[2] پر رہ جائے اور سب سے زیادہ قیمتی علم وہ ہے جس کا اظہار اعضاء و جوارح سے ہو جائے۔

۹۳۔ خبردار تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ خدایا میں فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ کہ کوئی شخص بھی فتنہ سے الگ نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر پناہ مانگنا ہے تو فتنوں کی گمراہیوں سے پناہ مانگو اس لئے کہ پروردگار نے اموال اور اولاد کو بھی فتنہ قرار دیا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اموال اور اولاد کے ذریعہ امتحان لینا چاہتا ہے تاکہ اس طرح روزی سے ناراض ہونے والا قسمت پر راضی رہنے والے سے الگ ہو جائے۔

---

[1] امور آخرت کی اصلاح کا دائرہ صرف عبادات و ریاضات میں محدود نہیں ہے بلکہ اس میں وہ تمام امور دنیا شامل ہیں جو آخرت کے لئے انجام دئے جاتے ہیں کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور آخرت کی اصلاح دنیا کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ آخرت والے دنیا کو برائے آخرت اختیار کرتے ہیں اور دنیا دار اسی کو اپنا ہدف اور مقصد قرار دے لیتے ہیں اور اس طرح آخرت سے یکسر غافل ہو جاتے ہیں۔

[2] افسوس کہ دور حاضر میں علم کا چرچا صرف زبانوں پر رہ گیا ہے اور قوت گویائی ہی کو کمال علم کو تصور کر لیا گیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عمل و کردار کا فقدان ہوتا جا رہا ہے اور عوام الناس اپنی ذاتی جہالت سے زیادہ دانشوروں کی دانشوری اور اہل علم کے علم کی بدولت تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔

أَعْـلَمَ بِهِـمْ مِـنْ أَنْـفُسِهِمْ، وَلٰكِـنْ لِـتَظْهَرَ ٱلْأَفْـعَالُ ٱلَّتِي بِهَـا يُسْتَحَقُّ ٱلثَّـوَابُ وَٱلْـعِقَابُ؛ لِأَنَّ بَـعْضَهُمْ يُحِبُّ ٱلذُّكُـورَ وَيَكْـرَهُ ٱلْإِنَـاثَ، وَبَـعْضَهُمْ يُحِبُّ تَـثْمِيرَ ٱلْمَالِ، وَيَكْرَهُ ٱنْثِلَامَ ٱلْحَـالِ.

قال الرضي: و هذا من غريب ما سمع منه في التفسير.

٩٤

و سئل عن الخير ما هو؟ فقال:

لَـيْسَ ٱلْخَـيْرُ أَنْ يَكْـثُرَ مَـالُكَ وَوَلَـدُكَ، وَلٰكِـنَّ ٱلْخَـيْرَ أَنْ يَكْـثُرَ عِـلْمُكَ، وَأَنْ يَـعْظُمَ حِـلْمُكَ، وَأَنْ تُـبَاهِيَ ٱلنَّـاسَ بِـعِبَادَةِ رَبِّكَ؛ فَـإِنْ أَحْسَـنْتَ حَمِـدْتَ ٱللّٰـهَ، وَإِنْ أَسَأْتَ ٱسْـتَغْفَرْتَ ٱللّٰـهَ. وَلَا خَـيْرَ فِي ٱلدُّنْـيَا إِلَّا لِـرَجُلَيْنِ: رَجُـلٍ أَذْنَبَ ذُنُـوباً فَـهُوَ يَـتَدَارَكُـهَا بِـالتَّوْبَةِ، وَرَجُـلٍ يُسَـارِعُ فِي ٱلْخَيْرَاتِ.

٩٥

و قال ﴿عليه السلام﴾:

لَا يَـقِلُّ عَـمَلٌ مَـعَ ٱلتَّـقْوَىٰ، وَكَـيْفَ يَـقِلُّ مَـا يُـتَقَبَّلُ؟

٩٦

و قال ﴿عليه السلام﴾:

إِنَّ أَوْلَى ٱلنَّـاسِ بِـالْأَنْبِيَاءِ أَعْـلَمُهُمْ بِمَـا جَـاؤُوا بِـهِ، ثُمَّ تَـلَا: «إِنَّ أَوْلَى ٱلنَّـاسِ بِـإِبْرَاهِـيمَ لَـلَّذِينَ ٱتَّـبَعُوهُ وَهٰـذَا ٱلنَّبِيُّ وَٱلَّـذِينَ آمَـنُوا» ٱلْآيَـةَ، ثُمَّ قَـالَ: إِنَّ وَلِيَّ مُحَـمَّدٍ مَـنْ أَطَـاعَ ٱللّٰـهَ وَ إِنْ بَـعُدَتْ لُحْـمَتُهُ، وَإِنَّ عَـدُوَّ مُحَـمَّدٍ مَـنْ عَـصَى ٱللّٰـهَ وَإِنْ قَـرُبَتْ قَـرَابَتُهُ!

٩٧

و سمع ﴿عليه السلام﴾ رجلاً من الحرورية يتهجد و يقرأ، فقال:

نَـوْمٌ عَـلَىٰ يَـقِينٍ خَـيْرٌ مِـنْ صَـلَاةٍ فِي شَكٍّ.

تثمیر - بارآور بنانا
انثلام - ابتری
لُحمہ - قرابت
حروریہ - جن لوگوں نے حروراء میں مولائے کائنات کے خلاف خروج کیا
تہجد - نماز شب

لہ
انسان کسی وقت بھی جذبۂ فخر و مباہات سے الگ نہیں ہو سکتا ہے اور یہ جذبہ ...س کی فطرت میں شامل ہے لہٰذا ضرورت ...ی کہ اسے فخر و مباہات کے طریقے سے ...شنا کر دیا جائے تاکہ کسی وقت اس ...بہ کی تسکین کا خیال پیدا ہو تو اس ...یقہ کو اختیار کرے جو علمی اور عقلی ...، اور جاہلیت کے اطوار کی راہ پر ...یلا جائے کہ اس میں گمراہی اور ...ی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

حکمت ۹۴ حلیۃ الاولیاء ۱ ص۸۵ ، محاسن برقی ۱ ص۲۲۴ ، ربیع الابرار باب الخیر والصلاح - دستور معالم الحکم ص۱۴۰ ، غرر الحکم ص۲۵۸ ، روضۃ الواعظین ، تذکرۃ الخواص ص۱۳۱

حکمت ۹۵ تنبیہ الخاطر مالکی ص۲۳ ، حلیۃ الاولیاء ۱ ص۷۵ ، اصول کافی ۲ ص۷۵ ، تحف العقول ، المجالس مفیدؒ ص۱۵۱ ، امالی طوسیؒ ۱ ص۶۰ ، تذکرۃ الخواص ص۱۳۰ ، مناقب خوارزمی ص۲۶۵

حکمت ۹۶ ربیع الابرار باب التفاضل والتفاوت ، تنبیہ الخاطر مالکی ص۱۴ ، غرر الحکم ص۹۰ ، مجمع البیان ۲ ص۴۵۷ ، بحار ۴۰ ص۸۴

حکمت ۹۷ مجمع الامثال ۲ ص۳۵۵ ، مطالب السؤول ۱ ص۱۶۴ ، تنبیہ الخاطر ص۲۴ ، غرر الحکم ص۳۳۲ ، تذکرۃ الخواص ص۱۰۵

جب کہ وہ ان کے بارے میں خود ان سے بہتر جانتا ہے لیکن چاہتا ہے کہ ان اعمال کا اظہار ہو جائے جن سے انسان ثواب یا عذاب کا حقدار ہوتا ہے کہ بعض لوگ لڑکا چاہتے ہیں لڑکی نہیں چاہتے ہیں اور بعض مال کے بڑھانے کو دوست رکھتے ہیں اور شکستہ حالی کو برا سمجھتے ہیں۔

سید رضیؒ۔ یہ وہ نادر بات ہے جو آیت "انما اموالکم" کی تفسیر میں آپ سے نقل کی گئی ہے۔

۹۴۔ آپ سے خیر کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو فرمایا کہ خیر مال اور اولاد کی کثرت نہیں ہے۔ خیر علم کی کثرت اور حلم کی عظمت ہے اور یہ ہے کہ لوگوں پر عبادت پروردگار سے ناز کرو[1] لہذا اگر نیک کام کرو تو اللہ کا شکر بجالاؤ اور برا کام کرو تو استغفار کرو۔ اور یاد رکھو کہ دنیا میں خیر صرف دو طرح کے لوگوں کے لئے ہے۔ وہ انسان جو گناہ کرے تو توبہ سے اس کی تلافی کرلے اور وہ انسان جو نیکیوں میں آگے بڑھتا جائے۔

۹۵۔ تقویٰ کے ساتھ کوئی عمل قلیل نہیں کہا جاسکتا ہے۔ کہ جو عمل بھی قبول ہو جائے اسے قلیل کس طرح کہا جاسکتا ہے۔

۹۶۔ لوگوں میں انبیاء سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوتے ہیں جو سب سے زیادہ ان کے تعلیمات سے باخبر ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے آیت شریفہ کی تلاوت فرمائی "ابراہیمؑ سے قریب تر وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کریں۔ اور یہ پیغمبرؐ ہے اور صاحبان ایمان ہیں"۔ اس کے بعد فرمایا کہ پیغمبرؐ کا دوست وہی ہے جو ان کی اطاعت کرے، چاہے نسب کے اعتبار سے کسی قدر دور کیوں نہ ہو اور آپ کا دشمن وہی ہے جو آپ کی نافرمانی کرے چاہے قرابت کے اعتبار سے کتنا ہی قریب کیوں نہ ہو۔

۹۷۔ آپ نے سنا کہ ایک خارجی شخص نماز شب پڑھ رہا ہے اور تلاوت قرآن کر رہا ہے تو فرمایا کہ یقین[2] کے ساتھ سو جانا شک کے ساتھ نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

---

[1] یہ اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے کہ پروردگار صرف متقین کے اعمال کو قبول کرتا ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر انسان تقویٰ کے بغیر اعمال انجام دے تو یہ اعمال دیکھنے میں بہت نظر آئیں گے لیکن واقعاً کثیر کہے جانے کے قابل نہیں ہیں۔ اور اس کے برخلاف اگر تقویٰ کے ساتھ عمل انجام دے تو دیکھنے میں شاید وہ عمل قلیل دکھائی دے لیکن واقعاً قلیل نہ ہوگا کہ درجۂ قبولیت پر فائز ہو جانے والا عمل کسی قیمت پر قلیل نہیں کہا جاسکتا ہے۔

[2] یہ اصلاح عقیدہ کی طرف اشارہ ہے کہ جس شخص کو حقائق کا یقین نہیں ہے اور وہ شک کی زندگی گذار رہا ہے اس کے اعمال کی قدر و قیمت ہی کیا ہے۔ اعمال کی قدر و قیمت کا تعین انسان کے علم و یقین اور اس کی معرفت سے ہوتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جتنے اہل یقین ہیں سب کو سو جانا چاہئے اور نماز شب کا پابند نہیں ہونا چاہئے کہ یقین کی نیند شک کے عمل سے بہتر ہے۔

ایسا ممکن ہوتا تو سب سے پہلے معصومینؑ ان اعمال کو نظرانداز کر دیتے جن کے یقین کی شان یہ تھی کہ اگر پردے اٹھا دئے جاتے جب بھی یقین میں کسی اضافہ کی گنجائش نہیں تھی۔

٩٨

و قال (عليه السلام):

أَعْـقِلُوا الْخَـبَرَ إِذَا سَمِـعْتُمُوهُ عَـقْلَ رِعَـايَةٍ لَا عَـقْلَ رِوَايَـةٍ، فَـإِنَّ رُوَاةَ الْعِلْمِ كَـثِيرٌ، وَرُعَـاتَهُ قَـلِيلٌ.

٩٩

و سمع رجلاً يقول:

«إِنَّـا لِـلَّهِ وَإِنَّـا إِلَـيْهِ رَاجِـعُونَ» فـقال (عليه السلام): إِنَّ قَـوْلَنَا: «إِنَّـا لِـلَّهِ» إِقْـرَارٌ عَـلَى أَنْـفُسِنَا بِـالْمُلْكِ؛ و قَـوْلَنَا: «وَإِنَّـا إِلَـيْهِ رَاجِـعُونَ» إِقْـرَارٌ عَـلَى أَنْـفُسِنَا بِـالْهُلْكِ.

١٠٠

و قال (عليه السلام)، و مدحه قوم في وجهه، فقال:

اَللَّـهُمَّ إِنَّكَ أَعْـلَمُ بِي مِـنْ نَـفْسِي، وَأَنَـا أَعْـلَمُ بِـنَفْسِي مِـنْهُمْ، اَللَّـهُمَّ اجْـعَلْنَا خَـيْراً مِمَّـا يَـظُنُّونَ، وَاغْـفِرْلَنَا مَـا لَا يَـعْلَمُونَ.

١٠١

و قال (عليه السلام):

لَا يَسْـتَقِيمُ قَـضَاءُ الْحَـوَائِـجِ إِلَّا بِـثَلَاثٍ: بِـاسْتِصْغَارِهَا لِـتَعْظُمَ، وَ بِـاسْتِكْتَامِهَا لِـتَظْهَرَ، وَ بِـتَعْجِيلِهَا لِـتَهْنُؤَ.

١٠٢

و قال (عليه السلام):

يَأْتِي عَـلَى النَّـاسِ زَمَـانٌ لَا يُـقَرَّبُ فِـيهِ إِلَّا الْمَـاحِلُ [الآجِـنُ]، وَ لَا يُـظَرَّفُ فِـيهِ إِلَّا الْـفَاجِرُ، وَ لَا يُـضَعَّفُ فِـيهِ إِلَّا الْمُـنْصِفُ، يَـعُدُّونَ الصَّـدَقَةَ فِـيهِ غُـرْماً، وَصِـلَةَ الرَّحِـمَ

مُلک - لام برائے ملکیت ہے
ہُلک - ہلاکت
استصغار - چھوٹا سمجھنا
استکتام - پوشیدہ رکھنا
ماحِل - چغلخور
یُظرَّف - خوش طبع سمجھا جائے گا
یُضعَّف - کمزور تصور کیا جائے گا
غُرم - نقصان - خسارہ
صلۂ رحم - بلافاصلہ قرابتداروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا

درحکمت ۹۸ محاضرات الادباء راغب ۱ ص۱۴ ، اصول کافی ۲ ص۴۹ ، کافی باب الجهاده ص۳۵ ، غرر الحکم ص۱۱۱ ، روض الاخیار ص۱۰ ، الوافی الفیض ۲ ص۳۴ ، مرآۃ العقول ۲ ص۳۳ ، تحف العقول ص۳۲۸

درحکمت ۹۹ تحف العقول ص۲۰۹ ، العقد الفرید ۳ ص۳۰۳ ، کامل مبرد ۲ ص۲۵۱ ، محاضرات الادباء ۲ ص۲۲۶ ، سراج الملوک طرطوش ص۱۸۲ ، غرر الحکم ص۱۲۱ ، نہایۃ الارب ۵ ص۱۶۶

درحکمت ۱۰۰ انساب الاشراف ص۱۹۹ ، الغرر والعرر ص۲۵ ، غرر الحکم ص۵۵ ، امالی قالی ۲ ص۵۳ ، خصال صدوق ۲ ص۱۵۶ ، تحف العقول ص۱۰ ، البیان والتبیین ۴ ص۷۰ ، امالی طوسی ۱ ص۲۲۰ ، ارشاد مفید ص۱۱۲

درحکمت ۱۰۱ تاریخ ابن واضح ۲ ص۵۰ ، قوت القلوب ۲ ص۲۲۳ ، غرر الحکم ص۵۵ ، ربیع الابرار

درحکمت ۱۰۲ کامل مبرد ص۱۰۰ ، تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۵۱ ، روضۃ الکافی ص۵۰ ، محاضرات راغب ص۹۰ ، غرر الحکم ص۳۶۳ ، مطالب السئول ص۵۰ ، الآداب ابن شمس خلافہ ص۱۰ ، تاریخ یعقوبی ص۵۰

۹۸۔ جب کسی خبر کو سنو تو عقل کے معیار پر پرکھ لو[1] اور صرف نقل پر بھروسہ نہ کرو کہ علم کے نقل کرنے والے بہت ہوتے ہیں اور سمجھنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔

۹۹۔ آپ نے ایک شخص کو کلمہ انا للّٰہ زبان پر جاری کرتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ انا للّٰہ اقرار ہے کہ ہم کسی کی ملکیت ہیں اور انا للّٰہ راجعون اعتراف ہے کہ ایک دن فنا ہوجانے والے ہیں۔

۱۰۰۔ ایک قوم نے آپ کے سامنے آپ کی تعریف کر دی تو آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دئے۔ خدایا تو مجھے، مجھ سے بہتر جانتا ہے اور میں اپنے کو ان سے بہتر پہچانتا ہوں لہٰذا مجھے ان کے خیال سے بہتر[2] قرار دے دینا اور ان کوتاہیوں کو نہیں جانتے ہیں انھیں معاف کر دینا۔

۱۰۱۔ حاجت روائی تین چیزوں کے بغیر مکمل نہیں ہوتی ہے: (۱) عمل کو چھوٹا سمجھے تاکہ وہ بڑا قرار پاجائے (۲) اسے پوشیدہ طور پر انجام دے تاکہ وہ خود اپنا اظہار کرے (۳) اسے جلدی پورا کر دے تاکہ خوشگوار معلوم ہو[3]۔

۱۰۲۔ لوگوں پر ایک زمانہ آنے والا ہے جب صرف لوگوں کے عیوب بیان کرنے والا مقرب بارگاہ ہوا کرے گا اور صرف فاجر کو خوش مزاج سمجھا جائے گا اور صرف منصف کو کمزور قرار دیا جائے گا۔ لوگ صدقہ کو خسارہ، صلۂ رحم کو احسان اور

---

[1] عالم اسلام کی ایک کمزوری یہ بھی ہے کہ مسلمان روایات کے مضامین سے یکسر غافل ہے اور صرف راویوں کے اعتماد پر روایات پر عمل کر رہا ہے جب کہ بیشمار روایات کے مضامین خلاف عقل و منطق اور مخالف اصول و عقائد ہیں اور مسلمان کو اس گمراہی کا احساس بھی نہیں ہے۔

[2] اے کاش ہر انسان اس کردار کو اپنا لیتا اور تعریفوں سے دھوکہ کھانے کے بجائے اپنے امور کی اصلاح کی فکر کرتا اور مالک کی بارگاہ میں اسی طرح عرض مدعا کرتا جس طرح مولائے کائنات نے سکھایا ہے مگر افسوس کہ ایسا کچھ نہیں ہے اور جہالت اس منزل پر آگئی ہے کہ صاحبان علم عوام الناس کی تعریف سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور اپنے کو باکمال تصور کرنے لگتے ہیں جس کا مشاہدہ خطباء کی زندگی میں بھی ہو سکتا ہے اور شعراء کی محفلوں میں بھی جہاں اظہار علم کرنے والے باکمال ہوتے ہیں اور تعریف کرنے والوں کی اکثریت ان کے مقابلہ میں بے کمال ۔ مگر اس کے بعد بھی انسان تعریف سے خوش ہوتا ہے اور مغرور ہوجاتا ہے۔

[3] ظاہر ہے کہ حاجت برآری کا عمل جلد ہوجاتا ہے تو انسان کو بے پناہ مسرت ہوتی ہے ورنہ اس کے بعد کام تو ہوجاتا ہے لیکن مسرت کا فقدان رہتا ہے اور وہ روحانی انبساط حاصل نہیں ہوتا ہے جو مدعا پیش کرنے کے فوراً بعد پورا ہوجانے میں حاصل ہوتا ہے۔

مَـــنّاً، وَ الْـــعِبَادَةَ اسْـــتِطَالَةً عَـــلَى النَّـــاسِ! فَـــعِنْدَ ذٰلِكَ يَكُـــونُ السُّـــلْطَانُ[١] بِمَشُورَةِ النِّسَـاءِ[الاماء] وَ إِمَـارَةِ الصِّـبْيَانِ وَ تَـدْبِيرِ الْخِـصْيَانِ.

١٠٣

و رئي عليه ازار خَلَقٌ مرقوع فقيل له في ذلک، فقال(عليه السلام):

يَخْشَـــعُ لَـــهُ الْـــقَلْبُ، وَ تَـــذِلُّ بِـــهِ النَّـــفْسُ، وَ يَـــقْتَدِي بِـــهِ الْـــمُؤْمِنُونَ. إِنَّ الدُّنْـــــيَا وَ الآخِـــــرَةَ عَـــــدُوَّانِ مُـــــتَفَاوِتَانِ، وَ سَـــــبِيلَانِ مُخْـــــتَلِفَانِ؛ فَـــــمَنْ أَحَبَّ الدُّنْـــــيَا وَ تَـــــوَلَّاهَا أَبْـــــغَضَ الآخِـــــرَةَ وَ عَـــــادَاهَـــا، وَ هُـــمَـــا بِمَـــنْزِلَةِ الْمَـــشْرِقِ وَ الْمَـــغْرِبِ، وَ مَـــاشٍ بَـــيْنَهُمَا؛ كُـــلَّمَا قَـــرُبَ مِـــنْ وَاحِـــدٍ بَـــعُدَ مِـــنَ الآخَـــرِ، وَ هُـــمَـا بَـعْدُ ضَرَّتَـانِ!

١٠٤

و عن نوف البكالي، قال (عليه السلام):

رأيت أمير المؤمنين عليه السلام، ذات ليلة، و قد خرج من فراشه، فنظر في النجوم فقال لي: يا نوف، أراقد أنت ام رامق؟ فقلت: بل رامق؛ قال: يا نـــــوف، طُـــــوبَىٰ لِـــــلزَّاهِـــدِينَ فِي الدُّنْـــــيَا، الرَّاغِـــــبِينَ فِي الآخِـــــرَةِ، أُولٰـــــئِكَ قَـــــوْمٌ اتَّخَـــــذُوا الأَرْضَ بِسَـــاطاً، وَ تُـــــرَابَهَـــا فِـــرَاشاً، وَ مَـــــاءَهَا طِـــــيباً، وَالْـــــقُرْآنَ شِـــعَاراً[٢]، وَ الدُّعَـــــاءَ دِثَـــــاراً، ثُمَّ قَرَضُوا الدُّنْيَا قَرْضاً عَلَىٰ مِنْهَاجِ الْمَسِيحِ.

يَـــا نَـــوْفُ إِنَّ دَاوُدَ عَـــلَيْهِ السَّـــلَامُ قَـــامَ فِي مِـــثْلِ هٰـــذِهِ السَّـــاعَةِ مِـــنَ اللَّـــيْلِ فَـــقَالَ: إِنَّهَـــا سَـــاعَةٌ لَا يَـــدْعُو فِـــيهَا عَـــبْدٌ إِلَّا اسْـــتُجِيبَ لَـــهُ، إِلَّا أَنْ يَكُـــونَ

منّ - احسان
استطالہ - بڑائی
خصیان - خواجہ سرا
ضرّتان - سوت
رامق - بیدار
شعار - باطنی لباس
دثار - ظاہری لباس
قرض - کاٹ دینا
منہاج - طریقۂ زندگی

[١] ابن ابی الحدید کا کہنا ہے کہ حضرت کا یہ ارشاد اخبار غیب میں شامل ہے اور یہ شرف تمام صحابہ کرام میں صرف آپ کو حاصل تھا کہ پروردگار نے آپ کو رسول اکرمؐ کے ذریعہ غیب سے باخبر کر دیا تھا اور آپ وقتاً فوقتاً اس علم کا اظہار فرماتے رہتے تھے

[٢] قرآن کو شعار کہنا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ آہستہ آہستہ خفیہ طریقہ سے تلاوت کرتے ہیں اور اس کا اشتہار نہیں کرتے ہیں اور دعا کو دثار بنانے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ علی الاعلان دعا کرتے ہوئے شرماتے نہیں ہیں اور اپنی عاجزی اور کمزوری کا احساس رکھتے ہیں

مصادر حکمت ۱۰۳ تحف العقول ص۲۱۲، طبقات ابن سعد ۳ ص۲۸، حلیۃ الاولیاء ۱ ص۸۳، مطالب السؤول ۱ ص۹، سراج الملوک ص۲۴۴، روض الاخیار ص۱۸، تذکرہ الخواص ص۱۱۳، ذخائر العقبیٰ ص۱۰۲، امالی مرتضیٰ ۱ ص۱۵۳

مصادر حکمت ۱۰۴ خصال صدوق ۱ ص۱۵۹، اکمال الدین، مروج الذہب ۴ ص۱۹۳، حلیۃ الاولیاء ۱ ص۷۹، المجالس المفید ص۱، تاریخ بغداد ص۱۶۲، دستور معالم الحکم ص۳۵، غرر الحکم ص۲۰۹ کنز الفوائد ص۳۰، تاریخ دمشق، عیون الاخبار ۲ ص۳۵۳، الجرح والتعدیل

عبادت کو لوگوں پر برتری[1] کا ذریعہ قرار دیں گے۔ ایسے وقت میں حکومت عورتوں کے مشورہ، بچّوں کے اقتدار اور خواجہ سراؤں[2] کی تدبیر کے سہارے رہ جائے گی۔

۱۰۳۔ لوگوں نے آپ کی چادر کو بوسیدہ دیکھ کر گذارش کر دی تو آپ نے فرمایا کہ اس سے دل میں خشوع اور نفس میں احساس کمتری پیدا ہوتا ہے اور مومنین اس کی اقتدا بھی کر سکتے ہیں۔ یاد رکھو دنیا اور آخرت آپس میں دو ناسازگار دشمن ہیں اور دو[2] مختلف راستے۔ لہٰذا جو دنیا سے محبت اور تعلق خاطر رکھتا ہے وہ آخرت کا دشمن ہو جاتا ہے اور جو راہرو ایک سے قریب تر ہوتا ہے وہ دوسرے سے دور تر ہو جاتا ہے۔ پھر یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی سوت جیسی ہیں۔

۱۰۴۔ نوف بکالی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شب امیر المومنینؑ کو دیکھا کہ آپ نے بستر سے اٹھ کر ستاروں پر نگاہ کی اور فرمایا کہ نوف! سو رہے ہو یا بیدار ہو؟ میں نے عرض کی کہ حضور جاگ رہا ہوں۔ فرمایا کہ نوف! خوشا بحال ان کے جو دنیا سے کنارہ کش ہوں تو آخرت کی طرف رغبت رکھتے ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے زمین کو بستر بنایا ہے اور خاک کو فرش، پانی کو شربت قرار دیا ہے اور قرآن و دعا کو اپنے ظاہر و باطن کا محافظ۔ اس کے بعد دنیا سے یوں الگ[3] ہو گئے جس طرح حضرت مسیحؑ۔

نوف! دیکھو داؤدؑ رات کے وقت ایسے ہی موقع پر قیام کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ وہ ساعت ہے جس میں جو بندہ بھی دعا کرتا ہے پروردگار اس کی دعا کو قبول کر لیتا ہے ——— مگر یہ کہ

[1] افسوس کہ اہل دنیا نے اس عبادت کو بھی اپنی برتری کا ذریعہ بنا لیا ہے جس کی تشریع انسان کے خضوع و خشوع اور جذبۂ بندگی کے اظہار کے لئے ہوئی تھی اور جس کا مقصد یہ تھا کہ انسان کی زندگی سے غرور اور شیطنت نکل جائے اور تواضع و انکسار اس پر مسلّط ہو جائے۔

[2] بظاہر کسی دور میں بھی خواجہ سراؤں کو مشیر مملکت کی حیثیت حاصل نہیں رہی ہے اور نہ ان کے کسی مخصوص تدبّر کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس لئے بہت ممکن ہے کہ اس لفظ سے مراد وہ تمام افراد ہوں جن میں ان لوگوں کی خصلتیں پائی جاتی ہیں اور جو حکام کی ہر ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں اور ان کی ہر رغبت و خواہش کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور انھیں زندگی کے اندر و باہر ہر شعبہ میں برابر کا دخل رہتا ہے۔

[3] اس مقام پر لفظ قرض اشارہ ہے کہ نہایت مختصر حصہ حاصل کیا ہے جس طرح دانت سے روٹی کاٹ لی جاتی ہے اور ساری روٹی کو منھ میں نہیں بھر لیا جاتا ہے کہ اس کیفیت کو خضم کہتے ہیں ۔۔ قرض نہیں کہتے ہیں۔

عَشَّاراً، أَوْ عَرِيفاً أَوْ شُرْطِياً، أَوْ صَاحِبَ عَرْطَبَةٍ (و هي الطنبور) أَوْ صَاحِبَ كَوبَةٍ (و هي الطبل. و قد قيل ايضا: إن العرطبة الطبل و الكوبة الطنبور).

١٠٥

و قال (ﷺ):

إِنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الْفَرَائِضَ، فَلَا تُضَيِّعُوهَا؛ وَ حَدَّ لَكُمْ حُدُوداً، فَلَا تَعْتَدُوهَا؛ وَ نَهَاكُمْ عَنْ أَشْيَاءَ، فَلَا تَنْتَهِكُوهَا؛ وَ سَكَتَ لَكُمْ عَنْ أَشْيَاءَ وَ لَمْ يَدَعْهَا نِسْيَاناً، فَلَا تَتَكَلَّفُوهَا.

١٠٦

و قال (ﷺ):

لَا يَتْرُكُ النَّاسُ شَيْئاً مِنْ أَمْرِ دِينِهِمْ لِاسْتِصْلَاحِ دُنْيَاهُمْ إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَا هُوَ أَضَرُّ مِنْهُ.

١٠٧

و قال (ﷺ):

رُبَّ عَالِمٍ قَدْ قَتَلَهُ جَهْلُهُ وَ عِلْمُهُ مَعَهُ لَا يَنْفَعُهُ.

١٠٨

و قال (ﷺ):

لَقَدْ عُلِّقَ بِنِيَاطِ هَذَا الْإِنْسَانِ بَضْعَةٌ هِيَ أَعْجَبُ مَا فِيهِ. وَ ذَلِكَ الْقَلْبُ، وَ ذلک انّ لهُ موادَّ مِنَ الْحِكْمَةِ وَ أَضْدَاداً مِنْ خِلَافِهَا؛ فَإِنْ سَنَحَ لَهُ الرَّجَاءُ أَذَلَّهُ الطَّمَعُ، وَ إِنْ هَاجَ بِهِ الطَّمَعُ أَهْلَكَهُ الْحِرْصُ، وَ إِنْ مَلَكَهُ الْيَأْسُ قَتَلَهُ الْأَسَفُ، وَ إِنْ عَرَضَ لَهُ الْغَضَبُ اشْتَدَّ بِهِ الْغَيْظُ، وَ إِنْ أَسْعَدَهُ الرِّضَى نَسِيَ التَّحَفُّظَ، وَ إِنْ غَالَهُ الْخَوْفُ شَغَلَهُ الْحَذَرُ، وَ إِنِ اتَّسَعَ لَهُ الْأَمْنُ اسْتَلَبَتْهُ الْغِرَّةُ، وَ إِنْ

عشّار - ٹیکس وصول کرنے والا
عریف - تجسس کرنے والا
شرطی - پولیس
عرطبہ - سارنگی
کوبہ - ڈھول
بضعہ - ٹکڑا
نیاط - رگ قلب
سنح لہ - ظاہر ہوا
تحفظ - بچاؤ
غرّۃ - غفلت

درحکمت ۱۰۵ امالی ابن الشیخ ۲ ص۱۲۴، الفقیہ ۴ ص۵۳، المجالس مفید ص۹۴، غرر الحکم ص۱۱۱
درحکمت ۱۰۶ غرر الحکم ابن شعبہ الحرانی ص۳۵۱
درحکمت ۱۰۷ کتاب الجمل ابو مخنف، ارشاد مفید ص۱۲۴، غرر الحکم ص۱۸۳
درحکمت ۱۰۸ روضۃ الکافی ص۲۱، تحف العقول ص۹۵، کتاب الفاضل المبرد ص۲، مروج الذہب ۲ ص۳۳۳، ارشاد مفید ص۱۷۱
دستور معالم الحکم ص۱۲۹، زہر الآداب ۱ ص۲۹۶، غرر الحکم ص۲۲۵، تاریخ دمشق، علل الشرائع باب ۹۴

سرکاری ٹیکس وصول کرنے والا، لوگوں کی بُرائی کرنے والا۔ ظالم حکومت کی پولیس والا یا سارنگی اور ڈھول[1] تاشہ والا ہو۔
سید رضی ۔ عرطبة: سارنگی کو کہتے ہیں اور کوبة کے معنی ڈھول کے ہیں اور بعض حضرات کے نزدیک عرطبہ ڈھول ہے اور کوبہ سارنگی ۔

۱۰۵۔ پروردگار نے تمہارے ذمہ کچھ فرائض قرار دئے ہیں لہٰذا خبردار انھیں ضائع نہ کرنا اور اس نے کچھ حدود بھی مقرر کر دئے ہیں لہٰذا ان سے تجاوز نہ کرنا۔ اس نے جن چیزوں سے منع کیا ہے ان کی خلاف ورزی نہ کرنا اور جن چیزوں سے سکوت اختیار فرمایا ہے زبردستی انھیں جاننے کی کوشش نہ کرنا کہ وہ بھولا نہیں ہے۔

۱۰۶۔ جب بھی لوگ دنیا سنوارنے کے لئے دین کی کسی بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں تو پروردگار اس سے زیادہ نقصان دہ راستے کھول دیتا ہے۔

۱۰۷۔ بہت سے عالم ہیں[2] جنھیں دین سے ناواقفیت نے مار ڈالا ہے اور پھر ان کے علم نے بھی کوئی فائدہ نہیں پہونچایا ہے۔

۱۰۸۔ اِس انسان کے وجود میں سب سے زیادہ تعجب خیز وہ گوشت کا ٹکڑا ہے جو ایک رگ سے آویزاں کر دیا گیا ہے اور جس کا نام قلب ہے کہ اس میں حکمت[3] کے سرچشمے بھی ہیں اور اس کی ضدیں بھی ہیں کہ جب اسے امید کی جھلک نظر آتی ہے تو طمع ذلیل بنا دیتی ہے اور جب طمع میں ہیجان پیدا ہوتا ہے تو حرص برباد کر دیتی ہے اور جب مایوسی کا قبضہ ہو جاتا ہے تو حسرت مار ڈالتی ہے اور جب غضب طاری ہوتا ہے تو غم وغصہ شدّت اختیار کر لیتا ہے اور جب خوشحال ہو جاتا ہے تو حفظ ماتقدم کو بھول جاتا ہے اور جب خوف طاری ہوتا ہے تو احتیاط دوسری چیزوں سے غافل کر دیتی ہے ۔ اور جب حالات میں وسعت پیدا ہوتی ہے تو غفلت قبضہ کر لیتی ہے ——— اور

---

[1] افسوس کی بات ہے کہ بعض علاقوں میں بعض مومن اقوام کی پہچان ہی ڈھول تاشہ اور سارنگی بن گئی ہے جب کہ مولائے کائنات نے اس کاروبار کو اس قدر مذموم قرار دیا ہے کہ اس عمل کے انجام دینے والوں کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی ہے۔
اس حکمت میں دیگر افراد کا تذکرہ ظالموں کے ذیل میں کیا گیا ہے اور کھُلی ہوئی بات ہے کہ ظالم حکومت کے لئے کسی طرح کا کام کرنے والا پیش پروردگار مستجاب الدعوات نہیں ہو سکتا ہے۔ جب وہ اپنے ضروریات حیات کو ظالموں کی اعانت سے وابستہ کر دیتا ہے تو پروردگار اپنا دست کرم اٹھا لیتا ہے۔

[2] یہ دانشورانِ ملت ہیں جن کے پاس ڈگریوں کا غرور تو ہے لیکن دین کی بصیرت نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے افراد کا علم تباہ کر سکتا ہے آباد نہیں کر سکتا ہے۔

[3] انسانی قلب کو دو طرح کی صلاحیتوں سے نوازا گیا ہے۔ اس میں ایک پہلو عقل و منطق کا ہے اور دوسرا جذبات و عواطف کا ——— اس ارشاد گرامی میں دوسرے پہلو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس کے متضاد خصوصیات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

أَفَادَ مَالاَ أَطْغَاهُ الْغِنَى، وَ إِنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ فَضَحَهُ الْجَزَعُ، وَ إِنْ عَضَّتْهُ الْفَاقَةُ شَغَلَهُ الْبَلاَءُ، وَ إِنْ جَهَدَهُ الْجُوعُ قَعَدَ بِهِ الضَّعْفُ، وَ إِنْ أَفْرَطَ بِهِ الشِّبَعُ كَظَّتْهُ الْبِطْنَةُ. فَكُلُّ تَقْصِيرٍ بِهِ مُضِرٌّ، وَكُلُّ إِفْرَاطٍ لَهُ مُفْسِدٌ.

۱۰۹

و قال (عليه السلام):

نَحْنُ النُّمْرُقَةُ الْوُسْطَى، بِهَا يَلْحَقُ التَّالِي، وَ إِلَيْهَا يَرْجِعُ الغَالِي.

۱۱۰

و قال (عليه السلام):

لَا يُقِيمُ أَمْرَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ إِلَّا مَنْ لَا يُصَانِعُ وَ لَا يُضَارِعُ، وَ لَا يَتَّبِعُ الْمَطَامِعَ.

۱۱۱

و قال (عليه السلام):

و قد توفي سهل بن حُنَيْفٍ الأنصاري بالكوفة بعد مرجعه معه من صفين و كان أحب الناس اليه:

لَوْ أَحَبَّنِي جَبَلٌ لَتَهَافَتَ.

معنى ذلك أن المحنة تغلظ عليه، فتسرع المصائب اليه، و لا يفعل ذلك إلا بالأتقياء الأبرار و المصطفين الأخيار و هذا مثل قوله عليه السلام.

۱۱۲

مَنْ أَحَبَّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَسْتَعِدَّ لِلْفَقْرِ جِلْبَاباً.

«و قد يؤول ذلك على معنى آخر ليس هذا موضع ذكره».

۱۱۳

و قال (عليه السلام):

لَا مَالَ أَعْوَدُ مِنَ الْعَقْلِ، وَ لَا وَحْدَةَ أَوْحَشُ مِنَ الْعُجْبِ، وَ لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيرِ، وَ لَا كَرَمَ كَالتَّقْوَى

افاد - استفادہ کیا
فاقہ - فقر
جہدہ - تھکا ڈالا
کظ - تکلیف دینا
بطنہ - شکم پری
نمرقہ - تکیہ
غالی - حد سے تجاوز کرنے والا
لایصانع - مروت نہیں کرتا ہے
لایضارع - اہل باطل جیسا کام نہیں کرتا ہے
مطامع - لالچ کے مراکز
تہافت - ٹکڑے ٹکڑے ہوجانا
اعود - زیادہ مفید
عجب - خودپسندی

مصادر حکمت ۱۰۹ العقد الفرید ۲ ص۲۷۰، عیون الاخبار ۱ ص۳۲۶، الاشتقاق ابن درید ص۳۶۲، تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۵۲، جمہرۃ الامثال ۱ تحف العقول ص۲۱۶، المجالس مفیدؒ ص۳، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۹۶، کتاب الفاخر ابن عالم ص۲۱۶، عیون الاخبار ۲ ص۳۳۶ قوت القلوب مکی ۱ ص۳۵۷
مصادر حکمت ۱۱۰ غرر الحکم آمدی ص۳۵۱
مصادر حکمت ۱۱۱ ربیع الابرار باب الاخاء والمحبۃ، غرر الحکم ص۲۶۱، الدرجات الرفیعہ ص۳۹۰
مصادر حکمت ۱۱۲ امالی مرتضیؒ ۱ ص۱۷، غریب الحدیث ابن قتیبہ، الجمع بین الغریبین الہروی، نہایۃ ابن اثیر ۱ ص۲۸۳، اختصاص مفیدؒ ص۱۱ معانی الاخبار ص۱۸۲، غریب الحدیث ابن سلام
مصادر حکمت ۱۱۳ قصار الحکم ص۵۴

جب مال حاصل کرلیتا ہے تو بے نیازی سرکش بنا دیتی ہے اور جب کوئی مصیبت نازل ہوجاتی ہے تو فریاد رسوا کر دیتی ہے اور جب فاقہ کاٹ کھاتا ہے تو بلا گرفتار کرلیتی ہے اور جب بھوک تھکا دیتی ہے تو کمزوری بٹھا دیتی ہے اور جب ضرورت سے زیادہ پیٹ بھر جاتا ہے تو شکم پُری کی اذیت میں مبتلا ہوجاتا ہے ـــــــ مختصر یہ ہے کہ ہر کوتاہی نقصان دہ ہوتی ہے اور ہر زیادتی تباہ کن۔

۱۰۹۔ ہم اہلبیتؑ ہی وہ نقطۂ اعتدال[1] ہیں جن سے پیچھے رہ جانے والا آگے بڑھ کر ان سے مل جاتا ہے اور آگے بڑھ جانے والا پلٹ کر ملحق ہوجاتا ہے۔

۱۱۰۔ حکم الٰہی کا نفاذ وہی کرسکتا ہے جو حق کے معاملہ میں مروت نہ کرتا ہو اور عاجزی و کمزوری کا اظہار نہ کرتا ہو اور لالچ کے پیچھے نہ دوڑتا ہو۔

۱۱۱۔ جب صفین سے واپسی پر سہل بن حنیف انصاری کا کوفہ میں انتقال ہوگیا جو حضرت کے محبوب صحابی تھے تو آپ نے فرمایا کہ "مجھ سے کوئی پہاڑ بھی محبت کرے گا تو ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا"۔

مقصد یہ ہے کہ میری محبت کی آزمائش سخت ہے اور اس میں مصائب کی یورش ہوجاتی ہے جو شرف صرف متقی اور نیک کردار لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا ہے۔

۱۱۲۔ جو ہم اہلبیتؑ سے محبت کرے اسے جامۂ فقر[2] پہننے کے لئے تیار ہوجانا چاہیئے۔

سید رضیؒ: "بعض حضرات نے اس ارشاد کی ایک دوسری تفسیر کی ہے جس کے بیان کا یہ موقع نہیں ہے"۔

۱۱۳۔ عقل سے زیادہ فائدہ مند کوئی دولت نہیں ہے اور خودپسندی سے زیادہ وحشت ناک کوئی تنہائی نہیں ہے۔ تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں ہے اور تقویٰ جیسی کوئی بزرگی نہیں ہے۔

[1] شیخ محمد عبدہٗ نے اس فقرہ کی یہ تشریح کی ہے کہ اہلبیتؑ اس مسند سے مشابہت رکھتے ہیں جس کے سہارے انسان کی پشت مضبوط ہوتی ہے اور اسے سکون زندگی حاصل ہوتا ہے۔ وسطیٰ کے لفظ سے اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ تمام مسندیں اسی سے اتصال رکھتی ہیں اور سب کا سہارا وہی ہے۔ اہلبیتؑ اس صراط مستقیم پر ہیں جن سے آگے بڑھ جانے والوں کو بھی ان سے ملنا پڑتا ہے اور پیچھے رہ جانے والوں کو بھی۔!

[2] مقصد یہ ہے کہ اہلبیتؑ کا کل سرمایۂ حیات دین و مذہب اور حق و حقانیت ہے اور اس کے برداشت کرنے والے ہمیشہ کم ہوتے ہیں لہٰذا اس راہ پر چلنے والوں کو ہمیشہ مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے۔

وَ لَا قَرِينَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ، وَ لَا مِيرَاثَ كَالْأَدَبِ، وَ لَا قَائِدَ كَالتَّوْفِيقِ، وَ لَا تِجَارَةَ كَالْعَمَلِ الصَّالِحِ، وَ لَا رِبْحَ كَالثَّوَابِ، وَ لَا وَرَعَ كَالْوُقُوفِ عِنْدَ الشُّبْهَةِ، وَ لَا زُهْدَ كَالزُّهْدِ فِي الْحَرَامِ، وَ لَا عِلْمَ كَالتَّفَكُّرِ وَ لَا عِبَادَةَ كَأَدَاءِ الْفَرَائِضِ، وَ لَا إِيمَانَ كَالْحَيَاءِ وَالصَّبْرِ، وَ لَا حَسَبَ كَالتَّوَاضُعِ، وَ لَا شَرَفَ كَالْعِلْمِ، وَ لَا عِزَّ كَالْحِلْمِ، وَ لَا مُظَاهَرَةَ أَوْثَقُ مِنَ الْمُشَاوَرَةِ.

١١٤

و قال (عليه السلام):

إِذَا اسْتَوْلَى الصَّلَاحُ عَلَى الزَّمَانِ وَ أَهْلِهِ، ثُمَّ أَسَاءَ رَجُلٌ الظَّنَّ بِرَجُلٍ لَمْ تَظْهَرْ مِنْهُ حَوْبَةٌ فَقَدْ ظَلَمَ! وَ إِذَا اسْتَوْلَى الْفَسَادُ عَلَى الزَّمَانِ وَ أَهْلِهِ، فَأَحْسَنَ رَجُلٌ الظَّنَّ بِرَجُلٍ فَقَدْ غَرَّرَ.

١١٥

و قيل له (عليه السلام):

كيف نجدك يا أمير المؤمنين؟ فقال عليه السلام: كَيْفَ يَكُونُ حَالُ مَنْ يَفْنَى بِبَقَائِهِ، وَ يَسْقَمُ بِصِحَّتِهِ، وَ يُؤْتَى مِنْ مَأْمَنِهِ!

١١٦

و قال (عليه السلام):

كَمْ مِنْ مُسْتَدْرَجٍ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ، وَ مَغْرُورٍ بِالسَّتْرِ عَلَيْهِ، وَ مَفْتُونٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيهِ! وَ مَا ابْتَلَى اللَّهُ أَحَداً بِمِثْلِ الْإِمْلَاءِ لَهُ.

١١٧

و قال (عليه السلام):

هَلَكَ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ غَالٍ، وَ مُبْغِضٌ قَالٍ.

١١٨

و قال (عليه السلام):

إِضَاعَةُ الْفُرْصَةِ غُصَّةٌ.

١١٩

و قال (عليه السلام):

مَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ الْحَيَّةِ لَيِّنٌ مَسُّهَا، وَ السَّمُّ النَّاقِعُ فِي جَوْفِهَا، يَهْوِي إِلَيْهَا الْغِرُّ الْجَاهِلُ، وَ يَحْذَرُهَا ذُو

حوبہ - گناہ
یفنی ببقائہ - طول حیات کا نتیجہ موت ہے
مأمن - جائے امان
مُستدرَج - لپیٹ میں لیا جانے والا
املاء - مہلت دینا
غال - حد سے تجاوز کرنے والا
قالِ - عداوت رکھنے والا
اضاعہ - برباد کر دینا
غصہ - رنج و غم
لیّن - نرم
ناقع - قاتل
غِرّ - فریب خوردہ

مصادر حکمت ۱۱۴ غرر الحکم ص ۱۴۳، ربیع الابرار باب الظن والفراسۃ والشک والتہمہ
مصادر حکمت ۱۱۵ امالی طوسیؒ ۲ ص ۲۵۴، الدعوات راوندی، روضۃ البحار ۸، ص ۹۰، مصباح الشریعہ
مصادر حکمت ۱۱۶ تحف العقول ص ۲۰۳، روضۃ الکافی ص ۱۱۲، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۹۲، تذکرۃ الخواص ص ۱۳۳، امالی طوسیؒ ۲ ص ۵۸
مصادر حکمت ۱۱۷ حیاۃ الحیوان جاحظ ۲ ص ۹۰، المحاسن والمساوی ص ۴۱، امالی صدوقؒ، غرر الحکم ص ۳۲۹، معدن الجواہر ص ۲۶
مصادر حکمت ۱۱۸ غرر الحکم ص ۲۳
مصادر حکمت ۱۱۹ کتاب ۶۸

حسن اخلاق جیسا کوئی ساتھی نہیں ہے اور ادب جیسی کوئی میراث نہیں ہے۔ توفیق جیسا کوئی پیشرو نہیں ہے اور عمل صالح جیسی کوئی تجارت نہیں ہے۔ ثواب جیسا کوئی فائدہ نہیں ہے اور شبہات میں احتیاط جیسی کوئی پرہیزگاری نہیں ہے۔ حرام کی طرف سے بے رغبتی جیسا کوئی زہد نہیں ہے اور تفکر جیسا کوئی علم نہیں ہے۔ ادائے فرائض جیسی کوئی عبادت نہیں ہے اور حیا و صبر جیسا کوئی ایمان نہیں ہے۔ تواضع جیسا کوئی حسب نہیں ہے اور علم جیسا کوئی شرف نہیں ہے۔ حلم جیسی کوئی عزت نہیں ہے اور مشورہ سے زیادہ مضبوط کوئی پشت پناہ نہیں ہے۔

۱۱۴۔ جب زمانہ اور اہل زمانہ پر نیکیوں کا غلبہ ہو اور کوئی شخص کسی شخص سے کوئی برائی دیکھے بغیر بدظنی پیدا کرے تو اس نے اس شخص پر ظلم کیا ہے اور جب زمانہ اور اہل زمانہ پر فساد کا غلبہ ہو اور کوئی شخص کسی سے حسن ظن قائم کرے تو گویا اس نے اپنے ہی کو دھوکہ دیا ہے۔

۱۱۵۔ ایک شخص نے آپ سے مزاج پرسی کر لی تو فرمایا کہ اس کا حال کیا ہوگا جس کی بقا ہی فنا کی طرف لے جا رہی ہے اور صحت ہی بیماری کا پیش خیمہ ہے اور وہ اپنی پناہ گاہ ہی سے ایک دن گرفت میں لے لیا جائے گا۔

۱۱۶۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنھیں نیکیاں دے کر گرفت میں لیا جاتا ہے اور وہ پردہ پوشی[1] ہی سے دھوکہ میں رہتے ہیں اور اپنے بارے میں اچھی بات سن کر دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اور دیکھو اللہ نے مہلت سے بہتر کوئی آزمائش کا ذریعہ نہیں قرار دیا ہے۔

۱۱۷۔ میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔ وہ دوست جو دوستی میں غلو سے کام لیتے ہیں اور وہ دشمن جو دشمنی میں مبالغہ کرتے ہیں۔

۱۱۸۔ فرصت[2] کا ضائع کر دینا رنج و اندوہ کا باعث ہوتا ہے۔

۱۱۹۔ دنیا کی مثال سانپ جیسی ہے جو چھونے میں انتہائی نرم ہوتا ہے اور اس کے اندر زہر قاتل ہوتا ہے۔ فریب خوردہ جاہل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور صاحب عقل[3] و ہوش اس سے ہوشیار رہتا ہے۔

---

[1] انسانوں میں جو مختلف کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ ان میں اہم ترین کمزوریاں یہ ہیں کہ وہ ہر تعریف کو اپنا حق سمجھتا ہے اور ہر مال کو اپنا مقدر قرار دے لیتا ہے اور پروردگار کی پردہ پوشی کو بھی اپنے تقدس کا نام دے دیتا ہے اور یہ احساس نہیں کرتا ہے کہ یہ فریب زندگی کسی وقت بھی دھوکہ دے سکتا ہے اور اس کا انجام یقیناً برا ہوگا۔

[2] انسانی زندگی میں ایسے مقامات بہت کم آتے ہیں جب کسی کام کا مناسب موقع ہاتھ آ جاتا ہے لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھائے اور اسے ضائع نہ ہونے دے کہ فرصت کا نکل جانا انتہائی رنج و اندوہ کا باعث ہو جاتا ہے۔

[3] عقل کا کام یہ ہے کہ وہ اشیاء کے باطن پر نگاہ رکھے اور صرف ظاہر کے فریب میں نہ آئے ورنہ سانپ کا ظاہر بھی انتہائی نرم و نازک ہوتا ہے جب کہ اس کے اندر کا زہر انتہائی قاتل اور تباہ کن ہوتا ہے۔

اللُّبُّ الْعَاقِلُ!

۱۲۰

و سئل عليه السلام عن قريش فقال:

أَمَّا بَنُو مَخْزُومٍ[1] فَرَيْحَانَةُ قُرَيْشٍ، نُحِبُّ حَدِيثَ رِجَالِهِمْ وَ النِّكَاحَ فِي نِسَائِهِمْ، وَ أَمَّا بَنُو عَبْدِ شَمْسٍ فَأَبْعَدُهَا رَأْياً، وَ أَمْنَعُهَا لِمَا وَرَاءَ ظُهُورِهَا، وَ أَمَّا نَحْنُ فَأَبْذَلُ لِمَا فِي أَيْدِينَا، وَ أَسْمَحُ عِنْدَ الْمَوْتِ بِنُفُوسِنَا، وَ هُمْ أَكْثَرُ وَ أَمْكَرُ وَ أَنْكَرُ، وَ نَحْنُ أَفْصَحُ وَ أَنْصَحُ وَ أَصْبَحُ.

۱۲۱

و قال (عليه السلام):

شَتَّانَ مَا بَيْنَ عَمَلَيْنِ: عَمَلٌ تَذْهَبُ لَذَّتُهُ وَ تَبْقَىٰ تَبِعَتُهُ، وَ عَمَلٌ تَذْهَبُ مَؤُونَتُهُ وَ يَبْقَىٰ أَجْرُهُ.

۱۲۲

و تبع جنازة فسمع رجلاً يضحک، فقال:

كَأَنَّ الْمَوْتَ فِيهَا عَلَىٰ غَيْرِنَا كُتِبَ، وَ كَأَنَّ الْحَقَّ فِيهَا عَلَىٰ غَيْرِنَا وَجَبَ، وَ كَأَنَّ الَّذِي نَرَىٰ مِنَ الأَمْوَاتِ سَفْرٌ عَمَّا قَلِيلٍ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ! نُبَوِّئُهُمْ أَجْدَاثَهُمْ، وَ نَأْكُلُ تُرَاثَهُمْ، كَأَنَّا مُخَلَّدُونَ بَعْدَهُمْ، ثُمَّ قَدْ نَسِينَا كُلَّ وَاعِظٍ وَ وَاعِظَةٍ، وَ رُمِينَا بِكُلِّ فَادِحٍ و جَائِحَةٍ!!

۱۲۳

و قال (عليه السلام):

طُوبَىٰ لِمَنْ ذَلَّ فِي نَفْسِهِ، وَ طَابَ كَسْبُهُ، وَ صَلُحَتْ سَرِيرَتُهُ[سيرته]، وَ حَسُنَتْ خَلِيقَتُهُ، وَ أَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَالِهِ، وَ أَمْسَكَ الْفَضْلَ مِنْ لِسَانِهِ، وَ عَزَلَ عَنِ النَّاسِ شَرَّهُ، وَ وَسِعَتْهُ السُّنَّةُ، وَ لَمْ يُنْسَبْ إِلَىٰ الْبِدْعَةِ.

قال الرضي: أقول: و من الناس من ينسب هذا الكلام إلى رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم، و كذلك الذي قبله.

سفر - مسافرین
نبوئهم - نازل کردیں گے
اجداث - قبور
تراث - میراث
جائحہ - آفت
خلیقہ - اخلاق

[1] بنی مخزوم وہ قبیلہ ہے جس میں ابوجہل جیسا شخص بھی شامل ہے جس کا ذکر سورۂ علق میں کیا گیا ہے اور ولید بھی شامل ہے جس کی مذمت سورۂ مدثر میں کی گئی ہے
اور بنو عبد شمس میں وہ بنی امیہ شامل ہیں جن کو قرآن مجید میں شجرۂ ملعونہ کہا گیا ہے
صرف اہلبیتؑ ہیں جنھیں مرکز تطہیر قرار دیا گیا ہے اور قرآن مجید نے ان کی ہر ادا کی تعریف کی ہے

مصادر حکمت ۱۲۰ ربیع الابرار، المحجۃ البیضاء ۴ ص۲۲۴ العقد الفرید ۳ ص۳۱۵، الموفقیات زبیر بن بکار ص۳۴۳، عیون الاخبار ۱ ص۲۵
مصادر حکمت ۱۲۱ ربیع الابرار، غرر الحکم ص۱۹۹، امالی السید المرتضیٰ ۱ ص۱۵۳
مصادر حکمت ۱۲۲ تفسیر علی بن ابراہیم، روضۃ الواعظین ص۴۹۰، تاریخ ابن واضح ۲ ص۸۹، روضۃ الکافی ص۱۶۸

۱۲۰۔ آپ سے قریش کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ بنی مخزوم[۵] قریش کا مہکتا ہوا پھول ہیں۔ ان سے گفتگو بھی اچھی لگتی ہے اور ان کی عورتوں سے رشتہ داری بھی محبوب ہے اور بنی عبد شمس بہت دور تک سوچنے والے اور اپنے پیٹھ پیچھے کی باتوں کی روک تھام کرنے والے ہیں۔ لیکن ہم بنی ہاشم اپنے ہاتھ کی دولت کے لٹانے اور موت کے میدان میں جان دینے والے ہیں۔ وہ لوگ عدد میں زیادہ۔ مکر و فریب میں آگے اور بدصورت ہیں اور ہم لوگ فصیح و بلیغ، مخلص اور روشن چہرہ ہیں۔

۱۲۱۔ ان دو طرح کے اعمال میں کس قدر فاصلہ پایا جاتا ہے۔ وہ عمل[۱] جس کی لذت ختم ہو جائے اور اس کا وبال باقی رہ جائے اور وہ عمل جس کی زحمت ختم ہو جائے اور اجر باقی رہ جائے۔

۱۲۲۔ آپ نے ایک جنازہ میں شرکت فرمائی اور ایک شخص کو ہنستے ہوئے دیکھ لیا تو فرمایا "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موت کسی اور کے لئے لکھی گئی ہے اور یہ حق کسی دوسرے پر لازم قرار دیا گیا ہے اور گویا کہ جن مرنے والوں کو ہم دیکھ رہے ہیں وہ ایسے مسافر ہیں جو عنقریب واپس آنے والے ہیں کہ ادھر ہم انھیں ٹھکانے لگاتے ہیں اور ادھر[۲] ان کا ترکہ کھانے لگتے ہیں جیسے ہم ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے ہر نصیحت کرنے والے مرد اور عورت کو بھلا دیا ہے اور ہر آفت و مصیبت کا نشانہ بن گئے ہیں"۔

۱۲۳۔ خوشا بحال اس کا جس نے اپنے اندر تواضع کی ادا پیدا کی، اپنے کسب کو پاکیزہ بنا لیا۔ اپنے باطن کو نیک کر لیا۔ اپنے اخلاق کو حسین بنا لیا۔ اپنے مال کے زیادہ حصہ کو راہِ خدا میں خرچ کر دیا اور اپنی زبان درازی پر قابو پا لیا۔ اپنے شر کو لوگوں سے دور رکھا اور سنت کو اپنی زندگی میں جگہ دی اور بدعت سے کوئی نسبت نہیں رکھی۔

سید رضیؒ۔ بعض لوگوں نے اس کلام کو رسول اکرمؐ کے حوالہ سے بھی بیان کیا ہے جس طرح کہ اس سے پہلے والا کلام حکمت ہے۔

[۱] دنیا اور آخرت کے اعمال کا بنیادی فرق یہی ہے کہ دنیا کے اعمال کی لذت ختم ہو جاتی ہے اور آخرت میں اس کا حساب باقی رہ جاتا ہے اور آخرت کے اعمال کی زحمت ختم ہو جاتی ہے اور اس کا اجر و ثواب باقی رہ جاتا ہے۔

[۲] انسان کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ کسی مرحلہ پر عبرت حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے اور ہر منزل پر اس قدر غافل ہو جاتا ہے جیسے نہ اس کے پاس دیکھنے والی آنکھ ہے اور نہ سمجھنے والی عقل۔ ورنہ اس کے معنی کیا ہیں کہ آگے آگے جنازہ جا رہا ہے اور پیچھے لوگ ہنسی مذاق کر رہے ہیں یا سامنے میت کو قبر میں اتارا جا رہا ہے اور حاضرین کرام دنیا کے سیاسی مسائل حل کر رہے ہیں۔ یہ صورت حال اس بات کی علامت ہے کہ انسان بالکل غافل ہو چکا ہے اور اسے کسی طرح کا ہوش نہیں رہ گیا ہے۔

١٢٤

و قال (ع):

غَيْرَةُ الْمَرْأَةِ كُفْرٌ وَ غَيْرَةُ الرَّجُلِ إِيمَانٌ.

١٢٥

و قال (ع):

لَأَنْسُبَنَّ الْإِسْلَامَ نِسْبَةً لَمْ يَنْسُبْهَا أَحَدٌ قَبْلِي. الْإِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِيمُ، وَ التَّسْلِيمُ هُوَ الْيَقِينُ، وَ الْيَقِينُ هُوَ التَّصْدِيقُ، وَ التَّصْدِيقُ هُوَ الْإِقْرَارُ، وَ الْإِقْرَارُ هُوَ الْأَدَاءُ، وَ الْأَدَاءُ هُوَ الْعَمَلُ.

١٢٦

و قال (ع):

عَجِبْتُ لِلْبَخِيلِ يَسْتَعْجِلُ الْفَقْرَ، الَّذِي مِنْهُ هَرَبَ، وَ يَفُوتُهُ الْغِنَى الَّذِي إِيَّاهُ طَلَبَ، فَيَعِيشُ فِي الدُّنْيَا عَيْشَ الْفُقَرَاءِ، وَ يُحَاسَبُ فِي الْآخِرَةِ حِسَابَ الْأَغْنِيَاءِ؛ وَ عَجِبْتُ لِلْمُتَكَبِّرِ الَّذِي كَانَ بِالْأَمْسِ نُطْفَةً، وَ يَكُونُ غَداً جِيفَةً؛ وَ عَجِبْتُ لِمَنْ شَكَّ فِي اللَّهِ، وَ هُوَ يَرَى خَلْقَ اللَّهِ؛ وَ عَجِبْتُ لِمَنْ نَسِيَ الْمَوْتَ، وَ هُوَ يَرَى الْمَوْتَى؛ وَ عَجِبْتُ لِمَنْ أَنْكَرَ النَّشْأَةَ الْأُخْرَى، وَ هُوَ يَرَى النَّشْأَةَ الْأُولَى؛ وَ عَجِبْتُ لِعَامِرٍ دَارَ الْفَنَاءِ، وَ تَارِكٍ دَارَ الْبَقَاءِ.

١٢٧

و قال (ع):

مَنْ قَصَّرَ فِي الْعَمَلِ ابْتُلِيَ بِالْهَمِّ، وَ لَا حَاجَةَ لِلَّهِ فِيمَنْ لَيْسَ لِلَّهِ فِي مَالِهِ وَ نَفْسِهِ نَصِيبٌ.

١٢٨

و قال (ع):

تَوَقَّوُا الْبَرْدَ فِي أَوَّلِهِ، وَ تَلَقَّوْهُ فِي آخِرِهِ؛ فَإِنَّهُ يَفْعَلُ فِي الْأَبْدَانِ كَفِعْلِهِ فِي الْأَشْجَارِ، أَوَّلُهُ يُحْرِقُ، وَ آخِرُهُ يُورِقُ.

تسلیم - سپردگی
یستعجل الفقر - فقیری میں مبتلا ہوجاتا ہے
توقی - تحفظ
تلقی - استقبال
یورق - شاداب بنا دیتا ہے

(۱) مقصد یہ ہے عام طور سے لوگ اسلام کا ایک ہی مفہوم سمجھتے ہیں اور اسی پر دنیا اور آخرت دونوں کا فیصلہ کردیتے ہیں - حالانکہ ایسا طرز فکر صحیح نہیں ہے - اسلام کی دو قسمیں ہیں - ایک قسم وہ ہے جس میں صرف زبان سے اقرار ہوتا ہے اور وہ صرف دنیاوی احکام میں کام آتا ہے اور ایک میں تسلیم، تصدیق، یقین، ادائے فرض اور عمل وغیرہ سب شامل ہے جس پر آخرت کے اجر و ثواب کا دار و مدار ہے۔

حکمت ۱۲۴ غرر الحکم آمدی ص۲۲۳
حکمت ۱۲۵ اصول کافی ۲ ص۴۵، امالی صدوق ص۲۱۱، محاسن برقی ۱ ص۲۲۲، تفسیر علی بن ابراہیم ص۹۰، بحار الانوار ۶۸ ص۳۰۹، امالی طوسی ۳ ص۱۳۷، معانی الاخبار صدوق
حکمت ۱۲۶ المائۃ المختارہ جاحظ، ربیع الابرار زمخشری، الغرر والعرر وطواط ص۱۹۵، غرر الحکم ص۲۱۹، روض الاخیار ص۲۲۴
حکمت ۱۲۷ غرر الحکم آمدی ص۲۹۵
حکمت ۱۲۸ نہایۃ الادب نویری ۱ ص۱۲۶، روض الاخیار ص۳۰

۱۲۴۔ عورت کا غیرت[1] کرنا کفر ہے اور مرد کا غیور ہونا عین ایمان ہے۔

۱۲۵۔ میں اسلام کی وہ تعریف کر رہا ہوں جو مجھ سے پہلے کوئی نہیں کر سکا ہے۔ اسلام سپردگی ہے اور سپردگی یقین۔ یقین تصدیق ہے اور تصدیق اقرار۔ اقرار ادائے فرض ہے اور ادائے فرض عمل۔

۱۲۶۔ مجھے بخیل کے حال پر تعجب ہوتا ہے کہ اسی فقر میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے بھاگ رہا ہے اور پھر اس دولت مندی سے محروم ہو جاتا ہے جس کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ دنیا میں فقیروں جیسی زندگی گذارتا ہے اور آخرت میں مالداروں جیسا حساب دینا پڑتا ہے۔ اسی طرح مجھے مغرور آدمی پر تعجب ہوتا ہے کہ جو کل نطفہ تھا اور کل مُردار ہو جائے گا اور پھر اکڑ رہا ہے۔ مجھے اس شخص کے بارے میں بھی حیرت ہوتی ہے جو وجود خدا میں شک کرتا ہے حالانکہ مخلوقاتِ خدا کو دیکھ رہا ہے اور اس کا حال بھی حیرت انگیز ہے جو موت کو بھولا ہوا ہے حالانکہ مرنے والوں کو برابر دیکھ رہا ہے۔ مجھے اس کے حال پر بھی تعجب ہوتا ہے جو آخرت کے امکان کا انکار کر دیتا ہے حالانکہ پہلے وجود کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اور اس کے حال پر بھی حیرت ہے جو فنا ہو جانے والے گھر کو آباد کر رہا ہے اور باقی رہ جانے والے گھر کو چھوڑے ہوئے ہے۔

۱۲۷۔ جس نے عمل میں کوتاہی کی وہ رنج و اندوہ میں بہرحال مبتلا ہوگا اور اللہ کو ایسے بندہ کی کوئی پرواہ نہیں ہے جس کے جان و[2] مال میں اللہ کا کوئی حصہ نہ ہو۔

۱۲۸۔ سردی کے موسم سے ابتدا میں احتیاط کرو اور آخر میں اس کا خیر مقدم کرو کہ اس کا اثر بدن پر درختوں کے پتوں جیسا ہوتا ہے کہ یہ موسم ابتدا میں پتوں کو جھلسا دیتا ہے اور آخر میں شاداب بنا دیتا ہے۔

[1] اسلام نے اپنے مخصوص مصالح کے تحت مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے اور اسی کو عالمی مسائل کا حل قرار دیا ہے لہٰذا کسی عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ مرد کی دوسری شادی پر اعتراض کرے یا دوسری عورت سے حسد اور بیزاری کا اظہار کرے کہ یہ بیزاری درحقیقت اس دوسری عورت سے نہیں ہے اسلام کے قانونِ ازدواج سے ہے اور قانونِ الٰہی سے بیزاری اور نفرت کا احساس کرنا کفر ہے اسلام نہیں ہے۔

اس کے برخلاف عورت کو دوسری شادی کی اجازت نہیں دی گئی ہے لہٰذا شوہر کا حق ہے کہ اپنے ہوتے ہوئے دوسرے شوہر کے تصور سے بیزاری کا اظہار کرے اور یہی اس کے کمال حیا و غیرت اور کمال اسلام و ایمان کی دلیل ہے لہٰذا عورت کا غیرت کرنا کفر ہے اور مرد کا غیرت کرنا اسلام و ایمان کے مرادف ہے۔

[2] بخل اور بزدلی اس بات کی علامت ہے کہ انسان اپنے جان و مال میں سے کوئی حصہ اپنے پروردگار کو نہیں دینا چاہتا ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جب بندہ محتاج ہو کر مالک سے بے نیاز ہونا چاہتا ہے تو مالک کو اس کی کیا غرض ہے۔ وہ بھی قطع تعلق کر لیتا ہے۔

۱۲۹

و قال (عليه السلام):

عِظَمُ الْخَالِقِ عِنْدَکَ يُصَغِّرُ الْمَخْلُوقَ فِي عَيْنِکَ.

۱۳۰

و قال (عليه السلام):

و قد رجع من صفين، فاشرف علی القبور بظاهر الكوفة:

يَا أَهْلَ الدِّيَارِ الْمُوحِشَةِ، وَ الْمَحَالِّ الْمُقْفِرَةِ، وَ الْقُبُورِ الْمُظْلِمَةِ، يَا أَهْلَ التُّرْبَةِ، يَا أَهْلَ الْغُرْبَةِ، يَا أَهْلَ الْوَحْدَةِ، يَا أَهْلَ الْوَحْشَةِ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ سَابِقٌ، وَ نَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ لَاحِقٌ. أَمَّا الدُّورُ فَقَدْ سُكِنَتْ، وَ أَمَّا الْأَزْوَاجُ فَقَدْ نُكِحَتْ، وَ أَمَّا الْأَمْوَالُ فَقَدْ قُسِمَتْ. هٰذَا خَبَرُ مَا عِنْدَنَا، فَمَا خَبَرُ مَا عِنْدَكُمْ؟

ثم التفت إلى أصحابه فقال: أَمَا لَوْ أُذِنَ لَهُمْ فِي الْكَلَامِ لَأَخْبَرُوكُمْ أَنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ.

۱۳۱

و قال (عليه السلام):

و قد سمع رجلا يذم الدنيا: أَيُّهَا الذَّامُّ لِلدُّنْيَا، الْمُغْتَرُّ بِغُرُورِهَا، الْمَخْدُوعُ بِأَبَاطِيلِهَا! أَتَغْتَرُّ بِالدُّنْيَا ثُمَّ تَذُمُّهَا؟ أَنْتَ الْمُتَجَرِّمُ عَلَيْهَا، أَمْ هِيَ الْمُتَجَرِّمَةُ عَلَيْکَ؟ مَتَىٰ اسْتَهْوَتْکَ، أَمْ مَتَىٰ غَرَّتْکَ؟ أَبِمَصَارِعِ آبَائِکَ مِنَ الْبِلَىٰ، أَمْ بِمَضَاجِعِ أُمَّهَاتِکَ تَحْتَ الثَّرَىٰ؟! کَمْ عَلَّلْتَ بِکَفَّيْکَ؟ وَ کَمْ مَرَّضْتَ بِيَدَيْکَ؟ تَبْتَغِي لَهُمُ الشِّفَاءَ، وَ تَسْتَوْصِفُ لَهُمُ

مُوحِشہ ۔ وحشتناک
مُقفرہ ۔ ویرانہ
فَرَط ۔ آگے جانے والے
تَبَع ۔ پیچھے چلنے والے
مَصَارع ۔ محل ہلاکت
بِلیٰ ۔ فنائے بوسیدگی
ثریٰ ۔ خاک
علّل ۔ تیمارداری کی
تستوصف ۔ طلب دواء کر رہے تھے

(۱) یہ وہی انداز کلام ہے جو رسول اکرمؐ نے مقتولین بدر کے بارے میں اختیار کیا تھا کہ انھیں مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ خدا نے ہمارے وعدہ کو تو پورا کر دیا کہ ہمیں کامیابی عطا فرما دی ۔ اب بتاؤ کہ تمھارا وعدۂ عذاب بھی پورا ہوا یا نہیں؟

صادر حکمت ۱۲۹ قصار الحکم
صادر حکمت ۱۳۰ من لا یحضرہ الفقیہ ۱ ص۱۱۴ ، امالی صدوق ص۶۶ ، العقد الفرید ۳ ص۲۳۷ ، تاریخ طبری ۶ ص۳۳۴ ، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۳۵۱ البیان والتبیین ۲ ص۲۱۹ ، تحف العقول ص۱۸۸ ، زہر الآداب ۱ ص۴۹ ، تذکرۃ الخواص ص۱۳۷ ، امالی طوسیؒ ۲ ص۲۴۰
صادر حکمت ۱۳۱ عیون الاخبار ۲ ص۳۲۹ ، البیان والتبیین ۱ ص۲۱۹ ، المحاسن والاضداد جاحظ ص۱۳۲ ، مروج الذہب ۲ ص۴۱۳ ، المحاسن والمساوی بیہقی ص۳۱۸ ، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۵۰ ، ارشاد مفیدؒ ص۱۳۷ ، تذکرۃ الخواص ص۱۶۲ ، امالی طوسیؒ ۲ ص۲۶ ، محاضرات راغب ۲ ص۱۰۸ ادب الدنیا والدین ماوردی ص۱۱۱ ، ربیع الابرار ، تاریخ دمشق جلد ۱۲ ، تحف العقول ص۱۸۴ ، امالی المرتضیٰ ۱ ص۱۵۴ ، زہر الآداب الحصری ۱ ص۴۹

۱۲۹۔ اگر خالق کی عظمت کا احساس پیدا ہو جائے گا تو مخلوقات خود بخود نگاہوں سے گر جائے گی۔

۱۳۰۔ صفین سے واپسی پر کوفہ سے باہر قبرستان پر نظر پڑ گئی تو فرمایا۔ اے وحشت ناک گھروں کے رہنے والو! اے ویران مکانات کے باشندو! اور تاریک قبروں میں بسنے والو۔ اے خاک نشینو۔ اے غربت، وحدت اور وحشت والو! تم ہم سے آگے چلے گئے ہو اور ہم تمہارے نقش قدم پر چل کر تم سے ملحق ہونے والے ہیں۔ دیکھو تمہارے مکانات آباد ہو چکے ہیں، تمہاری بیویوں کا دوسرا عقد ہو چکا ہے اور تمہارے اموال تقسیم ہو چکے ہیں۔ یہ تو ہمارے یہاں کی خبر ہے۔ اب تم بتاؤ کہ تمہارے یہاں کی خبر کیا ہے؟

اس کے بعد اصحاب کی طرف رُخ کر کے فرمایا کہ "اگر انھیں بولنے کی اجازت[1] مل جاتی تو تمھیں صرف یہ پیغام دیتے کہ بہترین زادِ راہ تقویٰ الٰہی ہے۔

۱۳۱۔ ایک شخص کو دنیا کی مذمت کرتے ہوئے سُنا تو فرمایا۔ اے دنیا کی مذمت کرنے والے اور اس کے فریب میں مبتلا ہو کر اس کے مہملات سے دھوکہ کھا جانے والے! تو اسی سے دھوکہ بھی کھاتا ہے اور اسی کی مذمت بھی کرتا ہے۔ یہ بتا کہ تجھے اس پر الزام لگانے کا حق ہے یا اسے تجھ پر الزام لگانے کا حق ہے۔ آخر اس نے کب تجھ سے تیری عقل کو چھین لیا تھا اور کب تجھ کو دھوکہ دیا تھا؟ کیا تیرے آباء و اجداد کی کہنگی کی بنا پر گرنے سے دھوکہ دیا ہے یا تمہاری ماؤں کی زیر خاک خواب گاہ سے دھوکہ دیا ہے؟ کتنے بیمار ہیں جن کی تم نے تیمار داری کی ہے اور اپنے ہاتھوں سے ان کا علاج کیا ہے اور چاہا ہے کہ وہ شفایاب ہو جائیں اور اطبار سے رجوع بھی کیا ہے

---

[1] انسانی زندگی کے دو جز ہیں ایک کا نام ہے جسم اور ایک کا نام ہے روح اور انھیں دونوں کے اتحاد و اتصال کا نام ہے زندگی اور انھیں دونوں کی جُدائی کا نام ہے موت۔ اب چونکہ جسم کی بقا روح کے وسیلہ سے ہے لہٰذا روح کے جُدا ہو جانے کے بعد وہ مُردہ بھی ہو جاتا ہے اور سڑ گل بھی جاتا ہے اور اس کے اجزا منتشر ہو کر خاک میں مل جاتے ہیں۔ لیکن روح غیر مادی ہونے کی بنیاد پر اپنے عالم سے ملحق ہو جاتی ہے اور زندہ رہتی ہے یہ اور بات ہے کہ اس کے تصرفات اذنِ الٰہی کے پابند ہوتے ہیں اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی تصرف نہیں کر سکتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مُردہ زندوں کی آواز سُن لیتا ہے لیکن جواب دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے۔

امیرالمومنینؑ نے اسی رازِ زندگی کی نقاب کشائی فرمائی ہے کہ یہ مرنے والے جواب دینے کے لائق نہیں ہیں لیکن پروردگار نے مجھے وہ علم عنایت فرمایا ہے جس کے ذریعہ میں یہ احساس کر سکتا ہوں کہ ان مرنے والوں کے لاشعور میں کیا ہے اور یہ جواب دینے کے قابل ہوتے تو کیا جواب دیتے اور تم بھی ان کی صورت حال کو محسوس کر لو تو اس امر کا اندازہ کر سکتے ہو کہ ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی جواب اور کوئی پیغام نہیں ہے کہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔

الأَطِبَّاءَ، غَدَاةَ لاَ يُغْنِي عَنْهُمْ دَوَاؤُكَ، وَ لاَ يُجْدِي عَلَيْهِمْ بُكَاؤُكَ. لَمْ يَنْفَعْ أَحَدَهُمْ إِشْفَاقُكَ، وَ لَمْ تُسْعَفْ بِطِلْبَتِكَ، وَ لَمْ تَدْفَعْ عَنْهُ بِقُوَّتِكَ! وَ قَدْ مَثَّلَتْ لَكَ بِهِ الدُّنْيَا نَفْسَكَ، وَ بِمَصْرَعِهِ مَصْرَعَكَ. إِنَّ الدُّنْيَا دارُ صِدْقٍ لِمَنْ صَدَقَهَا، وَ دَارُ عَافِيَةٍ لِمَنْ فَهِمَ عَنْهَا، وَ دَارُ غِنىً لِمَنْ تَزَوَّدَ مِنْهَا، وَ دَارُ مَوْعِظَةٍ لِمَنِ اتَّعَظَ بِهَا. مَسْجِدُ أَحِبَّاءِ اللّٰهِ، وَ مُصَلَّى مَلاَئِكَةِ اللّٰهِ، وَ مَهْبِطُ وَحْيِ اللّٰهِ، وَ مَتْجَرُ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ. اكْتَسَبُوا فِيهَا الرَّحْمَةَ، وَ رَبِحُوا فِيهَا الْجَنَّةَ. فَمَنْ ذَا يَذُمُّهَا وَ قَدْ آذَنَتْ بِبَيْنِهَا، وَ نَادَتْ بِفِرَاقِهَا، وَ نَعَتْ نَفْسَهَا وَ أَهْلَهَا؛ فَمَثَّلَتْ لَهُمْ بِبَلاَئِهَا الْبَلاَءَ، وَ شَوَّقَتْهُمْ بِسُرُورِهَا إِلَى السُّرُورِ؟ رَاحَتْ بِعَافِيَةٍ، وَابْتَكَرَتْ بِفَجِيعَةٍ، تَرْغِيباً وَ تَرْهِيباً، وَ تَخْوِيفاً وَ تَحْذِيراً. فَذَمَّهَا رِجَالٌ غَدَاةَ النَّدَامَةِ، وَ حَمِدَهَا آخَرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ذَكَّرَتْهُمُ الدُّنْيَا فَتَذَكَّرُوا، وَ حَدَّثَتْهُمْ فَصَدَّقُوا، وَ وَعَظَتْهُمْ فَاتَّعَظُوا.

١٣٢

و قال (عليه السلام):

إِنَّ لِلّٰهِ مَلَكاً[1] يُنَادِي فِي كُلِّ يَوْمٍ: لِدُوا لِلْمَوْتِ، وَاجْمَعُوا لِلْفَنَاءِ، وَ ابْنُوا لِلْخَرَابِ.

١٣٣

و قال (عليه السلام):

اَلدُّنْيَا دَارُ مَمَرٍّ لاَ دَارُ مَقَرٍّ، وَ النَّاسُ فِيهَا رَجُلاَنِ: رَجُلٌ بَاعَ فِيهَا نَفْسَهُ فَأَوْبَقَهَا، وَ رَجُلٌ ابْتَاعَ نَفْسَهُ فَأَعْتَقَهَا.

١٣٤

و قال (عليه السلام):

لاَ يَكُونُ الصَّدِيقُ صَدِيقاً حَتَّى يَحْفَظَ

اِشْفَاق - خوف
طِلْبَہ - مطلوب
مَثَّلَت لَک - نمونہ بنادیا
تَزَوَّدَ - زادراہ لے لی
آذَنَتْ - اعلان کردیا
بَیْن - فراق
نَعْی - سنانی سنانا
رَاحَت - شام کی
اِبْتَکَرَت - صبح کی
فَجِیعہ - مصیبت
اَوْبَق - ہلاک کردیا
اِبْتَاعَ - خریدیا

[1] اس مقام پر ملک سے مراد فرشتہ بھی ہوسکتا ہے جس کی آواز انسان نہیں سن سکتا ہے مگر امیرالمومنینؑ نے اس کی ترجمانی کردی ہے اور یہ بھی امکان ہے کہ اس سے انسانی عقل اور طاقت فکر ونظر مراد ہو کہ وہ ہر وقت انسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرتی رہتی ہے اور گویا اسے آواز دیتی رہتی ہے - یہ اور بات ہے کہ وہ سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے جس طرح کہ انبیاء و مرسلین اور ہادیان دین کی آواز پر کان نہیں دھرتا ہے

مصادر حکمت ۱۳۲ اصول کافی ۲ ص۱۳۲ ، اختصاص ص۲۳۲
مصادر حکمت ۱۳۳ ربیع الابرار ، نہایۃ الارب مالکی ، ص٦٦ ، تنبیہ الخواطر ورام ص٦٦ ، محاضرات راغب ۲ ص۲۸۳
مصادر حکمت ۱۳۴ تحف العقول ص۳۱۹ ، ربیع الابرار ، الغرر والعرر ص۲۹۵ ، روض الاخیار ص۸٦

اس صبح کے ہنگام جب نہ کوئی دوا کام آرہی تھی اور نہ رونا دھونا فائدہ پہونچا رہا تھا۔ نہ تمھاری ہمدردی کسی کو فائدہ پہونچا سکی اور نہ تمھارا مقصد حاصل ہوسکا اور نہ تم موت کو دفع کر سکے ۔۔ اس صورت حال میں دنیا نے تم کو اپنی حقیقت دکھلا دی تھی اور تمھیں تمھاری ہلاکت سے آگاہ کر دیا تھا (لیکن تمھیں ہوش نہ آیا) ۔۔ یاد رکھو کہ دنیا باور کرنے والے کے لئے سچائی کا گھر ہے اور سمجھ دار کے لئے امن و عافیت کی منزل ہے اور نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے نصیحت کا مقام ہے۔ یہ دوستان خدا کے سجود کی منزل اور ملائکہ آسمان کا مصلیٰ ہے۔ یہیں وحی الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور یہیں اولیاء خدا آخرت کا سودا کرتے ہیں جس کے ذریعہ رحمت کو حاصل کر لیتے ہیں اور جنت کو فائدہ میں لے لیتے ہیں۔ کسے حق ہے کہ اس کی مذمت کرے جب کہ اس نے اپنی جدائی کا اعلان کر دیا ہے اور اپنے فراق کی آواز لگا دی ہے اور اپنے رہنے والوں کی سنانی سنا دی ہے۔ اپنی بلا سے ان کے ابتلار کا نقشہ پیش کیا ہے اور اپنے سرور سے آخرت کے سرور کی دعوت دی ہے۔ اس کی شام عافیت میں ہوتی ہے تو صبح مصیبت میں ہوتی ہے تاکہ انسان میں رغبت بھی پیدا ہو اور خوف بھی۔ اسے آگاہ بھی کر دے اور ہوشیار بھی بنا دے۔ کچھ لوگ ندامت کی صبح اس کی مذمت کرتے ہیں اور کچھ لوگ قیامت کے روز اس کی تعریف کریں گے جنھیں دنیا نے نصیحت کی تو انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ اس نے حقائق بیان کئے تو اس کی تصدیق کر دی اور موعظہ کیا تو اس کے موعظہ سے اثر لیا۔

۱۳۲۔ پروردگار کی طرف سے ایک ملک[1] معین ہے جو ہر روز آواز دیتا ہے کہ ایہا الناس! پیدا کرو تو مرنے کے لئے، جمع کرو تو فنا ہونے کے لئے اور تعمیر کرو تو خراب ہونے کے لئے ۔۔ (یعنی آخری انجام کو نگاہ میں رکھو)

۱۳۳۔ دنیا ایک گذرگاہ ہے۔ منزل نہیں ہے۔ اس میں لوگ دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو بیچ ڈالا اور ہلاک کر دیا اور ایک وہ ہے جس نے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔

۱۳۴۔ دوست اس وقت تک دوست نہیں ہو سکتا ہے جب تک اپنے دوست کے تین مواقع پر کام نہ آئے۔

[1] بھلا اس سرزمین کو کون بُرا کہہ سکتا ہے جس پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ اولیاء خدا سجدہ کرتے ہیں۔ خاصان خدا زندگی گذارتے ہیں اور نیک بندے اپنی عاقبت بنانے کا سامان کرتے ہیں ۔۔ یہ سرزمین بہترین سرزمین ہے اور یہ علاقہ مفید ترین علاقہ ہے مگر صرف ان لوگوں کے لئے جو اس کا وہی مصرف قرار دیں جو خاصانِ خدا قرار دیتے ہیں اور اس سے اسی طرح عاقبت سنوارنے کا کام لیں جس طرح اولیاء خدا کام لیتے ہیں ۔۔ ورنہ اس کے بغیر یہ دنیا بلا رہے بلا ۔۔ اور اس کا انجام تباہی اور بربادی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

أَخَـاهُ فِي ثَـلَاثٍ: فِي نَكْـبَتِهِ، وَ غَـيْبَتِهِ، وَ وَفَـاتِهِ.

۱۳۵ و قال (ع):

مَـنْ أُعْـطِيَ أَرْبَـعاً لَمْ يُحْـرَمْ أَرْبَـعاً. مَـنْ أُعْـطِيَ الدُّعَـاءَ لَمْ يُحْرَمِ الْإِجَـابَةَ، وَ مَـنْ أُعْـطِيَ التَّـوْبَةَ لَمْ يُحْـرَمِ الْـقَبُولَ، وَ مَـنْ أُعْـطِيَ الْإِسْـتِغْفَارَ لَمْ يُحْـرَمِ الْمَـغْفِرَةَ، وَ مَـنْ أُعْـطِيَ الشُّكْـرَ لَمْ يُحْـرَمِ الزِّيَـادَةَ.

قال الرضي: وَ تَصْدِيقُ ذٰلِكَ كِتَابُ اللّٰهِ، قَالَ اللّٰهُ فِي الدُّعَاءِ: «أُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ» و قال في الاستغفار: «وَ مَنْ يَعْمَلْ سُوءاً أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوراً رَحِيماً» و قال في الشكر: «لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ» و قال في التوبة: «إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ، فَأُولٰئِكَ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيماً حَكِيماً».

۱۳۶ و قال (ع):

الصَّـلَاةُ قُـرْبَانُ كُـلِّ تَـقِيٍّ، وَ الْحَـجُّ جِـهَادُ كُـلِّ ضَـعِيفٍ. وَ لِكُـلِّ شَيْءٍ زَكَـاةٌ، وَ زَكَـاةُ الْـبَدَنِ الصِّـيَامُ، جِـهَادُ الْمَـرْأَةِ حُسْـنُ التَّـبَعُّلِ.

۱۳۷ و قال (ع):

إِسْـتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِـالصَّدَقَةِ.

۱۳۸ و قال (ع):

مَـنْ أَيْـقَنَ بِـالْخَلَفِ جَـادَ بِـالْعَطِيَّةِ.

۱۳۹ و قال (ع):

تَـنْزِلُ الْمَـعُونَةُ عَـلَى قَـدْرِ الْمَـؤُونَةِ.

۱۴۰ و قال (ع):

مَـا عَـالَ مَـنِ اقْـتَصَدَ.

۱۴۱ و قال (ع):

قِـلَّةُ الْـعِيَالِ أَحَـدُ الْـيَسَارَيْنِ.

۱۴۲ و قال (ع):

التَّـوَدُّدُ نِـصْفُ الْـعَقْلِ.

۱۴۳ و قال (ع):

اَلْهَـمُّ نِـصْفُ الْهَـرَمِ.

۱۴۴ و قال (ع):

يَـنْزِلُ الصَّـبْرُ عَـلَى قَـدْرِ الْمُـصِيبَةِ، وَ مَـنْ

نکبتہ - بدحالی
غیبت - غیر حاضری
قربان - وسیلۂ قرب
تبعّل - شوہرداری
استنزال - طلب نزول
خلف - معاوضہ
مؤنہ - خرچ
اقتصاد - میانہ روی
تودّد - میل محبت
ہَرَم - بڑھاپا

(۱) یاد رہے کہ معصیت ایک بیماری ہے اور توبہ اس کا علاج ہے لہٰذا اگر علاج میں تاخیر سے کام لیا گیا تو مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے اور اس کے بعد ممکن ہے کہ ناقابل علاج ہو جائے - لہٰذا صاحب عقل کا فرض ہے کہ پہلی فرصت میں توبہ کرے اور اس میں کسی طرح کی تاخیر نہ کرے ورنہ مرض کے ناقابل علاج ہو جانے کا اندیشہ ہے -

مصادر حکمت ۱۳۵ تذکرۃ الخواص ص۱۳۳، خصال صدوق ۱ ص۹۳
مصادر حکمت ۱۳۶ تحف العقول ص۲۲۱، خصال صدوق ۲ ص۱۶۲، فروع کافی ۵ ص۹
مصادر حکمت ۱۳۷ وسائل الشیعہ ۶ ص۲۵۵
مصادر حکمت ۱۳۸ زہر الآداب ۱ ص۴۳، تحف العقول ص۱۱۱، امالی مجلس ۶۸، خصال صدوق ۲ ص۴۱۲، عیون اخبار الرضا ۲ ص۵۴، تذکرۃ الخواص ص۱۳۳
مصادر حکمت ۱۳۹ غرر الحکم ص۱۵۲، ربیع الابرار
مصادر حکمت ۱۴۰ قصار الحکم
مصادر حکمت ۱۴۱ تحف العقول ص۱۱۱، امالی صدوق مجلس ص۶۸، عیون اخبار الرضا ص۵۴، خصال صدوق ۲ ص۴۱۲، البیان والتبیین ۱ ص۳۵، ادب الکتاب ص۱۴
مصادر حکمت ۱۴۲ قصار الحکم
مصادر حکمت ۱۴۳ خصال صدوق ۲ ص۱۵۶، تحف العقول ص۱۰
مصادر حکمت ۱۴۴ خصال صدوق ۲ ص۴۱۲، تحف العقول ص۲۲۱،

مصیبت کے موقع پر۔ اس کی غیبت میں۔ اور مرنے کے بعد

۱۳۵۔ جسے چار چیزیں دیدی گئیں وہ چار سے محروم نہیں رہ سکتا ہے۔ جسے دعا کی توفیق مل گئی وہ قبولیت سے محروم نہ ہوگا اور جسے توبہ کی توفیق حاصل ہوگئی وہ قبولیت سے محروم نہ ہوگا۔ استغفار حاصل کرنے والا مغفرت سے محروم نہ ہوگا اور شکر کرنے والا اضافہ سے محروم نہ ہوگا۔

سید رضیؒ۔ اس ارشاد گرامی کی تصدیق آیات قرآنی سے ہوتی ہے کہ پروردگار نے دعا کے بارے میں فرمایا ہے "مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ اور استغفار کے بارے میں فرمایا ہے "جو برائی کرنے کے بعد یا اپنے نفس پر ظلم کرنے کے بعد خدا سے توبہ کرے گا وہ اسے غفور و رحیم پائے گا"۔

شکر کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے" اگر تم شکریہ ادا کروگے تو ہم نعمتوں میں اضافہ کردیں گے"۔ اور توبہ کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے" توبہ ان لوگوں کے لئے ہے جو جہالت کی بنا پر گناہ کرتے ہیں اور پھر فوراً توبہ کرلیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی توبہ کو اللہ قبول کرلیتا ہے اور وہ ہر ایک کی نیت سے باخبر بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے"۔

۱۳۶۔ نماز ہر متقی کے لئے وسیلۂ تقرب ہے اور حج ہر کمزور کے لئے جہاد ہے۔ ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ بہترین برتاؤ ہے[1]۔

۱۳۷۔ روزی کے نزول کا انتظام صدقہ کے ذریعہ سے کرو۔

۱۳۸۔ جسے معاوضہ کا یقین ہوتا ہے وہ عطا میں دریا دلی سے کام لیتا ہے۔

۱۳۹۔ خدائی امداد کا نزول بقدر خرچ ہوتا ہے (ذخیرہ اندوزی اور فضول خرچی کے لئے نہیں)

۱۴۰۔ جو میانہ روی سے کام لے گا وہ محتاج نہ ہوگا۔

۱۴۱۔ متعلقین کی کمی[2] بھی ایک طرح کی آسودگی ہے۔

۱۴۲۔ میل محبت پیدا کرنا عقل کا نصف حصہ ہے۔

۱۴۳۔ ہم دغم خود بھی آدھا بڑھاپا ہے۔

۱۴۴۔ صبر بقدر مصیبت نازل ہوتا ہے اور جس نے مصیبت کے موقع پر ران پر ہاتھ مارا۔ گویا کہ

[1] اس بہترین برتاؤ میں اطاعت، عفت، تدبیر منزل، قناعت، عدم مطالبات، غیرت و حیا اور طلب رضا جیسی تمام چیزیں شامل ہیں جن کے بغیر ازدواجی زندگی خوشگوار نہیں ہوسکتی ہے اور دن بھر زحمت برداشت کرکے نفقہ فراہم کرنے والا شوہر آسودہ و مطمئن نہیں ہوسکتا ہے۔

[2] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تنظیم حیات ایک عقلی فریضہ ہے اور ہر مسئلہ کو صرف توکل بخدا کے حوالہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اسلام نے ازدواج، کثرت نسل پر زور دیا ہے۔ لیکن دامن دیکھ کر پیر پھیلانے کا شعور بھی دیا ہے لہٰذا انسان کی ذمہ داری ہے کہ ان دونوں کے درمیان سے راستہ نکالے اور اس امر کے لئے آمادہ رہے کہ کثرت متعلقین سے پریشانی ضرور پیدا ہوگی اور پھر پریشانی کی شکایت اور فریاد نہ کرے۔

ضَرَبَ يَدَهُ عَلَىٰ فَخِذِهِ عِنْدَ مُصِيبَتِهِ حَبِطَ عَمَلُهُ.

١٤٥

و قال (عليه السلام):

كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ وَ الظَّمَأُ، وَ كَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ وَالْعَنَاءُ، حَبَّذَا نَوْمُ الْأَكْيَاسِ وَ إِفْطَارُهُمْ.

١٤٦

و قال (عليه السلام):

سُوسُوا إِيمَانَكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَ حَصِّنُوا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ، وَ ادْفَعُوا أَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ.

١٤٧

و من كلامه (عليه السلام) لكميل بن زياد النخعي

قال كميل بن زياد: أخذ بيدي أمير المؤمنين علي بن أبي طالب عليه السلام فأخرجني إلى الجبّان فلما أصحر تنفس الصعداء، ثم قال:

يَا كُمَيْلُ بْنَ زِيَادٍ، إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوبَ أَوْعِيَةٌ، فَخَيْرُهَا أَوْعَاهَا، فَاحْفَظْ عَنِّي مَا أَقُولُ لَكَ:

النَّاسُ ثَلَاثَةٌ: فَعَالِمٌ رَبَّانِيٌّ وَ مُتَعَلِّمٌ عَلَىٰ سَبِيلِ نَجَاةٍ، وَ هَمَجٌ رَعَاعٌ أَتْبَاعُ كُلِّ نَاعِقٍ، يَمِيلُونَ مَعَ كُلِّ رِيحٍ، لَمْ يَسْتَضِيئُوا بِنُورِ الْعِلْمِ وَ لَمْ يَلْجَأُوا إِلَىٰ رُكْنٍ وَثِيقٍ.

يَا كُمَيْلُ، الْعِلْمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَالِ، الْعِلْمُ يَحْرُسُكَ وَ أَنْتَ تَحْرُسُ الْمَالَ وَ الْمَالُ تَنْقُصُهُ النَّفَقَةُ وَ الْعِلْمُ يَزْكُو عَلَى الْإِنْفَاقِ، وَ صَنِيعُ الْمَالِ يَزُولُ بِزَوَالِهِ.

يَا كُمَيْلُ بْنَ زِيَادٍ، مَعْرِفَةُ الْعِلْمِ دِينٌ يُدَانُ بِهِ، بِهِ يَكْسِبُ الْإِنْسَانُ الطَّاعَةَ فِي حَيَاتِهِ وَ جَمِيلَ الْأُحْدُوثَةِ بَعْدَ وَفَاتِهِ، وَالْعِلْمُ حَاكِمٌ وَ الْمَالُ مَحْكُومٌ عَلَيْهِ.

حبط - برباد ہو گیا
اکیاس - ہوشیار افراد
سوسوا - حفاظت کرو
جبّان - قبرستان
اصحر - صحرا میں پہنچ گئے
صعداء - لمبی سانس
اوعیۃ - جمع وعاء - ظرف
اوعی - زیادہ محفوظ کرنے والا
ربّانی - عارف خدا
ہمج - احمق
رعاع - بے ارزش
ناعق - شور مچانے والا
یزکو - بڑھتا ہے
وثیق - مستحکم
رکن - ستون
نفقہ - خرچ
صنیع - اثرات
اُحدوثہ - ذکر

مصادر حکمت ۱۴۵ تاریخ اصفہان ابونعیم ا ص۲۲۵، قوت القلوب
مصادر حکمت ۱۴۶ تحف العقول ص۱۰۱، خصال ۲ ص۱۶۲
مصادر حکمت ۱۴۷ العقد الفرید ا ص۲۶۵، تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۰۴، تحف العقول ص۱۶۹، خصال ا ص۸۵، اکمال الدین ص۱۶۹، عیون الاخبار ص۱۲۰، المحاسن والمساوی ص۴۰، قوت القلوب ا ص۲۷۲، تاریخ بغداد ۶ ص۳۸۹، تفسیر رازی ۲ ص۱۹۲، مختصر ابن عبد البر ص۲۹

اپنے عمل اور اجر کو برباد کر دیا (ہنر صبر ہے ہنگامہ نہیں ہے ۔ لیکن یہ سب اپنی ذاتی مصیبت کے لئے ہے)۔

۱۴۵۔ کتنے روزہ دار ہیں جنھیں روزہ سے بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ نہیں حاصل ہوتا ہے اور کتنے عابد شب زندہ دار ہیں جنھیں اپنے قیام سے شب بیداری اور مشقت کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے ۔ ہوشمند[1] انسان کا سونا اور کھانا بھی قابل تعریف ہوتا ہے ۔

۱۴۶۔ اپنے ایمان کی نگہداشت صدقہ[2] سے کرو اور اپنے اموال کی حفاظت زکوٰۃ سے کرو ۔ بلاؤں کے تلاطم کو دعاؤں سے ٹال دو ۔

۱۴۷۔ آپ کا ارشاد گرامی جناب کمیل بن زیاد نخعی سے

کمیل کہتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ میرا ہاتھ پکڑ کر قبرستان کی طرف لے گئے اور جب آبادی سے باہر نکل گئے تو ایک لمبی آہ کھینچ کر فرمایا:

اے کمیل بن زیاد! دیکھو یہ دل ایک طرح کے ظرف ہیں لہٰذا سب سے بہتر وہ دل ہے جو سب سے زیادہ حکمتوں کو محفوظ کر سکے۔ اب تم مجھ سے ان باتوں کو محفوظ کر لو ۔ لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں : خدا رسیدہ عالم ۔ راہ نجات پر چلنے والا طالب علم اور عوام الناس کا وہ گروہ جو ہر آواز کے پیچھے چل پڑتا ہے اور ہر ہوا کے ساتھ لہرانے لگتا ہے ۔ اس نے نہ نور کی روشنی حاصل کی ہے اور نہ کسی مستحکم ستون کا سہارا لیا ہے ۔

اے کمیل! دیکھو علم مال[3] سے بہرحال بہتر ہوتا ہے کہ علم خود تمھاری حفاظت کرتا ہے اور مال کی حفاظت تمھیں کرنا پڑتی ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہو جاتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھ جاتا ہے ۔ پھر مال کے نتائج و اثرات بھی اس کے فنا ہونے کے ساتھ ہی فنا ہو جاتے ہیں ۔

اے کمیل بن زیاد! علم کی معرفت ایک دین ہے جس کی اقتدا کی جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ انسان زندگی میں اطاعت حاصل کرتا ہے اور مرنے کے بعد ذکر جمیل فراہم کرتا ہے ۔ علم حاکم ہوتا ہے اور مال محکوم ہوتا ہے ۔

---

[1] مقصد یہ ہے کہ انسان عبادت کو بطور رسم و عادت انجام نہ دے بلکہ جذبۂ اطاعت و بندگی کے تحت انجام دے تا کہ واقعاً بندۂ پروردگار کہے جانے کے قابل ہو جائے ورنہ شعور بندگی سے الگ ہو جانے کے بعد بندگی بے ارزش ہو کر رہ جاتی ہے ۔

[2] صدقہ اس بات کی علامت ہے کہ انسان کو وعدۂ الٰہی پر اعتبار ہے اور وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ جو کچھ اس کی راہ میں دے دیا ہے وہ ضائع ہونے والا نہیں ہے بلکہ دس گنا ۔ سو گنا ۔ ہزار گنا ہو کر واپس آنے والا ہے اور یہی کمال ایمان کی علامت ہے ۔

[3] علم و مال کے مراتب کے بارے میں یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ مال کی پیداوار بھی علم کا نتیجہ ہوتی ہے ورنہ ریگستانی علاقوں میں ہزاروں سال سے پٹرول کے خزانے موجود تھے اور انسان ان سے بالکل بے خبر تھا ۔ اس کے بعد جیسے ہی علم نے میدان انکشافات میں قدم رکھا، برسوں کے فقیر امیر ہو گئے اور صدیوں کے فاقہ کش صاحب مال و دولت شمار ہونے لگے ۔

يَا كُمَيْلُ، هَلَكَ خُزَّانُ الْأَمْوَالِ وَ هُم أَحْيَاءٌ وَ الْعُلَمَاءُ بَاقُونَ مَا بَقِيَ الدَّهْرُ: أَعْيَانُهُمْ مَفْقُودَةٌ، وَ أَمْثَالُهُمْ فِي الْقُلُوبِ مَوْجُودَةٌ هَا إِنَّ هَا هُنَا لَعِلْماً جَمّاً (وَ أَشَارَ بِيَدِه الى صدره) لَوْ أَصَبْتُ لَهُ حَمَلَةً! بَلَى أَصَبْتُ لَقِناً غَيْرَ مَأْمُونٍ عَلَيْهِ، مُسْتَعْمِلاً آلَةَ الدِّينِ لِلدُّنْيَا، وَ مُسْتَظْهِراً بِنِعَمِ اللّٰهِ عَلَىٰ عِبَادِهِ، وَ بِحُجَجِهِ عَلَىٰ أَوْلِيَائِهِ؛ أَوْ مُنْقَاداً لِحَمَلَةِ الْحَقِّ، لَا بَصِيرَةَ لَهُ فِي أَحْنَائِهِ، يَنْقَدِحُ الشَّكُّ فِي قَلْبِهِ لِأَوَّلِ عَارِضٍ مِنْ شُبْهَةٍ. أَلَا لَا ذَا وَ لَا ذَاكَ! أَوْ مَنْهُوماً بِاللَّذَّةِ سَلِسَ الْقِيَادِ لِلشَّهْوَةِ، أَوْ مُغْرَماً بِالْجَمْعِ وَ الْاِدِّخَارِ، لَيْسَا مِنْ رُعَاةِ الدِّينِ فِي شَيْءٍ، أَقْرَبُ شَيْءٍ شَبَهاً بِهِمَا الْأَنْعَامُ السَّائِمَةُ! كَذٰلِكَ يَمُوتُ الْعِلْمُ بِمَوْتِ حَامِلِيهِ.

اللّٰهُمَّ بَلَىٰ! لَا تَخْلُو الْأَرْضُ مِنْ قَائِمٍ لِلّٰهِ بِحُجَّةٍ، إِمَّا ظَاهِراً مَشْهُوراً، وَ إِمَّا خَائِفاً (خافياً) مَغْمُوراً، لِئَلَّا تَبْطُلَ حُجَجُ اللّٰهِ وَ بَيِّنَاتُهُ. وَ كَمْ ذَا وَ أَيْنَ أُولٰئِكَ؟ أُولٰئِكَ وَاللّٰهِ الْأَقَلُّونَ عَدَداً، وَ الْأَعْظَمُونَ عِنْدَ اللّٰهِ قَدْراً. يَحْفَظُ اللّٰهُ بِهِمْ حُجَجَهُ وَ بَيِّنَاتِهِ، حَتَّىٰ يُودِعُوهَا نُظَرَاءَهُمْ، وَ يَزْرَعُوهَا فِي قُلُوبِ أَشْبَاهِهِمْ. هَجَمَ بِهِمُ الْعِلْمُ عَلَىٰ حَقِيقَةِ الْبَصِيرَةِ، وَ بَاشَرُوا رُوحَ الْيَقِينِ، وَ اسْتَلَانُوا مَا اسْتَوْعَرَهُ الْمُتْرَفُونَ، وَ أَنِسُوا بِمَا اسْتَوْحَشَ مِنْهُ الْجَاهِلُونَ، وَ صَحِبُوا الدُّنْيَا بِأَبْدَانٍ أَرْوَاحُهَا مُعَلَّقَةٌ بِالْمَحَلِّ الْأَعْلَىٰ. أُولٰئِكَ خُلَفَاءُ اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ، وَ الدُّعَاةُ إِلَىٰ دِينِهِ. آهِ آهِ شَوْقاً إِلَىٰ رُؤْيَتِهِمْ! انْصَرِفْ يَا كُمَيْلُ إِذَا شِئْتَ.

حَمَلَہ - حاملانِ علم
لَقِن - سریع الفہم
اَحْنَاء - جوانب
منہوم - گرسنہ
سَلِسُ القیاد - جس کی لگام ڈھیلی ہو
مُغْرَم - عاشق
اِدِّخار - ذخیرہ اندوزی
اَنْعَام - چوپایہ
سَائِمَہ - چرنے والے
مَغْمُور - گمشدہ
اِسْتَلَانُوا - نرم خیال کیا
اِسْتَوْعَرَ - دشوار شمار کیا
مُتْرَف - راحت پسند

(۱) آپ اس دردِ دل کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس دور میں حقیقی حاملانِ علم کا فقدان ہے اور جو اہلِ علم پائے جاتے ہیں ان کی چار قسمیں ہیں -

۱ - بعض افراد قابلِ اعتماد نہیں ہیں کہ دین کو حصولِ دنیا کا وسیلہ بنائے ہوئے ہیں

۲ - بعض لوگ حاملانِ حق کے تابع تو ہیں لیکن ان میں بصیرت نہیں پائی جاتی ہے اور کسی وقت بھی شک و شبہ کا شکار ہو سکتے ہیں

۳ - بعض لوگ لذتوں میں غرق ہیں اور اپنی لگام کو خواہشات کے ہاتھوں میں دیدیا ہے

۴ - بعض لوگوں کا کام صرف مال جمع کرنا اور سمیٹنا ہے - انھیں دین کے تحفظ سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور یہ صرف وہ جانور ہیں جن کا کام پیٹ بھرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے -

کمیل۔ دیکھو مال کا ذخیرہ کرنے والے جیتے جی ہلاک ہو گئے اور صاحبانِ علم زمانہ کی بقا کے ساتھ رہنے والے ہیں۔ ان کے اجسام نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں لیکن ان کی صورتیں دلوں پر نقش ہیں۔ دیکھو اس سینہ میں علم کا ایک خزانہ ہے۔ کاش مجھے اس کے اٹھانے والے مل جاتے۔ ہاں ملے بھی [1] تو بعض ایسے ذہین جو قابلِ اعتبار نہیں ہیں اور دین کو دنیا کا آلہ کار بنا کر استعمال کرنے والے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کے ذریعہ اس کے بندوں اور اس کی محبتوں کے ذریعہ اس کے اولیاء پر برتری جتلانے والے ہیں یا حاملانِ حق کے اطاعت گذار تو ہیں لیکن ان کے پہلوؤں میں بصیرت نہیں ہے اور ادنیٰ شبہ میں بھی شک کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ نہ یہ کام آنے والے ہیں اور نہ وہ۔ اس کے بعد ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو لذتوں کے دلدادہ اور خواہشات کے لئے اپنی لگام ڈھیلی کر دینے والے ہیں یا صرف مال جمع کرنے اور ذخیرہ اندوزی کرنے کے دلدادہ ہیں۔ یہ دونوں بھی دین کے قطعاً محافظ نہیں ہیں اور ان سے قریب ترین شباہت رکھنے والے چرنے والے جانور ہوتے ہیں اور اس طرح علم حاملانِ علم کے ساتھ مرجاتا ہے۔

لیکن۔ اس کے بعد بھی زمین ایسے شخص سے خالی نہیں ہوتی ہے جو حجتِ خدا کے ساتھ قیام کرتا ہے چاہے وہ ظاہر اور مشہور ہو یا خائف اور پوشیدہ۔ تاکہ پروردگار کی دلیلیں اور اس کی نشانیاں مٹنے نہ پائیں۔ لیکن یہ ہیں ہی کتنے اور کہاں ہیں؟ واللہ ان کے عدد بہت کم ہیں لیکن ان کی قدر و منزلت بہت عظیم ہے۔ اللہ انھیں کے ذریعہ اپنے دلائل و بینات کی حفاظت کرتا ہے تاکہ یہ اپنے ہی جیسے افراد کے حوالے کر دیں اور اپنے امثال کے دلوں میں بو دیں۔ انھیں علم نے بصیرت کی حقیقت تک پہونچا دیا ہے اور یہ یقین کی روح کے ساتھ گھل مل گئے ہیں۔ انھوں نے ان چیزوں کو آسان بنا لیا ہے جنھیں راحت پسندوں نے مشکل بنا رکھا تھا اور ان چیزوں سے انس حاصل کیا ہے جن سے جاہل وحشت زدہ تھے اور اس دنیا میں ان اجسام کے ساتھ رہے ہیں جن کی روحیں ملاءِ اعلیٰ سے وابستہ ہیں۔ یہی روئے زمین پر اللہ کے خلیفہ اور اس کے دین کے داعی ہیں۔ ہائے مجھے ان کے دیدار کا کس قدر اشتیاق ہے۔!

کمیل! (میری بات تمام ہو چکی) اب تم جا سکتے ہو۔

[1] یہ صحیح ہے کہ ہر صفت اس کے حامل کے فوت ہو جانے سے ختم ہو جاتی ہے اور علم بھی حاملانِ علم کی موت سے مرجاتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس دنیا میں کوئی دور ایسا بھی آتا ہے جب تمام اہل علم مرجائیں اور علم کا فقدان ہو جائے۔ اس لئے کہ ایسا ہو گیا تو اتمام حجت کا کوئی راستہ نہ رہ جائے گا اور اتمام حجت بہرحال ایک اہم اور ضروری مسئلہ ہے لہٰذا ہر دور میں ایک حجت خدا کا رہنا ضروری ہے چاہے بظاہر منظر عام پر ہو یا پردۂ غیبت میں ہو کہ اتمام حجت کے لئے اس کا وجود ہی کافی ہے۔ اس کے ظہور کی شرط نہیں ہے۔

۱۴۸

و قال (عليه السلام):

اَلْمَرْءُ مَخْبُوءٌ تَحْتَ لِسَانِهِ.

۱۴۹

و قال (عليه السلام):

هَلَكَ امْرُؤٌ لَمْ يَعْرِفْ قَدْرَهُ.

۱۵۰

و قال (عليه السلام):

لرجل سأله أن يعظه: لَا تَكُنْ مِمَّنْ يَرْجُو الْآخِرَةَ بِغَيْرِ الْعَمَلِ، وَ يُرَجِّي التَّوْبَةَ بِطُولِ الْأَمَلِ، يَقُولُ فِي الدُّنْيَا بِقَوْلِ الزَّاهِدِينَ، وَ يَعْمَلُ فِيهَا بِعَمَلِ الرَّاغِبِينَ، إِنْ أُعْطِيَ مِنْهَا لَمْ يَشْبَعْ، وَ إِنْ مُنِعَ مِنْهَا لَمْ يَقْنَعْ؛ يَعْجِزُ عَنْ شُكْرِ مَا أُوتِيَ، وَ يَبْتَغِي الزِّيَادَةَ فِيمَا بَقِيَ؛ يَنْهَى وَ لَا يَنْتَهِي، وَ يَأْمُرُ بِمَا لَا يَأْتِي، يُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَ لَا يَعْمَلُ عَمَلَهُمْ، وَ يُبْغِضُ الْمُذْنِبِينَ وَ هُوَ أَحَدُهُمْ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ لِكَثْرَةِ ذُنُوبِهِ، وَ يُقِيمُ عَلَى مَا يَكْرَهُ الْمَوْتَ مِنْ أَجْلِهِ، إِنْ سَقِمَ ظَلَّ نَادِماً، وَ إِنْ صَحَّ أَمِنَ لَاهِياً، يُعْجَبُ بِنَفْسِهِ إِذَا عُوفِيَ، وَ يَقْنَطُ إِذَا ابْتُلِيَ، إِنْ أَصَابَهُ بَلَاءٌ دَعَا مُضْطَرّاً، وَ إِنْ نَالَهُ رَخَاءٌ أَعْرَضَ مُغْتَرّاً، تَغْلِبُهُ نَفْسُهُ عَلَى مَا يَظُنُّ، وَ لَا يَغْلِبُهَا عَلَى مَا يَسْتَيْقِنُ، يَخَافُ عَلَى غَيْرِهِ بِأَدْنَى مِنْ ذَنْبِهِ، وَ يَرْجُو لِنَفْسِهِ بِأَكْثَرَ مِنْ عَمَلِهِ، إِنِ اسْتَغْنَى بَطِرَ وَ فُتِنَ، وَ إِنِ افْتَقَرَ قَنِطَ وَ وَهَنَ، يُقَصِّرُ إِذَا عَمِلَ، وَ يُبَالِغُ إِذَا سَأَلَ، إِنْ عَرَضَتْ لَهُ شَهْوَةٌ أَسْلَفَ الْمَعْصِيَةَ، وَ سَوَّفَ التَّوْبَةَ، وَ إِنْ عَرَتْهُ مِحْنَةٌ انْفَرَجَ عَنْ شَرَائِطِ الْمِلَّةِ. يَصِفُ الْعِبْرَةَ وَ لَا يَعْتَبِرُ، وَ يُبَالِغُ فِي الْمَوْعِظَةِ وَ لَا يَتَّعِظُ، فَهُوَ بِالْقَوْلِ مُدِلٌّ، وَ مِنَ الْعَمَلِ مُقِلٌّ، يُنَافِسُ فِيمَا يَفْنَى، وَ يُسَامِحُ فِيمَا يَبْقَى. يَرَى الْغُنْمَ مَغْرَماً، وَ الْغُرْمَ

مخبوء - پوشیدہ
یُرَجّي - تاخیر کرتا ہے
یقیم - پابندی کرتا ہے
سَقِم - بیمار ہوگیا
یستیقن - یقین کرلیتا ہے
بَطِر - مغرور ہوگیا
قَنَط - مایوس ہوگیا
وَہن - کمزور ہوگیا
اَسْلَفَ - آگے بڑھا دیا
سَوَّف - پیچھے ڈال دیا
مِحْنَة - مشقت
اِنْفَرَجَ - الگ ہوگیا
شرائط الملّة - صبر و ثبات
مُدِلّ - غلبہ حاصل کرنے والا
غُنْم - فائدہ
مغرم - نقصان

مصادر حکمت ۱۴۸ امالی طوسیؒ ۲ ص۱۰۰، خصال صدوقؒ ۱ ص۳۶، الطراز السید الیمانی ۱ ص۱۶۷، امالی صدوق مجلس ص۶۸، عیون اخبار الرضا ۲ ص۵۴، المائۃ المختارہ جاحظ

مصادر حکمت ۱۴۹ من لا یحضرہ الفقیہ ۴ ص۲۷۸، قصار الحکم

مصادر حکمت ۱۵۰ تحف العقول ص۱۵۷، البیان والتبیین ۱ ص۹۸، الصناعتین عسکری ص۲۳۳، الفاضل مبرد ص۹۵، العقد الفرید ۳، جمہرۃ الامثال ۱ ص۲۴۲، زہر الآداب ۱ ص۳۹، دستور معالم الدین ص۷۷، تذکرۃ الخواص ص۱۲۳، کنز العمال متقی، عین الادب والسیاسۃ ابن ہذیل ص۲، المجالس مفیدؒ ص۱۹۵، اختصاص مفیدؒ ص۱۵۶، امالی طوسیؒ ۱ ص۱۱

۱۴۸۔ انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا رہتا ہے۔

۱۴۹۔ جس شخص نے اپنی قدر و منزلت کو نہیں پہچانا وہ ہلاک ہوگیا۔

۱۵۰۔ ایک شخص نے آپ سے موعظہ کا تقاضا کیا تو فرمایا "ان لوگوں میں نہ ہوجانا جو عمل کے بغیر آخرت کی امید رکھتے ہیں اور طولانی امیدوں کی بنا پر توبہ کو ٹال دیتے ہیں۔ دنیا میں باتیں زاہدوں جیسی کرتے ہیں اور کام راغبوں جیسا انجام دیتے ہیں۔ کچھ مل جاتا ہے تو سیر نہیں ہوتے ہیں اور نہیں ملتا ہے تو قناعت نہیں کرتے ہیں۔ جو دے دیا گیا ہے اس کے شکریہ سے عاجز ہیں لیکن مستقبل میں زیادہ کے طلبگار ضرور ہیں۔ لوگوں کو منع کرتے ہیں لیکن خود نہیں رُکتے ہیں۔ اور ان چیزوں کا حکم دیتے ہیں جو خود نہیں کرتے ہیں۔ نیک کرداروں سے محبت کرتے ہیں لیکن ان کا جیسا عمل نہیں کرتے ہیں اور گناہگاروں سے بیزار رہتے ہیں لیکن خود بھی انھیں میں سے ہوتے ہیں۔ گناہوں کی کثرت کی بنا پر موت کو ناپسند کرتے ہیں اور پھر ایسے ہی اعمال پر قائم بھی رہتے ہیں جن سے موت ناگوار ہوجاتی ہے۔ بیمار ہوتے ہیں تو گناہوں پر پشیمان ہوجاتے ہیں اور صحت مند ہوتے ہیں تو پھر لہو و لعب میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے تو اکڑنے لگتے ہیں اور آزمائش میں پڑ جاتے ہیں تو مایوس ہوجاتے ہیں۔ کوئی بلا نازل ہوجاتی ہے تو بشکل مضطر دعا کرتے ہیں اور سہولت و آسانی فراہم ہوجاتی ہے تو فریب خوردہ ہو کر منہ پھیر لیتے ہیں۔ ان کا نفس انھیں خیالی باتوں پر آمادہ کرلیتا ہے لیکن وہ یقینی باتوں میں اس پر قابو نہیں پاسکتے ہیں دوسروں کے بارے میں اپنے سے چھوٹے گناہ سے بھی خوفزدہ رہتے ہیں اور اپنے لئے اعمال سے زیادہ جزا کے امیدوار رہتے ہیں۔ مالدار ہوجاتے ہیں تو مغرور و مبتلائے فتنہ ہوجاتے ہیں اور غربت زدہ ہوجاتے ہیں تو مایوس اور سست ہوجاتے ہیں۔ عمل میں کوتاہی کرتے ہیں اور سوال میں مبالغہ کرتے ہیں خواہش نفس سامنے آجاتی ہے تو معصیت فوراً کرلیتے ہیں اور توبہ کو ٹال دیتے ہیں۔ کوئی مصیبت لاحق ہوجاتی ہے تو اسلامی جماعت سے الگ ہوجاتے ہیں۔ عبرت ناک واقعات بیان کرتے ہیں لیکن خود عبرت حاصل نہیں کرتے ہیں موعظہ میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں لیکن خود نصیحت نہیں حاصل کرتے ہیں۔ قول میں ہمیشہ اونچے رہتے ہیں اور عمل میں ہمیشہ کمزور رہتے ہیں۔ فنا ہونے والی چیزوں میں مقابلہ کرتے ہیں اور باقی رہ جانے والی چیزوں میں سہل انگاری سے کام لیتے ہیں۔ واقعی فائدہ کو نقصان سمجھتے ہیں اور حقیقی نقصان کو فائدہ تصور کرتے ہیں۔

مولائے کائنات کے اس ارشاد گرامی کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اگر دور حاضر کے مومنین کرام، واعظین محترم، خطباء شعلہ نوا، شعراء طوفان افزا، سربراہان ملت، لیڈرین قوم کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمارے دور کے حالات کا نقشہ کھینچ رہے ہیں اور ہمارے سامنے کردار کا ایک آئینہ رکھ رہے ہیں جس میں ہر شخص اپنی شکل دیکھ سکتا ہے اور اپنے حال زار سے عبرت حاصل کرسکتا ہے۔!

فَوْت - وقت نکل جانا
اِعْتَصِمُوا - تحفظ کرو
ذِمَم - عہد
اوتاد - میخ

مَقْتاً، يَخْشَى الْمَوْتَ، وَ لاَ يُبَادِرُ الْفَوْتَ؛ يَسْتَعْظِمُ مِنْ مَعْصِيَةِ غَيْرِهِ مَا يَسْتَقِلُّ أَكْثَرَ مِنْهُ مِنْ نَفْسِهِ، وَ يَسْتَكْثِرُ مِنْ طَاعَتِهِ مَا يَحْقِرُهُ مِنْ طَاعَةِ غَيْرِهِ، فَهُوَ عَلَى النَّاسِ طَاعِنٌ، وَ لِنَفْسِهِ مُدَاهِنٌ؛ اللَّهْوُ (اللّغو) مَعَ الأَغْنِيَاءِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الذِّكْرِ مَعَ الْفُقَرَاءِ، يَحْكُمُ عَلَى غَيْرِهِ لِنَفْسِهِ، وَ لاَ يَحْكُمُ عَلَيْهَا لِغَيْرِهِ؛ يُرْشِدُ[1] غَيْرَهُ وَ يُغْوِي نَفْسَهُ، فَهُوَ يُطَاعُ وَ يَعْصِي، وَ يَسْتَوْفِي وَ لاَ يُوفِي، وَ يَخْشَى الْخَلْقَ فِي غَيْرِ رَبِّهِ وَ لاَ يَخْشَى رَبَّهُ فِي خَلْقِهِ.

قال الرضي: و لو لم يكن في هذا الكتاب إلا هذا الكلام لكفى به موعظة ناجعة، و حكمة بالغة، و بصيرة لمبصر، و عبرة لناظر مفكر.

١٥١

و قال (عليه السلام):

لِكُلِّ امْرِئٍ عَاقِبَةٌ حُلْوَةٌ أَوْ مُرَّةٌ.

١٥٢

و قال (عليه السلام):

لِكُلِّ مُقْبِلٍ إِدْبَارٌ، وَ مَا أَدْبَرَ كَأَنْ لَمْ يَكُنْ.

١٥٣

و قال (عليه السلام):

لاَ يَعْدَمُ الصَّبُورُ الظَّفَرَ وَ إِنْ طَالَ بِهِ الزَّمَانُ.

١٥٤

و قال (عليه السلام):

الرَّاضِي بِفِعْلِ قَوْمٍ كَالدَّاخِلِ فِيهِ مَعَهُمْ. وَ عَلَى كُلِّ دَاخِلٍ فِي بَاطِلٍ إِثْمَانِ: إِثْمُ الْعَمَلِ بِهِ، وَ إِثْمُ الرِّضَى بِهِ.

١٥٥

و قال (عليه السلام):

اعْتَصِمُوا (استعصموا) بِالذِّمَمِ فِي أَوْتَادِهَا.

[1] دوسروں کو ہدایت دے کر اپنے نفس کو گمراہ کرنے کا منظر اس وقت دیکھا جا سکتا ہے جب کوئی مقرر بہترین تقریر کرنے کے بعد بزم احباب میں رجز خوانی کرتا ہے یا مسئولین امر سے زیادہ اجرت کا مطالبہ کرتا ہے اور اپنے کردار سے اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ ساری تقریر، خطابت اور سارا موعظہ ایک کاروبار کے علاوہ کچھ نہ تھا اور یہ انسان دین کو دنیا کے عوض اور علم کو مال کے عوض بیچنے کا کاروبار کر رہا ہے اور اسے دین و مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مصادر حکمت ١٥١ غرر الحکم حرف لام
مصادر حکمت ١٥٢ دستور معالم الحکم ص١٣ ، غرر الحکم ص٢٥١
مصادر حکمت ١٥٣ ربیع الابرار ، الطراز یمانی ٢ ص١٢٩
مصادر حکمت ١٥٤ غرر الحکم ص٥٤ ، تحف العقول ص٢١٦ ، خصال صدوق ١ ص٥١
مصادر حکمت ١٥٥ غرر الحکم ص٣٦
مصادر حکمت ١٥٦ دعائم الاسلام قاضی نعمان ٢ ص٣٥٣ ، غرر الحکم ص٢١٢ ، ارشاد مفید ص١١١ ، احتجاج طبرسی ص٣١١

موت سے ڈرتے ہیں لیکن وقت نکل جانے سے پہلے عمل کی طرف سبقت نہیں کرتے ہیں۔ دوسروں کی اس معصیت کو بھی عظیم تصور کرتے ہیں جس سے بڑی معصیت کو اپنے لئے معمولی تصور کرتے ہیں اور اپنی معمولی اطاعت کو بھی کثیر شمار کرتے ہیں جب کہ دوسرے کی کثیر اطاعت کو بھی حقیر ہی سمجھتے ہیں۔ لوگوں پر طعنہ زن رہتے ہیں اور اپنے معاملہ میں نرم و نازک رہتے ہیں۔ مالداروں کے ساتھ لہو و لعب[1] کو فقیروں کے ساتھ بیٹھ کر ذکر خدا سے زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ اپنے حق میں دوسروں کے خلاف فیصلہ کر دیتے ہیں اور دوسروں کے حق میں اپنے خلاف فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ دوسروں کو ہدایت دیتے ہیں اور اپنے نفس کو گمراہ کرتے ہیں۔ خود ان کی اطاعت کی جاتی ہے اور یہ خود معصیت کرتے رہتے ہیں اپنے حق کو پورا پورا لے لیتے ہیں اور دوسروں کے حق کو ادا نہیں کرتے ہیں۔ پروردگار کو چھوڑ کر مخلوقات سے خوف کھاتے ہیں اور مخلوقات کے بارے میں پروردگار سے خوفزدہ نہیں ہوتے ہیں۔

سید رضیؒ۔ اگر اس کتاب میں اس کلام کے علاوہ کوئی دوسری نصیحت نہ بھی ہوتی تو یہی کلام کامیاب موعظت، بلیغ حکمت اور صاحبانِ بصیرت اور صاحبان فکر و نظر کی عبرت کے لئے کافی تھا۔

۱۵۱۔ ہر شخص کا ایک انجام بہرحال ہونے والا ہے چاہے شیریں ہو یا تلخ۔

۱۵۲۔ ہر آنے والا پلٹنے والا ہے اور جو پلٹ جاتا ہے وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے تھا ہی نہیں۔

۱۵۳۔ صبر کرنے والا کامیابی سے محروم نہیں ہو سکتا ہے چاہے کتنا ہی زمانہ کیوں نہ لگ جائے۔

۱۵۴۔ کسی قوم کے عمل سے راضی ہو جانے والا بھی اسی کے ساتھ شمار کیا جائے گا اور جو کسی باطل میں داخل ہو جائے گا اُس پر دُہرا گناہ ہوگا۔ عمل کا بھی گناہ اور راضی ہونے کا بھی گناہ۔

۱۵۵۔ عہد و پیمان کی ذمہ داری ان کے حوالہ کرو جو میخوں کی طرح مستحکم اور مضبوط ہوں۔

[1] دورِ حاضر کا عظیم ترین معیارِ زندگی یہی ہے اور ہر شخص ایسی ہی زندگی کے لئے بیچین نظر آتا ہے۔ کافی ہاؤس، نائٹ کلب اور دیگر لغویات کے مقامات پر سرمایہ داروں کی مصاحبت کے لئے ہر متوسط طبقہ کا آدمی مرا جا رہا ہے اور کسی کو یہ شوق نہیں پیدا ہوتا ہے کہ چند لمحہ خانۂ خدا میں بیٹھ کر فقیروں کے ساتھ مالک کی بارگاہ میں مناجات کرے اور یہ احساس کرے کہ اس کی بارگاہ میں سب فقیر ہیں اور یہ دولت و امارت صرف چند روزہ تماشہ ہے ورنہ انسان خالی ہاتھ آیا ہے اور خالی ہاتھ ہی جانے والا ہے۔ دولت عاقبت بنانے کا ذریعہ تھی اگر اسے بھی عاقبت کی بربادی کی راہ پر لگا دیا تو آخرت میں حسرت و افسوس کے علاوہ کچھ ہاتھ آنے والا نہیں ہے۔!

١٥٦

و قال (عليه السلام):

عَلَيْكُمْ بِطَاعَةِ مَنْ لَا تُعْذَرُونَ بِجَهَالَتِهِ.

١٥٧

و قال (عليه السلام):

قَدْ بُصِّرْتُمْ إِنْ أَبْصَرْتُمْ، وَ قَدْ هُدِيتُمْ إِنِ اهْتَدَيْتُمْ، وأُسْمِعْتُمْ إِنِ اسْتَمَعْتُمْ.

١٥٨

و قال (عليه السلام):

عَاتِبْ أَخَاكَ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ، وَ ارْدُدْ شَرَّهُ بِالْإِنْعَامِ عَلَيْهِ.

١٥٩

و قال (عليه السلام):

مَنْ وَضَعَ نَفْسَهُ مَوَاضِعَ التُّهَمَةِ فَلَا يَلُومَنَّ مَنْ أَسَاءَ بِهِ الظَّنَّ.

١٦٠

و قال (عليه السلام):

مَنْ مَلَكَ اسْتَأْثَرَ.

١٦١

و قال (عليه السلام):

مَنِ اسْتَبَدَّ بِرَأْيِهِ هَلَكَ، وَ مَنْ شَاوَرَ الرِّجَالَ شَارَكَهَا فِي عُقُولِهَا.

١٦٢

و قال (عليه السلام):

مَنْ كَتَمَ سِرَّهُ كَانَتِ الْخِيَرَةُ بِيَدِهِ.

١٦٣

و قال (عليه السلام):

الْفَقْرُ الْمَوْتُ الْأَكْبَرُ (الأحمر).

١٦٤

و قال (عليه السلام):

مَنْ قَضَى حَقَّ مَنْ لَا يَقْضِي حَقَّهُ فَقَدْ عَبَدَهُ.

١٦٥

و قال (عليه السلام):

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.

بُصّرتم - دکھا دیا گیا
ان اَبصرتم - اگر دیکھ سکو
استاثر - جانبداری کرنے لگتا ہے
خِیَرہ - اختیار

(۱) کہا جاتا ہے کہ سرکار دو عالم ایک خاتون کے ساتھ جا رہے تھے اور راستہ میں ایک صحابی سے ملاقات ہو گئی تو آپ نے فوراً فرمایا کہ یہ میری زوجہ ہے۔ صحابی نے عرض کی کہ حضور کیا آپ کے بارے میں بھی بدگمانی ہو سکتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ شیطان انسان کے رگ و پے میں خون کی طرح دوڑ رہا ہے اور وہ کسی وقت بھی کسی شخص کو بھی گمراہ کر سکتا ہے لہٰذا میرا فرض ہے کہ بدگمانی سے پہلے صورت حال کی وضاحت کر دوں تاکہ بدگمانی کی ذمہ داری میری گردن پر نہ ہو

(۲) یہ صورت حال کی وضاحت اور اس پر تنبیہ ہے کہ انسان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ملکیت و اقتدار ہی کوئی غلط کام ہے۔ ملکیت الگ ایک چیز ہے اور انانیت الگ ایک مسئلہ ہے

مصادر حکمت ۱۵۷ خطبہ ۱۰۱
مصادر حکمت ۱۵۸ اسرار الحکما یاقوت مستعصمی ص۸۶، ربیع الابرار، الغرر والعرر ص۲۸۳، روض الاخبار ص۱۴۱
مصادر حکمت ۱۵۹ امالی صدوق ص۱۸۳، تحف العقول ص۲۲۰، اختلاص مفیدؒ ص۲۲۶، روضۃ الکافی
مصادر حکمت ۱۶۰ غرر الحکم ص۲۶۴، تحف العقول ص۸۰، مجمع الامثال ۲ ص۳۲۰
مصادر حکمت ۱۶۱ غرر الحکم ص۲۶۶، ربیع الابرار باب العقل والفطنہ
مصادر حکمت ۱۶۲ مشکوٰۃ الانوار ص۲۹۱، قصار الحکم
مصادر حکمت ۱۶۳ تحف العقول ص۲۱۴، خصال صدوقؒ ۱ ص۱۶۲ تفسیر عیاشی، بحار الانوار ۲، ص۲۵، ربیع الابرار
مصادر حکمت ۱۶۴ غرر الحکم ص۱۹۶
مصادر حکمت ۱۶۵ عیون اخبار الرضا ۲ ص۴۳، صحیفۃ الرضا ص۳۴، مروج الذہب ۳ ص۱۱۵، نہایۃ ابن اثیر طوع

۱۵۶۔ اس کی اطاعت ضرور کرو جس سے ناواقفیت قابلِ معافی نہیں ہے ۔ (یعنی خدائی منصب دار)
۱۵۷۔ اگر تم بصیرت رکھتے ہو تو تمھیں حقائق دکھلائے جاچکے ہیں اور اگر ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمھیں ہدایت دی جاچکی ہے اور اگر سُننا چاہتے ہو تو تمھیں پیغام سنایا جاچکا ہے۔
۱۵۸۔ اپنے بھائی کو تنبیہ کرو تو احسان کرنے کے بعد اور اس کے شر کا جواب دو تو لطف و کرم کے ذریعہ۔ (۱)
۱۵۹۔ جس نے اپنے نفس کو تہمت کے مواقع[۲] پر رکھ دیا۔ اسے کسی بدظنی کرنے والے کو ملامت کرنے کا حق نہیں ہے۔
۱۶۰۔ جو اقتدار حاصل کرلیتا ہے وہ جانبداری کرنے لگتا ہے (۲)
۱۶۱۔ جو خود رائی سے کام لے گا وہ ہلاک ہوجائے گا اور جو لوگوں سے مشورہ کرے گا وہ ان کی عقلوں میں شریک ہوجائے گا۔
۱۶۲۔ جو اپنے راز کو پوشیدہ رکھے گا اس کا اختیار اس کے ہاتھ میں رہے گا۔
۱۶۳۔ فقیری سب سے بڑی موت ہے۔
۱۶۴۔ جو کسی ایسے شخص کا حق ادا کردے جو اس کا حق[۳] ادا نہ کرتا ہو تو گویا اس نے اس کی پرستش کرلی ہے۔
۱۶۵۔ خالق کی معصیت کے ذریعہ مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی ہے۔

۱۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ انسان اگر صرف تنبیہ کرتا ہے اور کام نہیں کرتا ہے تو اس کی تنبیہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے کہ دوسرا شخص پہلے ہی بدظن ہوجاتا ہے تو کوئی بات سُننے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے اور نصیحت بیکار چلی جاتی ہے۔ اس کے برخلاف اگر پہلے احسان کرکے دل میں جگہ بنالے اور اس کے بعد نصیحت کرے تو یقیناً نصیحت کا اثر ہوگا اور بات ضائع و برباد نہ ہوگی۔
۲۔ عجیب و غریب بات ہے کہ انسان ان لوگوں سے فوراً بیزار ہوجاتا ہے جو اس سے بدگمانی رکھتے ہیں لیکن ان حالات سے بیزاری کا اظہار نہیں کرتا ہے جن کی بنا پر بدگمانی پیدا ہوتی ہے جب کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے بدظنی کے مقامات سے اجتناب کرے اور اس کے بعد ان لوگوں سے ناراضگی کا اظہار کرے جو بلاسبب بدظنی کا شکار ہوجاتے ہیں۔
۳۔ مقصد یہ ہے کہ انسان کے عمل کی کوئی بنیاد ہونی چاہئے اور میزان و معیار کے بغیر کسی عمل کو انجام نہیں دینا چاہئے۔ اب اگر کوئی شخص کسی کے حقوق کی پرواہ نہیں کرتا ہے اور وہ اس کے حقوق کو ادا کئے جارہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے کو اس کا بندۂ بے دام تصور کرتا ہے اور اس کی پرستش کئے چلا جارہا ہے۔

١٦٦

و قال (ﷺ):

لا يُعابُ المَرءُ بِتأخيرِ حَقِّهِ، إنّما يُعابُ مَنْ أخَذَ ما لَيسَ لَهُ.

١٦٧

و قال (ﷺ):

الإعجابُ يَمنَعُ الازْدِيادَ.

١٦٨

و قال (ﷺ):

الأمرُ قَريبٌ وَ الاصطِحابُ قَليلٌ.

١٦٩

و قال (ﷺ):

قَدْ أضاءَ الصُّبحُ لِذي عَينَيْنِ.

١٧٠

و قال (ﷺ):

تَرْكُ الذَّنبِ أهوَنُ مِنْ طَلَبِ المَعُونَةِ.

١٧١

و قال (ﷺ):

كَمْ مِنْ أكْلَةٍ مَنَعَتْ أكَلاتٍ!

١٧٢

و قال (ﷺ):

النّاسُ[له] أعداءُ ما جَهِلُوا.

١٧٣

و قال (ﷺ):

مَنِ استَقبَلَ وُجُوهَ الآراءِ عَرَفَ مَواقِعَ الخَطاءِ.

١٧٤

و قال (ﷺ):

مَن أحَدَّ سِنانَ الغَضَبِ لِلّٰهِ قَوِيَ عَلىٰ قَتلِ أشِدّاءِ (أشَدّ) الباطِلِ

١٧٥

و قال (ﷺ):

إذا هِبْتَ أمْراً فَقَعْ فِيهِ، فَإنَّ شِدَّةَ تَوَقِّيهِ أعظَمُ مِمّا تَخافُ مِنهُ

ازدیاد - زیادتی
اصطحاب - ساتھ
احدّ - تیز کیا
سنان - نیزہ کی انی
ہبت - خوفزدہ ہو
توقی - تحفظ

(له) مذہب سے بغاوت کا ایک راز یہ بھی ہے کہ لوگ مذہب اور اس کی تعلیمات کی عظمت سے یکسر بے خبر ہیں اور انسانی فطرت ہے کہ انسان جس چیز سے ناواقف ہوتا ہے اس کی قدردانی نہیں کر سکتا ہے۔ قدردانی کے لئے قدر کا جاننا بنیادی شرط ہے - ورنہ اس کے بغیر قدردانی کا کوئی مفہوم ہی نہیں رہ جاتا ہے۔

مصادر حکمت ۱۶۶ امالی طوسیؒ ۲ ص۲ ، کشف المحجۃ ابن طاؤس ، رسائل کلینیؒ
مصادر حکمت ۱۶۷ غرر الحکم ص۲۱ ، ربیع الابرار
مصادر حکمت ۱۶۸ غرر الحکم ص۱۳-۱۴
مصادر حکمت ۱۶۹ دستور معالم الحکم ص۲۳ ، مجمع الامثال ۲ ص۹۹ ، جمهرة الامثال ۲ ص۱۲۵
مصادر حکمت ۱۷۰ اصول کافی ۲ ص۴۵
مصادر حکمت ۱۷۱ مطالب السئول ابن طلحہ ا ص۱۶۱ ، غرر الحکم ص۲۳۶ ، البخلاء جاحظ ص۱۸۸ ، المقامات للحریری ، مجمع الامثال ، الفاخر ابن عاصم
مصادر حکمت ۱۷۲ امالی طوسیؒ ۲ ص۱۰۸ ، قصار الحکم ۲۳۸
مصادر حکمت ۱۷۳ تحف العقول ص۹۰ ، روضۃ الکافی ص۱۹ ، الفقیہ ۴ ص۲۸۲ ، دستور معالم الحکم ص۲۸ ، غرر الحکم ص۲۸۹
مصادر حکمت ۱۷۴ ربیع الابرار ، غرر الحکم ص۲۸۶ ، الطراز ا ص۱۶۸ ،
مصادر حکمت ۱۷۵ غرر الحکم ص۱۴۲ ، الطراز ا ص۱۶۸

۱۶۶-اپنا حق لینے میں تاخیر کر دینا عیب نہیں ہے۔ دوسرے کے حق پر قبضہ کر لینا عیب ہے۔
۱۶۷۔ خود پسندی زیادہ عمل سے روک دیتی ہے۔
۱۶۸۔ آخرت قریب ہے اور دنیا کی صحبت بہت مختصر ہے۔
۱۶۹۔ آنکھوں والوں کے لئے صبح روشن ہو چکی ہے۔
۱۷۰۔ گناہ کا نہ کرنا بعد میں مدد مانگنے سے آسان تر ہے۔
۱۷۱۔ اکثر اوقات ایک کھانا کئی کھانوں سے روک دیتا ہے۔
۱۷۲۔ لوگ ان چیزوں کے دشمن ہوتے ہیں جن سے بے خبر ہوتے ہیں (۵۱)
۱۷۳۔ جو مختلف آراء کا سامنا کرتا ہے وہ غلطی کے مقامات کو پہچان لیتا ہے۔
۱۷۴۔ جو اللہ کے لئے غضب کے سنان کو تیز کر لیتا ہے وہ باطل کے سورماؤں کے قتل پر بھی قادر ہو جاتا ہے۔
۱۷۵۔ جب کسی امر سے دہشت محسوس کرو تو اس میں پھاند پڑو کہ زیادہ خوف و احتیاط خطرہ سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔

انسان کی ذمہ داری ہے کہ زندگی میں حقوق حاصل کرنے سے زیادہ حقوق کی ادائیگی پر توجہ دے کہ اپنے حقوق کو نظر انداز کر دینا نہ دنیا میں باعث ملامت ہے اور نہ آخرت میں وجہ عذاب ہے لیکن دوسروں کے حقوق پر قبضہ کر لینا یقیناً باعث مذمت بھی ہے اور عذاب و عقاب بھی ہے۔
کھلی ہوئی بات ہے کہ جب تک مریض کو مرض کا احساس رہتا ہے وہ علاج کی فکر بھی کرتا ہے لیکن جس دن ورم کو صحت تصور کر لیتا ہے اس دن علاج چھوڑ دیتا ہے۔ یہی حال خود پسندی کا ہے کہ خود پسندی کردار کا ورم ہے جس کے بعد انسان اپنی کمزوریوں سے غافل ہو جاتا ہے اور اس کے بعد میں عمل ختم کر دیتا ہے یا رفتار عمل کو سست بنا دیتا ہے اور یہی چیز اس کے کردار کی کمزوری کے لئے کافی ہے۔
مثل مشہور ہے کہ پرہیز کرنا علاج کرنے سے بہتر ہے کہ پرہیز انسان کو بیماریوں سے بچا لیتا ہے اور اس طرح اس کی فطری طاقت محفوظ رہتی ہے لیکن پرہیز نہ کرنے کی بنا پر اگر مرض نے حملہ کر دیا تو طاقت خود بخود کمزور ہو جاتی ہے اور پھر علاج کے بعد بھی وہ فطری حالت واپس نہیں آتی ہے لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ گناہوں کے ذریعہ نفس کے آلودہ ہونے اور توبہ کے ذریعہ اس کی تطہیر کرنے سے پہلے اس کی صحت کا خیال رکھے اور اسے آلودہ نہ ہونے دے تاکہ علاج کی زحمت سے محفوظ رہے۔
اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ مشورہ کرنے والا غلطیوں سے محفوظ رہتا ہے کہ اسے کئی طرح کے افکار حاصل ہو جاتے ہیں اور ہر شخص کے ذریعہ دوسرے کی فکر کی کمزوری کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے اور اس طرح صحیح رائے اختیار کرنے میں کوئی زحمت نہیں رہ جاتی ہے۔

۱۷۶ و قال (علیه السلام):

آلَـــةُ الرِّيَــــاسَةِ سَـــعَةُ الصَّـــدْرِ.

۱۷۷

و قال (علیه السلام):

أُزْجُـــرِ الْمُسِيءَ بِثَوَابِ الْـــمُحْسِنِ.

۱۷۸

و قال (علیه السلام):

أُحْـصُدِ الشَّرَّ مِـنْ صَـدْرِ غَـيْرِكَ بِـقَلْعِهِ مِـنْ صَدْرِكَ.

۱۷۹

و قال (علیه السلام):

اَللَّـــــجَاجَةُ تَسُـــلُّ الرَّأْيَ.

۱۸۰

و قال (علیه السلام):

اَلطَّـــــمَعُ رِقٌّ مُـــؤَبَّدٌ.

۱۸۱

و قال (علیه السلام):

ثَمَـــرَةُ التَّـــفْرِيطِ النَّـــدَامَـــةُ، وَ ثَمَـرَةُ الْحَـزْمِ السَّـلَامَةُ.

۱۸۲

و قال (علیه السلام):

لَا خَـيْرَ فِي الصَّـمْتِ عَـنِ الْحُكْـمِ، كَـمَا أَنَّـهُ لَا خَـيْرَ فِي الْـقَوْلِ بِـالْجَهْلِ.

۱۸۳

و قال (علیه السلام):

مَــا اخْــتَلَفَتْ دَعْـوَتَانِ[۱] إِلَّا كَــانَتْ إِحْـدَاهُمَـا ضَـلَالَةً.

۱۸۴

و قال (علیه السلام):

مَــا شَكَكْتُ فِي الْحَــقِّ مُـذْ أُرِيــتُهُ.

۱۸۵ و قال (علیه السلام):

مَـا كَـذَبْتُ وَ لَا كُـذِّبْتُ، وَ لَا ضَـلَلْتُ وَ لَا ضُـلَّ بِي.

ثواب - معاوضہ
حصاد - کاٹ دینا
لجاجت - بے وجہ جھگڑا کرنا
سل - کھینچ لینا
رق - غلامی
حزم - احتیاط

۱ یہ نقطہ عالم اسلام کا امتیاز ہے کہ یہاں دو مختلف اور متضاد دعوے کرنے والوں میں ایک کو صدیق کہا جاتا ہے اور ایک کو صدیقہ ۔۔۔ اور ایک میدان میں دو جنگ کرنے والوں میں ایک کو نفس رسولؐ کہا جاتا ہے اور دوسرے کو محبوب رسول یا کاتب وحی ورنہ عقل اعتبار سے قضیہ کے طرفین میں حق و عدل کے ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے

مصادر حکمت ۱۷۶ غرر الحکم ص۲۷ ، الطراز ص۱۶۸
مصادر حکمت ۱۷۷ ربیع الابرار باب الجزاء ، روض الاخیار ص۳۱
مصادر حکمت ۱۷۸ سراج الملوک ص۳۸۴ ، غرر الحکم ص۶۱ ، مجموعہ ورام ص۳۴
مصادر حکمت ۱۷۹ غرر الحکم ، کنز الفوائد
مصادر حکمت ۱۸۰ غرر الحکم ص۲۰ ، ربیع الابرار باب الطمع والرجاء
مصادر حکمت ۱۸۱ محاضرات الادباء ۲ ص۳۱۳ ، غرر الحکم ص۱۵۸ ، الطراز ۱ ص۱۶۹
مصادر حکمت ۱۸۲ تحف العقول ص۹۴ ، ربیع الابرار باب السکوت
مصادر حکمت ۱۸۳ غرر الحکم ص۲۱۰
مصادر حکمت ۱۸۴ ارشاد مفید ص۱۲۰ ، خطبہ ۴
مصادر حکمت ۱۸۵ کتاب الجمل ابومخنف (شرح ابن ابی الحدید ۱ ص۸۹) کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۳۱۵ ، کامل مبرد ۲ ص۱۲۰ ، تاریخ طبری ۶ ... مروج الذہب ۲ ص۴۴۳ ، کامل ابن اثیر ۳ ص۱۴۴ ، البدایۃ والنہایۃ ، ص۲۶۴ ، تاریخ بغداد ، ص۲۳۷ ، مناقب خوارزمی ص... امالی صدوق مجلس ۶۳ ، تذکرۃ الخواص ص۱۰۴ ، ذخائر العقبیٰ ص۱۱۱ ، امالی طوسی ۱ ص۲۶۷ ، المحاسن بیہقی ۲ ص۹۴

۱۷۶۔ ریاست کا وسیلہ وسعت صدر ہے۔
۱۷۷۔ بدعمل کی سرزنش کے لئے نیک عمل والے کو اجر و انعام دو۔[1]
۱۷۸۔ دوسرے کے دل سے شر کو کاٹ دینا ہے تو پہلے اپنے دل سے اکھاڑ کر پھینک دو۔
۱۷۹۔ ہٹ دھرمی صحیح رائے کو بھی دور کر دیتی ہے۔
۱۸۰۔ لالچ[2] ہمیشہ ہمیشہ کی غلامی ہے۔
۱۸۱۔ کوتاہی کا نتیجہ شرمندگی ہے اور ہوشیاری کا ثمرہ سلامتی۔
۱۸۲۔ حکمت[3] سے خاموشی میں کوئی خیر نہیں ہے جس طرح کہ جہالت سے بولنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔
۱۸۳۔ جب دو مختلف دعوتیں دی جائیں تو دو میں سے ایک یقیناً گمراہی ہوگی (۵۱)
۱۸۴۔ مجھے جب سے حق دکھلا دیا گیا ہے میں کبھی شک کا شکار نہیں ہوا ہوں۔
۱۸۵۔ میں نے نہ غلط بیانی کی ہے اور نہ مجھے جھوٹ خبر دی گئی ہے۔ نہ میں گمراہ ہوا ہوں اور نہ مجھے گمراہ کیا جا سکا ہے۔

[1] ہمارے معاشرہ کی کمزوریوں میں سے ایک اہم کمزوری یہ بھی ہے کہ یہاں بدکرداروں پر تنقید تو کی جاتی ہے لیکن نیک کردار کی تائید و توصیف نہیں کی جاتی ہے۔ آپ ایک دن غلط کام کریں تو سارے شہر میں ہنگامہ ہو جائے گا لیکن ایک سال تک بہترین کام کریں تو کوئی بیان کرنے والا بھی نہ پیدا ہوگا۔ حالانکہ اصولی بات یہ ہے کہ نیکی کے پھیلانے کا طریقہ صرف برائی پر تنقید کرنا نہیں ہے بلکہ اس سے بہتر طریقہ خود نیکی کی حوصلہ افزائی کرنا ہے جس کے بعد ہر شخص میں نیکی کرنے کا شعور بیدار ہو جائے گا اور برائیوں کا قلع قمع ہو جائے گا۔

[2] یہ انسانی زندگی کی عظیم ترین حقیقت ہے کہ حرص و طمع رکھنے والا انسان نفس کا غلام اور خواہشات کا بندہ ہو جاتا ہے اور جو شخص خواہشات کی بندگی میں مبتلا ہو گیا وہ کسی قیمت پر اس غلامی سے آزاد نہیں ہو سکتا ہے۔ انسانی زندگی کی دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے کو خواہشات دنیا اور حرص و طمع سے دور رکھے تا کہ کسی غلامی میں مبتلا نہ ہونے پائے کہ یہاں "شوق ہر رنگ رقیب سر و سامان" ہوا کرتا ہے اور یہاں کی غلامی سے نجات ممکن نہیں ہے۔

[3] انسان کو حرف حکمت کا اعلان کرنا چاہئے تا کہ دوسرے لوگ اس سے استفادہ کریں اور حرف جہالت سے پرہیز کرنا چاہئے کہ جہالت کی بات کرنے سے خاموشی ہی بہتر ہوتی ہے۔ انسان کی عزت بھی سلامت رہتی ہے اور دوسروں کی گمراہی کا بھی کوئی اندیشہ نہیں ہوتا ہے۔

١٨٦

و قال (ﷺ):

لِلظَّالِمِ الْبَادِي غَداً بِكَفِّهِ عَضَّةٌ.

١٨٧

و قال (ﷺ):

اَلرَّحِيلُ وَشِيكٌ.

١٨٨

و قال (ﷺ):

مَنْ أَبْدَىٰ صَفْحَتَهُ لِلْحَقِّ هَلَكَ.

١٨٩

و قال (ﷺ):

مَنْ لَمْ يُنْجِهِ الصَّبْرُ أَهْلَكَهُ الْجَزَعُ.

١٩٠

و قال (ﷺ):

وَاعَجَبَاهُ! أَتَكُونُ الْخِلَافَةُ بِالصَّحَابَةِ وَ الْقَرَابَةِ؟

قال الرضي: وروي له شعر في هذا المعنى:

فَإِنْ كُنْتَ بِالشُّورَىٰ مَلَكْتَ أُمُورَهُمْ فَكَيْفَ بِهٰذَا وَ الْمُشِيرُونَ غُيَّبُ؟
وَ إِنْ كُنْتَ بِالْقُرْبَىٰ حَجَجْتَ خَصِيمَهُمْ فَغَيْرُكَ أَوْلَىٰ بِالنَّبِيِّ وَ أَقْرَبُ

١٩١

و قال (ﷺ):

إِنَّمَا الْمَرْءُ فِي الدُّنْيَا غَرَضٌ تَنْتَضِلُ فِيهِ الْمَنَايَا، وَ نَهْبٌ تُبَادِرُهُ الْمَصَائِبُ؛ وَ مَعَ كُلِّ جُرْعَةٍ شَرَقٌ. وَ فِي كُلِّ أَكْلَةٍ غَصَصٌ. وَ لَا يَنَالُ الْعَبْدُ نِعْمَةً إِلَّا بِفِرَاقِ أُخْرَىٰ، وَ لَا يَسْتَقْبِلُ يَوْماً مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا بِفِرَاقِ آخَرَ مِنْ أَجَلِهِ.

عَضَّہ - کاٹنا
وَشِیکٌ - قریب
غیّب - غائب
خصیم - بحث کرنے والا
غَرَض - نشانہ
تنتضِل - درآتی ہیں
منَایا - موت جمع منیۃ
نہب - لوٹ مار
شرق - اُچھو

لے یعنی صبر کی سختی اور تلخی سے زیادہ سختی اور تلخی جزع و فزع اور نالہ و شیون میں پائی جاتی ہے لہذا اگر کسی انسان کو صبر راس نہ آسکا تو جزع و فزع اور پریشانی کے راس آنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے

مصادر حکمت ۱۸۶ تفسیر علی بن ابراہیم ص۶۱۲
مصادر حکمت ۱۸۷ قصار الحکم ۱۸۶
مصادر حکمت ۱۸۸ خطبہ ۱۶
مصادر حکمت ۱۸۹ غرر الحکم ص۲۷۴
مصادر حکمت ۱۹۰ خصائص الائمہ سید رضیؒ ص۸۵، غرر الحکم ص۳۲۶، التعجب کراجکی ص۱۳، السقیفہ جوہری، تاریخ طبری ۲ ص۲۶۳
مصادر حکمت ۱۹۱ قصار الحکم ۱۰۰

۱۸۶۔ ظلم[1] کی ابتدا کرنے والے کو کل ندامت سے اپنا ہاتھ کاٹنا پڑے گا۔

۱۸۷۔ کوچ کا وقت قریب آگیا ہے۔

۱۸۸۔ جس نے حق سے منھ موڑ لیا وہ ہلاک ہوگیا۔

۱۸۹۔ جسے صبر[2] نجات نہیں دلا سکتا ہے اسے بیقراری مار ڈالتی ہے۔

۱۹۰۔ واعجباہ! خلافت صرف صحابیت کی بنا پر مل سکتی ہے لیکن اگر صحابیت اور قرابت دونوں جمع ہو جائیں تو نہیں مل سکتی ہے۔

سید رضیؒ۔ اس معنی میں حضرت کا یہ شعر بھی ہے:

"اگر تم نے شوریٰ سے اقتدار حاصل کیا ہے تو یہ شوریٰ کیسا ہے جس میں مشیر ہی سب غائب تھے۔
اور اگر تم نے قرابت سے اپنی خصوصیت کا اظہار کیا ہے تو تمھارا غیر تم سے زیادہ رسول اکرمؐ کے لئے اولیٰ اور اقرب ہے۔"

۱۹۱۔ انسان اس دنیا میں وہ نشانہ ہے جس پر موت اپنے تیر چلاتی رہتی ہے اور وہ مصائب کی غارت گری کی جولانگاہ بنا رہتا ہے۔ یہاں کے ہر گھونٹ پر اچھو ہے اور ہر لقمہ پر گلے میں ایک پھندہ ہے۔ انسان ایک نعمت کو حاصل نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ دوسری ہاتھ سے نکل جاتی ہے اور زندگی کے ایک دن[3] کا استقبال نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ دوسرا دن ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

[1] اگر یہ دنیا میں ہر ظلم کرنے والے کا انجام ہے تو اس کے بارے میں کیا کہا جائے گا جس نے عالم اسلام میں ظلم کی ابتدا کی ہے اور جس کے مظالم کا سلسلہ آج تک جاری ہے اور اولاد رسول اکرمؐ کسی آن بھی مظالم سے محفوظ نہیں ہے۔

[2] دنیا میں کام آنے والا صرف صبر ہے کہ اس سے انسان کا حوصلہ بھی بڑھتا ہے اور اسے اجر و ثواب بھی ملتا ہے۔ بیقراری میں ان میں سے کوئی صفت نہیں ہے اور نہ اس سے کوئی مسئلہ حل ہونے والا ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص نے صبر کو چھوڑ کر بیقراری کا راستہ اختیار کر لیا تو گویا اپنی تباہی کا آپ انتظام کر لیا اور پروردگار کی معیت سے بھی محروم ہوگیا کہ وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتا ہے۔ جزع و فزع کرنے والوں کے ساتھ نہیں رہتا ہے۔

[3] کس قدر غلط فہمی کا شکار ہے وہ انسان جو ہر آنے والے دن کو اپنی زندگی میں ایک اضافہ تصور کرتا ہے۔ حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ اس میں کسی طرح کا کوئی اضافہ نہیں ہے بلکہ ایک دن نے جاکر دوسرے دن کے لئے جگہ خالی ہے اور اس کی آمد کی زمین ہموار کی ہے تو اس طرح انسان کا حساب برابر ہی رہ گیا۔ ایک دن جیب میں داخل ہوا اور ایک دن جیب سے نکل گیا اور اسی طرح ایک دن زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

فَنَحْنُ أَعْوَانُ الْمَنُونِ، وَ أَنْفُسُنَا نَصْبُ الْحُتُوفِ، فَمِنْ أَيْنَ نَرْجُو الْبَقَاءَ وَ هٰذَا اللَّيْلُ وَ النَّهَارُ لَمْ يَرْفَعَا مِنْ شَيْءٍ شَرَفاً إِلَّا أَسْرَعَا الْكَرَّةَ فِي هَدْمِ مَا بَنَيَا، وَ تَفْرِيقِ مَا جَمَعَا؟!

۱۹۲

و قال (ﷺ):

يَا ابْنَ آدَمَ مَا كَسَبْتَ فَوْقَ قُوتِكَ، فَأَنْتَ فِيهِ خَازِنٌ لِغَيْرِكَ.

۱۹۳

و قال (ﷺ):

إِنَّ لِلْقُلُوبِ شَهْوَةً وَ إِقْبَالاً وَ إِدْبَاراً، فَأْتُوهَا مِنْ قِبَلِ شَهْوَتِهَا وَ إِقْبَالِهَا، فَإِنَّ الْقَلْبَ إِذَا أُكْرِهَ عَمِيَ.

۱۹۴

و كان (ﷺ) يقول:

مَتَى أَشْفِي غَيْظِي إِذَا غَضِبْتُ؟ أَحِينَ أَعْجِزُ عَنِ الْانْتِقَامِ فَيُقَالُ لِي: لَوْ صَبَرْتَ؟ أَمْ حِينَ أَقْدِرُ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لِي: لَوْ عَفَوْتَ (غفرت).

۱۹۵

و قال (ﷺ):

و قد مر بقذر على مزبلة: هٰذَا مَا بَخِلَ بِهِ الْبَاخِلُونَ.

وروي في خبر آخر أنه قال: هٰذَا مَا كُنْتُمْ تَتَنَافَسُونَ فِيهِ بِالْأَمْسِ!

۱۹۶

و قال (ﷺ):

لَمْ يَذْهَبْ مِنْ مَالِكَ مَا وَعَظَكَ.

۱۹۷

و قال (ﷺ):

إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْأَبْدَانُ، فَابْتَغُوا لَهَا طَرَائِفَ الْحِكْمَةِ.

۱۹۸

و قال (ﷺ):

لما سمع قول الخوارج:

«لا حكم إلا لله»: كَلِمَةُ حَقٍّ يُرَادُ بِهَا بَاطِلٌ.

۱۹۹

و قال (ﷺ):

في صفة الغوغاء: هُمُ الَّذِينَ

مَنُون - موت

حُتُوف - ہلاکت

شرف - بلندی

مزبلہ - مرکز کثافت

غوغا - اوباش لوگ

اقبال - توجہ

ادبار - بے رخی

شفی - تسکین دی

تنافس - مقابلہ

تمل - اکتا جاتے ہیں

طرائف -

(۱) اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان مال کی بربادی سے بہت سے تجربات حاصل کر لیتا ہے اور مستقبل کے لئے سامان عبرت فراہم کر لیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں اسے مال کی بربادی نہیں کہا جا سکتا ہے بلکہ یہ مال کا بہترین مصرف ہے کہ انسان نے کچھ کھویا ہے تو کچھ پایا بھی ہے اور جو مال تحصیل علم و تجربہ کی راہ میں صرف ہو جائے وہ بہترین مصرف ہے۔

مصادر حکمت ۱۹۲ المائۃ المختارہ جاحظ، انساب الاشراف ص۱۱۵، الفرج بعد الشدۃ تنوخی ۱ ص۳۷، مروج الذہب ۲ ص۲۶۴، خصال صدوق ۱ ص۹،
ربیع الابرار، کامل مبرد ۱ ص۹۲، عیون الاخبار ۶ ص۳۷۱، ارشاد مفید ص۱۱۱

مصادر حکمت ۱۹۳ المائۃ المختارہ، کامل مبرد ۲ ص۳، غرر الحکم ص۱۱۳

مصادر حکمت ۱۹۴ سراج الملوک ص۱۵۹، غرر الحکم

مصادر حکمت ۱۹۵ انساب الاشراف ص۱۳۴، مناقب ابن شہر آشوب ۲ ص۱۰۳، روض الاخیار ص۱۳۴

مصادر حکمت ۱۹۶ کامل مبرد ۱ ص۱۲۱، انساب الاشراف ص۱۳۴، سراج الملوک ص۳۸۴، غرر الحکم ص۲۵۶، ارشاد مفید ص۱۴۱

مصادر حکمت ۱۹۷ قصار الحکم ۹۱

مصادر حکمت ۱۹۸ ذخائر العقبیٰ ص۱۱۰، دعائم الاسلام ۱ ص۳۵۸

مصادر حکمت ۱۹۹ رسالہ نفی التشبیہ جاحظ، ربیع الابرار ص۴۱۴، العقد الفرید ۲ ص۲۹۴، انساب الاشراف ص۱۱۵

ہم موت کے مددگار ہیں اور ہمارے نفس ہلاکت کا نشانہ ہیں۔ ہم کہاں سے بقار کی امید کریں جب کہ شب و روز کسی عمارت کو اونچا نہیں کرتے ہیں مگر یہ کہ حملہ کرکے اسے منہدم کر دیتے ہیں اور جسے بھی یکجا کرتے ہیں اسے بکھیر دیتے ہیں۔

۱۹۲۔ فرزند آدم! اگر تو نے اپنی غذا سے زیادہ کمایا ہے تو گویا اس مال میں دوسروں کا خزانچی ہے۔

۱۹۳۔ دلوں کے لئے رغبت و خواہش۔ آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا سبھی کچھ ہے لہذا جب میلان اور توجہ کا وقت ہو تو اس سے کام لے لو کہ دل کو مجبور کرکے کام لیا جاتا ہے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔

۱۹۴۔ مجھے غصہ آجائے تو میں اس سے تسکین کس طرح حاصل کروں؟ انتقام سے عاجز ہو جاؤں گا تو کہا جائے گا کہ صبر کرو اور انتقام کی طاقت پیدا کر لوں گا تو کہا جائے گا کہ کاش معاف کر دیتے (ایسی حالت میں غصہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

۱۹۵۔ ایک مزبلہ سے گذرتے ہوئے فرمایا۔" یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں بخل کرنے والوں نے بخل کیا تھا"۔ یا دوسری روایت کی بنا پر۔" جس کے بارے میں کل ایک دوسرے سے رشک کر رہے تھے"۔ (یہ ہے انجام دنیا اور انجام لذات دنیا)۔

۱۹۶۔ جو مال نصیحت کا سامان فراہم کر دے وہ برباد نہیں ہوا ہے[۱]

۱۹۷۔ یہ دل اسی طرح اُکتا جاتے ہیں جس طرح بدن۔ لہذا ان کے لئے لطیف ترین حکمتیں فراہم کرو۔

۱۹۸۔ جب آپ نے خوارج کا یہ نعرہ سنا کہ "خدا کے علاوہ کسی کے لئے حکم نہیں ہے" تو فرمایا کہ "یہ کلمۂ حق ہے" لیکن اس سے باطل معنی مراد لئے گئے ہیں۔

۱۹۹۔ بازاری لوگوں کی بھیڑ بھاڑ کے بارے میں فرمایا کہ۔ یہی وہ لوگ ہیں جو مجتمع ہو جاتے ہیں

---

[۱] یہ بات طے شدہ ہے کہ مالک کا نظامِ تقسیم غلط نہیں ہے اور اس نے ہر شخص کی طاقت ایک جیسی نہیں رکھی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ذخائرِ کائنات میں حصہ سب کا رکھا ہے لیکن سب میں انھیں حاصل کرنے کی یکساں طاقت نہیں ہے بلکہ ایک کو دوسرے کے لئے وسیلہ اور ذریعہ بنا دیا ہے تو اگر تمھارے پاس تمھاری ضرورت سے زیادہ مال آجائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مالک نے تمھیں دوسروں کے حقوق کا خازن بنا دیا ہے اور اب تمھاری ذمہ داری یہ ہے کہ اس میں کسی طرح کی خیانت نہ کرو اور ہر ایک کو اس کا حصہ پہونچا دو۔

[۲] آپ اس ارشادِ گرامی کے ذریعہ لوگوں کو صبر و تحمل کی تلقین کرنا چاہتے ہیں کہ انتقام عام طور سے قابلِ تعریف نہیں ہوتا ہے۔ انسان مقامِ انتقام میں کمزور پڑ جاتا ہے تو لوگ ملامت کرتے ہیں کہ جب طاقت نہیں تھی تو انتقام لینے کی ضرورت ہی کیا تھی اور طاقتور ثابت ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ کمزور آدمی سے کیا انتقام لینا ہے۔ مقابلہ کسی برابر والے سے کرنا چاہئے تھا۔ ایسی صورت میں تقاضائے عقل و منطق یہی ہے کہ انسان صبر و تحمل سے کام لے اور جب تک انتقام فرضِ شرعی نہ بن جائے اس وقت تک اس کا ارادہ بھی نہ کرے اور پھر جب مالکِ کائنات انتقام لینے والا موجود ہے تو انسان کو اس قدر زحمت برداشت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

إذَا اجْتَمَعُوا غَلَبُوا، وَ إذَا تَفَرَّقُوا لَمْ يُعْرَفُوا. و قيل: بل قال عليه السلام: هُمُ الَّذِينَ إذَا اجْتَمَعُوا ضَرُّوا، وَ إذَا تَفَرَّقُوا نَفَعُوا، فقيل: قد عرفنا مضرة اجتماعهم، فما منفعة افتراقهم؟ فقال: يَرْجِعُ أَصْحَابُ الْمِهَنِ إِلَىٰ مِهْنَتِهِمْ، فَيَنْتَفِعُ النَّاسُ بِهِمْ: كَرُجُوعِ الْبَنَّاءِ إِلَىٰ بِنَائِهِ، وَ النَّسَّاجِ إِلَىٰ مَنْسَجِهِ، وَ الْخَبَّازِ إِلَىٰ مَخْبَزِهِ.

٢٠٠

و قال (عليه السلام):

و أُتِيَ بجانٍ و معه غوغاء، فقال: لَا مَرْحَباً بِوُجُوهٍ لَا تُرَىٰ إِلَّا عِنْدَ كُلِّ سَوْأَةٍ.

٢٠١

و قال (عليه السلام):

إِنَّ مَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ مَلَكَيْنِ يَحْفَظَانِهِ، فَإِذَا جَاءَ الْقَدَرُ خَلَّيَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُ، وَ إِنَّ الْأَجَلَ جُنَّةٌ حَصِينَةٌ.

٢٠٢

و قال (عليه السلام):

و قد قال له طلحة و الزبير:

نبايعك على أنّا شركاؤك في هذا الأمر: لَا، وَلٰكِنَّكُمَا شَرِيكَانِ فِي الْقُوَّةِ وَ الْاِسْتِعَانَةِ، وَ عَوْنَانِ عَلَى الْعَجْزِ وَ الْأَوَدِ.

٢٠٣

و قال (عليه السلام):

أَيُّهَا النَّاسُ، اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي إِنْ قُلْتُمْ سَمِعَ، وَ إِنْ أَضْمَرْتُمْ عَلِمَ، وَ بَادِرُوا الْمَوْتَ الَّذِي إِنْ هَرَبْتُمْ مِنْهُ أَدْرَكَكُمْ، وَ إِنْ أَقَمْتُمْ أَخَذَكُمْ، وَ إِنْ نَسِيتُمُوهُ ذَكَرَكُمْ.

ت - پیشہ
ج - بنائی کا کارخانہ
- سپر
بنہ - محفوظ
- کجی

دل تو پروردگار نے ہر انسان
فرشتے مقرر کر دیئے ہیں جو اس کی
ں کی بھی نگرانی کرتے ہیں اور
کے اعمال کو بھی محفوظ کرتے رہتے
لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ اسکی
کی واقعی محافظ صرف مدت
ہے کہ جب تک یہ مدت باقی
ئی اسے گزند نہیں پہنچا سکتا ہے
ں دن یہ مدت تمام ہو جائے گی
ن یہ فرشتے بھی تحفظ کا کام انجام
گے اور اپنا دفتر اعمال بند کر کے
ں بارگاہ میں پیش کریں گے۔

لمت نمبر ۲۰۰ انساب الاشراف، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۵، غرر الحکم ص ۳۵۴، محاضرات راغب ا ص ۳۰۶

ت نمبر ۲۰۱ طبقات ۳ ص ۳۳، الامامۃ والسیاستہ ۲ ص ۱۶۲، اصول کافی ا ص ۵۹،

ت نمبر ۲۰۲ العثمانیہ اسکافی متوفی ۲۴۰ھ، الامامۃ والسیاستہ ا ص ۵۱، تاریخ ابن واضح ۲ ص ۱۶۹، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۵۵

ت نمبر ۲۰۳ مشکوٰۃ الانوار ص ۲۴۳، کامل مبرد ا ص ۲۲۳

تو غالب آجاتے ہیں اور منتشر ہو جاتے ہیں تو پہچانے بھی نہیں جاتے ہیں۔

اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت نے اس طرح فرمایا تھا کہ۔ جب مجتمع ہو جاتے ہیں تو نقصان دہ ہوتے ہیں اور جب منتشر ہو جاتے ہیں تبھی فائدہ مند ہوتے ہیں۔ تو لوگوں نے عرض کی کہ اجتماع میں نقصان تو سمجھ میں آ گیا لیکن انتشار میں فائدہ کے کیا معنی ہیں؟ تو فرمایا کہ سارے کاروبار والے اپنے کاروبار کی طرف پلٹ جاتے ہیں اور لوگ ان سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں جس طرح معمار اپنی عمارت کی طرف چلا جاتا ہے۔ کپڑا بُننے والا کارخانہ کی طرف چلا جاتا ہے اور روٹی پکانے والا تنور کی طرف پلٹ جاتا ہے۔

۲۰۰۔ آپ کے پاس ایک مجرم کو لایا گیا جس کے ساتھ تماشائیوں کا ہجوم تھا تو فرمایا کہ" ان چہروں پر پھٹکار ہو جو صرف برائی اور رسوائی کے موقع پر نظر آتے ہیں۔[۲]

۲۰۱۔ ہر انسان کے ساتھ دو محافظ فرشتے رہتے ہیں لیکن جب موت کا وقت آجاتا ہے تو دونوں ساتھ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں گویا کہ موت ہی بہترین سپر ہے۔[۱]

۲۰۲۔ جب طلحہ و زبیر نے یہ تقاضا کیا کہ ہم بیعت کر سکتے ہیں لیکن ہمیں شریک کار بنانا پڑے گا؟۔ تو فرمایا کہ ہرگز نہیں تم صرف قوت پہونچانے اور ہاتھ بٹانے میں شریک ہو سکتے ہو اور عاجزی اور سختی کے موقع پر مددگار بن سکتے ہو۔

۲۰۳۔ لوگو! اس خدا سے ڈرو جو تمھاری ہر بات کو سنتا ہے اور ہر راز دل کا جاننے والا ہے اور اس موت کی طرف سبقت کرو جس سے بھاگنا بھی چاہو تو وہ تمھیں پالے گی اور ٹھہر جاؤ گے تو گرفت میں لے لیگی اور تم اسے بھول بھی جاؤ گے تو وہ تمھیں یاد رکھے گی۔

---

[۱] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عوامی طاقت بہت بڑی طاقت ہوتی ہے اور دنیا کا کوئی نظام اس طاقت کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا ہے اور اسی لئے مولائے کائنات نے بھی مختلف مقامات پر ان کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا ہے اور ان پر خاص توجہ دینے کی ہدایت کی ہے۔ لیکن عوام الناس کی ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ ان کی اکثریت عقل و منطق سے محروم اور جذبات و عواطف سے معمور ہوتی ہے اور ان کے اکثر کام صرف جذبات و احساسات کی بنا پر انجام پاتے ہیں اور اس طرح جو نظام بھی ان کے جذبات و خواہشات کی ضمانت دے دیتا ہے وہ فوراً کامیاب ہو جاتا ہے اور عقل و منطق کا نظام پیچھے رہ جاتا ہے لہٰذا حضرت نے چاہا کہ اس کمزوری کی طرف بھی متوجہ کر دیا جائے تاکہ ارباب حل و عقد ہمیشہ ان کے جذباتی اور ہنگامی وجود پر اعتماد نہ کریں بلکہ اس کی کمزوریوں پر بھی نگاہ رکھیں۔

[۲] عام طور سے انسانوں کا مزاج یہی ہوتا ہے کہ جہاں کسی برائی کا منظر نظر آتا ہے فوراً اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ مسجد کے نمازیوں کا دیکھنے والا کوئی نہیں ہوتا ہے لیکن قیدی کا تماشا دیکھنے والے ہزاروں نکل آتے ہیں اور اس طرح اس اجتماع کا کوئی مقصد بھی نہیں ہوتا ہے۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ یہ اجتماع عبرت حاصل کرنے کے لئے ہوتا تو کوئی بات نہیں تھی مگر افسوس کہ یہ صرف تماشا دیکھنے کے لئے ہوتا ہے اور انسان کے وقت کا اس سے کہیں زیادہ اہم مصرف موجود ہے لہٰذا اسے اسی مصرف میں صرف کرنا چاہیئے۔

۲۰٤

و قال (عليه السلام):

لَا يُزَهِّدَنَّكَ فِي الْمَعْرُوفِ مَنْ لَا يَشْكُرُهُ لَكَ، فَقَدْ يَشْكُرُكَ عَلَيْهِ مَنْ لَا يَسْتَمْتِعُ بِشَيْءٍ مِنْهُ، وَ قَدْ تُدْرِكُ مِنْ شُكْرِ الشَّاكِرِ أَكْثَرَ مِمَّا أَضَاعَ الْكَافِرُ، «وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ».

۲۰٥

و قال (عليه السلام):

كُلُّ وِعَاءٍ يَضِيقُ بِمَا جُعِلَ فِيهِ إِلَّا وِعَاءَ الْعِلْمِ، فَإِنَّهُ يَتَّسِعُ بِهِ.

۲۰٦

و قال (عليه السلام):

أَوَّلُ عِوَضِ الْحَلِيمِ مِنْ حِلْمِهِ أَنَّ النَّاسَ أَنْصَارُهُ عَلَى الْجَاهِلِ.

۲۰۷

و قال (عليه السلام):

إِنْ لَمْ تَكُنْ حَلِيماً فَتَحَلَّمْ: فَإِنَّهُ قَلَّ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ إِلَّا أَوْشَكَ أَنْ يَكُونَ مِنْهُمْ.

۲۰۸

و قال (عليه السلام):

مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ رَبِحَ، وَ مَنْ غَفَلَ عَنْهَا خَسِرَ، وَ مَنْ خَافَ أَمِنَ اعْتَبَرَ أَبْصَرَ، وَ مَنْ أَبْصَرَ فَهِمَ، وَ مَنْ فَهِمَ عَلِمَ.

۲۰۹

و قال (عليه السلام):

لَتَعْطِفَنَّ الدُّنْيَا عَلَيْنَا بَعْدَ شِمَاسِهَا عَطْفَ الضَّرُوسِ عَلَى وَلَدِهَا. و تلا عقيب ذلک: «وَ نُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ

ت م ۲۰۴ الفاضل مبرد باب الشکر ص۹۴، المحاسن والمساوی ص۱۲۳، امالی صدوق ص۱۳۲، دیوان المعانی ا ص۱۵۴، لباب الآداب اسامہ بن منقذ ص۳۳۵، غرر الحکم ص۳۴۰، نہایۃ الادب ۳ ص۲۴۹، ادب الدنیا والدین ماوردی ص۱۷۶

ت م ۲۰۵ غرر الحکم ص۲۳۹

ت م ۲۰۶ عیون الاخبار ا ص۲۸۵، العقد الفرید ۲ ص۲۷۹، کنز الفوائد ص۱۴۷، ربیع الابرار ص۱۲۰، دستور معالم الحکم ص۲۵، نہایۃ الارب ۲ ص۴۵، مطالب السئول ا ص۱۵۹، غرر الحکم ص۴۶، المستطرف ا ص۱۵۶

ت م ۲۰۷ اعلام الدین فی صفات المومنین دیلمی، بحار الانوار ۸، ص۹۳، اصول کافی ۲ ص۱۱۲، العقد الفرید ۲ ص۲۷۷

ت م ۲۰۸ غرر الحکم ص۲۶۶، کنز الفوائد ص۲۵۵

ت م ۲۰۹ مجمع البیان طبرسی، ص۲۳۷، التفسیر الکبیر ابن الحجام، خصائص امیر المومنین ص۳۹، تفسیر البرہان ۳ ص۲۱۸، ربیع الابرار

۲۰۴۔ خبردار کسی شکریہ ادا نہ کرنے والے کی نالائقی تمھیں کار خیر[1] سے بددل نہ بنا دے۔ ہوسکتا ہے کہ تمھارا شکریہ وہ ادا کر دے جس نے اس نعمت سے کوئی فائدہ بھی نہیں اٹھایا ہے اور جس قدر کفران نعمت کرنے والے نے تمھارا حق ضائع کیا ہے اس شکریہ ادا کرنے والے کے شکریہ سے برابر ہو جائے اور ویسے بھی اللہ نیک کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۲۰۵۔ ہر ظرف اپنے سامان کے لئے تنگ ہو سکتا ہے لیکن علم کا ظرف[2] علم کے اعتبار سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔

۲۰۶۔ صبر کرنے والے کا اس کی قوت برداشت پر پہلا اجر یہ ملتا ہے کہ لوگ جاہل کے مقابلہ میں اس کے مددگار ہو جاتے ہیں۔

۲۰۷۔ اگر تم واقعاً بُردبار نہیں بھی ہو تو بردباری کا اظہار کرو کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی کسی قوم کی شباہت اختیار کرے اور ان میں سے نہ ہو جائے۔

۲۰۸۔ جو اپنے نفس کا حساب کرتا رہتا ہے وہی فائدہ میں رہتا ہے اور جو غافل ہو جاتا ہے وہی خسارہ میں رہتا ہے۔ خوف خدا رکھنے والا عذاب سے محفوظ رہتا ہے اور عبرت حاصل کرنے والا صاحب بصیرت ہوتا ہے۔ بصیرت والا فہیم ہوتا ہے اور فہیم ہی عالم ہو جاتا ہے۔

۲۰۹۔ یہ دنیا منھ زوری دکھلانے کے بعد ایک دن ہماری طرف[3] بہرحال جھکے گی جس طرح کاٹنے والی اونٹنی کو اپنے بچہ پر رحم آجاتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی ــ" ہم چاہتے ہیں کہ ان بندوں پر احسان کریں جنھیں روئے زمین میں کمزور بنا دیا ہے

[1] اولاً تو کار خیر میں شکریہ کا انتظار ہی انسان کے اخلاص کو مجروح بنا دیتا ہے اور اس کے عمل کا وہ مرتبہ نہیں رہ جاتا ہے جو صرف فی سبیل اللہ عمل کرنے والے افراد کا ہوتا ہے جس کی طرف قرآن مجید نے سورۂ مبارکہ دہر میں اشارہ کیا ہے "لا نرید منکم جزاءً ولا شکوراً"۔ اس کے بعد اگر انسان فطرت سے مجبور ہے اور فطری طور پر شکریہ کا خواہشمند ہے تو مولائے کائنات نے اس کا بھی اشارہ دے دیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ کمی دوسرے افراد کی طرف سے پوری ہو جائے اور وہ تمھارے کار خیر کی قدر دانی کر کے شکریہ کی کمی کا تدارک کر دیں۔

[2] علم کا ظرف عقل ہے اور عقل غیر مادی ہونے کے اعتبار سے یوں بھی بے پناہ وسعت کی مالک ہے۔ اس کے بعد مالک نے اس میں یہ صلاحیت بھی رکھی ہے کہ جس قدر علم میں اضافہ ہوتا جائے گا اس کی وسعتوں میں اضافہ ہوتا جائے گا اور اس کی وسعت کسی مرحلہ پر تمام ہونے والی نہیں ہے۔

[3] یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی ظالم میں اگر ادنیٰ انسانیت پائی جاتی ہے تو اسے ایک دن مظلوم کی مظلومیت کا بہرحال احساس پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے حال پر مہربانی کا ارادہ کرنے لگتا ہے چاہے حالات اور مصالح اسے اس مہربانی کو منزل عمل تک لانے سے روک دیں۔ دنیا کوئی ایسی جلاد اور ظالم نہیں ہے جسے دوسرے کو ہٹا کر اپنی جگہ بنانے کا خیال ہو لہٰذا اسے ایک نہ ایک دن مظلوم پر رحم کرنا ہے اور ظالموں کو منظر تاریخ سے ہٹا کر مظلوموں کو کرسیٔ ریاست پر بٹھانا ہے یہی منشار الٰہی ہے اور یہی وعدۂ قرآنی ہے جس کے خلاف کا کوئی امکان نہیں پایا جاتا ہے۔

عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً
وَ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ».

۲۱۰

و قال (علیه السلام):

إِتَّقُوا اللّٰهَ تَقِيَّةَ مَنْ شَمَّرَ تَجْرِيداً، وَ جَدَّ تَشْمِيراً
وَ كَمَّشَ فِي مَهَلٍ، وَ بَادَرَ عَنْ وَجَلٍ، وَ نَظَرَ فِي كَرَّةِ
الْمَوْئِلِ وَ عَاقِبَةِ الْمَصْدَرِ، وَ مَغَبَّةِ الْمَرْجِعِ.

۲۱۱

و قال (علیه السلام):

اَلْجُودُ حَارِسُ الْأَعْرَاضِ، وَالْحِلْمُ فِدَامُ السَّفِيهِ، وَ الْعَفْوُ
زَكَاةُ الظَّفَرِ، وَ السُّلُوُّ عِوَضُكَ مِمَّنْ غَدَرَ، وَ الْاِسْتِشَارَةُ
عَيْنُ الْهِدَايَةِ. وَ قَدْ خَاطَرَ مَنِ اسْتَغْنَىٰ بِرَأْيِهِ. وَالصَّبْرُ
يُنَاضِلُ الْحِدْثَانَ وَ الْجَزَعُ مِنْ أَعْوَانِ الزَّمَانِ. وَ أَشْرَفُ
الْغِنَىٰ تَرْكُ الْمُنَىٰ. وَ كَمْ مِنْ عَقْلٍ أَسِيرٍ تَحْتَ هَوَىٰ أَمِيرٍ.
وَ مِنَ التَّوْفِيقِ حِفْظُ التَّجْرِبَةِ. وَ الْمَوَدَّةُ قَرَابَةٌ مُسْتَفَادَةٌ.
وَ لَا تَأْمَنَنَّ مَلُولاً.

۲۱۲

و قال (علیه السلام):

عُجْبُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ أَحَدُ حُسَّادِ عَقْلِهِ.

۲۱۳

و قال (علیه السلام):

أَغْضِ عَلَى الْقَذَىٰ وَ الْأَلَمِ تَرْضَ أَبَداً.

شمّر - دامن سمیٹ کی
کمّش - ہنکانے میں روزنگا دیا
وجل - خوف
موئل - بازگشت
مغبّۃ - انجام
مرجع - عاقبت کار
فِدام - تسمہ
حدثان - سوانح روزگار
جزع - فریاد
ملول - جلدی رنجیدہ ہوجانے والا
اَغضِ - تحمل کرو
قذیٰ - تنکا

مصادر حکمت ۲۱۰ عیون الحکم والمواعظ الواسطی، بحار ۷ ص۴۲۳، تحف العقول ص۲۱۱
مصادر حکمت ۲۱۱ تحف العقول ص۹۸، روضۃ الکافی ص۲۰، ادب الدنیا والدین ص۱۶۲، سراج الملوک ص۱۸۵، غرر الحکم آمدی، دستور معالم الحکم، نہایۃ الارب ۶ ص۵۵، مطالب السئول ا ص۱۶۲، النہایۃ فی غریب الحدیث ۳ ص۴۲۱، الآداب السلطانیہ ص۱۵
مصادر حکمت ۲۱۲ تحف العقول ص۲۱۴، ربیع الابرار، مطالب السئول ا ص۱۶۰، روض الاخیار ص۳۰
مصادر حکمت ۲۱۳ غرر الحکم ص۶۳

ہیں پیشوا قرار دیں اور ز
۲۱۰ - اللہ سے ڈرو اس ش
ں کے لئے وقفۂ مہلت
عمال کے نتیجہ اور اپنے ا
۲۱۱ - سخاوت عزت کی آ
اری کرنے والے کا بدل
ل دیا - صبر حوادث کا مقا
ہے - کتنی ہی غلام عقلیں
ت ایک اکتسابی قرابت
۲۱۲ - انسان کا خود پسند
۲۱۳ - آنکھوں کے خس و

ں امر کی طرف اشارہ ہے کہ تقو
ں انسان کو مختلف مراحل سے گ
ائیوں کی طرف تیز قدم بڑھا
ے - یہ سارے مراحل طے ہوجائ
ِر حکمت میں مولائے کائنات نے
ایک ایک فقرہ پر غور کرے اور ز
ان کس طرح دنیا و آخرت کے
ت امر یہ ہے کہ دنیا کے ہر ظلم کا
ے بڑی مصیبت کا مقابلہ کرسکتا
حال و مطمئن وہی رہتے ہیں جن

اور انھیں پیشوا قرار دیں اور زمین کا وارث بنا دیں۔

۲۱۰۔ اللہ سے ڈرو اس شخص کی طرح جس نے دنیا چھوڑ کر دامن[1] سمیٹ لیا ہو اور دامن سمیٹ کر کوشش میں لگ گیا ہو۔ اچھائیوں کے لئے وقفۂ مہلت میں تیزی کے ساتھ چل پڑا ہو اور خطروں کے پیش نظر قدم تیز بڑھا دیا ہو۔ اور اپنی قرارگاہ۔ اپنے اعمال کے نتیجہ اور اپنے انجام کار پر نظر رکھی ہو۔

۲۱۱۔ سخاوت عزت[2] و آبرو کی نگہبان ہے اور بُردباری احمق کے منھ کا تسمہ ہے۔ معافی کامیابی کی زکوٰۃ ہے اور بھول جانا غداری کرنے والے کا بدل ہے اور مشورہ کرنا عین ہدایت ہے۔ جس نے اپنی رائے ہی پر اعتماد کر لیا اس نے اپنے کو خطرہ میں ڈال دیا۔ صبر حوادث کا مقابلہ کرتا ہے اور بیقراری زمانہ کی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ بہترین دولتمندی تمناؤں کا ترک کر دینا ہے۔ کتنی ہی غلام عقلیں ہیں جو زور سار کی خواہشات کے نیچے دبی ہوئی ہیں۔ تجربات کو محفوظ رکھنا توفیق کی ایک قسم ہے اور محبت ایک اکتسابی قرابت ہے اور خبردار کسی رنجیدہ ہو جانے والے پر اعتماد نہ کرنا۔

۲۱۲۔ انسان کا خود پسندی میں مبتلا ہو جانا خود اپنی عقل سے حسد کرنا ہے۔

۲۱۳۔ آنکھوں کے خس و خاشاک اور رنج و الم پر چشم[3] پوشی کرو ہمیشہ خوش رہوگے۔

---

[1] یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تقویٰ کسی زبانی جمع خرچ کا نام ہے اور نہ لباس و غذا کی سادگی سے عبارت ہے۔ تقویٰ ایک انتہائی منزل و شوار ہے جہاں انسان کو مختلف مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔ پہلے دنیا کو خیرباد کہنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد دامن عمل کو سمیٹ کر کام شروع کرنا ہوتا ہے اور اچھائیوں کی طرف تیز قدم بڑھانا پڑتے ہیں۔ اپنے انجام کار اور نتیجہ عمل پر نگاہ رکھنا ہوتی ہے اور خطرات کے دفاع کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ یہ سارے مراحل طے ہو جائیں تو انسان متقی اور پرہیزگار کہے جانے کے قابل ہوتا ہے۔

[2] اس کلمۂ حکمت میں مولائے کائنات نے تیرہ مختلف نصیحتوں کا ذکر فرمایا ہے اور ان میں ہر نصیحت انسانی زندگی کا بہترین جوہر ہے۔ کاش انسان اس کے ایک ایک فقرہ پر غور کرے اور زندگی کی تجربہ گاہ میں استعمال کرے تو اسے اندازہ ہوگا کہ ایک مکمل زندگی گذارنے کا ضابطہ کیا ہوتا ہے اور انسان کس طرح دنیا و آخرت کے خیر کو حاصل کر لیتا ہے۔

[3] حقیقت امر یہ ہے کہ دنیا کے ہر ظلم کا ایک علاج اور دنیا کی ہر مصیبت کا ایک توڑ ہے جس کا نام ہے صبر و تحمل۔ انسان صرف یہ ایک جوہر پیدا کر لے تو بڑی سے بڑی مصیبت کا مقابلہ کر سکتا ہے اور کسی مرحلہ پر پریشان نہیں ہو سکتا ہے۔ رنجیدہ و غمزدہ وہی رہتے ہیں جن کے پاس یہ جوہر نہیں ہوتا ہے اور خوش حال و مطمئن وہی رہتے ہیں جن کے پاس یہ جوہر ہوتا ہے اور وہ اسے استعمال کرنا بھی جانتے ہیں۔

٢١٤- و قال (عليه السلام):
مَنْ لاَنَ عُودُهُ كَثُفَتْ أَغْصَانُهُ.

٢١٥
و قال (عليه السلام):
اَلْخِلاَفُ يَهْدِمُ الرَّأْيَ.

٢١٦
و قال (عليه السلام):
مَنْ نَالَ اسْتَطَالَ.

٢١٧
و قال (عليه السلام):
فِي تَقَلُّبِ الْأَحْوَالِ، عِلْمُ جَوَاهِرِ الرِّجَالِ.

٢١٨- و قال (عليه السلام):
حَسَدُ الصَّدِيقِ مِنْ سُقْمِ الْمَوَدَّةِ.

٢١٩
و قال (عليه السلام):
أَكْثَرُ مَصَارِعِ الْعُقُولِ تَحْتَ بُرُوقِ الْمَطَامِعِ.

٢٢٠
و قال (عليه السلام):
لَيْسَ مِنَ الْعَدْلِ الْقَضَاءُ عَلَى الثِّقَةِ بِالظَّنِّ.

٢٢١
و قال (عليه السلام):
بِئْسَ الزَّادُ إِلَى الْمَعَادِ، الْعُدْوَانُ عَلَى الْعِبَادِ.

٢٢٢
و قال (عليه السلام):
مِنْ أَشْرَفِ أَعْمَالِ (احوال) الْكَرِيمِ غَفْلَتُهُ عَمَّا يَعْلَمُ.

٢٢٣
و قال (عليه السلام):
مَنْ كَسَاهُ الْحَيَاءُ ثَوْبَهُ، لَمْ يَرَ النَّاسُ عَيْبَهُ.

٢٢٤- و قال (عليه السلام):
بِكَثْرَةِ الصَّمْتِ تَكُونُ الْهَيْبَةُ، وَ بِالنَّصَفَةِ يَكْثُرُ الْمُوَاصِلُونَ وَ بِالْإِفْضَالِ تَعْظُمُ الْأَقْدَارُ، وَ بِالتَّوَاضُعِ تَتِمُّ

غُصَان - شاخیں
ال - عطاکیا
ستطال - طلبگار بلندی ہوگیا
سُقم - کمزوری
صَفہ - انصاف
واصلون - دوست

(۱) یہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف صاحبان کرم نے یہ کہہ کر اشارہ کیا ہے کہ نیکی کرو اور بھول جاؤ کہ انسان اپنی نیکی کو یاد رکھے گا تو شکریہ کا امیدوار رہے گا اور اس کے حاصل نہ ہونے پر عمل خیر ترک کر دے گا اور مزاجی طور پر بلا وجہ پریشان ہو جائے گا اور دنیا و آخرت دونوں کی نیکیوں سے محروم ہو جائے گا۔

مصادر حکمت ۲۱۴ المائۃ المختارہ جاحظ
مصادر حکمت ۲۱۵ سراج الملوک طرطوشی ص۳۸۴
مصادر حکمت ۲۱۶ تحف العقول ص۹۸، روضۃ الکافی ص۲۰
مصادر حکمت ۲۱۷ تحف العقول ص۹۷، روضۃ الکافی ص۲۲، دستور معالم الحکم ص۲۹، سراج الملوک ص۲۸۴، کنز الفوائد ص۳۴
مصادر حکمت ۲۱۸ ربیع الابرار، غرر الحکم ص۱۷۰
مصادر حکمت ۲۱۹ المائۃ المختارہ جاحظ، محاضرات راغب ۱ ص۲۵۰
مصادر حکمت ۲۲۰ ربیع الابرار
مصادر حکمت ۲۲۱ تحف العقول ص۹۱، ارشاد مفید ص۱۴۲، غرر الحکم ص۱۵۰، کنز الفوائد، من لا یحضرہ الفقیہ ۴ ص۲۷۹، امالی صدوق ص۲۴
مصادر حکمت ۲۲۲ دعوات راوندی، بحار الانوار ۷۸ ص۳۹
مصادر حکمت ۲۲۳ تحف العقول ص۹۸، روضۃ الکافی ص۲۲، ربیع الابرار باب السکوت، من لا یحضرہ الفقیہ ۴ ص۲۷۸
مصادر حکمت ۲۲۴ عیون الاخبار ۱ ص۲۸۴، العقد الفرید ۲ ص۲۷۹، ربیع الابرار، مطالب السئول ۱ ص۱۵۹، سراج الملوک ص۱۰۱

۲۱۴۔ جس درخت کی لکڑی[1] نرم ہو اس کی شاخیں گھنی ہوتی ہیں (لہٰذا انسان کو نرم دل ہونا چاہئے)۔

۲۱۵۔ مخالفت صحیح رائے کو بھی برباد کر دیتی ہے۔

۲۱۶۔ جو منصب[2] پالیتا ہے وہ دست درازی کرنے لگتا ہے۔

۲۱۷۔ لوگوں کے جوہر حالات کے انقلاب میں پہچانے جاتے ہیں۔

۲۱۸۔ دوست کا حسد کرنا محبت کی کمزوری ہے۔

۲۱۹۔ عقلوں کی تباہی کی بیشتر منزلیں حرص و طمع کی بجلیوں[3] کے نیچے ہیں۔

۲۲۰۔ یہ کوئی انصاف نہیں ہے کہ صرف ظن و گمان کے اعتماد پر فیصلہ کر دیا جائے۔

۲۲۱۔ روز قیامت کے لئے بدترین زاد سفر بندگان خدا پر ظلم ہے۔

۲۲۲۔ کریم کے بہترین اعمال میں جان کر انجان بن جانا ہے (۵۱)

۲۲۳۔ جسے حیا نے اپنا لباس اوڑھا دیا اس کے عیب کو کوئی نہیں دیکھ سکتا ہے۔

۲۲۴۔ زیادہ خاموشی ہیبت کا سبب بنتی ہے اور انصاف سے دوستوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ فضل و کرم سے قدر و منزلت بلند ہوتی ہے اور تواضع سے نعمت مکمل ہوتی ہے۔

---

[1] کتنا حسین تجربۂ حیات ہے جس سے ایک دیہاتی انسان بھی استفادہ کر سکتا ہے کہ اگر پروردگار نے درختوں میں یہ کمال رکھا ہے کہ جن درختوں کی شاخوں کو گھنا بنایا ہے ان کی لکڑی کو نرم بنا دیا ہے تو انسان کو بھی اس حقیقت سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ اگر اپنے اطراف مخلصین کا مجمع دیکھنا چاہتا ہے اور اپنے کو بے سایہ درخت نہیں بنانا چاہتا ہے تو اپنی طبیعت کو نرم بنا دے تاکہ اس کے سہارے لوگ اس کے گرد جمع ہو جائیں اور اس کی شخصیت ایک گھنیرے درخت کی ہو جائے۔

[2] کس قدر افسوس کی بات ہے کہ انسان پروردگار کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے کفران نعمت پر اتر آتا ہے اور اس کے دئے ہوئے اقتدار کو دست درازی میں استعمال کرنے لگتا ہے حالانکہ شرافت و انسانیت کا تقاضا یہی تھا کہ جس طرح اس نے صاحب قدرت و قوت ہونے کے بعد اس کے حال پر رحم کیا ہے اسی طرح اقتدار پانے کے بعد یہ دوسروں کے حال پر رحم کرے۔

[3] حرص و طمع کی چمک دمک بعض اوقات عقل کی نگاہوں کو بھی خیرہ کر دیتی ہے اور انسان نیک و بد کے امتیاز سے محروم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے کو حرص و طمع سے دور رکھے اور زندگی کا ہر قدم عقل کے زیر سایہ اٹھائے تاکہ کسی مرحلہ پر تباہ و برباد نہ ہونے پائے۔

النِّعْمَةُ، وَ بِاحْتِمَالِ الْمَؤُونِ يَجِبُ السُّؤْدَدُ، وَ بِالسِّيرَةِ الْعَادِلَةِ يُقْهَرُ الْمُنَاوِىءُ؛ وَ بِالْحِلْمِ عَنِ السَّفِيهِ تَكْثُرُ الْأَنْصَارُ عَلَيْهِ.

٢٢٥

و قال (عليه السلام):

اَلْعَجَبُ لِغَفْلَةِ الْحُسَّادِ، عَنْ سَلَامَةِ الْأَجْسَادِ!

٢٢٦

و قال (عليه السلام):

اَلطَّامِعُ فِي وِثَاقِ الذُّلِّ.

٢٢٧

و سئل عن الإيمان فقال:

اَلْإِيمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ، وَ إِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ، وَ عَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ.

٢٢٨

و قال (عليه السلام):

مَنْ أَصْبَحَ عَلَى الدُّنْيَا حَزِيناً فَقَدْ أَصْبَحَ لِقَضَاءِ اللّٰهِ سَاخِطاً، وَ مَنْ أَصْبَحَ يَشْكُو مُصِيبَةً نَزَلَتْ بِهِ فَقَدْ أَصْبَحَ يَشْكُو رَبَّهُ، وَ مَنْ أَتَى غَنِيّاً فَتَوَاضَعَ لَهُ لِغِنَاهُ ذَهَبَ ثُلُثَا دِينِهِ، وَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ثُمَّ مَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَهُوَ مِمَّنْ كَانَ يَتَّخِذُ آيَاتِ اللّٰهِ هُزُواً، وَ مَنْ لَهِجَ قَلْبُهُ بِحُبِّ الدُّنْيَا الْتَاطَ قَلْبُهُ مِنْهَا بِثَلَاثٍ: هَمٌّ لَا يُغِبُّهُ وَ حِرْصٌ لَا يَتْرُكُهُ، وَ أَمَلٌ لَا يُدْرِكُهُ.

٢٢٩

و قال (عليه السلام):

كَفَى بِالْقَنَاعَةِ مُلْكاً، وَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ نَعِيماً.

و سئل عليه السلام عن قوله تعالى: «فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً»،

ن - مصارف
د - ریاست
ی - دشمن
ن - قید
ط - ناراض
أ - چپک گیا
قیقت امر یہ ہے کہ قناعت ایک
ور ایک سلطنت ہے جو انسان
چیز سے بے نیاز بنا دیتی ہے اور
ن وہ شرف حاصل کر لیتا ہے جو
سلاطین کو حاصل نہیں ہوتا ہے۔
لاطین زمانہ لاکھوں قسموں کی نعمتیں
کے بعد بھی دوسروں کے دست نگر
ہیں اور خوشامد یا پریشانی میں
رہتے ہیں۔

حکمت ۲۲۵ غرر الحکم ص۲۱۹
حکمت ۲۲۶ المائۃ المختارہ جاحظ - ربیع الابرار
حکمت ۲۲۷ امالی صدوق ص۱۶۰، عیون اخبار الرضا ا ص۲۲۶، خصال صدوق ا ص۵۴، تاریخ بغداد ا ص۲۲۳، امالی طوسی ا ص۳۴۹
حکمت ۲۲۸ تذکرۃ الخواص ص۱۴۴، کنز الفوائد ص۱۶۰
حکمت ۲۲۹ غرر الحکم ص۲۴۲، تفسیر علی بن ابراہیم ۲ ص۳۹۰، التفسیر الکبیر فخر رازی ۲۰ ص۱۱۲، کشاف ص۳۶۶، البرہان ۲ ص۳۸۳، امالی طوسی

دوسروں کا بوجھ اٹھانے سے سرداری حاصل ہوتی ہے اور انصاف پسند کردار سے دشمن پر غلبہ حاصل کیا جاتا ہے۔ احمق کے مقابلہ میں بُردباری کے مظاہرہ سے انصار و اعوان[1] میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۲۵۔ حیرت کی بات ہے کہ حسد کرنے والے جسموں کی سلامتی پر حسد کیوں نہیں کرتے ہیں (دولتمند کی دولت سے حسد ہوتا ہے اور مزدور کی صحت سے حسد نہیں ہوتا ہے حالانکہ یہ اس سے بڑی نعمت ہے)۔

۲۲۶۔ لالچی[2] ہمیشہ ذلت کی قید میں گرفتار رہتا ہے۔

۲۲۷۔ آپ سے ایمان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ایمان دل کا عقیدہ، زبان کا اقرار اور اعضا و جوارح کے عمل[3] کا نام ہے۔

۲۲۸۔ جو دنیا کے بارے[4] میں رنجیدہ ہو کر صبح کرے وہ درحقیقت قضائے الٰہی سے ناراض ہے اور جو صبح اٹھتے ہی کسی نازل ہونے والی مصیبت کا شکوہ شروع کر دے اس نے درحقیقت پروردگار کی شکایت کی ہے۔ جو کسی دولت مند کے سامنے دولت کی بنا پر جھک جائے اس کا دو تہائی دین برباد ہو گیا۔ اور جو شخص قرآن پڑھنے کے باوجود مر کر جہنم واصل ہو جائے گویا اس نے آیات الٰہی کا مذاق اڑایا ہے۔ جس کا دل محبت دنیا میں وارفتہ ہو جائے اس کے دل میں یہ تین چیزیں پیوست ہو جاتی ہیں۔ وہ غم جو اس سے جدا نہیں ہوتا ہے، وہ لالچ جو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی ہے اور وہ امید جسے کبھی حاصل نہیں کر سکتا ہے۔

۲۲۹۔ قناعت سے بڑی کوئی سلطنت اور حسن اخلاق سے بہتر کوئی نعمت نہیں ہے۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ "ہم حیات طیبہ عنایت کریں گے"

---

[1] اس نصیحت میں بھی زندگی کے سات مسائل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ انسان ایک کامیاب زندگی کس طرح گذار سکتا ہے اور اسے اس دنیا میں باعزت زندگی کے لئے کن اصول و قوانین کو اختیار کرنا چاہئے۔

[2] لالچ میں دو طرح کی ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک طرف انسان نفسیاتی ذلت کا شکار رہتا ہے کہ اپنے کو حقیر و فقیر تصور کرتا ہے اور اپنی کسی بھی دولت کا احساس نہیں کرتا ہے اور دوسری طرف دوسرے افراد کے سامنے حقارت و ذلت کا اظہار کرتا رہتا ہے کہ شائد اسی طرح کسی کو اس کے حال پر رحم آجائے اور وہ اس کے مدعا کے حصول کی راہ ہموار کر دے۔

[3] علیؑ والوں کو اس جملہ کو بغور دیکھنا چاہئے کہ کل ایمان نے ایمان کو اپنی زندگی کے سانچہ میں ڈھال دیا ہے کہ جس طرح آپ کی زندگی میں اقرار، تصدیق اور عمل کے تینوں رُخ پائے جاتے تھے ویسے ہی آپ ہر صاحب ایمان کو اسی کردار کا حامل دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کے بغیر کسی کو صاحب ایمان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ بے عمل اگر صاحب ایمان نہیں ہو سکتا ہے تو کل ایمان کا شیعہ اور ان کا مخلص کیسے ہو سکتا ہے۔

[4] اس مقام پر چار عظیم نکات زندگی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لہٰذا انسان کو ان کی طرف متوجہ رہنا چاہئے اور صبر و شکر کے ساتھ زندگی گذارنی چاہئے۔ نہ شکوہ و فریاد شروع کر دے اور نہ دولت کی غلامی پر آمادہ ہو جائے۔ قرآن پڑھے تو اس پر عمل بھی کرے اور دنیا میں رہے تو اس سے ہوشیار بھی رہے۔

فَــقَالَ: هِـــيَ الْـقَنَاعَةُ.

۲۳۰

و قال (عليه السلام):

شَــارِكُوا الَّــذِي قَــدْ أَقْــبَلَ عَــلَيْهِ الرِّزْقُ، فَــإِنَّهُ أَخْــلَقُ لِــلْغِنَى وَأَجْــدَرُ بِــإِقْبَالِ الْحَــظِّ عَــلَيْهِ.

۲۳۱

و قال (عليه السلام):

في قوله تعالى:

«إِنَّ اللّــــهَ يَأْمُــرُ بِــالْعَدْلِ وَالإِحْسَــانِ» الْــعَدْلُ: الإِنْــصَافُ، وَالإِحْسَــانُ: التَّــفَضُّلُ.

۲۳۲

و قال (عليه السلام):

مَــنْ يُــعْطِ بِــالْيَدِ الْــقَصِيرَةِ يُــعْطَ بِــالْيَدِ الطَّــوِيلَةِ.

قال الرضي: أقول: و معنى ذلك أن ما ينفقه المرء من ماله في سبيل الخير والبر و إن كان يسيراً فان الله تعالى يجعل الجزاء عليه عظيماً كثيراً، واليدان ها هنا: عبارة عن النعمتين، ففرق عليه السّلام بين نعمة العبد و نعمة الرب تعالى ذكره، بالقصيره والطويله فجعل تلك قصيرة و هذه طويلة؛ لأن نعم الله أبداً تضعف على نعم المخلوق أضعافاً كثيرة، إذ كانت نعم الله أصل النعم كلها فكل نعمة إليها ترجع و منها تنزع.

۲۳۳

و قال (عليه السلام):

لابــنه الحســن عــليهما السّــلام: لَاتَــدْعُوَنَّ إِلَى مُــبَارَزَةٍ، وَإِنْ دُعِــيتَ إِلَــيْهَا فَأَجِبْ، فَــإِنَّ الدَّاعِــيَ إِلَــيْهَا بَــاغٍ، وَالْــبَاغِي مَــصْرُوعٌ.

۲۳٤

و قال (عليه السلام):

خِــيَارُ خِــصَالِ النِّسَــاءِ شِرَارُ خِــصَالِ الرِّجَــالِ: الزَّهْــوُ، وَالْجُــبْنُ، وَالْــبُخْلُ؛ فَــإِذَا كَــانَتِ الْمَــرْأَةُ مَــزْهُوَّةً لَمْ تُمَكِّــنْ مِــنْ نَــفْسِهَا، وَإِذَا كَــانَتْ بَخِــيلَةً حَــفِظَتْ مَــالَهَا وَ مَــالَ بَــعْلِهَا، وَإِذَا كَــانَتْ جَــبَانَةً فَــرِقَتْ مِــنْ كُــلِّ شَيْءٍ يَعْرِضُ لَهَا.

۲۳۵

و قيل له: صف لنا العاقل، فقال (عليه السلام):

هُوَ الَّذِي يَضَعُ الشَّيْءَ مَوَاضِعَهُ، فقيل: فصف لنا الجاهل، فقال: قَدْ فَعَلْتُ.

درحکمت ۲۳۰ غرر الحکم ص۲۰۰، ربیع الابرار

درحکمت ۲۳۱ عیون الاخبار ۳ ص۱۹، معانی الاخبار صدوق ص۲۵۷، تفسیر عیاشی ۲ ص۲۶۷

درحکمت ۲۳۲ غرر الحکم ص۲۷۱، ربیع الابرار، المجازات النبویۃ سید رضی ص۵۹

درحکمت ۲۳۳ عیون الاخبار ۱ ص۱۲۸، کامل مبرد ۱ ص۱۲۱، العقد الفرید ۱ ص۱۰۲، محاضرات راغب ۲ ص۵۷، لباب الآداب ص۲۲۳، تہذیب طوسی ۶ ص۱۶۹

درحکمت ۲۳۴ قوت القلوب ۲ ص۵۲۲، ربیع الابرار، غرر الحکم ص۱۷۲، روضۃ الواعظین ص۳۷۲

درحکمت ۲۳۵ غرر الحکم ص۴۸

اس آیت میں حیات طیبہ سے مراد کیا ہے؟ — فرمایا قناعت۔

۲۳۰۔ جس کی طرف روزی کا رُخ ہو اس کے ساتھ شریک ہو جاؤ کہ یہ دولتمندی پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ اور خوش نصیبی کا بہترین قرینہ ہے۔

۲۳۱۔ آیت کریمہ "ان اللّٰہ یامر بالعدل"[1] میں عدل، انصاف ہے اور احسان فضل و کرم۔

۲۳۲۔ جو عاجز ہاتھ سے دیتا ہے اسے صاحب اقتدار ہاتھ سے ملتا ہے۔

سید رضیؒ۔ جو شخص کسی کارخیر میں مختصر مال بھی خرچ کرتا ہے پروردگار اس کی جزا کو عظیم و کثیر بنا دیتا ہے۔ یہاں دونوں "ید" سے مراد دونوں نعمتیں ہیں۔ بندہ کی نعمت کو ید قصیرہ کہا گیا ہے اور خدائی نعمت کو ید طویلہ۔ اس لئے کہ اللہ کی نعمتیں بندوں کے مقابلہ میں ہزاروں گنا زیادہ ہوتی ہیں۔ اور وہی تمام نعمتوں کی اصل اور سب کا مرجع و منشا ہوتی ہیں۔

۲۳۳۔ اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا۔ تم کسی کو جنگ کی دعوت[2] نہ دینا لیکن جب کوئی للکار دے تو فوراً جواب دے دینا کہ جنگ کی دعوت دینے والا باغی ہوتا ہے اور باغی بہرحال ہلاک ہونے والا ہے۔

۲۳۴۔ عورتوں کی بہترین خصلتیں جو مردوں کی بدترین خصلتیں شمار ہوتی ہیں۔ ان میں غرور۔ بزدلی اور بخل ہے کہ عورت[3] اگر مغرور ہوگی تو کوئی اس پر قابو نہ پا سکے گا اور اگر بخیل ہوگی تو اپنے اور اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور اگر بزدل ہوگی تو ہر پیش آنے والے خطرہ سے خوفزدہ رہے گی۔

۲۳۵۔ آپ سے گزارش کی گئی کہ مرد عاقل کی توصیف فرمائیں۔ تو فرمایا کہ عاقل وہ ہے جو ہر شے کو اس کی جگہ پر رکھتا ہے۔! عرض کیا گیا پھر جاہل کی تعریف کیا ہے — فرمایا یہ تو میں بیان کر چکا۔

[1] حضرت عثمان بن مظعون کا بیان ہے کہ میرے اسلام میں استحکام اس دن پیدا ہوا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور میں نے جناب ابوطالب سے اس آیت کا ذکر کیا اور انھوں نے فرمایا کہ میرا فرزند محمدؐ ہمیشہ بلند ترین اخلاق کی باتیں کرتا ہے لہٰذا اس کا اتباع اور اس سے ہدایت حاصل کرنا تمام قریش کا فریضہ ہے۔

[2] اسلام کا قانون عمل یہی ہے کہ جنگ میں پہل نہ کی جائے اور جہاں تک ممکن ہو اس کو نظرانداز کیا جائے لیکن اس کے بعد اگر دشمن جنگ کی دعوت دیدے تو اسے نظرانداز بھی نہ کیا جائے کہ اس طرح اسے اسلام کی کمزوری کا احساس پیدا ہو جائے گا اور اس کے حوصلے بلند ہو جائیں گے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے یہ محسوس کرا دیا جائے کہ اسلام کمزور نہیں ہے لیکن پہل کرنا اس کے اخلاقی اصول و آئین کے خلاف ہے۔

[3] یہ تفصیل اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ تینوں صفات انھیں بلند ترین مقاصد کی راہ میں محبوب ہیں ورنہ ذاتی طور پر نہ غرور محبوب ہو سکتا ہے اور نہ بخل و بزدلی۔ ہر صفت اپنے مصرف کے اعتبار سے خوبی یا خرابی پیدا کرتی ہے اور عورت کے یہ صفات انھیں مقاصد کے اعتبار سے پسندیدہ ہیں مطلق طور پر یہ صفات کسی کے لئے بھی پسندیدہ نہیں ہو سکتے ہیں۔

قال الرضي: يعني ان الجاهل هو الذي لا يضع الشيء مواضعه فكأن ترك صفته صفة له، إذ كان بخلاف وصف العاقل:

۲۳٦

و قال (عليه السلام):

وَاللّٰهِ لَدُنْيَاكُمْ هٰذِهِ أَهْوَنُ فِي عَيْنِي مِنْ عِرَاقِ خِنْزِيرٍ فِي يَدِ مَجْذُومٍ.

۲۳۷

و قال (عليه السلام):

إِنَّ قَوْماً عَبَدُوا اللّٰهَ رَغْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ التُّجَّارِ، وَإِنَّ قَوْماً عَبَدُوا اللّٰهَ رَهْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْعَبِيدِ، وَإِنَّ قَوْماً عَبَدُوا اللّٰهَ شُكْراً فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْأَحْرَارِ.

۲۳۸

و قال (عليه السلام):

الْمَرْأَةُ شَرٌّ كُلُّهَا، وشَرُّ مَا فِيهَا أَنَّهُ لَابُدَّ مِنْهَا!

۲۳۹

و قال (عليه السلام):

مَنْ أَطَاعَ التَّوَانِيَ ضَيَّعَ الْحُقُوقَ، وَمَنْ أَطَاعَ الْوَاشِيَ ضَيَّعَ الصَّدِيقَ.

۲٤۰

و قال (عليه السلام):

الْحَجَرُ الْغَصِيبُ فِي الدَّارِ رَهْنٌ عَلَى خَرَابِهَا.

قال الرضي: ويروى هذا الكلام عن النبي صلى الله عليه و آله و سلّم، ولا عجب أن يشتبه الكلامان، لأن مستقاهما من قليب، و مفروغهما من ذنوب.

۲٤۱

و قال (عليه السلام):

يَوْمُ الْمَظْلُومِ عَلَى الظَّالِمِ أَشَدُّ مِنْ يَوْمِ الظَّالِمِ عَلَى الْمَظْلُومِ.

۲٤۲

و قال (عليه السلام):

اتَّقِ اللّٰهَ بَعْضَ التُّقَى[۱] وَإِنْ قَلَّ، وَاجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللّٰهِ سِتْراً وَإِنْ رَقَّ.

۲٤۳

و قال (عليه السلام):

إِذَا ازْدَحَمَ الْجَوَابُ، خَفِيَ الصَّوَابُ.

۲٤٤

و قال (عليه السلام):

إِنَّ لِلّٰهِ فِي كُلِّ نِعْمَةٍ حَقّاً، فَمَنْ أَدَّاهُ

عَرَاق - ہڈی
مجذوم - کوڑھی
غصیب - منصوب
قلیب - کنواں
ذَنُوب - ڈول
اِزْدِحَام - بھیڑ بھاڑ

(۲) انسان کو اولاً تو پروردگار سے ڈرنا چاہئے تاکہ برائیوں کی جرأت نہ پیدا ہوسکے اس کے بعد اس کی گنجائش رکھنی چاہئے کہ پروردگار اس کے گناہوں کی پردہ پوشی کرسکے ورنہ وہ گناہوں کے اعلان پر آمادہ ہوجائے تو انسان پورے سماج میں کہیں منہ دکھانے کے لائق نہ رہ جائے گا۔ ایک باریک پردہ بندہ بھی باقی رکھے تاکہ ایک دبیز پردہ پروردگار ڈال دے اور اس طرح آبرو کا تحفظ کیا جاسکے

(۱) بعض حضرات کا اشارہ ہے کہ یہ کسی خاص عورت کی طرف اشارہ ہے جس سے قرآنی رشتہ کی بنا پر چھٹکارا ابھی ممکن نہیں ہے

مصادر حکمت ۲۳٦ امالی صدوق ص ۳۷۰، غرر الحکم ص ۱۱٦
مصادر حکمت ۲۳۷ کافی ۲ ص ۶۸، تحف العقول، تذکرۃ الخواص ص ۱۳۴، قصار الحکم ص ۹۸
مصادر حکمت ۲۳۸ غرر الحکم ص ۴۷
مصادر حکمت ۲۳۹ غرر الحکم ص ۷۹
مصادر حکمت ۲۴۰ غرر الحکم ص ۳۲، ص ۳۰۸، سراج الملوک ص ۳۸۴، زہر الآداب الحصری ۱ ص ۴۳
مصادر حکمت ۲۴۱ قصار الحکم ص ۲۴۱
مصادر حکمت ۲۴۲ غرر الحکم ص ٦۳، ربیع الابرار باب الخیر والصلاح
مصادر حکمت ۲۴۳ غرر الحکم ص ۱۳۹، ربیع الابرار باب الجوابات المسکتہ، سراج الملوک ص ۳۷۲
مصادر حکمت ۲۴۴ تحف العقول ص ۲۰٦، غرر الحکم ص ۱۰۸

سید رضیؒ۔ مقصد یہ ہے کہ جاہل وہ ہے جو ہر شے کو بے محل رکھتا ہے اور اس کا بیان نہ کرنا ہی ایک طرح کا بیان ہے کہ وہ عاقل کی ضد ہے۔

۲۳۶۔ خدا کی قسم یہ تمہاری دنیا میری نظر میں کوڑھی کے ہاتھ میں سور[1] کی ہڈی سے بھی بدتر ہے۔

۲۳۷۔ ایک قوم ثواب کی لالچ میں عبادت کرتی ہے تو یہ تاجروں کی عبادت ہے اور ایک قوم عذاب کے خوف سے عبادت کرتی ہے تو یہ غلاموں کی عبادت ہے۔ اصل وہ قوم ہے جو شکر خدا کے عنوان سے عبادت کرتی ہے اور یہی آزاد لوگوں کی عبادت ہے۔

۲۳۸۔ عورت سراپا شر ہے[2] اور اس کی سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ اس کے بغیر کام بھی نہیں چل سکتا ہے۔

۲۳۹۔ جو شخص کاہلی اور سستی سے کام لیتا ہے وہ اپنے حقوق کو بھی برباد کر دیتا ہے اور جو چغل خور کی بات مان لیتا ہے وہ دوستوں کو بھی کھو بیٹھتا ہے۔

۲۴۰۔ گھر میں ایک پتھر بھی غصبی لگا ہو تو وہ اس کی بربادی کی ضمانت ہے۔

سید رضیؒ۔ اس کلام کو رسول اکرمؐ سے بھی نقل کیا گیا ہے اور یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ دونوں کا سرچشمۂ علم ایک ہی ہے۔

۲۴۱۔ مظلوم کا دن (قیامت) ظالم کے لئے اس دن سے سخت تر ہوتا ہے جو ظالم کا مظلوم کے لئے ہوتا ہے۔

۲۴۲۔ اللہ سے ڈرتے رہو چاہے مختصر ہی کیوں نہ ہو اور اپنے اور اس کے درمیان پردہ رکھو چاہے باریک ہی کیوں نہ ہو۔

۲۴۳۔ جب جوابات کی کثرت ہو جاتی ہے تو اصل بات گم ہو جاتی ہے۔

۲۴۴۔ اللہ کا ہر نعمت میں ایک حق ہے۔ جو اسے ادا کر دے گا۔

---

[1] ایک تو سور جیسے نجس العین جانور کی ہڈی اور وہ بھی کوڑھی انسان کے ہاتھ میں۔ اس سے زیادہ نفرت انگیز شے دنیا میں کیا ہو سکتی ہے۔ امیرالمومنینؑ نے اس تعبیر سے اسلام اور عقل دونوں کے تعلیمات کی طرف متوجہ کیا ہے کہ اسلام نجس العین سے اجتناب کی دعوت دیتا ہے اور عقل متعدی امراض کے مریضوں سے بچنے کی دعوت دیتی ہے۔ ایسے حالات میں اگر کوئی شخص دنیا پر ٹوٹ پڑے تو نہ مسلمان کہے جانے کے قابل ہے اور نہ صاحب عقل۔!

[2] بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت کا یہ اشارہ کسی "خاص عورت" کی طرف ہے ورنہ یہ بات قرین قیاس نہیں ہے کہ عورت کی صنف کو شر قرار دے دیا جائے اور اسے اس حقارت کی نظر سے دیکھا جائے۔ "لابد منھا" اس رشتہ کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے جسے توڑا نہیں جا سکتا ہے اور ان کے بغیر زندگی کو ادھورا اور نامکمل قرار دیا گیا ہے۔

اور اگر بات عمومی ہے تو عورت کا شر ہونا اس کی ذات یا اس کے کردار کے نقص کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد صرف اس کی ضرورت اور اس کے سراپا کا انسانی زندگی پر تسلّط ہے کہ مرد کسی وقت بھی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے اور اس طرح اکثر اوقات اسکے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مرد اس کے اندر پائے جانے والے جذبات اور احساسات کی سنگینی کی طرف متوجہ رہے اور یہ خیال رکھے کہ اس کے جذبات و خواہشات کے آگے سپر انداختہ ہو جانا پورے سماج اور معاشرہ کی تباہی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس کے شر ہونے میں ایک حصہ اس کے جذبات و خواہشات کا ہے اور ایک حصہ اس کے وجود کی ضرورت کا ہے جس سے کوئی انسان بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے اور کسی وقت بھی اس کے سامنے سپر انداختہ ہو سکتا ہے۔

زَادَهُ مِنْهَا، وَمَنْ قَصَّرَ فِيهِ خَاطَرَ بِزَوَالِ نِعْمَتِهِ.

۲۴۵

و قال (عليه السلام):

إِذَا كَثُرَتِ ٱلْمَقْدِرَةُ قَلَّتِ الشَّهْوَةُ.

۲۴۶

و قال (عليه السلام):

إِحْذَرُوا نِفَارَ النِّعَمِ فَمَا كُلُّ شَارِدٍ بِمَرْدُودٍ.

۲۴۷

و قال (عليه السلام):

ٱلْكَرَمُ أَعْطَفُ مِنَ الرَّحِمِ.

۲۴۸

و قال (عليه السلام):

مَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْراً فَصَدِّقْ ظَنَّهُ.

۲۴۹

و قال (عليه السلام):

أَفْضَلُ ٱلْأَعْمَالِ مَا أَكْرَهْتَ نَفْسَكَ عَلَيْهِ.

۲۵۰

و قال (عليه السلام):

عَرَفْتُ ٱللّٰهَ سُبْحَانَهُ بِفَسْخِ ٱلْعَزَائِمِ، وَحَلِّ ٱلْعُقُودِ، وَنَقْضِ ٱلْهِمَمِ.

۲۵۱

و قال (عليه السلام):

مَرَارَةُ الدُّنْيَا حَلَاوَةُ ٱلْآخِرَةِ، وَحَلَاوَةُ الدُّنْيَا مَرَارَةُ ٱلْآخِرَةِ.

۲۵۲

و قال (عليه السلام):

فَرَضَ ٱللّٰهُ ٱلْإِيمَانَ تَطْهِيراً[1] مِنَ الشِّرْكِ، وَالصَّلَاةَ تَنْزِيهاً عَنِ ٱلْكِبْرِ وَالزَّكَاةَ تَسْبِيباً لِلرِّزْقِ، وَالصِّيَامَ ٱبْتِلَاءً لِإِخْلَاصِ ٱلْخَلْقِ، وَٱلْحَجَّ تَقْرِبَةً لِلدِّينِ، وَٱلْجِهَادَ عِزّاً لِلْإِسْلَامِ، وَٱلْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ مَصْلَحَةً لِلْعَوَامِّ، وَالنَّهْيَ عَنِ ٱلْمُنْكَرِ رَدْعاً لِلسُّفَهَاءِ، وَصِلَةَ الرَّحِمِ مَنْمَاةً لِلْعَدَدِ، وَٱلْقِصَاصَ حَقْناً لِلدِّمَاءِ، وَإِقَامَةَ ٱلْحُدُودِ إِعْظَاماً لِلْمَحَارِمِ، وَتَرْكَ شُرْبِ ٱلْخَمْرِ تَحْصِيناً لِلْعَقْلِ، وَمُجَانَبَةَ

نِفَار - فرار
رحم - قرابت
عزائم - ارادے
عَقود - نیت محکم
تقربہ - وسیلہ قربت
مَنْماۃ - اضافہ کا ذریعہ

[1] لفظ تطہیر کا استعمال اس امر کی علامت ہے کہ شرک انسانی زندگی کی نجاست اور کثافت ہے اور اس کثافت کو دنیا کا کوئی صابون اور پاؤڈر صاف نہیں کر سکتا ہے۔ اس کا صرف ایک ذریعہ ہے جس کا نام ہے ایمان

اسلام بھی اس کثافت کو دور کرنے کے لئے مکمل طور پر کارآمد نہیں ہو سکتا ہے کہ اس میں نفاق کی گنجائش رہ جاتی ہے اور اندر کفر کے ہوتے ہوئے باہر کا کوئی کارنامہ انجام نہیں دے سکتا۔

مصادر حکمت ۲۴۵ غرر الحکم ص۱۳۹
مصادر حکمت ۲۴۶ ریاض الاخیار ص۱۳۶، ربیع الابرار ص۴۰۳، تذکرۃ الخواص ص۱۳۵، المائۃ المختارہ، مناقب خوارزمی ص۲۴۳
مصادر حکمت ۲۴۷ بحار الانوار ۱، ص۳۵۷
مصادر حکمت ۲۴۸ ربیع الابرار باب الظن والفراسۃ
مصادر حکمت ۲۴۹ تذکرۃ الخواص ص۱۳۵، غرر الحکم ص۹۰
مصادر حکمت ۲۵۰ خصال صدوق ص۶، توحید صدوق ص۲۰۹، مناقب خوارزمی
مصادر حکمت ۲۵۱ روضۃ الواعظین ص۴۴۱، غرر الحکم ص۱۶۸
مصادر حکمت ۲۵۲ نہایۃ الارب ۸ ص۱۸۲، مطالب السئول ا ص۱۷۶، غرر الحکم ص۲۳۰، کشف الغمہ اربلی ۲ ص۱۰۸، علل الشرائع باب الشرائع
دلائل الامامۃ ص۳۲، احتجاج طبرسی ص۱۳۳

اللہ اس کی نعمت کو بڑھادے گا اور جو کوتاہی کرے گا وہ موجودہ نعمت کو بھی خطرہ میں ڈال دے گا۔

۲۴۵۔ جب طاقت زیادہ[1] ہوجاتی ہے تو خواہش کم ہوجاتی ہے۔

۲۴۶۔ نعمتوں کے زوال سے ڈرتے رہو کہ ہر بے قابو ہو کر نکل جانے والی چیز واپس نہیں آیا کرتی ہے۔

۲۴۷۔ جذبۂ کرم قرابت داری سے زیادہ مہربانی کا باعث ہوتا ہے۔

۲۴۸۔ جو تمھارے بارے میں اچھا خیال[2] رکھتا ہو اس کے خیال کو سچا کر کے دکھلا دو۔

۲۴۹۔ بہترین عمل وہ ہے جس پر تمھیں[3] اپنے نفس کو مجبور کرنا پڑے۔

۲۵۰۔ میں نے پروردگار کو ارادوں کے ٹوٹ جانے، نیتوں کے بدل جانے اور ہمتوں کے پست ہوجانے سے پہچانا ہے۔

۲۵۱۔ دنیا کی تلخی آخرت کی شیرینی ہے اور دنیا کی شیرینی آخرت کی تلخی۔

۲۵۲۔ اللہ نے ایمان کو لازم قرار دیا ہے شرک سے پاک کرنے کے لئے (۵۱) اور نماز کو واجب کیا ہے غرور سے باز رکھنے کے لئے۔ زکوٰۃ کو رزق کا وسیلہ قرار دیا ہے اور روزہ کو آزمائش اخلاص کا وسیلہ۔ جہاد کو اسلام کی عزت کے لئے رکھا ہے اور امر بالمعروف کو عوام کی مصلحت کے لئے۔ نہی عن المنکر کو بیوقوفوں کو برائیوں سے روکنے کے لئے واجب کیا ہے اور صلۂ رحم عدد میں اضافہ کے لئے۔ قصاص خون کے تحفظ کا وسیلہ ہے اور حدود کا قیام محرمات کی اہمیت کے سمجھانے کا ذریعہ۔ شراب خواری کو عقل کی حفاظت کے لئے حرام قرار دیا ہے اور چوری سے اجتناب کو عفت کی حفاظت کے لئے لازم قرار دیا ہے۔

---

[1] جب فطرت کا یہ نظام ہے کہ کمزور آدمی میں خواہش زیادہ ہوتی ہے اور طاقتور اسقدر خواہشات کا حامل نہیں ہوتا ہے تو سیاسی دنیا میں بھی انسان کا طرز عمل ویسا ہی ہونا چاہئے کہ جسقدر طاقت و قوت میں اضافہ ہوتا جائے اپنے کو خواہشات دنیا سے بے نیاز بنا تا جائے اور اپنے کردار سے یہ ثابت کرے کہ اس کی زندگی نظام فطرت سے الگ اور جداگانہ نہیں ہے۔

[2] یہ انسانی زندگی کا انتہائی حساس نکتہ ہے کہ انسان عام طور سے لوگوں کو حسن ظن میں مبتلا پاکر اس سے غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور اسے یہ خیال پیدا ہوجاتا ہے کہ جب لوگ شراب خانہ میں دیکھ کر بھی یہی تصور کریں گے کہ تبلیغ مذہب کے لئے گئے تھے تو شراب خانہ سے فائدہ اٹھا لینا چاہئے حالانکہ تقاضائے عقل و دانش اور مقتضائے شرافت و انسانیت یہ ہے کہ لوگ جس قدر شریف تصور کرتے ہیں۔ اتنی شرافت کا اثبات کرے اور ان کے حسن ظن کو سوء ظن میں تبدیل نہ ہونے دے۔

[3] انسان تمام اعمال کو نفس کی خواہش کے مطابق انجام دے گا تو ایک دن نفس کا غلام ہو کر رہ جائے گا لہٰذا ضرورت ہے کہ ایسے اعمال انجام دیتا رہے جہاں نفس پر جبر کرنا پڑے اور اسے اس کی اوقات سے آشنا بناتا رہے تاکہ اس کے حوصلے اس قدر بلند نہ ہوجائیں کہ انسان کو مکمل طور پر اپنی گرفت میں لیلے اور پھر نجات کا کوئی راستہ نہ رہ جائے۔

السَّرِقَةِ إِيجَاباً لِلْعِفَّةِ، وَتَرْكَ الزِّنَىٰ تَحْصِيناً لِلنَّسَبِ، وَتَرْكَ اللِّوَاطِ تَكْثِيراً لِلنَّسْلِ، وَالشَّهَادَاتِ اسْتِظْهَاراً عَلَى الْمُجَاحَدَاتِ، وَتَرْكَ الْكَذِبِ تَشْرِيفاً لِلصِّدْقِ، وَالسَّلَامَ أَمَاناً مِنَ الْمَخَاوِفِ، وَالْأَمَانَةَ نِظَاماً لِلْأُمَّةِ، وَالطَّاعَةَ تَعْظِيماً لِلْإِمَامَةِ.

۲۵۳

و كان ﴿؏﴾ يقول:

أَحْلِفُوا الظَّالِمَ إِذَا أَرَدْتُمْ يَمِينَهُ بِأَنَّهُ بَرِيءٌ مِنْ حَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهِ؛ فَإِنَّهُ إِذَا حَلَفَ بِهَا كَاذِباً عُوجِلَ الْعُقُوبَةَ، وَإِذَا حَلَفَ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَمْ يُعَاجَلْ. لِأَنَّهُ قَدْ وَحَّدَ اللّٰهَ تَعَالَىٰ.

۲۵٤

و قال ﴿؏﴾:

يَابْنَ آدَمَ، كُنْ وَصِيَّ نَفْسِكَ فِي مَالِكَ، وَاعْمَلْ فِيهِ مَا تُؤْثِرُ أَنْ يُعْمَلَ فِيهِ مِنْ بَعْدِكَ.

۲۵۵

و قال ﴿؏﴾:

اَلْحِدَّةُ ضَرْبٌ مِنَ الْجُنُونِ، لِأَنَّ صَاحِبَهَا يَنْدَمُ، فَإِنْ لَمْ يَنْدَمْ فَجُنُونُهُ مُسْتَحْكِمٌ.

۲۵٦

و قال ﴿؏﴾:

صِحَّةُ الْجَسَدِ، مِنْ قِلَّةِ الْحَسَدِ.

۲۵۷

و قال ﴿؏﴾ لكُمَيل بن زياد النخعي:

يَا كُمَيْلُ، مُرْ أَهْلَكَ أَنْ يَرُوحُوا فِي كَسْبِ الْمَكَارِمِ، وَيُدْلِجُوا فِي حَاجَةِ مَنْ هُوَ نَائِمٌ. فَوَالَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ، مَا مِنْ أَحَدٍ أَوْدَعَ قَلْباً سُرُوراً إِلَّا وَخَلَقَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ السُّرُورِ لُطْفاً. فَإِذَا نَزَلَتْ بِهِ نَائِبَةٌ

شہادات - گواہیاں
استظہار - تحقیق حال
مجاحدات - صریحی انکار
تُؤثِرُ - پسند کرتے ہو
رواح - شام کے وقت سفر
اِدلاج - رات کا سفر

(۱) عام حالات میں اسلام نے اس طرح کی قسم کو ناجائز قرار دیا ہے کہ اس میں عذاب کے نازل ہونے اور اسلام نے برخواست ہوجانے کا خطرہ ہے لیکن ظالموں کے حق میں ایسی ہی قسم کو رکھا ہے کہ نہ ان کے بارے میں عذاب سے بچانے کا کوئی تصور ہے اور نہ ان کے اسلام سے نکل جانے کی کوئی پرواہ ہے بلکہ ان کا دائرہ اسلام سے نکل جانا ہی معاشرہ کی تطہیر کا بہترین ذریعہ ہے۔!

مصادر حکمت ۲۵۳ اصول کافی ۲ ص۴۴۵ ، مقاتل الطالبین ص۲۷۷ ، مروج الذہب ۳ ص۳۵۱ ، تاریخ بغداد ۱۴ ص۱۱۱ ، ارشاد مفید ص۱۴۴ ، الخرائج والجرائح
مصادر حکمت ۲۵۴ امالی صدوق ص۱۶۹ ، تہذیب طوسیؒ ۱ ص۳۹۹ ، تنبیہ الخواطر ص۵۳۲ ، غرر الحکم ص۲۳۶ ،
مصادر حکمت ۲۵۵ غرر الحکم ص۵۲ ، الحکم المنثورہ ص۵۶۳
مصادر حکمت ۲۵۶ المائۃ المختارہ ، العقد الفرید ، دستور معالم الحکم قضاعی ، غرر الحکم ، مطالب السئول
مصادر حکمت ۲۵۷ غرر الحکم ص۳۱۴ ، المستطرف الشبیہی ۱ ص۱۱۴ ، ربیع الابرار ج ۱ ورقہ ۲۰۶

ترک زنا کا لزوم نسب کی حفاظت کے لئے ہے اور ترک لواط کی ضرورت نسل کی بقا کے لئے ہے۔ گواہیوں کو انکار کے مقابلہ میں ثبوت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور ترک کذب کو صدق کی شرافت کا وسیلہ ٹھہرادیا گیا ہے۔ قیام امن کو خطروں سے تحفظ کے لئے رکھا گیا ہے اور امامت کو ملت کی تنظیم کا وسیلہ قرار دیا گیا ہے اور پھر اطاعت کو عظمت امامت کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔

۲۵۳۔ کسی ظالم سے قسم لینا ہو تو اس طرح قسم لو کہ وہ پروردگار کی طاقت اور قوت سے بیزار ہے اگر اس کا بیان صحیح نہ ہو۔ کہ اگر اس طرح جھوٹی قسم کھائے گا تو فوراً مبتلائے عذاب ہو جائے گا اور اگر خدائے وحدۂ لاشریک کے نام کی قسم کھائی تو عذاب میں عجلت نہ ہوگی کہ بہر حال توحید پروردگار کا اقرار کر لیا ہے۔

۲۵۴۔ فرزند آدم! اپنے مال میں اپنا وصی خود بن اور وہ کام خود انجام دے جس کے بارے میں امید رکھتا ہے کہ لوگ تیرے بعد انجام دے دیں گے۔

۲۵۵۔ غصہ جنون کی ایک قسم ہے کہ غصہ ور کو بعد میں پشیمان ہونا پڑتا ہے اور پشیمان نہ ہو تو واقعاً اس کا جنون مستحکم ہے۔

۲۵۶۔ بدن کی صحت کا ایک ذریعہ حسد کی قلت بھی ہے۔

۲۵۷۔ اے کمیل! اپنے گھر والوں کو حکم دو کہ اچھی خصلتوں کو تلاش کرنے کے لئے دن میں نکلیں اور سو جانے والوں کی حاجت روائی کے لئے رات میں قیام کریں۔ قسم ہے اس ذات کی جو ہر آواز کی سننے والی ہے کہ کوئی شخص کسی دل میں سرور وارد نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ پروردگار اس کے لئے اس سرور سے ایک لطف پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے بعد اگر اس پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے ـــ تو

یہ اسلام کا عالم انسانیت پر عمومی احسان ہے کہ اس نے اپنے قوانین کے ذریعہ انسانی آبادی کو بڑھانے کا انتظام کیا ہے اور پھر حرام زادوں کی درآمد کو روک دیا ہے تاکہ عالم انسانیت میں شریف افراد پیدا ہوں اور یہ عالم ہر قسم کی بربادی اور تباہ کاری سے محفوظ رہے۔ اس کے بعد اس کا صنف نسواں پر خصوصی احسان یہ ہے کہ اس نے عورت کے علاوہ جنسی تسکین کے ہر راستہ کو بند کر دیا ہے کھلی ہوئی بات ہے کہ انسان میں جب جنسی ہیجان پیدا ہوتا ہے تو اسے عورت کی ضرورت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور کسی بھی طریقہ سے جب وہ ہیجانی مادہ نکل جاتا ہے تو کسی مقدار میں سکون حاصل ہو جاتا ہے اور جذبات کا طوفان رک جاتا ہے۔ اہل دنیا نے اس مادہ کے اخراج کے مختلف طریقے ایجاد کئے ہیں۔ اپنی جنس کا کوئی مل جاتا ہے تو ہم جنسی سے تسکین حاصل کر لیتے ہیں اور اگر کوئی نہیں ملتا ہے تو خود کاری کا عمل انجام دے لیتے ہیں اور اس طرح عورت کی ضرورت سے بے نیاز ہو جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج آزاد معاشروں میں عورت عضو معطل ہو کر رہ گئی ہے اور ہزار وسائل اختیار کرنے کے بعد بھی اس کے طلبگاروں کی فہرست کم سے کمتر ہوتی جارہی ہے۔ اسلام نے اس خطرناک صورتحال سے مقابلہ کرنے کے لئے مجامعت کے علاوہ ہر وسیلۂ تسکین کو حرام کر دیا ہے تاکہ مرد عورت کے وجود سے بے نیاز نہ ہونے پائے اور عورت کا وجود معاشرہ میں غیر ضروری نہ قرار پا جائے۔

افسوس کہ اس آزادی اور عیاشی کی ماری ہوئی دنیا میں اس پاکیزہ تصور کا قدردان کوئی نہیں ہے اور سب اسلام پر عورت کی ناقدری کا الزام لگاتے ہیں۔ گویا ان کی نظر میں اسے کھلونا بنالینا اور کھیلنے کے بعد پھینک دینا ہی سب سے بڑی قدردانی ہے۔

جَرَىٰ إِلَيْهَا كَالْمَاءِ فِي الْحِدَارِهِ حَتَّىٰ يَطْرُدَهَا عَنْهُ كَمَا تُطْرَدُ غَرِيبَةُ الْإِبِلِ.

٢٥٨

و قال (عليه السلام):

إِذَا أَمْلَقْتُمْ فَتَاجِرُوا اللّٰهَ بِالصَّدَقَةِ.[1]

٢٥٩

و قال (عليه السلام):

اَلْوَفَاءُ لِأَهْلِ الْغَدْرِ غَدْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ، وَالْغَدْرُ بِأَهْلِ الْغَدْرِ وَفَاءٌ عِنْدَ اللّٰهِ.

٢٦٠

و قال (عليه السلام):

كَمْ مِنْ مُسْتَدْرَجٍ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ، وَمَغْرُورٍ بِالسَّتْرِ عَلَيْهِ، وَمَفْتُونٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيهِ. وَمَا ابْتَلَى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ أَحَداً بِمِثْلِ الْإِمْلَاءِ لَهُ.

قال الرضي: و قد مضى هذا الكلام فيما تقدم، إلا أن فيه ها هنا زيادة جيدة مفيدة

انحدار - ڈھال کی طرف بہنا
املاق - فقر و فاقہ
غدر - غداری
مستدرج - جسے بیٹھ میں لے لیا جائے
مغرور - فریب خوردہ
مفتون - دھوکہ میں مبتلا
املاء - مہلت

[1] یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صدقہ مال کی بربادی یا اس کا ہاتھ سے نکل جانا نہیں ہے بلکہ یہ ایک طرح کی تجارت ہے اور تجارت بھی کسی فقیر اور مسکین سے نہیں ہے کہ انسان کو یہ اندیشہ پیدا ہو جائے کہ یہ بیچارہ کیا قیمت ادا کرے گا بلکہ یہ تجارت مالک کائنات سے ہے اور اس سے تجارت کرنے میں کسی طرح کے خسارہ کا کوئی امکان نہیں ہے۔ خصوصیت ایسی صورت میں جب اس نے ہر کار خیر پر کم سے کم دس گنا اجر کا وعدہ کر لیا ہے اور اس کے بعد بے حساب اضافہ کا بھی اشارہ دے دیا ہے۔ اس کے بعد انسان کسی خسارہ کا تصور کرے تو اس سے بڑا بے ایمان اور بد اعتقاد کوئی نہیں ہے۔

مصادر حکمت ۲۵۸ [illegible] مناقب خوارزمی ص ۲۶۲، المائۃ المختارہ جاحظ

فصل نذكر فيه شيئاً من غريب كلامه المحتاج الى التفسير

١

و في حديثه (عليه السلام)

فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ ضَرَبَ يَعْسُوبُ الدِّينِ بِذَنَبِهِ، فَيَجْتَمِعُونَ إِلَيْهِ كَمَا يَجْتَمِعُ قَزَعُ الْخَرِيفِ.[1]

قال الرضي: اليعسوب: السيد العظيم المالك لأمور الناس يومئذ، والقزع: قطع الغيم التي لا ماء فيها.

٢

و في حديثه (عليه السلام)

[1] یہ بظاہر امام مہدی کے ظہور کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا مصداق اس کے علاوہ کسی دور میں نہیں پیدا ہو سکا ہے۔

[2] شائد اولویت سے مراد یہ ہو کہ ماں اور باپ کے قرابتداروں میں اختلاف ہو جائے تو باپ کے قرابتداروں کا طے کیا ہوا رشتہ زیادہ اولیٰ ہے اگرچہ یہ بات اپنے مقام پر قابل بحث ہے کہ عورت خود مستقل ہے یا بلوغ کے بعد بھی ولی کی پابند ہے

فصل

اس فصل میں حضرت کے ان کلمات کو نقل کیا گیا ہے جو محتاج تفسیر تھے اور پھر ان کی تفسیر و توضیح کو بھی نقل کیا گیا ہے :

۱۔ جب وہ وقت آئے گا تو دین کا یعسوب اپنی جگہ پر قرار پائے گا (۱) اور لوگ اس کے پاس اس طرح جمع ہوں گے جس طرح موسم خریف کے قزع۔

سید رضیؒ۔ یعسوب اس سردار کو کہا جاتا ہے جو تمام امور کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور قزع بادلوں کے ان ٹکڑوں کا نام ہے جن میں پانی نہ ہو۔

۲۔ یہ خطیب شحشح (صعصعہ بن صوحان عبدی)

شحشح اس خطیب کو کہتے ہیں جو خطابت میں ماہر ہوتا ہے اور زبان آوری یا رفتار میں تیزی سے آگے بڑھتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے مقامات پر شحشح بخیل اور کنجوس کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

۳۔ لڑائی جھگڑے کے نتیجہ میں قحم ہوتے ہیں۔

قحم سے مراد تباہیاں ہیں۔ کہ یہ لوگوں کو ہلاکتوں میں گرا دیتی ہیں اور اسی سے لفظ "قحمۃ الاعراب" نکلا ہے۔ جب ایسا قحط پڑ جاتا ہے کہ جانور صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جاتے ہیں اور گویا یہ اس بلا میں ڈھکیل دئے جاتے ہیں۔ یا دوسرے اعتبار سے قحط سالی ان کو صحراؤں سے نکال کر شہروں کی طرف ڈھکیل دیتی ہے۔

۴۔ جب لڑکیاں نص الحقاق تک پہونچ جائیں تو ددھیالی قرابتدار زیادہ اولویت (۲) رکھتے ہیں۔

نص۔ آخری منزل کو کہا جاتا ہے۔

عليه الدابة. و تقول: نصصت الرجل عن الأمر، إذا استقصيت مسألته عنه لتستخرج ما عنده فيه. فنص الحقائق يريد به الإدراك، لأنه منتهى الصغر، والوقت الذي يخرج منه الصغير إلى حدالكبير، و هو من أفصح الكنايات عن هذا الأمر و أغربها. يقول: فإذا بلغ النساء ذلك فالعصبة أولى بالمرأة من أمها، إذا كانوا محرماً، مثل الإخوة و الأعمام، و بتزويجها إن أرادو ذلك. والحقاق: محاقة: الأم للعصبة في المرأة، و هو الجدال و الخصومة، و قول كل واحد منهما للآخر: «أنا أحق منك بهذا» يقال منه: حاققته حقاقاً، مثل جادلته جدالاً. و قد قيل: إن «نص الحقاق» بلوغ العقل، و هو الإدراك؛ لأنه عليه‌السلام إنما أراد منتهى الأمر الذي تجب فيه الحقوق و الأحكام، و من رواه «نص الحقائق» فإنما أراد جمع حقيقة.

هذا معنى ما ذكره أبو عبيدالقاسم بن سلام، والذي عندي أن المراد بنص الحقاق ها هنا بلوغ المرأة إلى الحد الذي يجوز فيه تزويجها و تصرفها في حقوقها، تشبيهاً بالحقاق من الإبل، و هي جمع حقّة و حقّ و هوالذي استكمل ثلاث سنين و دخل في الرابعة، و عند ذلك يبلغ إلى الحد الذي يتمكن فيه من ركوب ظهره، و نصه في السير، والحقائق أيضاً: جمع حقة. فالروايتان جميعاً ترجعان إلى معنى واحد، و هذا أشبه بطريقة العرب من المعنى المذكور أولاً.[۵]

٥

و في حديث (ﷺ)

إنَّ الْإِيمَانَ يَبْدُو لُمْظَةً فِي الْقَلْبِ، كُلَّمَا ازْدَادَ الْإِيمَانُ ازْدَادَتِ اللُّمْظَةُ.

و اللمظة مثل النكتة أو نحوها من البياض. و منه قيل: فرس ألمظ، إذا كان بجحفلته شيء من البياض.

٦

و في حديثه (ﷺ)

إنَّ الرَّجُلَ إذَا كَانَ لَهُ الدَّيْنُ الظَّنُونُ، يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يُزَكِّيَهُ، لِمَا مَضَى، إذَا قَبَضَهُ.[۶]

۵۔ غریب الحدیث الجمع بین الغریبین، نہایۃ ابن اثیر ۴ ص ۲۷۱، اللمع ابونصر السراج، قوت القلوب ۲ ص ۲۷۵

۶۔ غریب الحدیث ابوعبید بن سلام

نصصت الرجل ـــــ یعنی جہاں تک ممکن تھا اس سے سوال کریا۔ نص الحقاق سے مراد منزلِ ادراک ہے جو بچپنے کی آخری حد ہے اور یہ اس سلسلہ کا بہترین کنایہ ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ جب لڑکیاں حد بلوغ تک پہونچ جائیں تو ددھیالی رشتہ دار جو محرم بھی ہوں جیسے بھائی اور چچا وغیرہ وہ اس کا رشتہ کرنے کے لئے ماں کے مقابلہ میں زیادہ اولویت رکھتے ہیں۔ اور حقاق سے ماں کا ان رشتہ داروں سے جھگڑا کرنا اور ہر ایک کا اپنے کو زیادہ حقدار ثابت کرنا مراد ہے جس کے لئے کہا جاتا ہے "حاقفتہ حقاقاً"۔ "جادلتہ جدالا"۔

اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نص الحقاق کمال عقل ہے جب لڑکی ادراک کی اس منزل پر ہوتی ہے جہاں اس کے ذمہ فرائض واحکام ثابت ہو جاتے ہیں اور جن لوگوں نے نص الحقائق نقل کیا ہے۔ ان کے یہاں حقائق حقیقت کی جمع ہے۔ یہ ساری باتیں ابو عبید القاسم بن سلام نے بیان کی ہیں لیکن میرے نزدیک عورت کا قابل شادی اور قابل تصرف ہو جانا مراد ہے کہ حقاق حقہ کی جمع ہے اور حقہ وہ اونٹنی ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو جائے اور اس وقت سواری کے قابل ہو جاتی ہے۔ اور حقائق بھی حقہ ہی کے جمع کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور یہ مفہوم عرب کے اسلوب کلام سے زیادہ ہم آہنگ ہے۔

۵۔ ایمان ایک لمظہ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور پھر ایمان کے ساتھ یہ لمظہ بھی بڑھتا رہتا ہے۔ (لمظہ سفید نقطہ ہوتا ہے جو گھوڑے کے ہونٹ پر ظاہر ہوتا ہے۔)

۶۔ جب کسی شخص کو دین ظنون مل جائے تو جتنے سال گذر گئے ہوں ان کی زکوٰۃ واجب ہے۔

فالظنون: الذي لا يعلم صاحبه أيقبضه من الذي هو عليه أم لا، فكانه الذي يظن به، فمرة يرجوه و مرة لا يرجوه. و هذا من أفصح الكلام، و كذلك كل أمر تطلبه و لا تدري على أي شيء أنت منه فهو ظنون، و على ذلك قول الأعشى:

مَـا يُجْـعَلُ الْجُـدُّ الظَّـنُونَ الَّـذِي جُنِّبَ صَـوْبَ اللَّجِنِ الْمَـاطِرِ مِـثْلَ الْـفُرَاتِيِّ

إِذَا مَـــا طَـــمَا يَـــقْذِفُ بِـــالْبُوصِيِّ وَالْمَـــاهِرِ

والجُدّ: البئر العادية في الصحراء، والظنون: التي لا يعلم هل فيها ماء أم لا.

٧

و في حديثه ﴿عليه السلام﴾

أنه شيع جيشاً بغزية فقال: إِعْذِبوا عَنِ النِّسَاءِ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

و معناه: اصدفوا عن ذكر النساء و شغل القلب بهن، وامتنعوا من المقاربة لهن، لأن ذلك يَفُتُّ في عضد الحميّة، و يقدح في معاقد العزيمة، و يكسر عن العَدْوِ و يلفت عن الإبعاد في الغزو، و كل من امتنع من شيء فقد عذب عنه. والعاذب و العذوب: الممتنع من الأكل والشرب.

٨

و في حديثه ﴿عليه السلام﴾

كالياسر الفالج ينتظر أول فوزة من قداحه.

كَـــالْيَاسِرِ الْـــفَالِجِ يَـــنْتَظِرُ أَوَّلَ فَـــوْزَةٍ مِـــنْ قِـــدَاحِـــهِ

الياسرون هم الذين يتضاربون بالقداح على الجزور والفالج: القاهر و الغالب. يقال: فلج عليهم و فلجهم، و قال الراجز: لما رأيت فالجاً قد فلجا

٩

و في حديثه ﴿عليه السلام﴾

كُـنَّا إِذَا احْمَـرَّ الْـبَأْسُ اتَّـقَيْنَا بِـرَسُولِ اللهِ صَـلَّى اللهُ عَـلَيْهِ وَآلِـهِ وَ سَـلَّمَ. فَـــلَمْ يَكُـــنْ أَحَـــدٌ مِـــنَّا أَقْـــرَبَ إِلَى الْـعَدُوِّ مِـنْهُ.

و معنى ذلك أنه إذا عظم الخوف من العدو، و اشتد عضاض الحرب، فزع المسلمون الى قتال رسول الله صلى عليه و آله و سلم بنفسه، فينزل الله عليهم النصر به، ويأمنون مما كانوا يخافونه بمكانه.

و قـــوله: «إذا احمـــر البأس» كـــناية عـــن اشـــتداد الأمـــر، و قـــد قـــيل في ذلك أقـــوال أحســنها: أنـــه شـــبه حَمْـــيَ الحـــرب بـــالنار التي تجـــمع الحـــرارة و الحـــمرة بـــفعلها و لونهـــا. و ممـــا يـــقوي: ذلك قـــول رسول الله صـــلى الله عـــليه و آله و ســـــلم. و قـــــد رأى مُجْـــتَلَدَ النـــــاس يـــوم حـــنين و هـــي

اعذبوا - کنارہ کش رہو
فت - شکستگی
معاقد العزیمہ - مستحکم ارادے
عَدْو - دوڑ
یاسرون - جواری
یتضاربون بالقداح - حصّہ کیلئے جوے کا پانسہ پھینکتے ہیں
جزور - ذبح شدہ ناقہ
عِضَاضُ الحرب - جنگ کی کاٹ
فزع - پناہ لیتے تھے
حَمْی - شدت حرارت
مُجْتَلَد - مصدر ہے - جدال

(۱) یہ بات صرف آداب جنگ میں شامل ہے کہ انسان اپنے جذبات پر کنٹرول کرنے کے قابل نہ ہوگا تو دشمن پر کس طرح قبضہ حاصل کرسکے گا ورنہ عام حالات میں اسلام نے عورت کی محبت کو ایمان کا ایک حصّہ قرار دیا ہے اور اس سے علیحدگی کی موت کو بدترین موت قرار دیا ہے۔

حدیث ۷ غریب الحدیث ۲ ص۱۸۳، الجمع بین الغریبین، نہایۃ ابن اثیر ۳ ص۱۹۰
حدیث ۸ خطبہ ۲۳
حدیث ۹ غریب الحدیث ۲ ص۱۸۵، نہایۃ ابن اثیر ۱ ص۸۹، تاریخ طبری ۲ ص۱۳۵

ظنون اس قرض کا نام ہے جس کے قرضدار کو یہ نہ معلوم ہو کہ وہ وصول بھی ہو سکے گا یا نہیں اور اس طرح طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے رہتے ہیں اور اسی بنیاد پر ہر ایسے امر کو ظنون کہا جاتا ہے جیسا کہ اعشیٰ نے کہا ہے :

"وہ جُدِّ ظنون جو گرج کر برسنے والے ابر کی بارش سے بھی محروم ہو۔ اسے دریائے فرات کے مانند نہیں قرار دیا جا سکتا ہے جب کہ وہ ٹھاٹھیں مار رہا ہو اور کشتی اور تیراک دونوں کو ڈھکیل کر باہر پھینک رہا ہو۔"

جُدّ۔ صحرا کے پُرانے کنویں کو کہا جاتا ہے اور ظنون اس کو کہا جاتا ہے جس کے بارے میں یہ نہ معلوم ہو کہ اس میں پانی ہے یا نہیں۔

۷۔ آپ نے ایک لشکر کو میدان جنگ میں بھیجتے ہوئے فرمایا : جہاں تک ممکن ہو عورتوں سے عاذب (۵۱) رہو (یعنی ان کی یاد سے دور رہو۔ ان میں دل مت لگاؤ اور ان سے مقاربت مت کرو کہ یہ طریقۂ کار بازوئے حمیت میں کمزوری اور عزم کی پختگی میں سستی پیدا کر دیتا ہے اور دشمن کے مقابلہ میں کمزور بنا دیتا ہے اور جنگ میں کوشش و سعی سے روگرداں کر دیتا ہے اور جو ان تمام چیزوں سے الگ رہتا ہے اسے عاذب کہا جاتا ہے۔ عاذب یا عذوب کھانے پینے سے دور رہنے والے کو بھی کہا جاتا ہے۔

۸۔ وہ اس یاسر فالج کے مانند ہے جو جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینک کر پہلے ہی مرحلہ پر کامیابی کی امید لگا لیتا ہے۔" یاسرون" وہ لوگ ہیں جو نحر کی ہوئی اونٹنی پر جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینکتے ہیں اور فالج ان میں کامیاب ہو جانے والے کو کہا جاتا ہے۔" فلج علیھم" یا" فلجھم" اس موقع پر استعمال ہوتا ہے جب کوئی غالب آجاتا ہے، جیسا کہ رجز خواں شاعر نے کہا ہے :

"جب میں نے کسی فالج کو دیکھا کہ وہ کامیاب ہوگیا"

۹۔"جب احمرار باس ہوتا تھا تو ہم لوگ رسول اکرمؐ کی پناہ میں رہا کرتے تھے اور کوئی شخص بھی آپ سے زیادہ دشمن سے قریب نہیں ہوتا تھا۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب دشمن کا خطرہ بڑھ جاتا تھا اور جنگ کی کاٹ شدید ہو جاتی تھی تو مسلمان میدان میں رسول اکرمؐ کی پناہ تلاش کیا کرتے تھے اور آپ پر نصرت الٰہی کا نزول ہو جاتا تھا اور مسلمانوں کو امن و امان حاصل ہو جاتا تھا۔

احمرّ الباس درحقیقت سختی کا کنایہ ہے۔ جس کے بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں اور سب سے بہتر قول یہ ہے کہ جنگ کی تیزی اور گرمی کو آگ سے تشبیہ دی گئی ہے جس میں گرمی اور سرخی دونوں ہوتی ہیں اور اس کا موید سرکار دو عالمؐ کا یہ ارشاد ہے کہ آپ نے حُنین کے دن قبیلۂ بنی ہوازن کی جنگ میں لوگوں کو جنگ کرتے دیکھا تو فرمایا کہ اب وطیس گرم ہو گیا ہے یعنی آپ نے میدان کارزار کی گرم بازاری کو آگ کے بھڑکنے اور اس کے شعلوں سے تشبیہ دی ہے

لہ پیغمبر اسلامؐ کا کمال احترام ہے کہ حضرت علیؑ جیسے اشجع عرب نے آپ کے بارے میں یہ بیان دیا ہے اور آپ کی عظمت و ہیبت و شجاعت کا اعلان کیا ہے۔ دوسرا کوئی ہوتا تو اس کے برعکس بیان کرتا کہ میدان جنگ میں سرکار ہماری پناہ میں رہا کرتے تھے اور ہم نہ ہوتے تو آپ کا خاتمہ ہو جاتا لیکن امیرالمومنینؑ جیسا صاحب کردار اس انداز کا بیان نہیں دے سکتا ہے اور نہ یہ سوچ سکتا ہے۔ آپ کی نظر میں انسان کتنا ہی بلند کردار اور صاحب طاقت و ہمت کیوں نہ ہو جائے سرکار دو عالمؐ کا اُمتی ہی شمار ہوگا اور اُمتی کا مرتبہ پیغمبرؐ سے بلند تر نہیں ہو سکتا ہے۔

حرب هوازن: «الآن حَمِيَ الوَطِيسُ» فالوطيس: مستوقد النار، فشبه رسول الله صلى الله عليه وآله و سلم ما استحرّ من جلاد القوم باحتدام النار و شدة التهابها.

انقضى هذا الفصل، و رجعنا إلى سنن الغرض الأول في هذا الباب.

۲۶۱

و قال (عليه السلام):

لما بلغه اغارة أصحاب معاوية على الأنبار، فخرج بنفسه ما شياً حتى أتى النُّخَيْلَةَ فأدركه الناس، و قالوا: يا أمير المومنين نحن نكفيكهم، فقال:

مَا تَكْفُونَنِي أَنْفُسَكُمْ، فَكَيْفَ تَكْفُونَنِي غَيْرَكُمْ؟ إِنْ كَانَتِ الرَّعَايَا قَبْلِي لَتَشْكُو حَيْفَ رُعَاتِهَا، وَ إِنَّنِي الْيَوْمَ لَأَشْكُو حَيْفَ رَعِيَّتِي، كَأَنَّنِيَ الْمَقُودُ وَ هُمُ الْقَادَةُ، أَوْ الْمَوْزُوعُ وَ هُمُ الْوَزَعَةُ

فلما قال عليه السلام هذا القول، في كلام طويل قد ذكرنا مختاره في جملة الخطب، تقدم إليه رجلان من أصحابه فقال أحدهما: اني لا أملك إلا نفسي و أخي، فمر بأمرك يا أمير المومنين نَنْقَدْ له، فقال عليه السلام:

وَ أَيْنَ تَقَعَانِ مِمَّا أُرِيدُ؟

۲۶۲

و قيل: إن الحارث بن حَوْط أتاه فقال (عليه السلام):

أتراني أظنّ أصحاب الجمل كانوا على ضلالة؟

فقال عليه السلام: يَا حَارِثُ، إِنَّكَ نَظَرْتَ تَحْتَكَ وَلَمْ تَنْظُرْ فَوْقَكَ فَحِرْتَ! إِنَّكَ لَمْ تَعْرِفِ الْحَقَّ فَتَعْرِفَ مَنْ أَتَاهُ، وَلَمْ تَعْرِفِ الْبَاطِلَ فَتَعْرِفَ مَنْ أَتَاهُ.

فقال الحارث: فإني أعتزل مع سعيد بن مالك و عبدالله بن عمر، فقال عليه السلام:

إِنَّ سَعِيداً وَ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَنْصُرَا الْحَقَّ، وَلَمْ يَخْذُلَا الْبَاطِلَ.

۲۶۳

و قال (عليه السلام):

صَاحِبُ السُّلْطَانِ كَرَاكِبِ الْأَسَدِ: يُغْبَطُ بِمَوْقِعِهِ. وَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَوْضِعِهِ.

۲۶۴

و قال (عليه السلام):

أَحْسِنُوا فِي عَقِبِ غَيْرِكُمْ تُحْفَظُوا فِي عَقِبِكُمْ. [۱]

استحر - شدید ہو جائے
نخیلہ - عراق میں ایک مقام ہے
مقود - جسے کھینچا جائے
قَادَہ - جمع قائد
وزعہ - جمع وازع - حاکم
أتُرانی - کیا مجھے ایسا خیال کرتے ہو
حِیرت - متحیر ہو گئے
عَقِب - نسل

[۱] یہ دنیا مجازات اور مکافات کی دنیا ہے - اس کا سارا کاروبار عمل اور ردعمل پر چل رہا ہے لہذا انسان کو اس نکتہ کی طرف ہمیشہ متوجہ رہنا چاہیئے کہ دوسرے کے ساتھ جو بھی اچھا یا برا سلوک کرے گا وہ ایک دن بہر حال اس کے سامنے آنے والا ہے - دوسروں کی آبرو سے کھیلنے والے کو ایک دن اپنی آبرو ریزی کو برداشت کرنا پڑے گا اور دوسروں کی اولاد پر رحم کرنے والے کو اپنی اولاد پر رحم کرنے والے ضرور مل جائیں گے -

مصادر حکمت ۲۶۱ الغارات ابن ہلال عسکری ، البیان والتبیین ا ص۱۷۰ ، الکامل للمبرد ا ص۱۳
مصادر حکمت ۲۶۲ امالی طوسیؒ ص۸۳ ، البیان والتبیین ۲ ص۱۱۲ ، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۵۲ ، انساب الاشراف ص۲۳۸
مصادر حکمت ۲۶۳ غرر الحکم ، سراج الملوک ص۲۲۳
مصادر حکمت ۲۶۴ الدعوات راوندی ، بحار الانوار ۵ ، ص۱۳ ، تاریخ دمشق حالات امیر المومنینؑ

کردطیس اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں آگ بھڑکائی جاتی ہے۔

یہ فصل تمام ہوگئی اور پھر گذشتہ باب کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے۔

۲۶۱۔ جب آپ کو اطلاع دی گئی کہ معاویہ کے اصحاب نے انبار پر حملہ کر دیا ہے تو آپ بنفس نفیس نکل کر نخیلہ تک تشریف لے گئے اور کچھ لوگ بھی آپ کے ساتھ پہونچ گئے اور کہنے لگے کہ آپ تشریف رکھیں۔ ہم لوگ ان دشمنوں کے لئے کافی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے لئے کافی نہیں ہو تو دشمن کے لئے کیا کافی ہو سکتے ہو۔ تم سے پہلے رعایا حکام کے ظلم سے فریادی تھی اور آج میں رعایا کے ظلم سے فریاد کر رہا ہوں۔ جیسے کہ یہی لوگ قائد ہیں اور میں رعیت ہوں۔ میں حلقہ بگوش ہوں اور یہ فرمانروا۔

جس وقت آپ نے یہ کلام ارشاد فرمایا جس کا ایک حصہ خطبوں کے ذیل میں نقل کیا جا چکا ہے تو آپ کے اصحاب میں سے دو[۲] افراد آگے بڑھے۔ جن میں سے ایک نے کہا کہ میں اپنا اور اپنے بھائی کا ذمہ دار ہوں۔ آپ حکم دیں ہم تعمیل کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں جو کچھ چاہتا ہوں تمہارا اس سے کیا تعلق ہے۔

۲۶۲۔ کہا جاتا ہے کہ حارث بن حوط نے آپ کے پاس آکر یہ کہا کہ کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ میں اصحاب جمل کو گمراہ مان لوں گا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اے حارث! تم نے اپنے نیچے[۱] کی طرف دیکھا ہے اور اوپر نہیں دیکھا ہے اسی لئے حیران ہو گئے ہو۔ تم حق ہی کو نہیں پہچانتے ہو تو کیا جانو کہ حقدار کون ہے اور باطل ہی کو نہیں جانتے ہو تو کیا جانو کہ باطل پرست کون ہے۔

حارث نے کہا کہ میں سعید بن مالک اور عبداللہ بن عمر کے ساتھ گوشہ نشین ہو جاؤں گا تو آپ نے فرمایا کہ سعید اور عبداللہ بن عمر نے نہ حق کی مدد کی ہے اور نہ باطل کو نظر انداز کیا ہے (نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے)۔

۲۶۳۔ بادشاہ کا مصاحب[۲] شیر کا سوار ہوتا ہے کہ لوگ اس کے حالات پر رشک کرتے ہیں اور وہ خود اپنی حالت کو بہتر پہچانتا ہے۔

۲۶۴۔ دوسروں کے پسماندگان سے اچھا برتاؤ کرو تاکہ لوگ تمہارے پسماندگان کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کریں۔

---

[۱] یہ بات اس شخص سے کہی جاتی ہے جس کی نگاہ انتہائی محدود ہوتی ہے اور اپنے زیر قدم اشیاء سے زیادہ دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے ورنہ انسان کی نگاہ بلند ہو جائے تو بہت سے حقائق کا ادراک کر سکتی ہے۔ حارث کا سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ اس نے صرف ام المومنین کی زوجیت پر نگاہ کی ہے اور طلحہ و زبیر کی صحابیت پر۔ اور ایسی محدود نگاہ رکھنے والا انسان حقائق کا ادراک نہیں کر سکتا ہے۔ حقائق کا معیار قرآن و سنت ہے جس میں زوجہ کو گھر میں بیٹھنے کی تلقین کی گئی ہے اور انسان کو بیعت شکنی سے منع کیا گیا ہے۔ حقائق کا معیار کسی کی زوجیت یا صحابیت نہیں ہے، ورنہ زوجۂ نوحؑ اور زوجۂ لوطؑ کو قابل مذمت نہ قرار دیا جاتا اور اصحاب موسیٰ کی صریحی مذمت نہ کی جاتی۔

[۲] حقیقت امر یہ ہے کہ مصاحبت کی زندگی دیکھنے میں انتہائی حسین دکھائی دیتی ہے کہ سارا امر و نہی کا نظام بظاہر مصاحب کے ہاتھ میں ہوتا ہے لیکن اس کی واقعی حیثیت کیا ہوتی ہے یہ اسی کا دل جانتا ہے کہ نہ صاحب اقتدار کے مزاج کا کوئی بھروسہ ہوتا ہے اور نہ مصاحبت کے عہدہ اقتدار کا۔

رب کریم ہر انسان کو ایسی بلاؤں سے محفوظ رکھے جن کا ظاہر انتہائی حسین ہوتا ہے اور واقع انتہائی سنگین اور خطرناک۔!

يَنقُفُ - پکڑ لیتا ہے
ہون - مختصر
وجیہ - صاحب منزلت

٢٦٥

و قال (عليه السلام):

إِنَّ كَلَامَ الْحُكَمَاءِ إِذَا كَانَ صَوَاباً كَانَ دَوَاءً وَ إِذَا كَانَ خَطَأً كَانَ دَاءً.

٢٦٦

وَ سَأَلَهُ رجل أن يعرفه الإيمان فقال (عليه السلام): إِذَا كَانَ الْغَدُ فَأْتِنِي حَتَّىٰ أُخْبِرَكَ عَلَىٰ أَسْمَاعِ النَّاسِ: فَإِنْ نَسِيتَ مَقَالَتِي حَفِظَهَا عَلَيْكَ غَيْرُكَ، فَإِنَّ الْكَلَامَ كَالشَّارِدَةِ، يَنْقُفُهَا هَذَا وَ يُخْطِئُهَا هَذَا.

و قد ذكرنا ما أجابه به فيما تقدم من هذا الباب و هو قوله: «الإيمان على أربع شعب».

٢٦٧

و قال (عليه السلام):

يَا ابْنَ آدَمَ، لَا تَحْمِلْ هَمَّ يَوْمِكَ الَّذِي لَمْ يَأْتِكَ عَلَىٰ يَوْمِكَ الَّذِي قَدْ أَتَاكَ، فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ مِنْ عُمُرِكَ يَأْتِ اللهُ فِيهِ بِرِزْقِكَ.

٢٦٨

و قال (عليه السلام):

أَحْبِبْ حَبِيبَكَ هَوْناً مَا، عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ بَغِيضَكَ يَوْماً مَا، وَ أَبْغِضْ بَغِيضَكَ هَوْناً مَا، عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ حَبِيبَكَ يَوْماً مَا.

٢٦٩

و قال (عليه السلام):

النَّاسُ فِي الدُّنْيَا عَامِلَانِ: عَامِلٌ عَمِلَ فِي الدُّنْيَا لِلدُّنْيَا، قَدْ شَغَلَتْهُ دُنْيَاهُ عَنْ آخِرَتِهِ، يَخْشَىٰ عَلَىٰ مَنْ يَخْلُفُهُ الْفَقْرَ، وَ يَأْمَنُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ، فَيُفْنِي عُمُرَهُ فِي مَنْفَعَةِ غَيْرِهِ، وَ عَامِلٌ عَمِلَ فِي الدُّنْيَا لِمَا بَعْدَهَا، فَجَاءَهُ الَّذِي لَهُ مِنَ الدُّنْيَا بِغَيْرِ عَمَلٍ، فَأَحْرَزَ الْحَظَّيْنِ مَعاً، وَ مَلَكَ الدَّارَيْنِ جَمِيعاً، فَأَصْبَحَ وَجِيهاً عِنْدَ اللهِ، لَا يَسْأَلُ اللهَ حَاجَةً فَيَمْنَعُهُ.

٢٧٠

و روي أنه ذكر عند عمر بن الخطاب في أيامه حلي الكعبة و كثرته، فقال قوم: لو أخذته فجهزت به جيوش المسلمين كان أعظم للأجر، و ما تصنع الكعبة بالحلي؟ [illegible] عمر بذلك، و سأل عنه أمير المؤمنين عليه السلام فقال (عليه السلام):

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ، وَ الْأَمْوَالُ

(۱) بات یہ ہے کہ حکما اور دانشوروں کا کلام عوام الناس کی نظر میں ایک دستور زندگی کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ اسے آنکھ بند کر کے قبول کر لیتے ہیں لیکن حکما کا فرض ہے کہ ایسی بات کریں جو غلط اور بے بنیاد نہ ہو کہ یہ ایک متعدی مرض ہوگا جو شائد نسلوں میں پھیل جائے اور انھیں ساری گمراہیوں کا جواب دہ ہونا پڑے

(۲) اس ارشاد میں حضرت نے مستقبل کے ہم و غم کے بارے میں منع کیا ہے اور مستقبل کے بارے میں عمل کرنے سے نہیں روکا ہے کہ یہ انسان کے فرائض اور لوازم زندگی میں شامل ہے

اس کلام میں اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جن کا رزق سامنے رکھا ہے اور کل کے اندیشے میں مرے جا رہے ہیں۔

مصادر حکمت ۲۶۵ غرر الحکم آمدی
مصادر حکمت ۲۶۶ تحف العقول ص۱۶۲، اصول کافی ۲ ص۴۹، ذیل الامالی ابو علی قالی ص۱۷۱، قوت القلوب ۱ ص۳۸۲، حلیۃ الاولیاء ۱ ص[illegible] خصال صدوق ۱ ص۱۰۸، مناقب خوارزمی ص۲۶۸، دستور معالم الحکم قضاعی
مصادر حکمت ۲۶۷ عیون الاخبار ۲ ص۳۲۱، کامل مبرد ۱ ص۹۲، الفرج بعد الشدۃ ۱ ص۳۷
مصادر حکمت ۲۶۸ الفرج و الظرفاء ارشاد ص۳۲، تحف العقول ص۲۰۱، الصدیق و الصداقۃ توحیدی ص۸، قوت القلوب ۲ ص۳۶ المجمع بین الغریبین، جمہرۃ الامثال ۱ ص۱۸۳، انساب الاشراف ۵ ص۹۵، مجمع الامثال ۱ ص۱۰۲
مصادر حکمت ۲۶۹ اعلام الدین
مصادر حکمت ۲۷۰ صحیح البخاری ۳ ص۱۸، سنن ابی داؤد ص۳۱۷، سنن ابن ماجہ ۲ ص۲۶۹، سنن بیہقی ۵ ص۱۱۹، فتوح البلدان [illegible] الریاض النضرہ ۲ ص۱۷، ربیع الابرار باب ص۷۵، فتح الباری ۳ ص۳۵۸، کنز العمال ۷ ص۱۴۵

۲۶۵۔ حکماء کا کلام درست ہوتا ہے تو دوا بن جاتا ہے اور غلط ہوتا ہے تو بیماری بن جاتا ہے۔ (ف۱)

۲۶۶۔ ایک شخص نے آپ سے مطالبہ کیا کہ ایمان کی تعریف فرمائیں۔ تو فرمایا کہ کل آنا تو میں مجمع عام میں بیان کروں گا تاکہ تم بھول جاؤ تو دوسرے لوگ محفوظ رکھ سکیں۔ اس لئے کہ کلام بھڑکے ہوئے شکار کے مانند ہوتا ہے کہ ایک پکڑ لیتا ہے اور ایک کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ (مفصل جواب اس سے پہلے ایمان کے شعبوں کے ذیل میں نقل کیا جا چکا ہے)۔

۲۶۷۔ فرزند آدم! اُس دن کا غم جو ابھی نہیں آیا ہے اِس دن پر مت ڈالو جو آچکا ہے (ف۲) کہ اگر وہ تمھاری عمر میں شامل ہوگا تو اس کا رزق بھی اس کے ساتھ ہی آئے گا۔

۲۶۸۔ اپنے دوست سے ایک محدود حد تک دوستی کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دن دشمن ہو جائے[۱] اور دشمن سے بھی ایک حد تک دشمنی کرو شائد ایک دن دوست بن جائے (تو شرمندگی نہ ہو)۔

۲۶۹۔ دنیا میں دو طرح کے عمل کرنے والے پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ ہے جو دنیا میں دنیا ہی کے لئے کام کرتا ہے اور اسے دنیا نے آخرت سے غافل بنا دیا ہے۔ وہ اپنے بعد والوں[۲] کے فقر سے خوفزدہ رہتا ہے اور اپنے بارے میں بالکل مطمئن رہتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ساری زندگی دوسروں کے فائدہ کے لئے فنا کر دیتا ہے۔ اور ایک شخص وہ ہوتا ہے جو دنیا میں اس کے بعد کے لئے عمل کرتا ہے اور اسے دنیا بغیر عمل کے مل جاتی ہے۔ وہ دنیا و آخرت دونوں کو پا لیتا ہے اور دونوں گھروں کا مالک ہو جاتا ہے۔ خدا کی بارگاہ میں سرخرو ہو جاتا ہے اور کسی بھی حاجت کا سوال کرتا ہے تو پروردگار اسے پورا کر دیتا ہے۔

۲۷۰۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ عمر بن الخطاب کے سامنے ان کے دور حکومت میں خانۂ کعبہ کے زیورات اور ان کی کثرت کا ذکر کیا گیا اور ایک قوم نے یہ تقاضا کیا کہ اگر آپ ان زیورات کو مسلمانوں کے لشکر پر صرف کر دیں تو بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا، کعبہ کو ان زیورات کی کیا ضرورت ہے؟۔ تو انھوں نے اس رائے کو پسند کرتے ہوئے حضرت امیرؑ سے دریافت کر لیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ قرآن پیغمبر اسلامؐ پر نازل ہوا ہے اور آپ کے دور میں اموال کی چار قسمیں تھیں۔

---

[۱] یہ ایک انتہائی عظیم معاشرتی نکتہ ہے جس کا اندازہ ہر اس انسان کو ہے جس نے معاشرہ میں آنکھ کھول کر زندگی گذاری ہے اور اندھوں جیسی زندگی نہیں گذاری ہے۔ اس دنیا کے سرد و گرم کا تقاضا یہی ہے کہ یہاں افراد سے ملنا بھی پڑتا ہے اور کبھی الگ بھی ہونا پڑتا ہے لہٰذا تقاضائے عقل مندی یہی ہے کہ زندگی میں ایسا اعتدال رکھے کہ اگر الگ ہونا پڑے تو سارے اسرار دوسرے کے قبضہ میں نہ ہوں کہ اس کا غلام بن کر رہ جائے اور اگر ملنا پڑے تو ایسے حالات نہ ہوں کہ شرمندگی کے علاوہ اور کچھ ہاتھ نہ آئے۔

[۲] دور قدیم میں اس کا نام دور اندیشی رکھا جاتا تھا جہاں انسان صبح و شام محنت کرنے کے باوجود نہ مال اپنی دنیا پر صرف کرتا تھا اور نہ آخرت پر۔ بلکہ اپنے وارثوں کے لئے ذخیرہ بنا کر چلا جاتا تھا۔ اس غریب کو یہ احساس بھی نہیں تھا کہ جب اسے خود اپنی عاقبت بنانے کی فکر نہیں ہے تو ورثاء کو اس کی عاقبت سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ وہ تو ایک مال غنیمت کے مالک ہو گئے ہیں اور جس طرح چاہیں گے اسی طرح صرف کریں گے۔

أَرْبَعَةٌ: أَمْوَالُ الْمُسْلِمِينَ فَقَسَّمَهَا بَيْنَ الْوَرَثَةِ فِي الْفَرَائِضِ؛ وَالْفَيْءُ فَقَسَّمَهُ عَلَىٰ مُسْتَحِقِّيهِ؛ وَالْخُمُسُ فَوَضَعَهُ اللهُ حَيْثُ وَضَعَهُ؛ وَالصَّدَقَاتُ فَجَعَلَهَا اللهُ حَيْثُ جَعَلَهَا. وَكَانَ حَلْيُ الْكَعْبَةِ فِيهَا يَوْمَئِذٍ. فَتَرَكَهُ اللهُ عَلَىٰ حَالِهِ، وَلَمْ يَتْرُكْهُ نِسْيَاناً، وَلَمْ يَخْفَ عَلَيْهِ مَكَاناً، فَأَقِرَّهُ حَيْثُ أَقَرَّهُ اللهُ وَ رَسُولُهُ.
فَقَالَ لَهُ عمر: لولاك لا فتضحنا. و ترك الحلي بحاله.

۲۷۱

و روي أنه ﴿عليه السلام﴾ رفع إليه رجلان سرقا من مال الله، أحدهما عبد من مال الله، والأخر من عروض الناس.

فقال ﴿عليه السلام﴾:

أَمَّا هٰذَا فَهُوَ مِنْ مَالُ اللهِ وَ لَا حَدَّ عَلَيْهِ، مَالِ اللهِ أَكَلَ بَعْضُهُ بَعْضاً؛ وَ أَمَّا الْآخَرُ فَعَلَيْهِ الْحَدُّ الشَّدِيدُ. فقطع يده.

۲۷۲

و قال ﴿عليه السلام﴾:

لَوْ قَدِ اسْتَوَتْ قَدَمَايَ مِنْ هٰذِهِ الْمَدَاحِضِ لَغَيَّرْتُ أَشْيَاءَ.

۲۷۳

و قال ﴿عليه السلام﴾:

اِعْلَمُوا عِلْماً يَقِيناً أَنَّ اللهَ لَمْ يَجْعَلْ لِلْعَبْدِ – وَ إِنْ عَظُمَتْ حِيلَتُهُ، وَاشْتَدَّتْ طِلْبَتُهُ، وَ قَوِيَتْ مَكِيدَتُهُ – أَكْثَرَ مِمَّا سُمِّيَ لَهُ فِي الذِّكْرِ الْحَكِيمِ، وَ لَمْ يَحُلْ بَيْنَ الْعَبْدِ فِي ضَعْفِهِ وَ قِلَّةِ حِيلَتِهِ، وَ بَيْنَ أَنْ يَبْلُغَ مَا سُمِّيَ لَهُ فِي الذِّكْرِ الْحَكِيمِ. وَ الْعَارِفُ لِهٰذَا، الْعَامِلُ بِهِ، أَعْظَمُ النَّاسِ رَاحَةً فِي مَنْفَعَةٍ، وَالتَّارِكُ لَهُ الشَّاكُّ فِيهِ، أَعْظَمُ النَّاسِ شُغْلاً فِي مَضَرَّةٍ. وَ رُبَّ مُنْعَمٍ عَلَيْهِ مُسْتَدْرَجٌ بِالنُّعْمَىٰ، وَ رُبَّ مُبْتَلًى مَصْنُوعٌ لَهُ بِالْبَلْوَىٰ! فَزِدْ أَيُّهَا الْمُسْتَنْفِعُ فِي شُكْرِكَ، وَ قَصِّرْ مِنْ عَجَلَتِكَ، وَقِفْ عِنْدَ مُنْتَهَىٰ رِزْقِكَ.

۲۷۴

و قال ﴿عليه السلام﴾:

لَا تَجْعَلُوا عِلْمَكُمْ جَهْلاً، وَ يَقِينَكُ

عُروض - جنس مال
مَدَاحِض - لغزش کے مقامات
ذکر حکیم - قرآن مجید
مُستَدرَج - جسے مہلت دیدی جائے
مُبتَلیٰ - جس کا امتحان لیا جائے

لہ اس لفظ سے اس اجر و ثواب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کا صریحی تذکرہ قرآن حکیم میں موجود ہے اور جس کا وعدہ ہر عمل کرنے والے سے کیا گیا ہے اس میں کسی طاقت اور ضعف کی تفریق نہیں ہے انسان کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو اس کے اجر و ثواب میں اضافہ نہیں ہو سکتا ہے اور کتنا ہی ضعیف و ناتوان کیوں نہ ہو اس کے ثواب میں کمی نہیں ہو سکتی ہے۔
مال دنیا کبھی ہاتھ آکر بلاؤں کا ذریعہ بن جاتا ہے اور کبھی ہاتھ سے نکل کر اجر و ثواب کا وسیلہ قرار پا جاتا ہے لہٰذا ضرورت سے زیادہ رزق کے لئے جان دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مسلمان کا ذاتی مال تھا
خمس تھا جسے اس کے حقد
رات اس وقت بھی موجو
د آپ سے پوشیدہ تھا۔
آپ نہ ہوتے تو ہم رسوا ہ
۲۷۱۔ کہا جاتا ہے کہ آ
ت المال کی ملکیت تھا اور
ل ہے کہ مال خدا کے ایک ح
کاٹ دئے گئے۔
۲۷۲۔ اگر ان پھسلنے وا
جن کا سنتِ پیغمبرؐ سے کوئی تعا
۲۷۳۔ یہ بات یقین کے
یا گیا ہے چاہے اس کی تدبیر
ندہ تک اس کا مقسوم پہونچے
اور اس کے مطابق عمل کرتا
میں شک کرتا ہے، وہی س
عذاب کی لپیٹ میں لے لیا
ث برکت بن جاتا ہے۔ لہٰ
رول پر ٹھہر جاؤ۔
۲۷۴۔ خبردار اپنے علم کو

ورت حال بظاہر خانۂ کعبہ کے ر
دری ہیں تو ان کا تحفظ بھی ضرو
صرف میں لگا دینا چاہئے۔ بقول
قدس مقام کے دیگر ضروریات

نادر حکمت ۲۷۱ فروع کافی، ص ۲۶۴، دعائم الاسلام ۲ ص ۴۷۱
نادر حکمت ۲۷۲ غرر الحکم
نادر حکمت ۲۷۳ کافی باب الجہاد ۵ ص ۸۱، تحف العقول ص ۱۵۴، امالی طوسیؒ ۱ ص ۱۶۵، مجالس مفیدؒ ص ۱۲۰
نادر حکمت ۲۷۴ غرر الحکم ص ۳۳۷، تاریخ ابن عساکر

ایک مسلمان کا ذاتی مال تھا جسے حسب فرائض ورثا میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ ایک بیت المال کا مال تھا جسے مستحقین میں تقسیم کرتے تھے۔ ایک خمس تھا جسے اس کے حقداروں کے حوالہ کر دیتے تھے اور کچھ صدقات تھے جنھیں انھیں کے محل پر صرف کیا کرتے تھے۔ کعبہ کے زیورات اس وقت بھی موجود تھے اور پروردگار نے انھیں اسی حالت میں چھوڑ رکھا تھا۔ نہ رسول اکرمؐ انھیں بھولے تھے اور نہ ان کا وجود آپ سے پوشیدہ تھا۔ لہٰذا آپ انھیں اسی حالت پر رہنے دیں جس حالت پر خدا و رسولؐ نے رکھا ہے۔ یہ سُننا تھا کہ عمرؓ نے کہا آج اگر آپ نہ ہوتے تو میں رُسوا ہو گیا ہوتا اور یہ کہہ کر زیورات کو ان کی جگہ چھوڑ دیا۔

۲۷۱۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے سامنے دو آدمیوں کو پیش کیا گیا جنھوں نے بیت المال سے مال چُرایا تھا۔ ایک ان میں سے غلام اور بیت المال کی ملکیت تھا اور دوسرا لوگوں میں سے کسی کی ملکیت تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جو بیت المال کی ملکیت ہے اس پر کوئی حد نہیں ہے کہ مال خدا کے ایک حصہ نے دوسرے حصہ کو کھا لیا ہے۔ لیکن دوسرے پر شدید حد جاری کی جائے گی۔ جس کے بعد اس کے ہاتھ کاٹ دئے گئے۔

۲۷۲۔ اگر ان پھسلنے والی جگہوں پر میرے قدم جم گئے تو میں بہت سی چیزوں کو بدل دوں گا (جنھیں پیشرو خلفاء نے ایجاد کیا ہے اور جن کا سنتِ پیغمبرؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے)۔

۲۷۳۔ یہ بات یقین کے ساتھ جان لو کہ پروردگار نے کسی بندہ کے لئے اس سے زیادہ نہیں قرار دیا ہے جتنا کتاب حکیم میں بیان کر دیا گیا ہے[1] چاہے اس کی تدبیر کتنی ہی عظیم، اس کی جستجو کتنی ہی شدید اور اس کی ترکیبیں کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہوں۔ اور اسی طرح وہ بندہ تک اس کا مقسوم پہونچنے کی راہ میں کبھی حائل نہیں ہوتا ہے چاہے وہ کتنا ہی کمزور اور بیچارہ کیوں نہ ہو۔ جو اس حقیقت کو جانتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے وہی سب سے زیادہ راحت اور فائدہ میں رہتا ہے اور جو اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتا ہے اور اس میں شک کرتا ہے، وہی سب سے زیادہ نقصان میں مبتلا ہوتا ہے۔ کتنے ہی افراد ہیں جنھیں نعمتیں دی جاتی ہیں اور انھیں کے ذریعہ عذاب کی لپیٹ میں لے لیا جاتا ہے۔ اور کتنے ہی افراد ہیں جو مبتلائے مصیبت ہوتے ہیں لیکن یہی ابتلا ان کے حق میں باعثِ برکت بن جاتا ہے۔ لہٰذا اے فائدہ کے طلبگارو! اپنے شکر میں اضافہ کرو اور اپنی جلدی کم کر دو اور اپنے رزق کی حدوں پر ٹھہر جاؤ۔

۲۷۴۔ خبردار اپنے علم کو جہل نہ بناؤ اور اپنے یقین کو شک نہ قرار دو۔

[1] یہ صورت حال بظاہر خانۂ کعبہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام مقدس مقامات کا یہی حال ہے کہ ان کے زینت و آرائش کے اسباب اگر ضروری ہیں تو ان کا تحفظ بھی ضروری ہے۔ لیکن اگر ان کی کوئی افادیت نہیں ہے تو ان کے بارے میں ذمہ داران شریعت سے رجوع کر کے صحیح مصرف میں لگا دینا چاہئے۔ بقول شخصے بجلی کے دور میں موم بتی اور خوشبو کے دور میں اگر بتی کے تحفظ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہی پیسہ اسی مقدس مقام کے دیگر ضروریات پر صرف کیا جاسکتا ہے۔

شَكّاً. إِذَا عَلِمْتُمْ فَاعْمَلُوا، وَ إِذَا تَيَقَّنْتُمْ فَأَقْدِمُوا.

٢٧٥

و قال (عليه السلام):

إِنَّ الطَّمَعَ مُورِدٌ غَيْرُ مُصْدِرٍ، وَ ضَامِنٌ غَيْرُ وَفِيٍّ. وَ رُبَّمَا شَرِقَ شَارِبُ الْمَاءِ قَبْلَ رِيِّهِ؛ وَ كُلَّمَا عَظُمَ قَدْرُ الشَّيْءِ الْمُتَنَافَسِ فِيهِ عَظُمَتِ الرَّزِيَّةُ لِفَقْدِهِ. وَ الْأَمَانِيُّ تُعْمِي أَعْيُنَ الْبَصَائِرِ. وَالْحَظُّ يَأْتِي مَنْ لَا يَأْتِيهِ.

٢٧٦

و قال (عليه السلام):

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ تُحَسِّنَ فِي لَامِعَةِ الْعُيُونِ عَلَانِيَتِي، وَ تُقَبِّحَ فِيمَا أُبْطِنُ لَكَ سَرِيرَتِي، مُحَافِظاً عَلَىٰ رِثَاءِ النَّاسِ مِنْ نَفْسِي بِجَمِيعِ مَا أَنْتَ مُطَّلِعٌ عَلَيْهِ مِنِّي. فَأُبْدِيَ لِلنَّاسِ حُسْنَ ظَاهِرِي، وَأُفْضِيَ إِلَيْكَ بِسُوءِ عَمَلِي، تَقَرُّباً إِلَىٰ عِبَادِكَ. وَ تَبَاعُداً مِنْ مَرْضَاتِكَ.

٢٧٧

و قال (عليه السلام):

لَا وَالَّذِي أَمْسَيْنَا مِنْهُ فِي غُبْرِ لَيْلَةٍ دَهْمَاءَ، تَكْشِرُ عَنْ يَوْمٍ أَغَرَّ، مَا كَانَ كَذَا وَ كَذَا.

٢٧٨

و قال (عليه السلام):

قَلِيلٌ تَدُومُ عَلَيْهِ أَرْجَىٰ مِنْ كَثِيرٍ مَمْلُولٍ مِنْهُ.

٢٧٩

و قال (عليه السلام):

إِذَا أَضَرَّتِ النَّوَافِلُ بِالْفَرَائِضِ فَارْفُضُوهَا.

٢٨٠

و قال (عليه السلام):

مَنْ تَذَكَّرَ بُعْدَ السَّفَرِ اسْتَعَدَّ.

ست ۲۷۵ غرر الحکم، مطالب السئول ا ص ۱۶۴، مجمع الامثال ۲ ص ۳۵۴، نہایۃ الادب ۳ ص ۳۳۶
ست ۲۷۶ العقد الفرید ۳ ص ۲۲۲
ست ۲۷۷
ست ۲۷۸ غرر الحکم ص ۲۳۴، روض الاخیار ص ۲۰۲
ست ۲۷۹ تحف العقول ص ۱۶۷، قصار الحکم ص ۳۹
ست ۲۸۰ تحف العقول ص ۱۶۷، غرر الحکم

جب جان لو تو عمل کرو[1] اور جب یقین ہو جائے تو قدم آگے بڑھاؤ۔

۲۷۵۔ لالچ جہاں وارد کر دیتی ہے وہاں سے نکلنے نہیں دیتی ہے اور یہ ایک ایسی ضمانت[2] دار ہے جو وفادار نہیں ہے۔ کہ کبھی کبھی تو پانی پینے والے کو سیرابی سے پہلے ہی اچھو لگ جاتا ہے اور جس قدر کسی مرغوب چیز کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی ہے اس کے کھو جانے کا رنج زیادہ ہوتا ہے۔ آرزوئیں دیدۂ بصیرت کو اندھا بنا دیتی ہیں اور جو کچھ نصیب میں ہوتا ہے وہ بغیر کوشش کے بھی مل جاتا ہے۔

۲۷۶۔ خدایا[3] میں اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ لوگوں کی ظاہری نگاہ میں میرا ظاہر حسین ہو اور جو باطن تیرے لئے چھپائے ہوئے ہوں وہ قبیح ہو۔ میں لوگوں کے دکھاوے کے لئے ان چیزوں کی نگہداشت کروں جن پر تو اطلاع رکھتا ہے۔ کہ لوگوں پر حسن ظاہر کا مظاہرہ کروں اور تیری بارگاہ میں بدترین عمل کے ساتھ حاضری دوں۔ تیرے بندوں سے قربت اختیار کروں اور تیری مرضی سے دور ہو جاؤں۔

۲۷۷۔ اس ذات کی قسم جس کی بدولت ہم نے شب تاریک کے اس باقی حصہ کو گذار دیا ہے جس کے چھٹتے ہی روزِ درخشاں ظاہر ہوگا ایسا اور ایسا نہیں ہوا ہے (ع)

۲۷۸۔ تھوڑا عمل جسے پابندی سے انجام دیا جائے اس کثیر عمل سے بہتر ہے جس سے آدمی اُکتا جائے۔

۲۷۹۔ جب[4] نوافل فرائض کو نقصان پہونچانے لگیں تو انھیں چھوڑ دو۔

۲۸۰۔ جو دوریِ سفر کو یاد رکھتا ہے وہ تیاری بھی کرتا ہے۔

---

[1] امام علیہ السلام کی نظر میں علم اور یقین کے ایک مخصوص معنی ہیں جن کا اظہار انسان کے کردار سے ہوتا ہے۔ آپ کی نگاہ میں علم صرف جاننے کا نام نہیں ہے اور نہ یقین صرف اطمینان قلب کا نام ہے بلکہ دونوں کے وجود کا ایک فطری تقاضا ہے جس سے ان کی واقعیت اور اصالت کا اندازہ ہوتا ہے کہ انسان واقعاً صاحب علم ہے تو با عمل بھی ہوگا اور واقعاً صاحب یقین ہے تو قدم بھی آگے بڑھائے گا۔ ایسا نہ ہو تو علم جہل کہے جانے کے قابل ہے اور یقین شک سے بالاتر کوئی شے نہیں ہے۔

[2] لالچ انسان کو ہزاروں چیزوں کا یقین دلا دیتی ہے اور اس سے وعدہ بھی کر لیتی ہے لیکن وقت پر وفا نہیں کرتی ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سیراب ہونے سے پہلے ہی اچھو لگ جاتا ہے اور سیراب ہونے کی نوبت ہی نہیں آتی ہے۔ لہٰذا تقاضائے عقل و دانش یہی ہے کہ انسان لالچ سے اجتناب کرے اور بقدر ضرورت پر اکتفا کرے جو بہر حال اسے حاصل ہونے والا ہے۔

[3] عام طور سے لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ عوام الناس کے سامنے آنے کے لئے اپنے ظاہر کو پاک و پاکیزہ اور حسین و جمیل بنا لیتے ہیں اور یہ خیال ہی نہیں رہ جاتا ہے کہ ایک دن اس کا بھی سامنا کرنا ہے جو ظاہر کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ باطن پر نگاہ رکھتا ہے اور اسرار کا بھی حساب کرنے والا ہے۔

مولائے کائنات نے عالم انسانیت کو اسی کمزوری کی طرف متوجہ کرنے کے لئے اس دعا کا لہجہ اختیار کیا ہے جہاں دوسروں پر براہ راست تنقید بھی نہ ہو اور اپنا پیغام بھی تمام افراد تک پہونچ جائے۔ شائد انسانوں کو یہ احساس پیدا ہو جائے کہ عوام الناس کا سامنا کرنے سے زیادہ اہمیت مالک کے سامنے جانے کی ہے اور اس کے لئے باطن کا پاک و صاف رکھنا بیحد ضروری ہے۔

[4] تقدس مآب حضرات کے لئے یہ بہترین نسخۂ ہدایت ہے جو اجتماعی اور عوامی فرائض سے غافل ہو کر مستحبات پر جان دئے پڑے رہتے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں کرتے ہیں اور اسی طرح یہ ان صاحبانِ ایمان کے لئے سامانِ تنبیہ ہے جو مستحبات پر اتنا وقت اور سرمایہ صرف کر دیتے ہیں کہ واجبات کے لئے نہ وقت بچتا ہے اور نہ سرمایہ۔ جب کہ قانونی اعتبار سے ایسے مستحبات کی کوئی حیثیت نہیں ہے جن سے واجبات متاثر ہو جائیں اور انسان فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کا شکار ہو جائے۔

۲۸۱

و قال (ﷺ):

لَيْسَتِ الرَّوِيَّةُ كَالْمُعَايَنَةِ مَعَ الْإِبْصَارِ؛ فَقَدْ تَكْذِبُ الْعُيُونُ أَهْلَهَا، وَ لَا يَغُشُّ الْعَقْلُ مَنِ اسْتَنْصَحَهُ.

۲۸۲

و قال (ﷺ):

بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الْمَوْعِظَةِ حِجَابٌ مِنَ الْغِرَّةِ.

۲۸۳

و قال (ﷺ):

جَاهِلُكُمْ مُزْدَادٌ، وَ عَالِمُكُمْ مُسَوِّفٌ.

۲۸٤

و قال (ﷺ):

قَطَعَ الْعِلْمُ عُذْرَ الْمُتَعَلِّلِينَ.

۲۸۵- و قال (ﷺ):

كُلُّ مُعَاجَلٍ يَسْأَلُ الْإِنْظَارَ، وَ كُلُّ مُؤَجَّلٍ يَتَعَلَّلُ بِالتَّسْوِيفِ.

۲۸٦

و قال (ﷺ):

مَا قَالَ النَّاسُ لِشَيْءٍ «طُوبَى لَهُ» إِلَّا وَ قَدْ خَبَأَ لَهُ الدَّهْرُ يَوْمَ سَوْءٍ.

۲۸۷

و سئل عن القدر، فقال:

طَرِيقٌ مُظْلِمٌ فَلَا تَسْلُكُوهُ، وَ بَحْرٌ عَمِيقٌ فَلَا تَلِجُوهُ، وَ سِرُّ اللهِ فَلَا تَتَكَلَّفُوهُ.

۲۸۸

و قال (ﷺ):

إِذَا أَرْذَلَ اللهُ عَبْداً حَظَرَ عَلَيْهِ الْعِلْمَ.

۲۸۹

و قال (ﷺ):

كَانَ لِي فِيمَا مَضَى أَخٌ فِي اللهِ، وَ كَانَ

تیۃ - غور و فکر
ۃ - غفلت
داد - زیادہ کام کرنے والا
سوف - ٹالنے والا
ظار - مہلت
جل - عمر دراز
سویف - تاخیر اجل
ذل - رذیل بنا دے
ظر - ممنوع قرار دیدیتا ہے

صادر حکمت ۲۸۱ غرر الحکم
صادر حکمت ۲۸۲ تحف العقول ص۱٦۷ ، غرر الحکم ص۲۳۸
صادر حکمت ۲۸۳
صادر حکمت ۲۸٤ غرر الحکم
صادر حکمت ۲۸۵ تحف العقول ص۱٦۷ ، قصار الحکم ص۲۸۲
صادر حکمت ۲۸٦ تذکرة الخواص ص۱۵٦ ، غرر الحکم ص۳۱۰ ، ربیع الابرار ، الغرر العرر ص۵٤ ، المستطرف ۲ ص٦٦
صادر حکمت ۲۸۷ توحید صدوق ص۳٦٤ ، فقہ الرضا ، بحار الانوار ۵ ص۱۲۳ ، تذکرة الخواص ص۱۵۹ ، تاریخ الخلفاء ص۱۸۲
صادر حکمت ۲۸۸ غرر الحکم آمدی
صادر حکمت ۲۸۹ اصول کافی ا ص۴۹۳ ، تحف العقول ص۲۴۳ ، عیون الاخبار ۲ ص۲۲٤ ، تاریخ بغداد ۱۲ ص۳۱۵ ، ربیع الابرار باب الخیر والصلاح الادب الکبیر ص۱۴۵ ، مرآة العقول مجلسیؒ ۲ ص۲۱۳ ، مشکوٰة الانوار ص۲۱٦

۲۸۱۔ آنکھوں کا دیکھنا حقیقت میں دیکھنا شمار نہیں ہوتا ہے کہ کبھی کبھی آنکھیں اپنے اشخاص کو دھوکہ دے دیتی ہیں لیکن عقل[1] نصیحت حاصل کرنے والے کو فریب نہیں دیتی ہے۔

۲۸۲۔ تمھارے اور نصیحت کے درمیان غفلت کا ایک پردہ حائل رہتا ہے۔

۲۸۳۔ تمھارے جاہلوں کو دولت فراواں دے دی جاتی ہے اور عالم کو صرف مستقبل کی امید دلائی جاتی ہے۔

۲۸۴۔ علم ہمیشہ بہانہ بازوں[2] کے عذر کو ختم کر دیتا ہے۔

۲۸۵۔ جس کی موت جلدی آجاتی ہے وہ مہلت کا مطالبہ کرتا ہے اور جسے مہلت مل جاتی ہے وہ ٹال مٹول کرتا ہے۔

۲۸۶۔ جب بھی لوگ کسی چیز پر واہ واہ کرتے ہیں تو زمانہ اس کے واسطے ایک برا دن چھپا کر رکھتا ہے۔

۲۸۷۔ آپ سے قضاو قدر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ یہ ایک تاریک راستہ ہے اس پر مت چلو اور ایک گہرا سمندر ہے اس میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرو اور ایک رازالٰہی ہے لہٰذا اسے[3] معلوم کرنے کی زحمت نہ کرو۔

۲۸۸۔ جب پروردگار کسی بندہ کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اسے علم و دانش سے محروم کر دیتا ہے۔

۲۸۹۔ گذشتہ زمانہ میں میرا ایک بھائی تھا۔ جس کی عظمت میری نگاہوں میں اس لئے تھی کہ

---

[1] انسانی علم کے تین وسائل ہیں۔ ایک اس کا ظاہری احساس وادراک ہے اور ایک اس کی عقل ہے جس پر تمام عقلاء بشر کا اتفاق ہے اور تیسرا راستہ وحی الٰہی ہے جس پر صاحبانِ ایمان کا ایمان ہے اور بے ایمان اس وسیلہ ادراک سے محروم ہیں۔ ان تینوں میں اگرچہ وحی کے بارے میں خطا کا کوئی امکان نہیں ہے اور اس اعتبار سے اس کا مرتبہ سب سے افضل ہے لیکن خود وحی کا ادراک بھی عقل کے بغیر ممکن نہیں ہے اور اس اعتبار سے عقل کا مرتبہ ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ کتب احادیث میں کتاب العقل کو سب سے پہلے قرار دیا گیا ہے اور اس طرح اس کی بنیادی حیثیت کا اعلان کیا گیا ہے۔

[2] اگر انسان واقعاً عالم ہے تو علم کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے مطابق عمل کرے اور کسی طرح کی بہانہ بازی سے کام نہ لے جس طرح کہ درباری اور سیاسی علماء دیدہ و دانستہ حقائق سے انحراف کرتے ہیں اور دنیاوی مفادات کی خاطر اپنے علم کا ذبیحہ کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ قاتل اور رہزن کہے جانے کے قابل ہیں۔ عالم اور فاضل کہے جانے کے لائق نہیں ہیں۔

[3] اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اسلام کسی بھی موضوع کے بارے میں جہالت کا طرفدار ہے اور نہ جاننے ہی کو افضلیت عطا کرتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اکثر لوگ ان حقائق کے متحمل نہیں ہوتے ہیں۔ لہٰذا انسان کو انھیں چیزوں کا علم حاصل کرنا چاہئے جو اس کے لئے قابلِ تحمل و برداشت ہو۔ اس کے بعد اگر حدود تحمل سے باہر ہو تو پڑھ لکھ کر بہک جانے سے ناواقف رہنا ہی بہتر ہے۔

يُعَظِّمُهُ فِي عَيْنِي صِغَرُ الدُّنْيَا فِي عَيْنِهِ. وَكَانَ خَارِجاً مِنْ سُلْطَانِ بَطْنِهِ، فَلَا يَشْتَهِي مَا لَا يَجِدُ، وَ لَا يُكْثِرُ إِذَا وَجَدَ. وَكَانَ أَكْثَرَ دَهْرِهِ صَامِتاً، فَإِنْ قَالَ بَذَّ الْقَائِلِينَ، وَ نَقَعَ غَلِيلَ السَّائِلِينَ. وَكَانَ ضَعِيفاً مُسْتَضْعَفاً! فَإِنْ جَاءَ الْجِدُّ فَهُوَ لَيْثُ غَابٍ. وَصِلُّ وَادٍ، لَا يُدْلِي بِحُجَّةٍ حَتَّىٰ يَأْتِيَ قَاضِياً وَكَانَ لَا يَلُومُ أَحَداً عَلَىٰ مَا يَجِدُ الْعُذْرَ فِي مِثْلِهِ، حَتَّىٰ يَسْمَعَ اعْتِذَارَهُ، وَكَانَ لَا يَشْكُو وَجَعاً إِلَّا عِنْدَ بُرْئِهِ؛ وَكَانَ يَقُولُ مَا يَفْعَلُ وَ لَا يَقُولُ مَا لَا يَفْعَلُ، وَكَانَ إِذَا غُلِبَ عَلَىٰ الْكَلَامِ لَمْ يُغْلَبْ عَلَىٰ السُّكُوتِ، وَكَانَ عَلَىٰ مَا يَسْمَعُ أَحْرَصَ مِنْهُ عَلَىٰ أَنْ يَتَكَلَّمَ؛ وَكَانَ إِذَا بَدَهَهُ أَمْرَانِ يَنْظُرُ أَيُّهُمَا أَقْرَبُ إِلَىٰ الْهَوَىٰ فَيُخَالِفُهُ. فَعَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْخَلَائِقِ فَالْزَمُوهَا وَ تَنَافَسُوا فِيهَا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِيعُوهَا فَاعْلَمُوا أَنَّ أَخْذَ الْقَلِيلِ خَيْرٌ مِنْ تَرْكِ الْكَثِيرِ.

۲۹۰

و قال (ﷺ):

لَوْ لَمْ يَتَوَعَّدِ اللهُ عَلَىٰ مَعْصِيَتِهِ لَكَانَ يَجِبُ أَلَّا يُعْصَىٰ شُكْراً لِنِعَمِهِ.

۲۹۱

و قال (ﷺ):

و قد عزى الأشعث بن قيس[۱] عن ابن له:

يَا أَشْعَثُ، إِنْ تَحْزَنْ عَلَىٰ ابْنِكَ فَقَدِ اسْتَحَقَّتْ مِنْكَ ذٰلِكَ الرَّحِمُ، وَ إِنْ تَصْبِرْ فَفِي اللهِ مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ خَلَفٌ. يَا أَشْعَثُ، إِنْ صَبَرْتَ جَرَىٰ عَلَيْكَ الْقَدَرُ وَ أَنْتَ مَأْجُورٌ، وَ إِنْ جَزِعْتَ جَرَىٰ عَلَيْكَ الْقَدَرُ وَ أَنْتَ مَأْزُورٌ. يَا أَشْعَثُ، ابْنُكَ سَرَّكَ وَ هُوَ بَلَاءٌ وَ فِتْنَةٌ، وَ حَزَنَكَ وَ هُوَ ثَوَابٌ وَ رَحْمَةٌ.

۲۹۲

و قال (ﷺ):

على قبر رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم ساعة دفنه.

بَذَّ - روک دیا
نقع الغلیل - پیاس بجھادی
لیث - اسد
غاب - بیشہ، جھاڑی
صِلّ - سانپ
یُدلی - پیش کرتا ہے
بَدَہَ - اچانک پیش آگیا
تَوَعّد - ڈراتا
مَأزور - گنہگار
حَزَن - رنجیدہ کردیا

[۱] اولاد دنیا کے اعتبار سے بلا ہوتی ہے کہ ماں باپ کو ان کی زندگی اور تربیت کے لئے بے پناہ زحمت برداشت کرنا پڑتا ہے اور آخرت کے اعتبار سے امتحان و آزمائش ہوتی ہے کہ ذرا غفلت ہوگئی اور آخرت برباد ہوگئی۔ رب کریم ہر مومن کو اس منزل آزمائش میں کامیابی عطا فرمائے اور سب کی اولاد کو صالح و نیک کردار قرار دے۔

مصادر حکمت ۲۹۰ تذکرۃ الخواص ص۱۳۵، غرر الحکم ص۲۶۲

مصادر حکمت ۲۹۱ کافی ۳ ص۲۶۱، البیان والتبیین ۳ ص۱۷۵، تحف العقول ص۲۰۹، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۸۵، العقد الفرید ۲ ص۳۳، البدیع اسامہ بن منقذ، عیون الاخبار ص۶۱، قصار الحکم ص۹۹

مصادر حکمت ۲۹۲ دستور معالم الحکم ص۱۹۸، غرر الحکم ص۱۰۳، نہایۃ نویری ۵ ص۱۹۶

دنیا اس کی نگاہوں[1] میں حقیر تھی اور اس پر پیٹ کی حکومت نہیں تھی۔ جو چیز نہیں ملتی تھی اس کی خواہش نہیں کرتا تھا اور جو مل جاتی تھی اسے زیادہ استعمال نہیں کرتا تھا۔ اکثر اوقات خاموش رہا کرتا تھا اور اگر بولتا تھا تو تمام بولنے والوں کو چپ کر دیتا تھا۔ سائلوں کی پیاس کو بجھا دیتا تھا اور بظاہر عاجز اور کمزور تھا لیکن جب جہاد کا موقع آجاتا تھا تو ایک شیر بیشہ شجاعت اور اژدر وادی ہو جایا کرتا تھا۔ کوئی دلیل نہیں پیش کرتا تھا جب تک فیصلہ کن نہ ہو اور جس بات میں عذر کی گنجائش ہوتی تھی اس پر کسی کی ملامت نہیں کرتا تھا جب تک عذر سن نہ لے۔ کسی درد کی شکایت نہیں کرتا تھا جب تک اس سے صحت نہ حاصل ہو جائے۔ جو کرتا تھا وہی کہتا تھا اور جو نہیں کر سکتا تھا وہ کہتا بھی نہیں تھا۔ اگر بولنے میں اس پر غلبہ حاصل بھی کر لیا جائے تو سکوت میں کوئی اس پر غالب نہیں آسکتا تھا۔ وہ بولنے سے زیادہ سننے کا خواہشمند رہتا تھا جب اس کے سامنے دو طرح کی چیزیں آتی تھیں اور ایک خواہش سے قریب تر ہوتی تھی تو اسی کی مخالفت کرتا تھا۔ لہٰذا تم سب بھی انھیں اخلاق کو اختیار کرو اور انھیں کی فکر کرو اور اگر نہیں کر سکتے ہو تو یاد رکھو کہ قلیل کا اختیار کر لینا کثیر کے ترک کر دینے سے بہرحال بہتر ہوتا ہے۔

۲۹۰۔ اگر خدا نافرمانی پر عذاب کی وعید[2] نہ بھی کرتا جب بھی ضرورت تھی کہ شکر نعمت کی بنیاد پر اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔

۲۹۱۔ اشعث بن قیس کو اس کے فرزند کا پرسہ دیتے ہوئے فرمایا۔ اشعث! اگر تم اپنے فرزند کے غم میں محزون ہو تو یہ اس کی قرابت[3] کا حق ہے لیکن اگر صبر کر لو تو اللہ کے یہاں ہر مصیبت کا ایک اجر ہے۔

اشعث! اگر تم نے صبر کر لیا تو قضا و قدر الٰہی اس عالم میں جاری ہو گی کہ تم اجر کے حقدار ہو گے اور اگر تم نے فریاد کی تو قدر الٰہی اس عالم میں جاری ہو گی کہ تم پر گناہ کا بوجھ ہو گا۔

اشعث! تمھارے لئے بیٹا مسرت کا سبب تھا جب کہ وہ ایک آزمائش اور امتحان تھا اور حزن کا باعث ہو گیا ہے جب کہ اس میں ثواب اور رحمت ہے۔

۲۹۲۔ پیغمبر اسلامؐ کے دفن کے وقت قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا:

---

[1] بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ واقعاً کسی شخصیت کی طرف اشارہ ہے جس کے حالات و کیفیات کا اندازہ نہیں ہو سکا ہے اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ ایک آئیڈیل اور مثالیہ کی نشاندہی ہے کہ صاحب ایمان کو اسی کردار کا حامل ہونا چاہئے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اسی راستہ پر چلنے کی کوشش کرنا چاہئے تاکہ اس کا شمار واقعاً صاحبان ایمان و کردار میں ہو جائے۔

[2] ضرورت نہیں ہے کہ انسان صرف عذاب کے خوف سے محرمات سے پرہیز کرے بلکہ تقاضائے شرافت یہ ہے کہ نعمت پروردگار کا احساس پیدا کر کے اس کی دی ہوئی نعمتوں کو حرام میں صرف کرنے سے اجتناب کرے۔

[3] یہ اس بات کی علامت ہے کہ بیٹے کے ملنے پر مسرت بھی ایک فطری امر ہے اور اس کے چلے جانے پر حزن و الم بھی ایک فطری تقاضا ہے لیکن انسان کی عقل کا تقاضا یہ ہے کہ مسرت میں امتحان کو نظر انداز نہ کرے اور غم کے ماحول میں اجر و ثواب سے غافل نہ ہو جائے۔

إنَّ الصَّبْرَ لَجَمِيلٌ إلَّا عَنْكَ، وَ إنَّ الْجَزَعَ لَقَبِيحٌ إلَّا عَلَيْكَ، وَ إنَّ الْمُصَابَ بِكَ لَجَلِيلٌ، وَ إنَّهُ قَبْلَكَ وَ بَعْدَكَ لَجَلَلٌ.

۲۹۳

و قال (ع):

لَا تَصْحَبِ الْمَائِقَ فَإنَّهُ يُزَيِّنُ لَكَ فِعْلَهُ، وَ يَوَدُّ أَنْ تَكُونَ مِثْلَهُ.

۲۹٤

و قد سئل عن مسافة ما بين المشرق و للمغرب، فقال (ع):

مَسِيرَةُ يَوْمٍ لِلشَّمْسِ.

۲۹۵

و قال (ع):

أَصْدِقَاؤُكَ ثَلَاثَةٌ، وَ أَعْدَاؤُكَ ثَلَاثَةٌ؛ فَأَصْدِقَاؤُكَ: صَدِيقُكَ، وَ صَدِيقُ صَدِيقِكَ، وَ عَدُوُّ عَدُوِّكَ. وَ أَعْدَاؤُكَ: عَدُوُّكَ وَ عَدُوُّ صَدِيقِكَ، وَ صَدِيقُ عَدُوِّكَ.

۲۹٦

و قال (ع):

لرجل رآه يسعى على عدوٍّ له، بما فيه إضرار بنفسه: إنَّمَا أَنْتَ كَالطَّاعِنِ نَفْسَهُ لِيَقْتُلَ رِدْفَهُ.

۲۹۷

و قال (ع):

مَا أَكْثَرَ الْعِبَرَ وَ أَقَلَّ الْاعْتِبَارَ!

۲۹۸

و قال (ع):

مَنْ بَالَغَ فِي الْخُصُومَةِ أَثِمَ، وَ مَنْ قَصَّرَ فِيهَا ظُلِمَ، وَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَّقِيَ اللهَ مَنْ خَاصَمَ.

۲۹۹

و قال (ع):

مَا أَهَمَّنِي ذَنْبٌ أُمْهِلْتُ بَعْدَهُ حَتَّى أُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَ أَسْأَلَ اللهَ الْعَافِيَةَ.

۳۰۰

و سئل عليه السلام: كيف يحاسب الله الخلق على كثرتهم؟ فقال (ع): كَمَا يَرْزُقُهُمْ عَلَى كَثْرَتِهِمْ. فقيل: كيف يحاسبهم و لا يرونه؟ فقال عليه السلام: كَمَا يَرْزُقُهُمْ وَ لَا يَرَوْنَهُ.

[right margin, partially cut off]

لَ - معمولی - آسان
ق - احمق
ف - پیچھے بیٹھنے والا
عن - نیزہ مارنے والا
بر - عبرت کی جمع ہے
تبار - عبرت حاصل کرنا
صومت - جھگڑا

)اس ارشادگرامی سے یہ بہرحال
ح ہوجاتا ہے کہ انسان کی گنہگار
)میں صرف زبانی توبہ کا کوئی اثر
تا ہے بلکہ انسان واقعاً توبہ کرنا چاہتا
پہلے دو رکعت نماز ادا کرے اس کے
بر و استغفار کرے تاکہ پروردگار
امنے اتنا تو ثابت کر سکے کہ انحراف
ت سے پلٹ کر بندگی کی راہ پر
ہے اور اب توبہ کرنا چاہتا ہے۔!

کمت ۲۹۳ عیون الاخبار ۳ ص۶۹، تحف العقول ص۲۰۵
مت ۲۹۴ عیون الاخبار ۲ ص۲۰۸، العقد الفرید ۲ ص۲۶۸، الغارات ابن ہلال، بحار الانوار ۵ ص۹۳، البیان والتبیین ۳ ص۱۰۱، امالی سید مرتضیٰ ۱ ص۲۷۳ تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۵۱، ربیع الابرار باب الجوابات المسکتہ
ت ۲۹۵ العقد الفرید ۲ ص۳۰۶
ت ۲۹۶ تاریخ طبری ۵
ت ۲۹۷ تذکرۃ الخواص ص۱۴۳، غرر الحکم ص۳۰۹، امالی مرتضیٰ ۱ ص۱۵۳
ت ۲۹۸ ارشاد مفید ص۱۴۷، مجمع الامثال ۲ ص۳۵۳، غرر الحکم ص۳۰۱، نہایۃ الادب ۳ ص۶۰، الحکمۃ الخالدۃ ص۱۴۵، اختصاص مفید ص۲۳۹
ت ۲۹۹ سراج الملوک ص۳۰۰، غرر الحکم ص۳۱۳
ت ۳۰۰ امالی مرتضیٰ ۱ ص۱۳۹، العقد الفرید ۳ ص۲۰۶

صبر عام طور سے بہترین چیز ہے[1] مگر آپ کی مصیبت کے علاوہ ۔ اور پریشانی و بیقراری بُری چیز ہے لیکن آپ کی وفات کے علاوہ آپ کی مصیبت بڑی عظیم ہے اور آپ سے پہلے اور آپ کے بعد ہر مصیبت آسان ہے ۔

۲۹۳ ۔ بیوقوف کی صحبت مت اختیار کرنا کہ وہ اپنے عمل کو خوبصورت بنا کر پیش کرے گا اور تم سے بھی ویسے ہی عمل کا تقاضا کرے گا۔

۲۹۴ ۔ آپ سے مشرق و مغرب کے فاصلہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ آفتاب کا ایک دن کا راستہ ۔

۲۹۵ ۔ تمھارے دوست بھی تین طرح کے ہیں اور دشمن بھی تین قسم کے ہیں ۔ دوستوں کی قسمیں یہ ہیں کہ تمھارا دوست ۔ تمھارے دوست[2] کا دوست اور تمھارے دشمن کا دشمن اور اسی طرح دشمنوں کی قسمیں یہ ہیں ۔ تمھارا دشمن ۔ تمھارے دوست کا دشمن اور تمھارے دشمن کا دوست ۔

۲۹۶ ۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دشمن کو نقصان پہونچانے کی کوشش کر رہا ہے مگر اس میں خود اس کا نقصان بھی ہے ۔ تو فرمایا کہ تیری مثال اس شخص کی ہے جو اپنے سینے میں نیزہ چبھو لے تاکہ پیچھے بیٹھنے والا ہلاک ہو جائے ۔

۲۹۷ ۔ عبرتیں کتنی زیادہ ہیں اور اس کے حاصل کرنے والے کتنے کم ہیں ۔

۲۹۸ ۔ جو لڑائی جھگڑے میں حد سے آگے بڑھ جائے وہ گناہگار ہوتا ہے اور جو کوتاہی کرتا ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور اس طرح جھگڑا کرنے والا تقویٰ کے راستے پر نہیں چل سکتا ہے (لہٰذا مناسب یہی ہے کہ جھگڑے سے پرہیز کرے)

۲۹۹ ۔ اس گناہ کی کوئی فکر نہیں ہے جس کے بعد اتنی مہلت مل جائے کہ انسان دو رکعت نماز ادا کر کے خدا سے عافیت کا سوال کر سکے (لیکن سوال یہ ہے کہ اس مہلت کی ضمانت کیا ہے)

۳۰۰ ۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ پروردگار اس قدر بے پناہ مخلوقات کا حساب[3] کس طرح کرے گا ؟ تو فرمایا کہ جس طرح ان سب کو رزق دیتا ہے ۔ دوبارہ سوال کیا گیا کہ جب وہ سامنے نہیں آئے گا تو حساب کس طرح لے گا ؟ فرمایا جس طرح سامنے نہیں آتا ہے اور روزی دے رہا ہے۔

---

[1] اس کا مطلب یہ نہیں کہ صبر یا جزع و فزع کی دو قسمیں ہیں اور وہ کبھی جمیل ہوتا ہے اور کبھی غیر جمیل ۔ بلکہ یہ مصیبت پیغمبر اسلامؐ کی عظمت کی طرف اشارہ ہے کہ اس موقع پر صبر کا امکان ہی نہیں ہے جس طرح دوسرے مصائب میں جزع و فزع کا کوئی جواز نہیں ہے اور انسان کو اسے برداشت ہی کر لینا چاہئے ۔

[2] یہ اس موقع کے لئے کہا گیا ہے کہ دونوں کی دوستی کی بنیاد ایک ہو ورنہ اگر ایک شخص ایک بنیاد پر دوستی کرتا ہے اور دوسرا دوسری بنیاد پر محبت کرتا ہے تو دوست کا دوست ہرگز دوست شمار نہیں کیا جا سکتا ہے جس طرح کہ دشمن کے دشمن کے لئے بھی ضروری ہے کہ دشمنی کی بنیاد وہی ہو جس بنیاد پر یہ شخص دشمنی کرتا ہے ورنہ اپنے اپنے مفادات کے لئے کام کرنے والے کبھی ایک رشتۂ محبت میں منسلک نہیں کئے جا سکتے ہیں ۔

[3] انسان کے ذہن میں یہ خیالات اور شبہات اسی لئے پیدا ہوتے ہیں کہ وہ اس کی رزاقیت سے غافل ہو گیا ہے ورنہ ایک مسئلہ رزق سمجھ میں آجائے تو مسئلہ موت بھی سمجھ میں آسکتا ہے اور مسئلہ حساب و کتاب بھی ۔ جو موت دے سکتا ہے وہ روزی بھی دے سکتا ہے اور جو روزی کا حساب رکھ سکتا ہے وہ اعمال کا حساب بھی کر سکتا ہے ۔

۳۰۱

و قال (عليه السلام):

رَسُولُكَ تَرْجُمَانُ عَقْلِكَ، وَ كِتَابُكَ أَبْلَغُ مَا يَنْطِقُ عَنْكَ!

۳۰۲

و قال (عليه السلام):

مَا الْمُبْتَلَى الَّذِي قَدِ اشْتَدَّ بِهِ الْبَلَاءُ، بِأَحْوَجَ إِلَى الدُّعَاءِ الَّذِي لَا يَأْمَنُ الْبَلَاءَ.

۳۰۳

و قال (عليه السلام):

النَّاسُ أَبْنَاءُ الدُّنْيَا، وَ لَا يُلَامُ الرَّجُلُ عَلَى حُبِّ أُمِّهِ.

۳۰٤

و قال (عليه السلام):

إِنَّ الْمِسْكِينَ رَسُولُ اللهِ، فَمَنْ مَنَعَهُ فَقَدْ مَنَعَ اللهَ، وَ مَنْ أَعْطَاهُ فَقَدْ أَعْطَى اللهَ.

۳۰۵

و قال (عليه السلام):

مَا زَنَى غَيُورٌ قَطُّ.

۳۰٦

و قال (عليه السلام):

كَفَى بِالْأَجَلِ حَارِساً

۳۰۷

و قال (عليه السلام):

يَنَامُ الرَّجُلُ عَلَى الثُّكْلِ، وَ لَا يَنَامُ عَلَى الْحَرَبِ.

قال الرضي و معنى ذالك ؟نه يصبر على قتل الأولاد، و لا يصبر على سلب الأموال.

۳۰۸

و قال (عليه السلام):

مَوَدَّةُ الْآبَاءِ قَرَابَةٌ بَيْنَ الْأَبْنَاءِ، وَ الْقَرَابَةُ إِلَى الْمَوَدَّةِ أَحْوَجُ مِنَ الْمَوَدَّةِ إِلَى الْقَرَابَةِ.

۳۰۹

و قال (عليه السلام):

اتَّقُوا ظُنُونَ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى

ثُکل - اولاد کا مرجانا

حَرَب - مال کا چھن جانا

(۱) انسان کو لکھتے وقت اپنے اسلوب کلام پر بھی نگاہ رکھنی چاہئے کہ اسلوب کلام سے اس کی طبیعت کا اندازہ کیا جاتا ہے اور خط بھیجتے وقت نامہ بر کا انتخاب بھی صحیح کرنا چاہئے کہ اس سے اس کی عقل کا اندازہ کیا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مالک کائنات نے اپنے پیغامات کے لئے ایسے افراد کا انتخاب کیا ہے جو ہر اعتبار سے کامل و اکمل تھے تاکہ انسانوں کو یہ اندازہ ہو سکے کہ وہ صاحب عقل نہیں بلکہ خالق عقل ہے اور عقل اس کا دیا ہوا ایک تحفہ ہے جسے اس کی راہ میں صرف ہونا چاہئے۔

مصادر حکمت ۳۰۱ رسائل کلینی، کشف المحجہ ابن طاؤس ص۱۶۰، دستور معالم الحکم ص۱۶، سراج الملوک ص۲۴۳ کنز الفوائد، بحار ۱ ص۱۶۱، مجمع الامثال ۲ ص۴۵۲ مطالب السئول ۱ ص۱۶۴، غرر الحکم ص۱۸۹

مصادر حکمت ۳۰۲ امالی صدوق ص۱۰۹، غرر الحکم ص۳۱۳، دستور معالم الحکم ص۳۳

مصادر حکمت ۳۰۳ التمثیل والمحاضرہ الثعالبی ص۲۵، محاضرات راغب ۲ ص۱۶۹، مجمع الامثال ۲ ص۴۵۳، العقد الفرید ۳ ص۱۶۱

مصادر حکمت ۳۰۴ دعائم الاسلام ۱ ص۲۴۳، غرر الحکم ص۱۰۱

مصادر حکمت ۳۰۵ مجمع الامثال ۲ ص۲۹۰، غرر الحکم ص۳۰۶، المستدرک حاکم ۲ ص۱۲۴، معانی الاخبار ص۱۰۳

مصادر حکمت ۳۰۶ توحید صدوق ص۲۶۴، تحف العقول ص۲۲۴، حلیۃ الاولیاء ۱ ص۴۵، اصول کافی ۲ ص۵۸، تاریخ الخلفاء ص۱۰۸

مصادر حکمت ۳۰۷ کامل مبرد ۱ ص۳۹، غرر الحکم ص۳۶۱، مجمع الامثال ۲ ص۴۵۴

مصادر حکمت ۳۰۸ مطالب السئول ۱ ص۱۶۳

مصادر حکمت ۳۰۹ غرر الحکم ص۶۸، ربیع الابرار، روض الاخیار

۳۰۱۔ تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہوتا ہے اور تمہارا خط تمہارا بہترین ترجمان ہوتا ہے۔

۳۰۲۔ شدید ترین بلاؤں میں مبتلا ہو جانے والا اس سے زیادہ محتاج دعا[1] نہیں ہے جو فی الحال عافیت میں ہے لیکن نہیں معلوم ہے کہ کب مبتلا ہو جائے۔

۳۰۳۔ لوگ دنیا کی اولاد ہیں اور ماں کی محبت پر اولاد[2] کی ملامت نہیں کی جاسکتی ہے۔

۳۰۴۔ فقیر و مسکین درحقیقت خدائی فرستادہ ہے لہٰذا جس نے اس کو منع کر دیا گویا خدا کو منع کر دیا اور جس نے اسے عطا کر دیا گویا قدرت کے ہاتھ میں دے دیا۔

۳۰۵۔ غیرت دار انسان کبھی زنا نہیں کر سکتا ہے (کہ یہی مصیبت اس کے گھر بھی آسکتی ہے)۔

۳۰۶۔ موت سے بہتر محافظ کوئی نہیں ہے۔

۳۰۷۔ انسان اولاد کے مرنے پر سو جاتا ہے لیکن مال کے لٹ جانے پر نہیں سوتا[3] ہے۔

سید رضیؒ۔ مقصد یہ ہے کہ اولاد کے مرنے پر صبر کر لیتا ہے لیکن مال کے چھننے پر صبر نہیں کرتا ہے۔

۳۰۸۔ بزرگوں کی محبت بھی اولاد کے لئے قرابت کا درجہ رکھتی ہے اور محبت قرابت کی اتنی محتاج نہیں جتنی قرابت محبت کی محتاج ہوتی ہے۔

(مقصد یہ ہے کہ تم لوگ آپس میں محبت اور الفت رکھو تاکہ تمہاری اولاد تمہارے دوستوں کو اپنا قرابت دار تصور کرے)۔

۳۰۹۔ مومنین کے گمان سے ڈرتے رہو کہ پروردگار حق کو صاحبانِ ایمان ہی کی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے۔

[1] انسان کی فطرت ہے کہ جب مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے تو دعائیں کرنے لگتا ہے اور دوسروں سے دعاؤں کی التماس کرنے لگتا ہے اور جیسے ہی بلا ٹل جاتی ہے دعاؤں سے غافل ہو جاتا ہے اور اس نکتہ کو یکسر نظرانداز کر دیتا ہے کہ اس عافیت کے پیچھے بھی کوئی بلا ہو سکتی ہے اور موجودہ بلا سے بالاتر ہو سکتی ہے۔ لہٰذا تقاضائے دانشمندی یہی ہے کہ ہر حال میں دعا کرتا رہے اور کسی وقت بھی آنے والی مصیبتوں سے غافل نہ ہو کہ اس کے نتیجہ میں یادِ خدا سے غافل ہو جائے۔

[2] انسان جس خاک سے بنتا ہے اس سے بہرحال محبت کرتا ہے اور جس ماحول میں زندگی گذارتا ہے اس سے بہرحال مانوس ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں کسی انسان کی مذمت اور ملامت نہیں کی جاسکتی ہے لیکن محبت جب حد سے گذر جاتی ہے اور اصول و قوانین پر غالب آجاتی ہے تو بہرحال قابلِ ملامت و مذمت ہو جاتی ہے اور اس کا لحاظ رکھنا ہر فرد بشر کا فریضہ ہے ورنہ اس کے بغیر انسان قابلِ معافی نہیں ہو سکتا ہے۔

[3] اس کا مقصد طعن و طنز نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ موت کا تعلق قضا و قدر الٰہی سے ہے لہٰذا اس پر صبر کرنا انسان کا فریضہ ہے۔ لیکن مال کا چھن جانا ظلم و ستم اور غصب و نہب کا نتیجہ ہوتا ہے لہٰذا اس پر سکوت اختیار کرنا اور سکون سے سو جانا کسی قیمت پر مناسب نہیں ہے اور یہ انسانی غیرت و شرافت کے خلاف ہے لہٰذا انسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ رہنا چاہئے۔

جَـعَلَ الْحَـقَّ عَـلَىٰ أَلْسِـنَتِهِمْ.

۳۱۰

و قال ﴿؏﴾:

لَا يَـصْدُقُ إِيمَـانُ عَـبْدٍ، حَـتَّىٰ يَكُـونَ بِمَـا فِي يَـدِ اللهِ أَوْثَـقَ مِـنْهُ بِمَـا فِي يَـدِهِ.

۳۱۱

و قال ﴿؏﴾:

لأنس بن مالك، و قد كان بعثه إلى طلحة و الزبير لما جاء إلى البصرة يذكر هما شيئاً مما سمعه من رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم في معناهما، فلوى عن ذلك، فرجع إليه، فقال: إِنِّي أُنْسِيتُ ذٰلِكَ الْأَمْرَ، فقال عليه‌السلام: إِنْ كُنْتَ كَاذِباً فَضَرَبَكَ اللهُ بِهَا بَيْضَاءَ لَامِعَةً لَا تُوَارِيهَا الْعِمَامَةُ.

قال الرضي: يعني البرص، فأصاب أنساً هذا الداء فيما بعد في وجهه، فكان لا يرى إلا مبرقعاً.

۳۱۲

و قال ﴿؏﴾:

إِنَّ لِـلْقُلُوبِ إِقْـبَالاً وَ إِدْبَـاراً، فَـإِذَا أَقْـبَلَتْ فَـاحْمِلُوهَا عَـلَى النَّـوَافِـلِ، وَ إِذَا أَدْبَـرَتْ فَـاقْتَصِرُوا بِهَـا عَـلَى الْـفَرَائِـضِ.

۳۱۳

و قال ﴿؏﴾:

«وَ فِي الْـقُرْآنِ نَـبَأُ مَا قَـبْلَكُمْ، وَ خَـبَرُ مَـا بَـعْدَكُـمْ، وَ حُـكْـمُ مَـا بَـيْنَكُمْ».

۳۱۴

و قال ﴿؏﴾:

رُدُّوا الْحَـجَرَ مِـنْ حَـيْثُ جَـاءَ، فَـإِنَّ الشَّرَّ لَا يَـدْفَعُهُ إِلَّا الشَّرُّ.

۳۱۵

و قال ﴿؏﴾:

لكـاتبه عـبيدالله بـن أبي رافـع: أَلِـقْ دَوَاتَكَ، وَ أَطِـلْ جِـلْفَةَ قَـلَمِكَ، وَ فَـرِّجْ بَـيْنَ السُّـطُورِ، وَ قَـرْمِطْ

ل قلب ۔ نشاط عمل
رقلب ۔ عدم دلچسپی
حجر ۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا
۔ لیقہ (صرف) ڈالا کرو
ت ۔ نوک
ہ ۔ فاصلہ تنگ رکھنا

فقط ایک محاورہ ہے ورنہ شر
ب شر نہیں ہوتا ہے بلکہ خیر
ہے ۔ شر اور خیر کا رشتہ تضاد
ما بلہ کا ہے اور دو متضاد
ں کو ایک نام نہیں دیا جا سکتا

اس محاورہ کا مقصد صرف
ہے کہ انسان جس طرح کا
لرے اسے ویسا ہی جواب
دو تاکہ اسے اندازہ ہو کہ ظلم
کہتے ہیں اور اسے برداشت
یں مظلوم پر کیا گذرتی ہے ۔

حکمت ۳۱۰ تذکرۃ الخواص ص۱۱۸ ، مروج الذہب ۳ ص۴۳۴
حکمت ۳۱۱ المسترشد ص۱۹۳ ، المعارف ابن قتیبہ ص۲۵۱ ، خصال صدوق ا ص۲۰۷ ، ارشاد مفیدؒ ص۱۶۵ ، حلیۃ الاولیاء ۵ ص۲۶
حکمت ۳۱۲ قصار الحکم ۹۱
حکمت ۳۱۳ مروج الذہب ۳ ص۱۰۴ ، تفسیر رازی ۲ ص۴ ، اعجاز القرآن باقلانی ص۱۵ ، عیون الاخبار ۵ ص۱۳۲ ، العقد الفرید ا ص۱۷ ،
دولۃ القرآن طٰہٰ عبد الباقی ص۶۴
حکمت ۳۱۴ ربیع الابرار ، غرر الحکم ص۱۸۶ ، نہایۃ الادب ۶ ص۶۵ ، مجمع الامثال ا ص۳۰۶
حکمت ۳۱۵ الوزراء و الکتاب جہشیاری ص۱۴ ، محاضرات الادباء ا ص۴۸ ، امالی مفیدؒ ص۱۳۸

۳۱۰۔ کسی بندہ کا ایمان اس وقت تک سچا نہیں ہو سکتا ہے جب تک خدائی خزانہ پر اپنے ہاتھ کی دولت سے زیادہ اعتبار نہ کرے۔

۳۱۱۔ حضرت نے بصرہ پہونچنے کے بعد انس بن مالک سے کہا کہ جا کر طلحہ و زبیر کو وہ ارشادات رسول اکرمؐ[1] بتاؤ جو حضرت نے میرے بارے میں فرمائے ہیں۔ تو انھوں نے پہلو تہی کی اور پھر آ کر یہ عذر کر دیا کہ مجھے وہ ارشادات یاد نہیں رہے! تو حضرتؑ نے فرمایا اگر تم جھوٹے ہو تو پروردگار تمھیں ایسے چمکدار داغ کی مار مارے گا کہ اسے دستار بھی نہیں چھپا سکے گی۔

سید رضیؒ۔ اس داغ سے مراد برص ہے جس میں انس مبتلا ہو گئے اور تاحیات چہرہ پر نقاب ڈالے رہے۔

۳۱۲۔ دل بھی کبھی مائل ہوتے ہیں اور کبھی اُچاٹ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا جب مائل ہوں تو انھیں مستحبات پر آمادہ کرو ورنہ صرف واجبات[2] پر اکتفا کر لو (کہ زبردستی عمل سے کوئی فائدہ نہیں ہے جب تک اخلاص عمل نہ ہو)

۳۱۳۔ قرآن میں تمھارے پہلے کی خبر، تمھارے بعد کی پیشگوئی اور تمھارے درمیانی حالات کے احکام سب پائے جاتے ہیں۔

۳۱۴۔ جدھر سے پتھر آئے اُدھر ہی پھینک دو کہ شر کا جواب شر ہی ہوتا ہے (ف)

۳۱۵۔ آپ نے اپنے کاتب عبیداللہ بن ابی رافع سے فرمایا۔ اپنی دوات میں صوف ڈالا کرو اور اپنے قلم کی زبان لمبی رکھا کرو، سطروں کے درمیان فاصلہ رکھو اور حروف کو ساتھ ملا کر لکھا کرو

[1] جناب شیخ محمد عبدہ کا بیان ہے کہ اس سے اس ارشاد پیغمبرؐ کی طرف اشارہ تھا جس میں آپ نے براہ راست طلحہ و زبیر سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا تھا کہ تم لوگ علیؑ سے جنگ کرو گے اور ان کے حق میں ظالم ہو گے ـــــ اور ابن ابی الحدید کا کہنا ہے کہ یہ اس موقع کی طرف اشارہ ہے جب پیغمبرؐ نے میدان غدیر میں علیؑ کی مولائیت کا اعلان کیا تھا اور انس اس موقع پر موجود تھے لیکن جب حضرت نے گواہی طلب کی تو اپنی ضعیفی اور قلت حافظہ کا بہانہ کر دیا جس پر حضرت نے یہ بددعا دے دی اور انس اس مرض برص میں مبتلا ہو گئے جیسا کہ ابن قتیبہ نے معارف میں نقل کیا ہے۔

[2] انسانی اعمال کے دو درجات ہیں۔ پہلا درجہ وہ ہوتا ہے جب عمل صحیح ہو جاتا ہے اور تکلیف شرعی ادا ہو جاتی ہے لیکن نگاہ قدرت میں قابل قبول نہیں ہوتا ہے۔ یہ وہ عمل ہے جس میں جملہ شرائط و واجبات جمع ہو جاتے ہیں لیکن اخلاص نیت اور اقبال نفس نہیں ہوتا ہے لیکن دوسرا درجہ وہ ہوتا ہے جس میں اقبال نفس بھی ہوتا ہے اور عمل قابل قبول بھی ہو جاتا ہے۔

حضرتؑ نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ فریضہ بہرحال ادا کرنا ہے لیکن مستحبات کا واقعی ماحول اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اقبال نفس کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے اور واقعی عبادت الٰہی کی رغبت پیدا کر لیتا ہے۔

بَـيْنَ الْحُـروفِ: فَـإِنَّ ذٰلِكَ أَجْـدَرُ بِـصَبَاحَةِ الْخَـطِّ.

۳۱۶

و قال ﴿؏﴾:

أَنَـا يَـعْسُوبُ الْمُـؤْمِنِينَ؛ وَالْمَـالُ يَـعْسُوبُ الْـفُجَّارِ.

قال الرضي: و معنى ذلك أن المؤمنين يتبعونني، و الفجار يتبعون المال كما تتبع النحل يعسوبها، و هو رئيسها.

۳۱۷

و قال له بعض اليهود: ما دفنتم نبيكم حتى اختلفتم فيه! فقال ﴿؏﴾ له: إِنَّمَا اخْـتَلَفْنَا عَـنْهُ لَا فِـيهِ، وَلٰكِـنَّكُمْ مَـا جَـفَّتْ أَرْجُـلُكُمْ مِـنَ الْـبَحْرِ حَـتَّىٰ قُـلْتُمْ لِـنَبِيِّكُمْ: «اجْـعَلْ لَـنَا إِلٰهاً كَـمَا لَهُـمْ آلِهَـةٌ فَـقَالَ إِنَّكُـمْ قَـوْمٌ تَجْـهَلُونَ».

۳۱۸

و قيل له: بِأَيِّ شَيْءٍ غَـلَبْتَ الأَقْـرانَ؟ فقال﴿؏﴾ : مَـا لَـقِيتُ رَجُـلاً إِلَّا أَعَـانَنِي عَـلَىٰ نَـفْسِهِ.

قال الرضي: يومىء بذلك إلى تمكن هيبته في القلوب.

۳۱۹

و قال ﴿؏﴾:

لابنه محمد بن الحنفية: يَا بُنَيَّ، إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكَ الْفَقْرَ، فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِـنْهُ، فَـإِنَّ الْـفَقْرَ مَـنْقَصَةٌ لِـلدِّينِ، مَـدْهَشَةٌ لِـلْعَقْلِ، دَاعِـيَةٌ لِـلْمَقْتِ!

۳۲۰

و قال ﴿؏﴾:

لِسائل سأله عن معضلة: سَـلْ تَـفَقُّهاً، وَ لَا تَسْأَلْ تَـعَنُّتاً، فَـإِنَّ الْجَـاهِلَ الْمُـتَعَلِّمَ شَـبِيهٌ بِـالْعَالِمِ، وَ إِنَّ الْـعَالِمَ الْـمُتَعَسِّفَ شَـبِيهٌ بِـالْجَاهِلِ الْمُـتَعَنِّتِ.

۳۲۱

و قال ﴿؏﴾:

لعبد اللّٰه بن العباس، و قد أشار عليه في شيء لم يوافق رأيه: لَكَ أَنْ تُشِيرَ عَـلَيَّ وَ أَرَىٰ، فَـإِنْ عَـصَيْتُكَ فَأَطِـعْنِي.

۳۲۲

و روي أنه ﴿؏﴾، لما ورد الكوفة قادماً من صفين مر بالشّباميين، فسمع بكاء النساء على قتلى صفين، و خرج إليه حرب بن شرحبيل الشّبامي و كان من

قصمہ ۔ عیب
معضلہ ۔ مشکل
شبام ۔ قبیلہ کا نام ہے
یہ سرکار دوعالم کے ارشاد کی
اشارہ ہے کہ علیؑ یعسوب المومنینؑ
اور مال یعسوب المنافقین ہے
جیسا کہ ابن حجر نے اصابہ، ۱۶۷ میں
ابن اثیر نے اسد الغابہ ۵ ص۲۸۷
نقل کیا ہے اور ابن ابی الحدید
بھی اس امر کی طرف اشارہ کیا
اور اس کا مطلب یہ قرار دیا ہے
صاحبان ایمان اسی طرح علیؑ کے
اشاروں پر چلیں گے جس طرح
رسل مرسل اعظمؐ حق علیؑ کے ساتھ
مڑ جاتا ہے جدھر جدھر
مڑ جاتے ہیں ۔

مادر حکمت ۳۱۶ حلیۃ الاولیاء، الریاض النضرہ ۲ ص۱۶۶، الاستیعاب ۴ ص۱۶۹، اصابہ ۴ ص۱۷۱، اسد الغابہ ۵ ص۲۸۷، مجمع الزوائد ۹ ص۱۰۲، کنز العمال ۶ ص۲۹۴، نہایۃ ابن اثیر ۵ ص۲۹۵، المجل الفیدہ ص۱۳۵، اختصاص مفیدؒ ص۱۵، معانی الاخبار صدوقؒ باب ۳۴۵
مادر حکمت ۳۱۷ امالی سید مرتضیٰؒ ۱ ص۲۴۴، کشاف ۲ ص۱۵، ربیع الابرار باب الجوابات المسکتہ، تذکرۃ الخواص ص۱۶۳، نہایۃ الادب ۸ ص۱۶۵، ارض الاخبار ۱۰۳
مادر حکمت ۳۱۸ البصائر والذخائر ابوحیان توحیدی ص۱۱۱
مادر حکمت ۳۱۹ ربیع الابرار، غرر الخصائص الواضحہ ص۲۱۱، غرر الحکم ص۱۰۲
مادر حکمت ۳۲۰ خصال صدوقؒ ۱ ص۱۹۸، علل الشرائع ص۳۹۰، البرہان بحرانیؒ ۴ ص۳۵، مجمع الامثال ۲ ص۴۵۴
مادر حکمت ۳۲۱ تاریخ طبری ۶ ص۳۰۸۹، مروج الذہب ۲ ص۳۶۵
مادر حکمت ۳۲۲ کتاب صفین ص۵۳۱، تاریخ طبری ۶ ص۳۳۴۹

کہ اس طرح خط زیادہ دیدہ زیب ہو جاتا ہے۔

۳۱۶۔ میں مومنین کا سردار ہوں اور مال فاجروں کا سردار ہوتا ہے۔

سید رضیؒ۔ یعنی صاحبانِ ایمان میرا اتباع کرتے ہیں اور فاسق و فاجر مال کے اشاروں پر چلا کرتے ہیں جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے یعسوب (سردار) کا اتباع کرتی ہیں۔

۳۱۷۔ ایک یہودی نے آپ پر طنز کر دیا کہ آپ مسلمانوں نے اپنے پیغمبرؐ کے دفن کے بعد ہی جھگڑا شروع کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے ان کی جانشینی میں اختلاف کیا ہے۔ ان سے اختلاف نہیں کیا ہے۔ لیکن تم یہودیوں کے تو پیر نیل کے پانی سے خشک نہیں ہونے پائے تھے کہ تم نے اپنے پیغمبرؑ ہی سے کہہ دیا کہ "ہمیں بھی ویسا ہی خدا چاہئے جیسا ان لوگوں کے پاس ہے" جس پر پیغمبر نے کہا کہ تم لوگ جاہل قوم ہو۔[1]

۳۱۸۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ بہادروں پر کس طرح غلبہ پالیتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں جس شخص کا بھی سامنا کرتا ہوں وہ خود ہی اپنے خلاف[2] میری مدد کرتا ہے۔

سید رضیؒ۔ یعنی اس کے دل میں میری ہیبت بیٹھ جاتی ہے۔

۳۱۹۔ آپ نے اپنے فرزند محمد حنفیہ سے فرمایا۔ فرزند! میں تمہارے بارے میں فقر و تنگدستی سے ڈرتا ہوں لہٰذا اس سے تم اللہ کی پناہ مانگو کہ فقر دین کی کمزوری، عقل کی پریشانی اور لوگوں کی نفرت کا سبب بن جاتا ہے۔

۳۲۰۔ ایک شخص نے ایک مشکل مسئلہ دریافت کر لیا تو آپ نے فرمایا سمجھنے کے لئے دریافت کرو الجھنے کے لئے نہیں کہ جاہل بھی اگر سیکھنا چاہے تو وہ عالم جیسا ہے اور عالم بھی اگر صرف الجھنا چاہے تو وہ جاہل جیسا ہے۔

۳۲۱۔ عبداللہ بن عباس نے آپ کے نظریہ کے خلاف آپ کو مشورہ دے دیا تو فرمایا کہ تمہارا کام مشورہ دینا ہے۔ اس کے بعد رائے میری ہے لہٰذا اگر میں تمہارے خلاف بھی رائے قائم کر لوں تو تمہارا فرض ہے کہ میری اطاعت کرو۔

۳۲۲۔ روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب آپ صفین سے واپسی پر کوفہ وارد ہوئے تو آپ کا گذر قبیلۂ شبام کے پاس سے ہوا جہاں عورتیں صفین کے مقتولین پر گریہ کر رہی تھیں۔ اور اتنے میں حرب بن شرجیل شبامی جو سردارِ قبیلہ تھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے

[1] یہ امیرالمومنینؑ کی بلندیٔ کردار ہے کہ آپ نے یہودیوں کے مقابلہ میں عزت اسلام و مسلمین کا تحفظ کر لیا اور فوراً جواب دے دیا ورنہ کوئی دوسرا شخص ہوتا تو اس کی اس طرح توجیہ کر دیتا کہ جن لوگوں نے پیغمبرؐ کی خلافت میں اختلاف کیا ہے وہ خود بھی مسلمان نہیں تھے بلکہ تمہاری برادری کے یہودی تھے جو اپنے مخصوص مفادات کے تحت اسلامی برادری میں شامل ہو گئے تھے۔

[2] یہ پروردگار کی وہ امداد ہے جو آج تک علیؑ والوں کے ساتھ ہے کہ وہ طاقت، کثرت اور اسلحہ میں کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی دہشت تمام عالم کفر و شرک کے دلوں پر بیٹھی ہوئی ہے اور ہر ایک کو ہر انقلابی اقدام میں انھیں کا ہاتھ نظر آتا ہے۔

وجوه قومه،فقال ﴿ﷺ﴾ له:

أَتَغْلِبُكُمْ نِسَاؤُكُمْ عَلَىٰ مَا أَسْمَعُ؟ أَلَا تَنْهَوْنَهُنَّ عَنْ هٰذَا الرَّنِينِ؟

و أقبل حرب يمشي معه، و هو عليه السلام راكب، فقال ﴿ﷺ﴾:

ارْجِعْ، فَإِنَّ مَشْيَ مِثْلِكَ مَعَ مِثْلِي فِتْنَةٌ لِلْوَالِي، وَ مَذَلَّةٌ لِلْمُؤْمِنِ.

٣٢٣

و قال ﴿ﷺ﴾:

و قد مر بقتلى الخوارج يوم النَّهْرَوَان: بُؤْساً لَكُمْ، لَقَدْ ضَرَّكُمْ مَنْ غَرَّكُمْ. فَقِيلَ لَهُ: مَنْ غَرَّهُمْ يَا أَمِيرَالمؤمنين؟ فقال: الشَّيْطَانُ الْمُضِلُّ، وَ الْأَنْفُسُ الْأَمَّارَةُ بِالسُّوءِ، غَرَّتْهُمْ بِالْأَمَانِيِّ وَ فَسَحَتْ لَهُمْ بِالْمَعَاصِي، وَ وَعَدَتْهُمُ الْإِظْهَارَ، فَاقْتَحَمَتْ بِهِمُ النَّارَ.

٣٢٤

و قال ﴿ﷺ﴾:

اِتَّقُوا مَعَاصِيَ اللهِ فِي الْخَلَوَاتِ، فَإِنَّ الشَّاهِدَ هُوَ الْحَاكِمُ.

٣٢٥

و قال ﴿ﷺ﴾:

لما بلغه قتل محمد بن أبي بكر:

إِنَّ حُزْنَنَا عَلَيْهِ عَلَىٰ قَدْرِ سُرُورِهِمْ بِهِ ،إِلَّا أَنَّهُمْ نَقَصُوا بَغِيضاً. وَ نَقَصْنَا حَبِيباً.

٣٢٦

و قال ﴿ﷺ﴾:

اَلْعُمْرُ الَّذِي أَعْذَرَ اللهُ فِيهِ إِلَىٰ ابْنِ آدَمَ سِتُّونَ سَنَةً.

٣٢٧

و قال ﴿ﷺ﴾:

مَا ظَفِرَ مَنْ ظَفِرَ الْإِثْمُ بِهِ، وَالْغَالِبُ بِالشَّرِّ مَغْلُوبٌ.

٣٢٨

و قال ﴿ﷺ﴾:

إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ فَرَضَ فِي أَمْوَالِ الْأَغْنِيَاءِ أَقْوَاتَ الْفُقَرَاءِ: فَمَا جَاعَ فَقِيرٌ إِلَّا بِمَا مُتِّعَ بِهِ غَنِيٌّ، وَاللهُ تَعَالَىٰ سَائِلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ.

رنین - صدائے گریہ وشیون

مَذَلّہ - باعث ذلت

بُؤس - تباہی

اَمانی - آرزوئیں

اِقتحام - کود پڑنا

خلوات - تنہائیاں

بغیض - دشمن

اعذر الشفیہ - معذور قرار دیا

اقوات - جمع قوت - روزی

(۱) روایت ہے کہ پروردگار سن رسیدہ انسان کو صبح وشام دیکھ کر آواز دیتا ہے کہ دیکھ تیرا سن زیادہ ہوگیا ہے - تیری ہڈیاں نرم ہوگئی ہیں - تیری کھال ہلکی ہوگئی ہے اور تیری اجل قریب آگئی ہے لہٰذا اب تو تجھے شرم آنی چاہیے اور گناہوں سے اجتناب کرنا چاہیے !

مصادر حکمت ۳۲۳ تذکرۃ الخواص ص۱۰۵ ، تصار الحکم ص۱۸۵

مصادر حکمت ۳۲۴ ربیع الابرار باب الخیر والصلاح

مصادر حکمت ۳۲۵ تاریخ طبری ۶ ص۳۴۱ ، الغارات ابن ہلال ، الموفقیات زبیر بن بکار ص۳۴۷ ، مروج الذہب ۲ ص۴۲۰

مصادر حکمت ۳۲۶ غرر الحکم ص۳۵

مصادر حکمت ۳۲۷ قصار الحکم ص۲۴۰

مصادر حکمت ۳۲۸ دعائم الاسلام قاضی نعمان ص۲۴۵ ، غرر الحکم ص۱۰۸ ، تاریخ بغداد ص۳۰۸ ، روض الاخیار ابن قاسم ص۶۸

تو آپ نے فرمایا کہ تمھاری عورتوں پر تمھارا بس نہیں چلتا ہے جو میں یہ آوازیں سن رہا ہوں اور تم انھیں اس طرح کی فریاد[1] سے منع کیوں نہیں کرتے ہو۔ یہ کہہ کر حضرتؑ آگے بڑھ گئے تو حرب بھی آپ کی رکاب میں ساتھ ہولئے۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ واپس جاؤ۔ حاکم کے ساتھ اس طرح پیدل چلنا حاکم کے حق میں فتنہ[2] ہے اور مومن کے حق میں باعث ذلت ہے۔

۳۲۳ - نہروان کے موقع پر آپ کا گذر خوارج کے مقتولین کے پاس سے ہوا تو فرمایا کہ تمھارے مقدر میں صرف تباہی اور بربادی ہے جس نے تمھیں ورغلایا تھا اس نے دھوکہ ہی دیا تھا۔

لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ دھوکہ انھیں کس نے دیا ہے؟ فرمایا گمراہ کن شیطان اور نفس امارہ نے۔ اس نے انھیں تمناؤں میں الجھا دیا اور گناہوں کے راستے کھول دئے اور ان سے غلبہ کا وعدہ کر لیا جس کے نتیجہ میں انھیں جہنم میں جھونک دیا۔

۳۲۴ - تنہائی میں بھی خدا کی نافرمانی سے ڈرو کہ جو دیکھنے والا[3] ہے وہی فیصلہ کرنے والا ہے۔

۳۲۵ - جب آپ کو محمد بن ابی بکر کی شہادت کی خبر ملی تو فرمایا کہ میرا غم محمد پر اتنا ہی ہے جتنی دشمن کی خوشی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ دشمن کا ایک دشمن کم ہوا ہے اور میرا ایک دوست کم ہو گیا ہے۔

۳۲۶ - جس عمر کے بعد پروردگار اولاد آدمؑ کے کسی عذر کو قبول نہیں کرتا ہے ــ وہ ساٹھ سال ہے۔

۳۲۷ - جس پر گناہ غلبہ حاصل کرلے وہ غالب نہیں ہے کہ شر کے ذریعہ غلبہ پانے والا بھی مغلوب ہی ہوتا ہے۔

۳۲۸ - پروردگار نے مالداروں کے اموال میں غریبوں کا رزق قرار دیا ہے لہٰذا جب بھی کوئی فقیر بھوکا ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ غنی نے دولت کو سمیٹ لیا ہے اور پروردگار روز قیامت اس کا سوال ضرور کرنے والا ہے۔

[1] اسلامی روایات کی بنا پر مُردہ پر گریہ کرنا یا بلند آواز سے گریہ کرنا کوئی ممنوع اور حرام عمل نہیں ہے بلکہ گریہ سرکار دو عالمؐ اور انبیاء کرامؑ کی سیرت میں داخل ہے لہٰذا حضرت کی ممانعت کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ اس طرح گریہ نہیں ہونا چاہیے جس سے دشمن کو کمزوری اور پریشانی کا احساس ہو جائے اور اس کے حوصلے بلند ہو جائیں یا گریہ میں ایسے الفاظ اور انداز شامل ہو جائیں جو مرضیٔ پروردگار کے خلاف ہوں اور جن کی بنا پر انسان عذاب آخرت کا مستحق ہو جائے۔

[2] اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر حاکم کے مغرور و متکبر ہو جانے اور محکوم کے مبتلائے ذلت ہو جانے کا خطرہ ہے تو یہ انداز یقیناً صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر حاکم اس طرح کے احمقانہ جذبات سے بالاتر ہے اور محکوم بھی صرف اس کے علم و تقویٰ کا احترام کرنا چاہتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ عالم اور متقی انسان کا احترام عین اسلام اور عین دیانتداری ہے۔

[3] جب یہ طے ہے کہ روز قیامت فیصلہ کرنے والا اور عذاب دینے والا پروردگار ہے تو مخلوقات کی نگاہوں سے چھپ کر گناہ کرنے کا فائدہ ہی کیا ہے۔ فائدہ تو اسی وقت ہو سکتا ہے جب خالق کی نگاہ سے چھپ سکے یا فیصلہ مالک کے علاوہ کسی اور کے اختیار میں ہو جس کا کوئی امکان نہیں ہے۔ لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ انسان ہر حال میں گناہ سے پرہیز کرے اور علی الاعلان یا خفیہ طریقہ سے گناہ کا ارادہ نہ کرے۔

اکیاس ۔ جمع کیّس ۔ ہوشمند
عجزہ ۔ جمع عاجز
تفریط ۔ کوتاہی
وزعہ ۔ جمع وازع ۔ حاکم
بشر ۔ بشاشت
مغمور ۔ ڈوبا ہوا
ضنین ۔ بخیل
خلّہ ۔ حاجت
خلیقہ ۔ طبیعت
عریکہ ۔ نفس
صَلد ۔ سخت پتھر

۳۲۹

و قال (ع):

الإِسْتِغْنَاءُ عَنِ الْعُذْرِ أَعَزُّ مِنَ الصِّدْقِ بِهِ.

۳۳۰

و قال (ع):

أَقَلُّ مَا يَلْزَمُكُمْ لِلَّهِ أَلَّا تَسْتَعِينُوا بِنِعَمِهِ عَلَى مَعَاصِيهِ.

۳۳۱

و قال (ع):

إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ جَعَلَ الطَّاعَةَ غَنِيمَةَ الأَكْيَاسِ عِنْدَ تَفْرِيطِ الْعَجَزَةِ!

۳۳۲

و قال (ع):

اَلسُّلْطَانُ وَزَعَةُ اللهِ فِي أَرْضِهِ.

۳۳۳

و قال (ع):

فِي صفة المؤمن: الْمُؤْمِنُ بِشْرُهُ فِي وَجْهِهِ، وَ حُزْنُهُ فِي قَلْبِهِ، أَوْسَعُ شَيْءٍ صَدْراً، وَ أَذَلُّ شَيْءٍ نَفْساً. يَكْرَهُ الرِّفْعَةَ، وَيَشْنَأُ السُّمْعَةَ. طَوِيلٌ غَمُّهُ بَعِيدٌ هَمُّهُ كَثِيرٌ صَمْتُهُ مَشْغُولٌ وَقْتُهُ. شَكُورٌ صَبُورٌ، مَغْمُورٌ بِفِكْرَتِهِ، ضَنِينٌ بِخَلَّتِهِ، سَهْلُ الْخَلِيقَةِ، لَيِّنُ الْعَرِيكَةِ! نَفْسُهُ أَصْلَبُ مِنَ الصَّلْدِ، وَ هُوَ أَذَلُّ مِنَ الْعَبْدِ.

۳۳۴

و قال (ع):

لَوْ رَأَى الْعَبْدُ الأَجَلَ وَ مَصِيرَهُ، لأَبْغَضَ الأَمَلَ وَ غُرُورَهُ.

۳۳۵

و قال (ع):

لِكُلِّ امْرِىءٍ فِي مَالِهِ شَرِيكَانِ:

مصادر حکمت ۳۲۹
مصادر حکمت ۳۳۰ روض الاخیار ص۱۲۶ ، غرر الحکم ص۹۶
مصادر حکمت ۳۳۱ غرر الحکم ص۲ ، روض الاخیار ص۳۲
مصادر حکمت ۳۳۲ کتاب صفین ابن مزاحم ص۱۲۶ ، الجمع بین الغریبین ، نہایہ ابن اثیر مادہ وزع ، رسائل جاحظ ص۱۰۶ ، تہذیب الالفاظ ۳ ص۹۹
مصادر حکمت ۳۳۳ اصول کافی ۱ ص۲۲۰ ، تذکرۃ الخواص ص۱۳۸ ، ربیع الابرار باب الخیر والصلاح ، مجمع الامثال ۲ ص۴۵۴
مصادر حکمت ۳۳۴ امالی طوسیؒ ۱ ص۷۶
مصادر حکمت ۳۳۵ عین الادب والسیاسہ ابن ہذیل ص۱۱

۳۲۹۔ عذر و معذرت سے بے نیازی سچے عذر پیش کرنے سے بھی زیادہ عزیز تر ہے۔[1]

۳۳۰۔ خدا کا سب سے مختصر حق یہ ہے کہ اس کی نعمت کو اس کی معصیت[2] کا ذریعہ نہ بناؤ۔

۳۳۱۔ پروردگار نے ہوشمندوں کے لئے اطاعت کا وہ موقع بہترین قرار دیا ہے جب کاہل لوگ کوتاہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں (مثلاً نمازِ شب)۔

۳۳۲۔ بادشاہ روئے زمین پر اللہ کا پاسبان ہوتا ہے۔

۳۳۳۔ مومن کے چہرہ[3] پر بشاشت ہوتی ہے اور دل میں رنج و اندوہ۔ اس کا سینہ کشادہ ہوتا ہے اور متواضع۔ بلندی کو ناپسند کرتا ہے اور شہرت سے نفرت کرتا ہے۔ اس کا غم طویل ہوتا ہے اور ہمت بڑی ہوتی ہے اور خاموشی زیادہ ہوتی ہے اور وقت مشغول ہوتا ہے۔ وہ شکر کرنے والا۔ صبر کرنے والا۔ فکر میں ڈوبا ہوا۔ دست طلب دراز کرنے میں بخیل، خوش اخلاق اور نرم مزاج ہوتا ہے۔ اس کا نفس پتھر سے زیادہ سخت ہوتا ہے اور وہ خود غلام سے زیادہ متواضع ہوتا ہے۔

۳۳۴۔ اگر بندۂ خدا موت اور اس کے انجام کو دیکھ لے تو امید اور اس کے فریب سے نفرت کرنے لگے۔

۳۳۵۔ ہر شخص کے اس کے مال میں دو طرح[4] کے شریک ہوتے ہیں۔

[1] معذرت کرنے میں ایک طرح کی ندامت اور ذلّت کا احساس بہرحال ہوتا ہے لہٰذا انسان کے لئے افضل اور بہتر یہی ہے کہ اپنے کو اس ندامت سے بے نیاز بنالے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس کے لئے بعد میں معذرت کرنا پڑے۔

[2] دنیا میں کوئی کریم سے کریم اور مہربان سے مہربان انسان بھی اس بات کو گوارا نہیں کرسکتا ہے کہ وہ کسی کے ساتھ مہربانی کرے اور دوسرا انسان اسی مہربانی کو اس کی نافرمانی کا ذریعہ بنالے اور جب مخلوقات کے بارے میں اس طرح کی احسان فراموشی روا نہیں ہے تو خالق کا حق انسان پر یقیناً مخلوقات سے زیادہ ہوتا ہے اور ہر شخص کو اس کرامت و شرافت کا خیال رکھنا چاہئے کہ جب اس کا سارا وجود نعمت پروردگار ہے تو اس وجود کا کوئی ایک حصہ بھی پروردگار کی معصیت اور مخالفت میں صرف نہیں کیا جا سکتا ہے۔

[3] اس مقام پر مومن کے چودہ صفات کا تذکرہ کر دیا گیا ہے تاکہ ہر شخص اس آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ سکے اور اپنے ایمان کا فیصلہ کرسکے:

(۱) وہ اندر سے محزون ہوتا ہے لیکن باہر سے بہرحال ہشاش بشاش رہتا ہے (۲) اس کا سینہ اور دل کشادہ ہوتا ہے (۳) اس کے نفس میں غرور و تکبّر نہیں ہوتا ہے (۴) وہ بلندی کو ناپسند کرتا ہے اور شہرت سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا ہے (۵) خوفِ خدا سے رنجیدہ رہتا ہے (۶) اس کی ہمّت ہمیشہ بلند رہتی ہے (۷) ہمیشہ خاموش رہتا ہے اور اپنے فرائض کے بارے میں سوچتا رہتا ہے (۸) اپنے شب و روز کو فرائض کی ادائیگی میں مشغول رکھتا ہے (۹) مصیبتوں میں صبر اور نعمتوں پر شکر پروردگار کرتا ہے (۱۰) فکر قیامت و حساب و کتاب میں غرق رہتا ہے (۱۱) لوگوں پر اپنی ضروریات کے اظہار میں بخل کرتا ہے (۱۲) مزاج اور طبیعت کے اعتبار سے بالکل نرم ہوتا ہے (۱۳) حق کے معاملہ میں پتھر سے زیادہ سخت ہوتا ہے (۱۴) خضوع و خشوع میں غلاموں جیسی کیفیت کا حامل ہوتا ہے۔

[4] یہ اشارہ ہے کہ انسان کو ایک تیسرے شریک کی طرف سے غافل نہیں ہونا چاہیے اور وہ ہے فقیر اور مسکین کہ مذکورہ دونوں شریک اپنا حق خود لے لیتے ہیں اور تیسرے شریک کو اس کا حق دینا پڑتا ہے جو امتحانِ نفس بھی ہے اور وسیلۂ اجر و ثواب بھی ہے۔

الـــــوَارِثُ وَ الْحَـــــوَادِثُ

۳۳۶

و قال (ﷺ):

اَلْمَسْـــئُوولُ حُـــرٌّ حَـــتَّىٰ يَـــعِدَ.

۳۳۷

و قال (ﷺ):

اَلدَّاعِــي بِلَا عَــمَلٍ كَـالرَّامِـي بِـلَا وَتَـرٍ.

۳۳۸

و قال (ﷺ):

اَلْـعِلْمُ عِـلْمَانِ: مَـطْبُوعٌ وَ مَسْـمُوعٌ، وَ لَا يَـنْفَعُ الْمَسْـمُوعُ إِذَا لَمْ يَكُـنِ الْمَـطْبُوعُ.

۳۳۹

و قال (ﷺ):

صَـوَابُ الرَّأْيِ بِـالدُّوَلِ: يُـقْبِلُ بِـإِقْبَالِهَا، وَ يَـذْهَبُ بِـذَهَابِهَا.

۳۴۰

و قال (ﷺ):

اَلْـــعَفَافُ زِيـــنَةُ الْـــفَقْرِ، وَ الشُّكْـرُ زِيـــنَةُ الْـغِنَىٰ.

۳۴۱

و قال (ﷺ):

يَـوْمُ الْـعَدْلِ عَـلَى الظَّـالِمِ أَشَـدُّ مِـنْ يَـوْمِ الْجَـوْرِ عَـلَى الْمَظْلُومِ!

۳۴۲

و قال (ﷺ):

اَلْـــغِنَى الْأَكْــــبَرُ الْـيَأْسُ عَــمَّا فِي أَيْــدِي النَّــاسِ.

۳۴۳

و قال (ﷺ):

اَلْأَقَاوِيلُ مَحْفُوظَةٌ[1]، وَ السَّرَائِرُ مَبْلُوَّةٌ وَ «كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ»، وَ النَّاسُ مَنْقُوصُونَ مَـدْخُولُونَ إِلَّا مَـنْ عَـصَمَ اللهُ: سَـائِلُهُمْ مُـتَعَنِّتٌ، وَ مُجِيبُهُمْ مُـتَكَلِّفٌ، يَكَـادُ أَفْـضَلُهُمْ

وَتَر ۔ کمان
مطبوع ۔ راسخ فی القلب
دُوَل ۔ جمع دولت
عَفاف ۔ پاکدامنی
مبلوۃ ۔ آزمائے ہوئے
منقوص ۔ نقص بدن والے
مدخول ۔ ضعف عقل والے

[1] ظاہر ہے کہ جب ایک ایک لفظ کے لکھنے کے لئے دو دو فرشتے معین کر دیے جائیں تو کسی لفظ کے ضائع اور گم ہونے کا کیا سوال ہے اور جب کوئی لفظ ضائع نہیں ہوتا ہے تو ہر کلمۂ خیر پر اجر و ثواب کا استحقاق بھی ہے اور ہر کلمۂ بد پر عذاب و عقاب کا خطرہ بھی ہے ۔!

مصادر حکمت ۳۳۶ المائۃ المختارۃ الحکمۃ الخالدہ ص۱۱۲
مصادر حکمت ۳۳۷ خصال صدوق ۲ ص۱۶۴، تحف العقول ص۱۵۸، حلیۃ الاولیاء ۱ ص۱۹۵، دستور معالم الحکم ص۲۵، غرر الحکم ص۲۵، غرر الحکم ص۴۲
مصادر حکمت ۳۳۸ کشف الغمہ اربلی ۳ ص۱۳۹، قوت القلوب ۲ ص۳۲۴، الغرر والعرر ص۵۵
مصادر حکمت ۳۳۹ غرر الحکم ص۲۹۲، مجمع الامثال ۲ ص۴۵۴
مصادر حکمت ۳۴۰ تحف العقول ص۴۵، کشف الغمہ جلد سوم، کنز الفوائد ص۱۳۹، دستور معالم الحکم ص۱۶، مطالب السئول ا ص۵۶، مجمع الامثال ص۴۵۴، ارشاد مفید ص۱۴۱
مصادر حکمت ۳۴۱ کشف الغمہ حالات امام جواد، الغرر والعرر ص۴۰، غرر الحکم ص۲۲۱
مصادر حکمت ۳۴۲ حلیۃ الاولیاء ۸ ص۳۰۵
مصادر حکمت ۳۴۳ غرر الحکم ص۵۷

ایک وارث اور ایک حوادث۔

۳۳۶ ـ جس سے سوال کیا جاتا ہے وہ اس وقت تک آزاد رہتا ہے جب تک وعدہ نہ کرلے۔

۳۳۷ ـ بغیر عمل کے دوسروں کو دعوت دینے والا ایسا ہی ہوتا ہے جیسے بغیر چلّۂ کمان کے تیر چلانے والا۔

۳۳۸ ـ علم کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ ہوتا ہے جو طبیعت[1] میں ڈھل جاتا ہے اور ایک وہ ہوتا ہے جو صرف سن لیا جاتا ہے اور سنا سنایا اس وقت تک کام نہیں آتا ہے جب تک مزاج کا جزو نہ بن جائے۔

۳۳۹ ـ رائے کی درستی دولت[2] اقبال سے وابستہ ہے ـــــ اسی کے ساتھ آتی ہے اور اسی کے ساتھ چلی جاتی ہے۔ (لیکن دولت بھی مفت نہیں آتی ہے اس کے لئے بھی صحیح رائے کی ضرورت ہوتی ہے)۔

۳۴۰ ـ پاک[3] دامانی فقیری کی زینت ہے اور شکر مالداری کی زینت ہے۔

۳۴۱ ـ مظلوم کے حق میں ظلم کے دن سے زیادہ شدید ظالم کے حق میں انصاف کا دن ہوتا ہے۔

۳۴۲ ـ لوگوں کے ہاتھ کی دولت سے مایوس[4] ہو جانا ہی بہترین مالداری ہے (کہ انسان صرف خدا سے لو لگاتا ہے)۔

۳۴۳ ـ باتیں سب محفوظ رہتی ہیں اور دلوں کے رازوں کا امتحان ہونے والا ہے۔ ہر نفس اپنے اعمال کے ہاتھوں گرو ہے۔ اور لوگوں کے جسم میں نقص اور عقلوں میں کمزوری آنے والی ہے مگر یہ کہ اللہ ہی بچالے۔ ان میں کے سائل الجھانے والے ہیں اور جواب دینے والے بلاوجہ زحمت کر رہے ہیں۔ قریب ہے کہ ان کا بہترین رائے والا بھی صرف خوشنودی یا غضب کے

---

[1] دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک علم انسان کی فطرت میں ودیعت کر دیا گیا ہے اور ایک علم باہر سے حاصل ہوتا ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جب تک فطرت کے اندر وجدان سلیم اور اس کی صلاحیتیں نہ ہوں، باہر کے علم کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور اس سے استفادہ اندر کی صلاحیت ہی پر موقوف ہے۔

[2] یعنی دنیا کا معیار صواب و خطا یہ ہے کہ جس کے پاس دولت کی فراوانی دیکھ لیتے ہیں سمجھتے ہیں کہ اس کے پاس یقیناً فکر سلیم بھی ہے ورنہ اسقدر دولت کس طرح حاصل کر سکتا تھا۔ اس کے بعد جب دولت چلی جاتی ہے تو اندازہ کرتے ہیں کہ یقیناً اس کی رائے میں کمزوری پیدا ہو گئی ہے ورنہ اس طرح کی غربت سے کس طرح دوچار ہو سکتا تھا۔

[3] حقیقت امر یہ ہے کہ نہ فقیری کوئی عیب ہے اور نہ مالداری کوئی حسن اور ہنر۔ عیب و ہنر کی دنیا اس سے ذرا ماورا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان فقیری میں عفت سے کام لے اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرے اور مالداری میں شکر پروردگار ادا کرے اور کسی طرح کے غرور و تکبر میں مبتلا نہ ہو جائے۔

[4] یہ عزت نفس کا بہترین مظاہرہ ہے جہاں انسان غربت کے باوجود دوسروں کی دولت کی طرف مڑ کر نہیں دیکھتا ہے اور ہمیشہ اس نکتہ نگاہ میں رکھتا ہے کہ فقر و فاقہ سے صرف جسم کمزور ہوتا ہے لیکن ہاتھ پھیلا دینے سے نفس میں ذلت اور حقارت کا احساس پیدا ہوتا ہے جسم کے فاقہ سے یقیناً بدتر اور شدید تر ہے۔

رَأياً يَردُّهُ عَن فَضْلِ رَأيِهِ الرِّضَىٰ وَالسُّخطُ، وَ يَكَادُ أَصْلَبُهُمْ عُوداً تَنْكَؤُهُ اللَّحْظَةُ، وَتَسْتَحِيلُهُ الْكَلِمَةُ الْوَاحِدَةُ.

۳۴۴

و قال (ﷺ):

مَعَاشِرَ النَّاسِ، اتَّقُوا اللهَ، فَكَمْ مِنْ مُؤَمِّلٍ مَا لَا يَبْلُغُهُ، وَ بَانٍ مَا لَا يَسْكُنُهُ، وَ جَامِعٍ مَا سَوْفَ يَتْرُكُهُ، وَ لَعَلَّهُ مِنْ بَاطِلٍ جَمَعَهُ، وَ مِنْ حَقٍّ مَنَعَهُ، أَصَابَهُ حَرَاماً، وَ احْتَمَلَ بِهِ آثَاماً، فَبَاءَ بِوِزْرِهِ، وَ قَدِمَ عَلَىٰ رَبِّهِ، آسِفاً لَا هِفاً، قَدْ «خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الآخِرَةَ، ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ».

۳۴۵

و قال (ﷺ):

مِنَ الْعِصْمَةِ تَعَذُّرُ الْمَعَاصِي.

۳۴۶

و قال (ﷺ):

مَاءُ وَجْهِكَ جَامِدٌ[1] يُقْطِرُهُ السُّؤَالُ، فَانْظُرْ عِنْدَ مَنْ تُقْطِرُهُ.

۳۴۷

و قال (ﷺ):

الثَّنَاءُ بِأَكْثَرَ مِنَ الاسْتِحْقَاقِ مَلَقٌ، وَالتَّقْصِيرُ عَنِ الاسْتِحْقَاقِ عِيٌّ أَوْ حَسَدٌ.

۳۴۸

و قال (ﷺ):

أَشَدُّ الذُّنُوبِ مَا اسْتَهَانَ بِهِ صَاحِبُهُ.

۳۴۹

و قال (ﷺ):

مَنْ نَظَرَ فِي عَيْبِ نَفْسِهِ اشْتَغَلَ عَنْ عَيْبِ غَيْرِهِ، وَ مَنْ رَضِيَ بِرِزْقِ اللهِ لَمْ يَحْزَنْ عَلَىٰ مَا فَاتَهُ، وَ مَنْ سَلَّ سَيْفَ الْبَغْيِ قُتِلَ بِهِ، وَ مَنْ كَابَدَ الأُمُورَ عَطِبَ، وَ مَنِ اقْتَحَمَ اللُّجَجَ غَرِقَ، وَ مَنْ دَخَلَ مَدَاخِلَ السُّوءِ اتُّهِمَ. وَ مَنْ كَثُرَ كَلَامُهُ كَثُرَ خَطَؤُهُ، وَ مَنْ كَثُرَ خَطَؤُهُ قَلَّ حَيَاؤُهُ، وَ مَنْ قَلَّ حَيَاؤُهُ قَلَّ وَرَعُهُ، وَ مَنْ قَلَّ وَرَعُهُ مَاتَ قَلْبُهُ وَ مَنْ مَاتَ قَلْبُهُ دَخَلَ النَّارَ. وَ مَنْ نَظَرَ فِي عُيُوبِ النَّاسِ، فَأَنْكَرَهَا، ثُمَّ رَضِيَهَا لِنَفْسِهِ، فَذٰلِكَ الأَحْمَقُ بِعَيْنِهِ. وَالْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْفَدُ. وَ مَنْ أَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ رَضِيَ مِنَ الدُّنْيَا بِالْيَسِيرِ،

اصلبهم عودا ۔ سختی سے پابندی کرنے والا
تنکؤہ ۔ خون بہادے ۔ زخمی کردے
لحظۃ ۔ ایک نظر
تستحیل ۔ بدل ڈالے
ملق ۔ خوشامد
کابد ۔ زحمت برداشت کی بلاسبب
عطب ۔ ہلاک ہوگیا
لجج ۔ گہرائیاں
ورع ۔ احتیاط
اقتحام ۔ کود پڑنا
مداخل ۔ مراکز
ورع ۔ تقویٰ

[1] انسان ضعیف کمزور اور محتاج پیدا ہوا ہے تو وہ سارے عالم سے بے نیاز بہرحال نہیں ہوسکتا ہے لیکن تقاضائے عقلمندی یہ ہے کہ جب ہاتھ پھیلانے اور مدد لینے کا وقت آجائے تو ایسے افراد کے سامنے عرض حاجت کرے جن میں شرافت نفس پائی جاتی ہو اور جو دوسرے کی عزت وآبرو کے بارے میں بھی کوئی تصور رکھتے ہوں

مصادر حکمت ۳۴۴ تذکرۃ الخواص ص۱۳۵
مصادر حکمت ۳۴۵ غرر الحکم ص۱۰۱
مصادر حکمت ۳۴۶ ربیع الابرار
مصادر حکمت ۳۴۷ محاضرات الادباء ا ص۱۴۵
مصادر حکمت ۳۴۸ ربیع الابرار باب الخطایا والذنوب ، روض الاخیار ص۳۶
مصادر حکمت ۳۴۹ روضۃ الکافی ص۱۹ ، العقد الفرید ا ص۲۲۱ ، قصار الحکم ص۵۰

تصور سے اپنی رائے سے پلٹا دیا جائے اور جو انتہائی مضبوط عقل وارادہ والا ہے اس کو بھی ایک نظر متاثر کر دے یا ایک کلمہ اس میں انقلاب پیدا کر دے۔

۴۴۴۔ ایہا الناس! اللہ سے ڈرو کہ کتنے ہی امیدوار ہیں جن کی امیدیں پوری نہیں ہوتی ہیں اور کتنے ہی گھر بنانے والے ہیں جنھیں رہنا نصیب نہیں ہوتا ہے۔ کتنے مال جمع کرنے والے ہیں جو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اور بہت ممکن ہے کہ باطل سے جمع کیا ہو یا کسی حق سے انکار کر دیا ہو یا حرام سے حاصل کیا ہو اور گناہوں کا بوجھ لاد لیا ہو۔ تو اس کا وبال لے کر واپس ہو اور اسی عالم میں پروردگار کے حضور حاضر ہو جائے جہاں صرف رنج اور افسوس ہو اور دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہو جو درحقیقت کھلا ہوا خسارہ ہے۔

۴۴۵۔ گناہوں تک رسائی کا نہ ہونا بھی ایک طرح کی پاکدامنی ہے۔[1]

۴۴۶۔ تمھاری آبرو محفوظ ہے اور سوال اسے مٹا دیتا ہے لہٰذا یہ دیکھتے رہو کہ کس کے سامنے ہاتھ پھیلا رہے ہو اور آبرو کا سودا کر رہے ہو۔

۴۴۷۔ استحقاق سے زیادہ تعریف کرنا خوشامد ہے اور استحقاق سے کم تعریف کرنا عاجزی ہے یا حسد۔

۴۴۸۔ سب سے سخت گناہ وہ ہے جسے گناہگار ہلکا قرار دیدے۔[2]

۴۴۹۔ جو اپنے عیب پر نگاہ رکھتا ہے وہ دوسروں کے عیب سے غافل ہو جاتا ہے اور جو رزق خدا پر راضی رہتا ہے وہ کسی چیز کے ہاتھ سے نکل جانے پر رنجیدہ نہیں ہوتا ہے۔ جو بغاوت کی تلوار کھینچتا ہے خود اسی سے مارا جاتا ہے اور جو اہم امور کو زبردستی انجام دینا چاہتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ لہروں میں پھاند پڑنے والا ڈوب جاتا ہے اور غلط جگہوں پر داخل ہونے والا بدنام ہو جاتا ہے۔ جس کی باتیں زیادہ ہوتی ہیں اس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوتی ہیں اور جس کی غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں اس کی حیا کم ہو جاتی ہے اور جس کی حیا کم ہو جاتی ہے اس کا تقویٰ بھی کم ہو جاتا ہے اور جس کا تقویٰ کم ہو جاتا ہے اس کا دل مُردہ ہو جاتا ہے اور جس کا دل مُردہ ہو جاتا ہے وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

جو لوگوں کے عیب کو دیکھ کر ناگواری کا اظہار کرے اور پھر اسی عیب کو اپنے لئے پسند کر لے تو اسی کو احمق کہا جاتا ہے۔

قناعت ایک ایسا سرمایہ ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔

جو موت کو برابر یاد کرتا رہتا ہے وہ دنیا کے مختصر حصہ پر بھی راضی ہو جاتا ہے۔

[1] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گناہوں کے بارے میں شریعت کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ انسان ان سے اجتناب کرے اور ان میں مبتلا نہ ہونے پائے چاہے اس کا سبب اس کا تقدس ہو یا مجبوری ۔۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اپنے اختیار سے گناہوں کا ترک کر دینے والا مستحق اجر و ثواب بھی ہو سکتا ہے اور مجبوراً ترک کر دینے والا کسی اجر و ثواب کا حقدار نہیں ہو سکتا ہے۔

[2] غیر معصوم انسان کی زندگی کے بارے میں گناہوں کے امکانات تو ہر وقت رہتے ہیں لیکن انسان کی شرافت نفس یہ ہے کہ جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے گناہ تصور کرے اور اس کی تلافی کی فکر کرے ورنہ اگر اسے خفیف اور ہلکا تصور کر لیا تو یہ دوسرا گناہ ہوگا جو پہلے گناہ سے بدتر ہوگا کہ پہلا گناہ نفس کی کمزوری سے پیدا ہوا تھا اور یہ ایمان اور عقیدہ کی کمزوری سے پیدا ہوا ہے۔

وَ مَنْ عَلِمَ أَنَّ كَلَامَهُ مِنْ عَمَلِهِ قَلَّ كَلَامُهُ إِلَّا فِيمَا يَعْنِيهِ.

۳۵۰

و قال (ﷺ):

لِلظَّالِمِ مِنَ الرِّجَالِ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ: يَظْلِمُ مَنْ فَوْقَهُ بِالْمَعْصِيَةِ، وَ مَنْ دُونَهُ بِالْغَلَبَةِ، وَ يُظَاهِرُ الْقَوْمَ الظَّلَمَةَ.

۳۵۱

و قال (ﷺ):

عِنْدَ تَنَاهِي الشِّدَّةِ تَكُونُ الْفَرْجَةُ. وَ عِنْدَ تَضَايُقِ حَلَقِ الْبَلَاءِ يَكُونُ الرَّخَاءُ.

۳۵۲

و قال (ﷺ):

لبعض أصحابه: لَا تَجْعَلَنَّ أَكْثَرَ شُغُلِكَ بِأَهْلِكَ وَ وَلَدِكَ: فَإِنْ يَكُنْ أَهْلُكَ وَ وَلَدُكَ أَوْلِيَاءَ اللهِ، فَإِنَّ اللهَ لَا يُضِيعُ أَوْلِيَاءَهُ، وَ إِنْ يَكُونُوا أَعْدَاءَ اللهِ: فَمَا هَمُّكَ وَ شُغُلُكَ بِأَعْدَاءِ اللهِ؟!

۳۵۳

و قال (ﷺ):

أَكْبَرُ (أكثر) الْعَيْبِ أَنْ تَعِيبَ مَا فِيكَ مِثْلُهُ.

۳۵٤

وهنأ بحضرته رجل رجلاً بغلام ولد له فقال له: لِيَهْنِئْكَ الْفَارِسُ، فَقَالَ (ﷺ): لَا تَقُلْ ذٰلِكَ، وَ لٰكِنْ قُلْ: شَكَرْتَ الْوَاهِبَ، وَ بُورِكَ لَكَ فِي الْمَوْهُوبِ، وَ بَلَغَ أَشُدَّهُ، وَرُزِقْتَ بِرَّهُ.

۳۵۵

و بنى رجل من عماله بناء فخما، فقال (ﷺ): أَطْلَعَتِ الْوَرِقُ رُؤُوسَهَا! إِنَّ الْبِنَاءَ يَصِفُ لَكَ الْغِنَى.

۳٥٦

و قيل له (ﷺ): لَوْ سُدَّ عَلَىٰ رَجُلٍ بَابُ بَيْتِهِ: وَ تُرِكَ فِيهِ، مِنْ أين كان يأتيه رزقه؟ فقال(ﷺ): مِنْ حَيْثُ يَأْتِيهِ أَجَلُهُ. [۱]

۳۵۷

وَ عَزَّىٰ قوماً عن ميت مات لهم فقال (ﷺ): إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَيْسَ لَكُمْ بَدَأَ، وَ لَا إِلَيْكُمُ انْتَهَىٰ، وَ قَدْ كَانَ صَاحِبُكُمْ هٰذَا يُسَافِرُ، فَعُدُّوهُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ(سفراته)، فَإِنْ قَدِمَ عَلَيْكُمْ وَ إِلَّا قَدِمْتُمْ عَلَيْهِ.

يُظاہر - مدد کرتا ہے
ظَلَمہ - جمع ظالم
فرجہ - کشائش حال
فخم - عظیم
وَرِق - چاندی
ہٰذا الامر - موت

[۱] قرآن مجید نے رزق اور موت کے مسئلہ کا تذکرہ ایک ساتھ کیا ہے تاکہ ایک کے ذریعہ دوسرے کے شکلات کو حل کیا جا سکے مگر حیرت کی بات ہے کہ دوسروں کی موت کو دیکھ کر انسان کو موت کا یقین آجاتا ہے اور خود اپنی زندگی میں شکم مادر سے مسلسل تجربہ کرنے کے بعد بھی پروردگار کی رزاقیت کا یقین نہیں پیدا ہوتا ہے اور ہمیشہ اوہام کا شکار رہتا ہے اور بے یقینی کی زندگی گذارتا ہے۔

مصادر حکمت ۳۵۰ معدن الجواہر ص ۲۳۳
مصادر حکمت ۳۵۱ الفرج بعد الشدة ا ص ۴۳ غرر الحکم ص ۲۱۶
مصادر حکمت ۳۵۲ ربیع الابرار، غرر الحکم ص ۳۳۰
مصادر حکمت ۳۵۳ غرر الحکم ص ۶۸
مصادر حکمت ۳۵۴ کامل مبرد ۲ ص ۲۱۷، تحف العقول ص ۱۶۶، العقد الفرید ۳ ص ۳۹
مصادر حکمت ۳۵۵
مصادر حکمت ۳۵۶ ربیع الابرار باب الیاس والقناعہ
مصادر حکمت ۳۵۷ غرر الحکم ص ۷۷

اور جسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلام بھی عمل کا ایک حصہ ہے وہ ضرورت سے زیادہ کلام نہیں کرتا ہے۔

۳۵۰۔ لوگوں میں ظالم کی تین علامات ہوتی ہیں۔ اپنے سے بالاتر پر معصیت کے ذریعہ ظلم کرتا ہے۔ اپنے سے کمتر پر غلبہ وقہر کے ذریعہ ظلم کرتا ہے اور پھر ظالم قوم کی حمایت کرتا ہے۔[1]

۳۵۱۔ سختیوں کی انتہا ہی پر کشائش حال پیدا ہوتی ہے اور بلاؤں کے حلقوں کی تنگی ہی کے موقع پر آسائش[2] پیدا ہوتی ہے۔

۳۵۲۔ اپنے بعض اصحاب سے خطاب کر کے فرمایا۔ زیادہ حصہ بیوی بچوں کی فکر میں مت رہا کرو کہ اگر یہ اللہ کے دوست ہیں تو اللہ انھیں[3] برباد نہیں ہونے دے گا اور اگر اس کے دشمن ہیں تو تم دشمنان خدا کے بارے میں کیوں فکر مند ہو۔

(مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے دائرہ سے باہر نکل کر سماج اور معاشرہ کے بارے میں بھی فکر کرے۔ صرف کنویں کا مینڈک بن کر نہ رہ جائے)۔

۳۵۳۔ بدترین عیب یہ ہے کہ انسان کسی عیب کو بُرا کہے اور پھر اس میں وہی عیب پایا جاتا ہو۔

۳۵۴۔ حضرت کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کو فرزند کی مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ شہسوار مبارک ہو۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ مت کہو بلکہ یہ کہو کہ تم نے دینے والے کا شکریہ ادا کیا ہے لہٰذا تمھیں یہ تحفہ مبارک ہو۔ خدا کرے کہ یہ منزل کمال تک پہونچے اور تمھیں اس کی نیکی نصیب ہو۔

۳۵۵۔ آپ کے عمال میں سے ایک شخص نے عظیم عمارت تعمیر کرلی تو آپ نے فرمایا کہ چاندی کے سکوں نے سر نکال لیا ہے۔ یقیناً یہ تعمیر تمھاری مالداری کی غمازی کرتی ہے۔

۳۵۶۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کے گھر کا دروازہ بند کر دیا جائے اور اسے تنہا چھوڑ دیا جائے تو اس کا رزق کہاں سے آئے گا؟ ۔ فرمایا کہ جہاں سے اس کی موت آئے گی! (لطیفہ)

۳۵۷۔ ایک جماعت کو کسی مرنے والے کی تعزیت پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ بات تمھارے یہاں کوئی نئی نہیں ہے اور نہ تمھیں پر اس کی انتہا ہے۔ تمھارا یہ ساتھی سرگرم سفر رہا کرتا تھا تو سمجھو کہ یہ بھی ایک سفر ہے۔ اس کے بعد یا وہ تمھارے پاس وارد ہوگا یا تم اس کے پاس وارد ہوگے۔

---

[1] یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صرف ظلم کرنا ہی ظلم نہیں ہے بلکہ ظالم کی حمایت بھی ایک طرح کا ظلم ہے لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ اس ظلم سے بھی محفوظ رہے اور مکمل عادلانہ زندگی گذارے اور ہر شے کو اسی مقام پر رکھے جو اس کا محل اور موقع ہے۔

[2] مقصد یہ ہے کہ انسان کو سختیوں اور تنگیوں میں مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ حوصلوں کو بلند رکھنا چاہئے اور سرگرم عمل رہنا چاہئے کہ قرآن کریم نے سہولت کو تنگی اور زحمت کے بعد نہیں رکھا ہے بلکہ اسی کے ساتھ رکھا ہے " ان مع العسر یسرا "

[3] اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے انسان اہل وعیال کی طرف سے یکسر غافل ہو جائے اور انھیں پروردگار کے رحم وکرم پر چھوڑ دے۔ پروردگار کا رحم وکرم ماں باپ سے یقیناً زیادہ ہے لیکن ماں باپ کی اپنی بھی ایک ذمہ داری ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ بقدر واجب خدمت کر کے باقی معاملات کو پروردگار کے حوالہ کر دے اور ان کی طرف سراپا توجہ بن کر پروردگار سے غافل نہ ہو جائے۔

وجل ـ خوفزدہ
فرق ـ ہراساں
استدراج ـ لپیٹ لینا
اختبار ـ امتحان
مامول ـ جس کی امید رکھی جائے
رغبت ـ خواہش
مُعَرج ـ ٹوٹ پڑنے والا
صدثان ـ حوادث روزگار
صریف ـ پیس ڈالنا
تولوا ـ ذمہ داری سنبھالو
ضَن ـ بچا کر رکھا
مراء ـ لڑائی جھگڑا
خرق ـ حماقت

۳۵۸

و قال (عليه السلام):

أَيُّهَا النَّاسُ، لِيَرَكُمُ اللّٰهُ مِنَ النِّعْمَةِ وَجِلِينَ، كَمَا يَرَاكُمْ مِنَ النِّقْمَةِ فَرِقِينَ! إِنَّهُ مَنْ وُسِّعَ عَلَيْهِ فِي ذَاتِ يَدِهِ فَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ اسْتِدْرَاجاً فَقَدْ أَمِنَ مَخُوفاً، وَ مَنْ ضُيِّقَ عَلَيْهِ فِي ذَاتِ يَدِهِ فَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ اخْتِبَاراً فَقَدْ ضَيَّعَ مَأْمُولاً.

۳۵۹

و قال (عليه السلام):

يَا أَسْرَىٰ (اسارى) الرَّغْبَةِ أَقْصِرُوا، فَإِنَّ الْمُعَرِّجَ عَلَى الدُّنْيَا لَا يَرُوعُهُ مِنْهَا إِلَّا صَرِيفُ أَنْيَابِ الْحِدْثَانِ أَيُّهَا النَّاسُ، تَوَلَّوْا مِنْ أَنْفُسِكُمْ تَأْدِيبَهَا، وَاعْدِلُوا بِهَا عَنْ ضَرَاوَةِ عَادَاتِهَا.

۳۶۰

و قال (عليه السلام):

لَا تَظُنَّنَّ بِكَلِمَةٍ خَرَجَتْ مِنْ أَحَدٍ سُوءاً، وَ أَنْتَ تَجِدُ لَهَا فِي الْخَيْرِ مُحْتَمَلاً.

۳۶۱

و قال (عليه السلام):

إِذَا كَانَتْ لَكَ إِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ حَاجَةٌ فَابْدَأْ بِمَسْأَلَةِ الصَّلَاةِ عَلَىٰ رَسُولِهِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ، ثُمَّ سَلْ حَاجَتَكَ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ حَاجَتَيْنِ، فَيَقْضِيَ إِحْدَاهُمَا وَ يَمْنَعَ الْأُخْرَىٰ.

۳۶۲

و قال (عليه السلام):

مَنْ ضَنَّ بِعِرْضِهِ فَلْيَدَعِ الْمِرَاءَ.

۳۶۳

و قال (عليه السلام):

مِنَ الْخُرْقِ الْمُعَاجَلَةُ قَبْلَ

مصادر حکمت ۳۵۸ تحف العقول ص۱۳۶
مصادر حکمت ۳۵۹ نہایہ ابن اثیر ۳ ص۳۵ ، غرر الحکم ص۳۵۹
مصادر حکمت ۳۶۰ اصول کافی ۲ ص۳۶۲ ، قصار الحکم ص۳۵۹ ، محاسن برقیؒ ص۲۲
مصادر حکمت ۳۶۱ جامع الاخبار ص۷ ، ثواب الاعمال ص۱۴۰ ، خصال صدوق ۲ ص۴ ، امالی طوسیؒ ا ص۱۴۵ ، بشارۃ المصطفیٰ طبری ص۲۹۲
مصادر حکمت ۳۶۲
مصادر حکمت ۳۶۳ مجمع الامثال ۲ ص۲۵۴

۳۵۸۔ لوگو! اللہ نعمت کے موقع پر بھی تمہیں[1] ویسے ہی خوفزدہ دیکھے جس طرح عذاب کے معاملہ میں ہراساں دیکھتا ہے کہ جس شخص کو فراغدستی حاصل ہو جائے اور وہ اسے عذاب کی لپیٹ نہ سمجھے تو اس نے خوفناک چیز سے بھی اپنے کو مطمئن سمجھ لیا ہے اور جو تنگدستی میں مبتلا ہو جائے اور اسے امتحان نہ سمجھے اس نے اس ثواب کو بھی ضائع کر دیا جس کی امید کی جاتی ہے۔

۳۵۹۔ اے حرص و طمع کے اسیرو! اب باز آجاؤ۔ کہ دنیا پر ٹوٹ پڑنے والوں کو حوادث زمانہ کے دانت پیسنے کے علاوہ کوئی خوفزدہ نہیں کر سکتا ہے۔

اے لوگو! اپنے نفس کی اصلاح کی ذمہ داری خود سنبھال لو اور اپنی عادتوں کے تقاضوں[2] سے منہ موڑ لو۔

۳۶۰۔ کسی کی بات کے غلط معنی نہ لو[3] جب تک صحیح معنی کا امکان موجود ہے۔

۳۶۱۔ اگر پروردگار کی بارگاہ[4] میں تمھاری کوئی حاجت ہو تو اس کی طلب کا آغاز رسول اکرمؐ پر صلوات سے کرو اور اس کے بعد اپنی حاجت طلب کرو کہ پروردگار اس بات سے بالاتر ہے کہ اس سے دو باتوں کا سوال کیا جائے اور وہ ایک کو پورا کر دے اور ایک کو نظر انداز کر دے۔

۳۶۲۔ جو اپنی آبرو کو بچانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرے۔

۳۶۳۔ کسی بات کے امکان سے پہلے جلدی کرنا اور وقت آجانے پر دیر کرنا دونوں ہی حماقت ہے۔

[1] مقصد یہ ہے کہ زندگانی کے دونوں طرح کے حالات میں دونوں طرح کے احتمالات پائے جاتے ہیں۔ راحت و آرام میں امکان فضل و کرم بھی ہے اور احتمال مہلت و اتمام حجت بھی ہے اور اسی طرح مصیبت اور پریشانی کے ماحول میں احتمال عتاب و عقاب بھی ہے اور احتمال امتحان و اختبار بھی ہے لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ راحتوں کے ماحول میں اس خطرہ سے محفوظ نہ ہو جائے کہ اس طرح بھی قوموں کو عذاب کی لپیٹ میں لے لیا جاتا ہے اور پریشانیوں کے حالات میں اس رُخ سے غافل نہ ہو جائے کہ یہ امتحان بھی ہو سکتا ہے اور اس میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کر کے اجر و ثواب بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

[2] مقصد یہ ہے کہ خواہشات کے اسیر نہ بنو اور دنیا کا اعتبار نہ کرو۔ انجام کار کی زحمتوں سے ہوشیار رہو اور اپنے نفس کو اپنے قابو میں رکھو تاکہ بیجا رسوم اور مہمل عادات کا اتباع نہ کرو۔

[3] کاش ہر شخص اس تعلیم کو اختیار کر لیتا تو سماج کے بیشمار مفاسد سے نجات مل جاتی اور دنیا میں فتنہ و فساد کے اکثر راستے بند ہو جاتے مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوتا ہے اور ہر شخص دوسرے کے بیان میں غلط پہلو پہلے تلاش کرتا ہے اور صحیح رُخ کے بارے میں بعد میں سوچتا ہے۔

[4] یہ صحیح ہے کہ رسول اکرمؐ ہماری صلوات اور دعائے رحمت کے محتاج نہیں ہیں لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہے کہ ہم اپنے ادائے شکر سے غافل ہو جائیں اور ان کی طرف سے ملنے والی نعمت ہدایت کا کسی شکل میں کوئی بدلہ نہ دیں۔ ورنہ پروردگار بھی ہماری عبادتوں کا محتاج نہیں ہے تو ہر انسان عبادتوں کو نظر انداز کر کے چین سے سو جائے۔ صلوات کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان پروردگار کی نظر عنایت کا حقدار ہو جاتا ہے اور اس طرح اس کی دعائیں قابل قبول ہو جاتی ہیں۔

الإِمْكَانِ، وَ الأَنَاةُ بَعْدَ الْفُرْصَةِ

٣٦٤

و قال (عليه السلام):

لَا تَسأَلْ عَمَّا لَا يَكُونُ، فَفِي الَّذِي قَدْ كَانَ لَكَ شُغُلٌ.

٣٦٥

و قال (عليه السلام):

اَلْفِكْرُ مِرْآةٌ صَافِيَةٌ، وَ الْاِعْتِبَارُ مُنْذِرٌ نَاصِحٌ. وَ كَفَىٰ أَدَباً لِنَفْسِكَ تَجَنُّبُكَ مَا كَرِهْتَهُ لِغَيْرِكَ.

٣٦٦

و قال (عليه السلام):

اَلْعِلْمُ مَقْرُونٌ بِالْعَمَلِ: فَمَنْ عَلِمَ عَمِلَ؛ وَالْعِلْمُ يَهْتِفُ بِالْعَمَلِ، فَإِنْ أَجَابَهُ وَ إِلَّا ارْتَحَلَ عَنْهُ.

٣٦٧

و قال (عليه السلام):

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَتَاعُ الدُّنْيَا حُطَامٌ مُوبِيءٌ فَتَجَنَّبُوا مَرْعَاهُ! قُلْعَتُهَا أَحْظَىٰ مِنْ طُمَأْنِينَتِهَا، وَ بُلْغَتُهَا أَزْكَىٰ مِنْ ثَرْوَتِهَا. حُكِمَ عَلَىٰ مُكْثِرٍ مِنْهَا بِالْفَاقَةِ، وَ أُعِينَ مَنْ غَنِيَ عَنْهَا بِالرَّاحَةِ. مَنْ رَاقَهُ زِبْرِجُهَا أَعْقَبَتْ نَاظِرَيْهِ كَمَهاً، وَ مَنِ اسْتَشْعَرَ الشَّغَفَ بِهَا مَلَأَتْ ضَمِيرَهُ أَشْجَاناً، لَهُنَّ رَقْصٌ عَلَىٰ سُوَيْدَاءِ قَلْبِهِ: هَمٌّ يَشْغَلُهُ، وَ غَمٌّ يَحْزُنُهُ، كَذٰلِكَ حَتَّىٰ يُؤْخَذَ بِكَظَمِهِ فَيُلْقَىٰ بِالْفَضَاءِ مُنْقَطِعاً أَبْهَرَاهُ هَيِّناً عَلَىٰ اللهِ فَنَاؤُهُ، وَ عَلَىٰ الْإِخْوَانِ

اناة - مہلت - تاخیر
فرصت - موقع
اعتبار - عبرت حاصل کرنا
منذر - ڈرانے والا
تجنب - پرہیز
یہتف - آواز دیتا ہے
حطام - بھوسہ
موبئ - سڑا ہوا
مرعیٰ - چراگاہ
قلعہ - چل چلاؤ
احظیٰ - زیادہ مناسب
بلغہ - بقید ضرورت
زبرج - آرائش
کمہ - اندھاپن
اشجان - رنج وغم
سویدار - نقطہ قلب
کظم - گلا
ابہران - گردن کی دونوں رگیں

مصادر حکمت ۳۶۴ غرر الحکم ص ۲۵۰
مصادر حکمت ۳۶۵ تحف العقول ص ۱۴۳، امالی طوسیؒ ۱ ص ۱۱۴، کنز الفوائد ص ۱۲۹، غرر الحکم ص ۲۴۳، دستور معالم الحکم ص ۱۵
مصادر حکمت ۳۶۶ اصول کافی ۱ ص ۴۰، البدایۃ والنہایۃ ۱۲ ص ۱۵۰، غرر الحکم ص ۴۹
مصادر حکمت ۳۶۷ تحف العقول ص ۱۵۵، بحار الانوار ۱۳ ۷ ص ۱۳۱

۳۶۴۔ جو بات ہونے والی نہیں ہے۔ اس کے بارے میں سوال مت کرو کہ جو ہو گیا ہے وہی تمہارے لئے کافی ہے۔

۳۶۵۔ فکر[1] ایک شفاف آئینہ ہے اور عبرت حاصل کرنا ایک انتہائی مخلص متنبہ کرنے والا ہے۔ تمہارے نفس کے ادب کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جس چیز کو دوسروں کے لئے ناپسند کرتے ہو اس سے خود بھی پرہیز کرو۔

۳۶۶۔ علم کا مقدر عمل[2] سے جُڑا ہوا ہے اور جو واقعی صاحب علم ہوتا ہے وہ عمل بھی کرتا ہے۔ یاد رکھو کہ علم عمل کے لئے آواز دیتا ہے اور انسان سُن لیتا ہے تو خیر ورنہ خود بھی رخصت ہو جاتا ہے۔

۳۶۷۔ ایہاالناس! دنیا کا سرمایہ ایک سڑا بھوسہ ہے جس سے وبار پھیلنے والی ہے لہٰذا اس کی چراگاہ سے ہوشیار رہو۔ اس دنیا سے چل چلاؤ سکون کے ساتھ رہنے سے زیادہ فائدہ مند ہے اور یہاں کا بقدرضرورت سامان ثروت سے زیادہ برکت والا ہے۔ یہاں کے دولت مند کے بارے میں ایک دن احتیاج لکھ دی گئی ہے اور اس سے بے نیاز رہنے والے کو راحت کا سہارا دے دیا جاتا ہے جسے اس کی زینت پسند آگئی اس کی آنکھوں کو انجام کار یہ اندھا کر دیتی ہے اور جس نے اس سے شغف کو شعار بنا لیا اس کے ضمیر کو رنج واندوہ سے بھر دیتی ہے اور یہ فکریں اس کے نقطۂ قلب کے گرد چکر لگاتی رہتی ہیں بعض اسے مشغول بنا لیتی ہیں اور بعض محزون بنا دیتی ہیں اور یہ سلسلہ یوں ہی قائم رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا گلا گھونٹ دیا جائے اور اسے فضا (قبر) میں ڈال دیا جائے جہاں دل کی دونوں رگیں کٹ جائیں۔ خدا کے لئے اس کا فنا کر دینا بھی آسان ہے اور بھائیوں کے لئے اسے قبر میں ڈال دینا بھی مشکل نہیں ہے۔

[1] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ فکر ایک شفاف آئینہ ہے جس میں بآسانی مجہولات کا چہرہ دیکھ لیا جاتا ہے اور اہل منطق نے اس کی یہی تعریف کی ہے کہ معلومات کو اس طرح مرتب کیا جائے کہ اس سے مجہولات کا علم حاصل ہو جائے۔ لیکن صرف مستقبل کا چہرہ دیکھ لینا ہی کوئی ہنر نہیں ہے۔ اصل ہنر اور کام اس سے عبرت حاصل کرنا ہے کہ انسان کے حق میں عبرت سے زیادہ مخلص نصیحت کرنے والا کوئی نہیں ہے اور یہی عبرت ہے جو اسے ہر برائی اور مصیبت سے بچا سکتی ہے ورنہ اس کے علاوہ کوئی یہ کار خیر انجام دینے والا نہیں ہے۔

[2] بلاشک و شبہ علم ایک کمال ہے اور مجہولات کا حاصل کر لینا ایک ہُنر ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اسے باکمال اور صاحب ہُنر کس طرح کہا جا سکتا ہے جو یہ تو دریافت کر لے کہ فلاں چیز میں زہر ہے مگر اس سے اجتناب نہ کرے۔ ایسے شخص کو تو مزید احمق اور نالائق تصور کیا جاتا ہے۔

علم کا کمال ہی یہ ہے کہ انسان اس کے مطابق عمل کرے تاکہ صاحب علم اور صاحب کمال کہے جانے کا حقدار ہو جائے ورنہ علم ایک وبال ہو جائے گا اور اپنی ناقدری سے ناراض ہو کر رخصت بھی ہو جائے گا۔ صرف نامِ علم باقی رہ جائے گا اور حقیقتِ علم ختم ہو جائے گی۔

إِلْـقَاؤُهُ، وَ إِنَّمَـا يَـنْظُرُ الْمُـؤْمِنُ إِلَى الدُّنْـيَا بِـعَيْنِ الْاِعْـتِبَارِ، وَ يَـقْتَاتُ مِـنْهَا بِـبَطْنِ الْاِضْـطِرَارِ، وَ يَسْـمَعُ فِـيهَا بِأُذُنِ الْمَـقْتِ وَالْإِبْـغَاضِ، إِنْ قِـيلَ أَثْـرَىٰ قِـيلَ أَكْـدَىٰ، وَ إِنْ فُـرِحَ لَـهُ بِـالْبَقَاءِ حُـزِنَ لَـهُ بِـالْفَنَاءِ، هَـذَا وَ لَمْ يَأْتِهِـمْ يَـوْمٌ فِـيهِ يُـبْلِسُونَ.

۳۶۸

و قال (عليه السلام):

إِنَّ اللهَ سُـبْحَانَهُ وَضَـعَ الثَّـوَابَ عَـلَىٰ طَـاعَتِهِ، وَ الْـعِقَابَ عَـلَىٰ مَـعْصِيَتِهِ، ذِيَـادَةً لِـعِبَادِهِ عَـنْ نِـقْمَتِهِ، وَ حِـيَاشَةً لَهُـمْ إِلَىٰ جَـنَّتِهِ.

۳۶۹

و قال (عليه السلام):

يَأْتِي عَـلَى النَّـاسِ زَمَـانٌ لَا يَـبْقَىٰ فِـيهِمْ مِـنَ الْـقُرْآنِ إِلَّا رَسْـمُهُ، وَ مِـنَ الْإِسْـلَامِ إِلَّا اسْـمُهُ، وَ مَسَـاجِدُهُمْ يَـوْمَئِذٍ عَـامِرَةٌ مِـنَ الْـبِنَاءِ، خَـرَابٌ مِـنَ الْهُـدَىٰ، سُكَّـانُهَا وَ عُـمَّارُهَا شَرُّ أَهْـلِ الْأَرْضِ: مِـنْهُمْ تَخْـرُجُ الْـفِتْنَةُ، وَ إِلَـيْهِمْ تَأْوِي الْخَـطِيئَةُ، يَـرُدُّونَ مَـنْ شَـذَّ عَـنْهَا فِـيهَا، وَ يَسُـوقُونَ مَـنْ تَأَخَّـرَ عَـنْهَا إِلَـيْهَا، يَـقُولُ اللهُ سُـبْحَانَهُ: فَـبِي حَـلَفْتُ لَأَبْـعَثَنَّ عَـلَىٰ أُولَـئِكَ فِـتْنَةً تَـتْرُكُ الْحَـلِيمَ فِـيهَا حَـيْرَانَ وَ قَـدْ فَـعَلَ، وَ نَحْـنُ نَسْتَقِيلُ اللهَ عَـثْرَةَ الْـغَفْلَةِ.

۳۷۰

وَ رُوِيَ أَنَّه عليه السلام قلما اعتدل به المنبر إلا قال أمام الخطبة: أَيُّهَا النَّاسُ، اتَّـقُوا اللهَ فَمَـا خُـلِقَ امْـرُؤٌ عَـبَثاً فَـيَلْهُوَ وَ لَا تُـرِكَ سُـدًى فَـيَلْغُوَ، وَ مَـا دُنْـيَاهُ الَّـتِي تَحَسَّـنَتْ لَـهُ بِخَـلَفٍ مِـنَ الْآخِـرَةِ الَّـتِي قَـبَّحَهَا سُـوءُ النَّـظَرِ عِـنْدَهُ، وَ مَـا الْمَـغْرُورُ الَّـذِي ظَـفِرَ مِـنَ الدُّنْـيَا بِأَعْـلَىٰ هِمَّـتِهِ كَـالْآخَرِ الَّـذِي ظَـفِرَ مِـنَ الْآخِـرَةِ بِأَدْنَىٰ سُهْـمَتِهِ.

۳۷۱

و قال (عليه السلام):

لَا شَرَفَ أَعْـلَىٰ مِـنَ الْإِسْـلَامِ: وَ لَا عِـزَّ أَعَـزُّ مِـنَ التَّـقْوَىٰ: وَ لَا مَـعْقِلَ أَحْسَـنُ مِـنَ الْـوَرَعِ، وَ لَا شَـفِيعَ أَنْجَـحُ مِـنَ

القاء ۔ قبر میں ڈالنا
اعتبار ۔ عبرت
بطن الاضطرار ۔ بقدر ضرورت
مقت ۔ ناراضگی
اثریٰ ۔ مالدار ہوگیا
اکدیٰ ۔ محتاج ہوگیا
یبلسون ۔ مایوس ہوجائیں گے
ذیادۃ ۔ روک تھام کرلے جانا
حیاشۃ ۔ گھیر کرلے جانا
یلھوا ۔ لہو لعب میں مبتلا ہوجائے
یلغوا ۔ لغو کام کرے
خلف ۔ بدل
سہمہ ۔ حصہ
معقل ۔ پناہ گاہ
ورع ۔ احتیاط و پرہیز
انجح ۔ زیادہ کامیاب
شفیع ۔ سفارش کرنے والا

مصادر حکمت نمبر ۳۶۸ تصار الحکم ص ۲۵۲
مصادر حکمت نمبر ۳۶۹ میزان الاعتدال ذہبی ۳ ص ۴۱۷، رسالہ اصول الایمان محمد بن عبدالوہاب ص ۲۵، ثواب الاعمال صدوق، روضۃ الکافی ص ۵۸
مصادر حکمت نمبر ۳۷۰ دستور معالم الحکم ص ۴۸، ربیع الابرار، اعجاز القرآن باقلانی ص ۱۹۳
مصادر حکمت نمبر ۳۷۱ روضۃ الکافی ص ۱۸، تحف العقول ص ۶۲، امالی صدوق ص ۱۹۳

مومن وہی ہے جو دنیا کی طرف عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور پیٹ کی ضرورت بھر سامان پر گذارا کر لیتا ہے۔ اس کی باتوں کو عداوت و نفرت کے کانوں سے سنتا ہے۔ کہ جب کسی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مالدار ہوگیا ہے تو فوراً آواز آتی ہے کہ نادار ہوگیا ہے۔ اور جب کسی کو بقا کے تصور سے مسرور کیا جاتا ہے تو فنا کے خیال سے رنجیدہ بنا دیا جاتا ہے۔ اور یہ سب اس وقت ہے جب ابھی وہ دن نہیں آیا ہے جس دن اہل دنیا مایوسی کا شکار ہو جائیں گے۔

۳۶۸۔ پروردگار عالم نے اطاعت پر ثواب اور معصیت پر عقاب اسی لئے رکھا ہے تاکہ بندوں کو اپنے غضب سے دور رکھ سکے اور انھیں گھیر کر جنت کی طرف لے آئے۔

۳۶۹۔ لوگوں پر ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے جب قرآن میں صرف نقوش باقی رہ جائیں گے اور اسلام میں صرف نام باقی رہ جائے گا مسجدیں[1] تعمیرات کے اعتبار سے آباد ہوں گی اور ہدایت کے اعتبار سے برباد ہوں گی۔ اس کے رہنے والے اور آباد کرنے والے سب بدترین اہل زمانہ ہوں گے۔ انھیں سے فتنہ باہر آئے گا اور انھیں کی طرف غلطیوں کو پناہ ملے گی۔ جو اس سے بچ کر جانا چاہے گا اسے اس کی طرف پلٹا دیں گے اور جو دور رہنا چاہے گا اسے ہنکا کر لے آئیں گے۔

پروردگار کا ارشاد ہے کہ میری ذات کی قسم میں ان لوگوں پر ایک ایسے فتنہ کو مسلط کردوں گا جو صاحب عقل کو بھی حیرت زدہ بنا دے گا اور یہ یقیناً ہو کر رہے گا۔ ہم اس کی بارگاہ میں غفلتوں کی لغزشوں سے پناہ چاہتے ہیں۔

۳۷۰۔ کہا جاتا ہے کہ آپ جب بھی منبر پر تشریف لے جاتے تھے تو خطبہ سے پہلے یہ کلمات ارشاد فرمایا کرتے تھے:

لوگو! اللہ سے ڈرو۔ اس نے کسی کو بیکار نہیں پیدا کیا ہے کہ کھیل کود میں لگ جائے اور نہ آزاد چھوڑ دیا ہے کہ لغویتیں کرنے لگے۔ یہ دنیا جو انسان کی نگاہ میں آراستہ ہوگئی ہے یہ اس آخرت کا بدل نہیں بن سکتی ہے جسے بری نگاہ نے قبیح بنا دیا ہے۔ جو فریب خوردہ دنیا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے وہ اس کا جیسا نہیں ہے جو آخرت میں ادنیٰ حصہ بھی حاصل کرلے۔

۳۷۱۔ اسلام سے بلند تر کوئی شرف نہیں ہے اور تقویٰ سے زیادہ باعزت کوئی عزت نہیں ہے۔ پرہیزگاری سے بہتر کوئی پناہ گاہ نہیں ہے اور توبہ سے زیادہ کامیاب کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔

[1] شائد کہ ہمارا دور اس ارشاد گرامی کا بہترین مصداق ہے جہاں مساجد کی تعمیر بھی ایک فیشن ہوگئی ہے اور اس کا اجتماع بھی ایک فنکشن ہو کر رہ گیا ہے۔ روح مسجد فنا ہوگئی ہے اور مساجد سے وہ کام نہیں لیا جا رہا ہے جو مولائے کائنات کے دور میں لیا جا رہا تھا جہاں اسلام کی ہر تحریک کا مرکز مسجد تھی اور باطل سے ہر مقابلہ کا منصوبہ مسجد میں تیار ہوتا تھا۔ لیکن آج مسجدیں صرف حکومتوں کے لئے دعائے خیر کا مرکز ہیں اور ان کی شخصیتوں کے پروپیگنڈہ کا بہترین پلیٹ فارم ہیں۔ رب کریم اس صورت حال کی اصلاح فرمائے۔!

التَّوبَةِ، وَ لَا كَنزَ أَغنَىٰ مِنَ القَنَاعَةِ، وَ لَا مَالَ أَذهَبُ لِلفَاقَةِ مِنَ الرِّضَىٰ بِالقُوتِ، وَ مَنِ اقتَصَرَ عَلَىٰ بُلغَةِ الكَفَافِ فَقَدِ انتَظَمَ الرَّاحَةَ، وَ تَبَوَّأَ خَفضَ الدَّعَةِ. وَالرَّغبَةُ مِفتَاحُ النَّصَبِ، وَ مَطِيَّةُ التَّعَبِ وَ الحِرصُ وَ الكِبرُ وَ الحَسَدُ دَوَاعٍ إِلَى التَّقَحُّمِ فِي الذُّنُوبِ، وَالشَّرُّ جَامِعُ مَسَاوِيءِ العُيُوبِ.

۳۷۲

و قال (عليه السلام):

لجابر ابن عبدالله الأنصاري: يَا جَابِرُ، قِوَامُ الدِّينِ وَ الدُّنيَا بِأَربَعَةٍ، عَالِمٍ مُستَعمِلٍ عِلمَهُ، وَ جَاهِلٍ لَا يَستَنكِفُ أَنْ يَتَعَلَّمَ، وَ جَوَادٍ لَا يَبخَلُ بِمَعرُوفِهِ، وَ فَقِيرٍ لَا يَبِيعُ آخِرَتَهُ بِدُنيَاهُ، فَإِذَا ضَيَّعَ العَالِمُ عِلمَهُ استَنكَفَ الجَاهِلُ أَنْ يَتَعَلَّمَ، وَ إِذَا بَخِلَ الغَنِيُّ بِمَعرُوفِهِ بَاعَ الفَقِيرُ آخِرَتَهُ بِدُنيَاهُ.

يَا جَابِرُ، مَنْ كَثُرَتْ نِعَمُ اللهِ عَلَيهِ كَثُرَتْ حَوَائِجُ النَّاسِ إِلَيهِ، فَمَنْ قَامَ للهِ فِيهَا بِمَا يَجِبُ عَرَّضَهَا لِلدَّوَامِ وَالبَقَاءِ، وَ مَنْ لَمْ يَقُمْ فِيهَا بِمَا يَجِبُ عَرَّضَهَا لِلزَّوَالِ وَالفَنَاءِ.

۳۷۳

و روى ابن جرير الطّبري في تاريخه عن عبدالرحمن ابن أبي ليلى الفقيه و كان ممن خرج لقتال الحجاج مع ابن الأشعث أنّه قال فيما كان يحضّ به النّاس على الجهاد: إنّي سمعت عليًا رفع الله درجته في الصالحين، و أثابه ثواب الشّهداء و الصّدّيقين يقول يوم لقينا أهل الشّام:

أَيُّهَا المُؤمِنُونَ، إِنَّهُ مَنْ رَأَىٰ عُدوَاناً يُعمَلُ بِهِ وَ مُنكَراً يُدعَىٰ إِلَيهِ فَأَنكَرَهُ بِقَلبِهِ فَقَدْ سَلِمَ وَ بَرِىءَ، وَ مَنْ أَنكَرَهُ بِلِسَانِهِ فَقَدْ أُجِرَ وَ هُوَ أَفضَلُ مِنْ صَاحِبِهِ، وَ مَنْ أَنكَرَهُ بِالسَّيفِ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ العُليَا وَ كَلِمَةُ الظَّالِمِينَ هِيَ السُّفلَىٰ فَذٰلِكَ الَّذِي أَصَابَ سَبِيلَ الهُدَىٰ وَ قَامَ عَلَى الطَّرِيقِ، وَ نَوَّرَ فِي قَلبِهِ اليَقِينُ.

انتظم - حاصل کر لیا
تبوأ - جگہ بنالی
دعہ - راحت
رغبت - خواہش
نصب - رنج و تکلیف
مطیۃ - سواری
استنکاف - انکار
عرضہا - پیش کر دیا
بری - بری ہوگیا

(۱) استعمال علم کا ایک طریقہ یہ ہے کہ انسان ذاتی طور پر اپنے علم پر عمل کرے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دوسروں کو اپنے علم سے مستفید کرے اور علم کو تحصیل مال کا ذریعہ نہ بنائے ــــ ورنہ اگر عالم اپنے علم کو تحصیل مال کا ذریعہ بنالے گا تو جاہل علم حاصل کرنے کا ارادہ بھی نہ کرے گا۔ اور اسی طرح اگر مالدار سخاوت نہ کرے گا تو محتاج اور فقیر اپنی آخرت بیچ کر دنیا حاصل کرنے کا کاروبار شروع کردے گا اور اس طرح دین و دنیا دونوں برباد ہوجائیں گے۔

مصادر حکمت ۳۷۲ تفسیر امام عسکریؑ، بحار الانوار ۱ ص۱۷۸، خصال صدوق ۱ ص۹۰، تحف العقول ص۱۵۹، مناقب خوارزمی ص۲۶۶، روضۃ الواعظین
مشکوۃ الانوار ص۱۲۵، تذکرۃ الخواص ص۱۶۸، مجمع الامثال ۲ ص۴۵۴، الحکمۃ الخالدہ ص۱۱۰، امالی صدوق مجلس ۶۵
توحید صدوق ص۳۲۱

مصادر حکمت ۳۷۳ تاریخ طبری حوادث ۸۲ھ

قناعت سے زیادہ مالدار بنانے والا کوئی خزانہ نہیں ہے اور روزی پر راضی ہو جانے سے زیادہ فقر و فاقہ کو دور کرنے والا کوئی مال نہیں ہے
جس نے بقدر کفایت سامان پر گزارا کر لیا اس نے راحت کو حاصل کر لیا اور سکون کی منزل میں گھر بنا لیا۔
خواہش رنج و تکلیف کی کنجی اور تکان و زحمت کی سواری ہے۔
حرص، تکبر اور حسد گناہوں میں کود پڑنے کے اسباب و محرکات ہیں اور شر تمام برائیوں کا جامع ہے۔
۳۷۲۔ آپ نے جابر بن عبداللہ انصاری سے فرمایا کہ جابر دین و دنیا کا قیام چار چیزوں سے ہے۔
وہ عالم جو اپنے علم کو استعمال بھی کرے اور وہ جاہل جو علم حاصل کرنے سے انکار نہ کرے۔
وہ سخی جو اپنی نیکیوں میں بخل نہ کرے۔
اور وہ فقیر جو اپنی آخرت کو دنیا کے عوض فروخت نہ کرے۔
لہٰذا (یاد رکھو) اگر عالم اپنے کو برباد کر دے گا تو جاہل بھی اس کے حصول سے اکڑ جائے گا اور اگر غنی اپنی نیکیوں میں بخل کرے گا تو فقیر بھی آخرت کو دنیا کے عوض بیچنے پر آمادہ ہو جائے گا۔
جابر! جس پر اللہ کی نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اس کی طرف لوگوں کی احتیاج بھی زیادہ ہوتی ہے لہٰذا جو شخص اپنے مال میں اللہ کے فرائض کے ساتھ قیام کرتا ہے وہ اس کی بقاء و دوام کا سامان فراہم کر لیتا ہے اور جو ان واجبات کو ادا نہیں کرتا ہے وہ اسے زوال و فنا کے راستہ پر لگا دیتا ہے۔
۳۷۳۔ ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے نقل کیا ہے جو حجاج سے مقابلہ کرنے کے لئے ابن اشعث کے ساتھ نکلا تھا اور لوگوں کو جہاد پر آمادہ کر رہا تھا کہ میں نے حضرت علیؑ (خدا صالحین میں ان کے درجات کو بلند کرے اور انہیں شہیدوں کا ثواب عنایت کرے) سے اس دن سنا ہے جب ہم لوگ شام والوں سے مقابلہ کر رہے تھے کہ حضرت نے فرمایا:
ایمان والو! جو شخص یہ دیکھے کہ ظلم و تعدی پر عمل ہو رہا ہے اور برائیوں کی طرف دعوت دی جا رہی ہے اور اپنے دل سے اس کا انکار کر دے تو گویا کہ محفوظ رہ گیا اور بری ہو گیا — اور اگر زبان سے انکار کر دے تو اجر کا حقدار بھی ہو گیا کہ یہ صرف قلبی انکار سے بہتر صورت ہے اور اگر کوئی شخص تلوار کے ذریعہ اس کی روک تھام کرے تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے اور ظالمین کی بات پست ہو جائے تو یہی وہ شخص ہے جس نے ہدایت کے راستہ کو پا لیا ہے اور سیدھے راستہ پر قائم ہو گیا ہے اور اس کے دل میں یقین کی روشنی پیدا ہو گئی ہے

لہ اس فقرہ میں سلامتی اور برات کا مفہوم یہی ہے کہ منکرات کو برا سمجھنا اور اس سے راضی نہ ہونا انسان کی فطرت سلیم کا حصہ ہے جس کا تقاضا ابد سے برابر جاری رہتا ہے لہٰذا اگر اس نے بیزاری کا اظہار کر دیا تو گویا فطرت کے سلیم ہونے کا ثبوت دے دیا اور اس فریضہ سے سبکدوش ہو گیا جو فطرت سلیم نے اس کے ذمہ عائد کیا تھا — ورنہ اگر ایسا بھی نہ کرتا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ فطرت سلیم پر خارجی عناصر غالب آ گئے ہیں اور انہوں نے بری الذمہ ہونے سے روک دیا ہے۔

۳۷٤

و في كلام آخر له يجري هذا المجرى: فَمِنْهُمُ الْمُنْكِرُ لِلْمُنْكَرِ بِيَدِهِ وَ لِسَانِهِ وَ قَلْبِهِ فَذٰلِكَ الْمُسْتَكْمِلُ لِخِصَالِ الْخَيْرِ وَ مِنْهُمُ الْمُنْكِرُ بِلِسَانِهِ وَ قَلْبِهِ وَ التَّارِكُ بِيَدِهِ فَذٰلِكَ مُتَمَسِّكٌ بِخَصْلَتَيْنِ مِنْ خِصَالِ الْخَيْرِ وَ مُضَيِّعٌ خَصْلَةً، وَ مِنْهُمُ الْمُنْكِرُ بِقَلْبِهِ وَ التَّارِكُ بِيَدِهِ وَ لِسَانِهِ فَذٰلِكَ الَّذِي ضَيَّعَ أَشْرَفَ الْخَصْلَتَيْنِ مِنَ الثَّلَاثِ وَ تَمَسَّكَ بِوَاحِدَةٍ، وَ مِنْهُمْ تَارِكٌ لِإِنْكَارِ الْمُنْكَرِ بِلِسَانِهِ وَ قَلْبِهِ وَ يَدِهِ فَذٰلِكَ مَيِّتُ الْأَحْيَاءِ، وَ مَا أَعْمَالُ الْبِرِّ كُلُّهَا وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ عِنْدَ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ إِلَّا كَنَفْثَةٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ. وَ إِنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ لَا يُقَرِّبَانِ مِنْ أَجَلٍ، وَ لَا يَنْقُصَانِ مِنْ رِزْقٍ، وَأَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ.

۳۷٥

و عن أبي جُحَيْفَة قال: سمعت أميرالمؤمنين عليه السلام يقول: أَوَّلُ مَا تُغْلَبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْجِهَادِ الْجِهَادُ بِأَيْدِيكُمْ ثُمَّ بِأَلْسِنَتِكُمْ ثُمَّ بِقُلُوبِكُمْ، فَمَنْ لَمْ يَعْرِفْ بِقَلْبِهِ مَعْرُوفاً وَلَمْ يُنْكِرْ مُنْكَراً قُلِبَ فَجُعِلَ أَعْلَاهُ أَسْفَلَهُ وَ أَسْفَلُهُ أَعْلَاهُ.

۳۷٦

و قال (عليه السلام):

إِنَّ الْحَقَّ ثَقِيلٌ مَرِيءٌ، وَ إِنَّ الْبَاطِلَ خَفِيفٌ وَبِيءٌ

۳۷۷

و قال (عليه السلام):

لَا تَأْمَنَنَّ عَلَىٰ خَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَذَابَ اللهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ: (فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ) وَ لَا تَيْأَسَنَّ لِشَرِّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ رَوْحِ اللهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ: (إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ).

۳۷۸

و قال (عليه السلام):

اَلْبُخْلُ جَامِعٌ لِمَسَاوِئِ الْعُيُوبِ

نفثہ - لعاب دہن کے ریزے

لجی - گہرا

تغلبون - مغلوب ہوجاؤگے

مری - خوشگوار

وبی - وبا پیدا کرنے والا

روح اللہ - رحمت خدا

(۱) کہا جاتا ہے کہ انسانی زندگی میں حیات کا سراغ اس کے حرکات سے لگتا ہے اور حرکات کا سبب اس کا علم اور ارادہ ہوتا ہے لہٰذا اگر انسان اس منزل پر پہنچ جائے جہاں علمی اعتبار سے اس قدر جاہل ہوجائے کہ برائی کے برے ہونے کے ادراک سے بھی محروم ہوجائے اور ارادہ کے اعتبار سے اس قدر کمزور ہوجائے کہ برائی کو دیکھنے کے بعد بھی کسی طرح کی حرکت نہ پیدا ہو اور بیزاری کا کوئی خیال بھی نہ آئے تو یہ انسان کسی جہت سے زندہ بلکہ انسان کہے جانے کے قابل نہیں ہے اور اس کا شمار مُردوں ہی میں ہونا چاہئے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مولائے کائنات کے اس ارشادِ گرامی اور عقل و منطق کے اس فیصلہ کے بعد دورِ حاضر کے معاشروں کو معاشرہ کا نام دیا جائے گا یا اسے عمومی قبرستان سے تعبیر کیا جائے گا؟

مصادر حکمت ۳۷۴ قوت القلوب ۱ ص۳۸، خطبہ ۱۵۴

مصادر حکمت ۳۷۵ تفسیر علی بن ابراہیم، دستور معالم الحکم ص۱۵۲، امالی ابوطالب یحییٰ بن الحسین الحسنی ص۲۹۵، احیاء العلوم غزالی ۲ ص۳۱۱، غرر الحکم

مصادر حکمت ۳۷۶ انساب الاشراف ۵ ص۴۴، فتوح ابن اعثم کوفی ۲ ص۱۸۹

مصادر حکمت ۳۷۷ العقد الفرید ۲ ص۱۳۹، لباب الآداب اسامہ بن منقذ ص۳۹۳

مصادر حکمت ۳۷۸ سراج الملوک ص۳۸۴، تحف العقول ص۶۶

۲۷۴۔ (اسی موضوع سے متعلق دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا) بعض لوگ منکرات کا انکار دل۔ زبان اور ہاتھ سب سے کرتے ہیں تو یہ خیر کے تمام شعبوں کے مالک ہیں اور بعض لوگ صرف زبان اور دل سے انکار کرتے ہیں اور ہاتھ سے روک تھام نہیں کرتے ہیں تو انھوں نے نیکی کی دو خصلتوں کو حاصل کیا ہے اور ایک خصلت کو برباد کر دیا ہے ۔۔ اور بعض لوگ صرف دل سے انکار کرتے ہیں اور نہ ہاتھ استعمال کرتے ہیں اور نہ زبان ۔ تو انھوں نے دو خصلتوں کو ضائع کر دیا ہے اور صرف ایک کو پکڑ لیا ہے ۔

اور بعض وہ بھی ہیں جو دل ۔ زبان اور ہاتھ کسی سے بھی بُرائیوں کا انکار نہیں کرتے ہیں تو یہ زندوں کے درمیان مُردہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور یاد رکھو کہ جملہ اعمال خیر مع جہاد دراہ خدا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلہ میں وہی حیثیت رکھتے ہیں جو گہرے سمندر میں لعاب دہن کے ذرات کی حیثیت ہوتی ہے ۔

اور ان تمام اعمال سے بلند تر عمل حاکم ظالم کے سامنے کلمۂ انصاف[1] کا اعلان ہے ۔

۲۷۵۔ ابوجحیفہ سے نقل کیا گیا ہے کہ میں نے امیرالمومنینؑ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ سب سے پہلے تم ہاتھ کے جہاد میں مغلوب ہوگے اس کے بعد زبان کے جہاد میں اور اس کے بعد دل کے جہاد میں ۔ مگر یہ یاد رکھنا کہ اگر کسی شخص نے دل سے اچھائی کو اچھا اور بُرائی کو بُرا نہیں سمجھا تو اسے اس طرح الٹ پلٹ دیا جائے گا کہ پست بلند ہو جائے اور بلند پست ہو جائے ۔

۲۷۶۔ حق ہمیشہ سنگین ہوتا ہے مگر خوشگوار ہوتا ہے اور باطل ہمیشہ آسان ہوتا ہے مگر مہلک ہوتا ہے ۔

۲۷۷۔ دیکھو اس امت کے بہترین آدمی کے بارے میں بھی عذاب سے مطمئن نہ ہو جانا کہ عذاب الٰہی کی طرف سے صرف خسارہ والے ہی مطمئن ہو کر بیٹھ جاتے ہیں ۔۔ اور اسی طرح اس امت کے بدترین کے بارے میں بھی رحمت خدا سے مایوس نہ ہو جانا کہ رحمت خدا سے مایوسی صرف کافروں کا حصہ ہے ۔

(واضح رہے کہ اس ارشاد کا تعلق صرف ان گنہگاروں سے ہے جن کا عمل انھیں سرحد کفر تک نہ پہونچا دے ورنہ کافر تو بہر حال رحمتِ خدا سے مایوس رہتا ہے) ۔

۲۷۸۔ بخل عیوب کی تمام بُرائیوں کا جامع ہے ۔

[1] تاریخ اسلام میں اس کی بہترین مثال ابن السکیت کا کردار ہے جہاں ان سے متوکل نے سر دربار یہ سوال کر لیا کہ تمھاری نگاہ میں میرے دونوں فرزند معتز اور موید بہتر ہیں یا علیؑ کے دونوں فرزند حسنؑ اور حسینؑ ۔ تو ابن السکیت نے سلطان ظالم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فرمایا کہ حسنؑ وحسینؑ کا کیا ذکر ہے تیرے فرزند اور تو دونوں مل کر علیؑ کے غلام قنبر کی جوتیوں کے تسمہ کے برابر نہیں ہیں۔

جس کے بعد متوکل نے حکم دے دیا کہ ان کی زبان کو گدّی سے کھینچ لیا جائے اور ابن السکیت نے نہایت درجہ سکون قلب کے ساتھ اس قربانی کو پیش کر دیا اور اپنے پیشرو میثم تمار۔ حجر بن عدی ۔ عمرو بن الحمق ۔ ابوذر۔ عمار یاسر اور مختار سے ملحق ہوگئے ۔

وَ هُوَ زِمَامٌ يُقَادُ بِهِ إِلَىٰ كُلِّ شَرٍّ.

٣٧٩

و قال (ع):

يَا ابْنَ آدَمَ، الرِّزْقُ رِزْقَانِ: رِزْقٌ تَطْلُبُهُ، وَ رِزْقٌ يَطْلُبُكَ، فَإِنْ لَمْ تَأْتِهِ أَتَاكَ. فَلَا تَحْمِلْ هَمَّ سَنَتِكَ عَلَىٰ هَمِّ يَوْمِكَ! كَفَاكَ كُلُّ يَوْمٍ عَلَىٰ مَا فِيهِ؛ فَإِنْ تَكُنِ السَّنَةُ مِنْ عُمُرِكَ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَىٰ سَيُؤْتِيكَ فِي كُلِّ غَدٍ جَدِيدٍ مَا قَسَمَ لَكَ؛ وَ إِنْ لَمْ تَكُنِ السَّنَةُ مِنْ عُمُرِكَ فَمَا تَصْنَعُ بِالْهَمِّ فِيمَا لَيْسَ لَكَ؛ وَ لَنْ يَسْبِقَكَ إِلَىٰ رِزْقِكَ طَالِبٌ، وَلَنْ يَغْلِبَكَ عَلَيْهِ غَالِبٌ، وَلَنْ يُبْطِيءَ عَنْكَ مَا قَدْ قُدِّرَ لَكَ.

قال الرضي: وقد مضى هذا الكلام فيما تقدم من هذا الباب، إلا أنه ها هنا أوضح و أشرح، فلذلك كررناه على القاعدة المقررة في أول الكتاب.

٣٨٠

و قال (ع):

رُبَّ مُسْتَقْبِلٍ يَوْماً لَيْسَ بِمُسْتَدْبِرِهِ، وَ مَغْبُوطٍ فِي أَوَّلِ لَيْلِهِ؛ قَامَتْ بَوَاكِيهِ فِي آخِرِهِ.

٣٨١

و قال (ع):

اَلْكَلَامُ فِي وَثَاقِكَ مَا لَمْ تَتَكَلَّمْ بِهِ؛ فَإِذَا تَكَلَّمْتَ بِهِ صِرْتَ فِي وَثَاقِهِ. فَاخْزُنْ لِسَانَكَ كَمَا تَخْزُنُ ذَهَبَكَ وَ وَرِقَكَ، فَرُبَّ كَلِمَةٍ سَلَبَتْ نِعْمَةً وَ جَلَبَتْ نِقْمَةً.

٣٨٢

و قال (ع):

لَا تَقُلْ مَا لَا تَعْلَمُ، بَلْ لَا تَقُلْ كُلَّ مَا تَعْلَمُ، فَإِنَّ اللهَ فَرَضَ عَلَىٰ جَوَارِحِكَ كُلِّهَا فَرَائِضَ يَحْتَجُّ بِهَا عَلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٣٨٣

و قال (ع):

اِحْذَرْ أَنْ يَرَاكَ اللهُ عِنْدَ مَعْصِيَتِهِ، وَ يَفْقِدَكَ عِنْدَ طَاعَتِهِ، فَتَكُونَ مِنَ الْخَاسِرِينَ وَ إِذَا قَوِيتَ فَاقْوَ عَلَىٰ طَاعَةِ اللهِ، وَإِذَا ضَعُفْتَ فَاضْعُفْ عَنْ مَعْصِيَةِ اللهِ.

٣٨٤

و قال (ع):

الرُّكُونُ إِلَى الدُّنْيَا مَعَ مَا تُعَايِنُ

مستدبر - پیٹھ پھرانے والا
مغبوط - جس پر رشک کیا جائے۔
وثاق - قید
اخزن - اپنے قابو میں رکھو
ورق - چاندی
تعاین - دیکھ رہے ہو

(۱) یعنی انسان اس دن کو آتے ہوئے دیکھتا ہے اور پھر جاتے ہوئے نہیں دیکھ پاتا ہے اور شام سے پہلے ہی مالک کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے۔

(۲) اسلام کے گفتگو کے بھی آئین معین ہیں اور ہر بات کا زبان سے نکال دینا کوئی ہنر نہیں ہے بلکہ بسا اوقات یہ بدترین عیب بن جاتا ہے لہٰذا حضرت نے اس نکتہ کی طرف اس حسین لفظ سے اشارہ فرمایا ہے کہ تمہارا دہن لفظوں کا قید خانہ ہے اور تمہارے الفاظ تمہاری زنجیریں ہیں لہٰذا خود قید ہوں گے بہتر یہ ہے کہ اپنے زبان کو قابو میں رکھو اور الفاظ کو ایک قیمتی خزانہ تصور کرو جس کا ضائع کر دینا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے۔

مصادر حکمت ۳۷۹ قوت القلوب ۱ ص ۳۱۰، العقد الفرید ۳ ص ۱۵۷، من لا یحضرہ الفقیہ ۴ ص ۲۷۶، کنز الفوائد ص ۲۰۹، غرر الحکم ص ۱۵۰
مصادر حکمت ۳۸۰ الفقیہ ۴ ص ۲۷۶، تذکرۃ الخواص ص ۱۳۵، غرر الحکم ص ۷۱
مصادر حکمت ۳۸۱ اختصاص مفید ص ۲۲۹، الفقیہ ۴ ص ۲۷۷
مصادر حکمت ۳۸۲ اختصاص مفید ص ۲۳۱، الفقیہ ۲ ص ۲۸۱، قصار الحکم ص ۶۰
مصادر حکمت ۳۸۳ غرر الحکم ص ۷۷
مصادر حکمت ۳۸۴ مجمع الامثال ۲ ص ۴۵۴، تحف العقول ص ۶۶، سراج الملوک ص ۳۸۳

اور یہی وہ زمام ہے جس کے ذریعہ انسان کو ہر برائی کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔

۳۷۹۔ ابن آدم! رزق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رزق وہ ہے جسے تم تلاش کر رہے ہو اور ایک رزق وہ ہے جو تم کو تلاش کر رہا ہے کہ اگر تم اس تک نہ پہونچو گے تو وہ تمہارے پاس آجائے گا۔ لہٰذا ایک سال کے ہم و غم کو ایک دن پر بار نہ کرو۔ ہر دن کے لئے اسی دن کی فکر کافی ہے۔ اس کے بعد اگر تمہاری عمر میں ایک سال باقی رہ گیا ہے تو ہر آنے والا دن اپنا رزق اپنے ساتھ لے کر آئے گا اور اگر سال باقی نہیں رہ گیا ہے تو سال بھر کی فکر کی ضرورت ہی کیا ہے۔ تمہارے رزق کو تم سے پہلے کوئی پا نہیں سکتا ہے اور تمہارے حصہ پر کوئی غالب آ نہیں سکتا ہے بلکہ جو تمہارے حق میں مقدر ہو چکا ہے وہ دیر سے بھی نہیں آئے گا۔

سید رضیؒ۔ یہ ارشاد گرامی اس سے پہلے بھی گذر چکا ہے مگر یہاں زیادہ واضح اور مفصل ہے لہٰذا دوبارہ ذکر کر دیا گیا ہے۔

۳۸۰۔ بہت سے لوگ ایسے دن کا سامنا کرنے والے ہیں جس سے پیٹھ پھرانے والے نہیں ہیں۔ اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی قسمت پر سر شام رشک کیا جاتا ہے اور صبح ہوتے ہوتے ان پر رونے والیوں کا ہجوم لگ جاتا ہے۔[1]

۳۸۱۔ گفتگو تمہارے قبضہ میں ہے جب تک اس کا اظہار نہ ہو جائے۔ اس کے بعد پھر تم اس کے قبضہ میں چلے جاتے ہو۔ لہٰذا اپنی زبان کو ویسے ہی محفوظ رکھو جیسے سونے چاندی کی حفاظت کرتے ہو۔ کہ بعض کلمات نعمتوں کو سلب کر لیتے ہیں اور عذاب کو جذب کر لیتے ہیں۔

۳۸۲۔ جو بات نہیں جانتے ہو اسے زبان سے مت نکالو بلکہ ہر وہ بات جسے جانتے ہو اسے بھی مت بیان کرو کہ اللہ نے ہر عضو بدن کے کچھ فرائض قرار دئے ہیں اور انھیں کے ذریعہ روز قیامت حجت قائم کرنے والا ہے۔

۳۸۳۔ اس بات سے ڈرو کہ اللہ تمہیں معصیت کے موقع پر حاضر دیکھے اور اطاعت کے موقع پر غائب پائے کہ اس طرح خسارہ والوں میں شمار ہو جاؤ گے۔ اگر تمہارے پاس طاقت ہے تو اس کا اظہار اطاعت خدا میں کرو اور اگر کمزوری دکھلانا ہے تو اسے معصیت کے موقع پر دکھلاؤ۔

۳۸۴۔ دنیا کے حالات دیکھنے کے باوجود اس کی طرف رجحان اور میلان صرف جہالت ہے۔

[1] اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ انسان محنت و مشقت چھوڑ دے اور اس امید میں بیٹھ جائے کہ رزق کی دوسری قسم بہرحال حاصل ہو جائے گی اور اسی پر قناعت کرے گا۔ بلکہ یہ درحقیقت اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے یہاں محنت و مشقت بہرحال کرنا ہے اور یہ انسان کے فرائض انسانیت و عبدیت میں شامل ہے لیکن اس کے بعد بھی رزق کا ایک حصہ ہے جو انسان کی محنت و مشقت سے بالاتر ہے اور وہ ان اسباب کے ذریعہ پہونچ جاتا ہے جن کا انسان تصور بھی نہیں کرتا ہے جس طرح کہ آپ گھر سے نکلیں اور کوئی شخص راستہ میں ایک گلاس پانی یا ایک پیالی چائے پلا دے۔ ظاہر ہے کہ یہ پانی یا چائے نہ آپ کے حساب رزق کا کوئی حصہ ہے اور نہ آپ نے اس کے لئے کوئی محنت کی ہے۔ یہ پروردگار کا ایک کرم ہے جو آپ کے شامل حال ہو گیا ہے اور اس نے اس نکتہ کی وضاحت کر دی کہ اگر زندگانی دنیا میں محنت ناکام بھی ہو جائے تو رزق کا سلسلہ بند ہونے والا نہیں ہے۔ پروردگار کے پاس اپنے وسائل موجود ہیں وہ ان وسائل سے رزق فراہم کر دے گا۔ وہ مسبب الاسباب ہے۔ اسباب کا پابند نہیں ہے۔

مِنْهَا جَهْلٌ، وَ التَّقْصِيرُ فِي حُسْنِ الْعَمَلِ إِذَا وَثِقْتَ بِالثَّوَابِ عَلَيْهِ غَبْنٌ، وَ الطُّمَأْنِينَةُ إِلَى كُلِّ أَحَدٍ قَبْلَ الْاِخْتِبَارِ لَهُ عَجْزٌ.

۳۸۵

و قال (ع):

مِنْ هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللهِ أَنَّهُ لَا يُعْصَىٰ إِلَّا فِيهَا، وَ لَا يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِتَرْكِهَا.

۳۸۶

و قال (ع):

مَنْ طَلَبَ شَيْئاً نَالَهُ أَوْ بَعْضَهُ.

۳۸۷

و قال (ع):

مَا خَيْرٌ بِخَيْرٍ بَعْدَهُ النَّارُ، وَ مَا شَرٌّ بِشَرٍّ بَعْدَهُ الْجَنَّةُ، وَ كُلُّ نَعِيمٍ دُونَ الْجَنَّةِ فَهُوَ مَحْقُورٌ، وَ كُلُّ بَلَاءٍ دُونَ النَّارِ عَافِيَةٌ.

۳۸۸

و قال (ع):

أَلَا وَ إِنَّ مِنَ الْبَلَاءِ الْفَاقَةَ، وَ أَشَدُّ مِنَ الْفَاقَةِ مَرَضُ الْبَدَنِ، وَ أَشَدُّ مِنْ مَرَضِ الْبَدَنِ مَرَضُ الْقَلْبِ. أَلَا وَ إِنَّ مِنْ صِحَّةِ الْبَدَنِ تَقْوَى الْقَلْبِ.

۳۸۹

و قال (ع):

«مَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ». وَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: مَنْ فَاتَهُ حَسَبُ نَفْسِهِ لَمْ يَنْفَعْهُ حَسَبُ آبَائِهِ.

۳۹۰

و قال (ع):

لِلْمُؤْمِنِ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ: فَسَاعَةٌ يُنَاجِي فِيهَا رَبَّهُ، وَ سَاعَةٌ يَرُمُّ مَعَاشَهُ، وَ سَاعَةٌ يُخَلِّي بَيْنَ نَفْسِهِ وَ بَيْنَ لَذَّتِهَا فِيمَا يَحِلُّ وَ يَجْمُلُ. وَ لَيْسَ لِلْعَاقِلِ أَنْ يَكُونَ شَاخِصاً إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: مَرَمَّةٍ لِمَعَاشٍ، أَوْ خُطْوَةٍ فِي مَعَادٍ، أَوْ لَذَّةٍ فِي غَيْرِ مُحَرَّمٍ.

۳۹۱

و قال (ع):

اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُبَصِّرْكَ اللهُ عَوْرَاتِهَا،

غبن - گھاٹا
محقور - حقیر
فاقہ - فقر
یرم - انتظام کرتا ہے
معاد - آخرت

(۱) کاش ہر انسان کی زندگی اوقات یوں اسی طرح تقسیم ہو جائے اور ہر شخص زندگی کا ایک حصہ مالک کی اطاعت مناجات، دعا، تفکر، معرفت، تلاوت کلام اللہ وغیرہ میں گذارے اور دوسرے حصہ میں اپنے اور اپنے متعلقین کے آزوقہ کا انتظام کرے اور اس کے بعد راحت و آرام کے ساتھ اپنے گھروالوں اور دوست احباب کے ساتھ معاشرتی حقوق کو ادا کرتا رہے مگر افسوس کہ اکثریت اس تقسیم سے محروم ہے اور آزاد و بیکار افراد بھی اس تقسیم کا لحاظ نہیں کرتے ہیں۔ مجبور اور مبتلائے دنیاداری افراد کا کیا ذکر ہے!

مصادر حکمت ۳۸۵ غرر الحکم ص۳۰۴، البیان والتبیین جاحظ
مصادر حکمت ۳۸۶ مجمع الامثال ۲ ص۴۵۴، دستور معالم الحکم ص۲۵
مصادر حکمت ۳۸۷ تحف العقول ص۱۷، روضۃ الکافی، الفقیہ ۴ ص۲۶۹، توحید صدوق ص۵۶
مصادر حکمت ۳۸۸ امالی طوسی ۱ ص۱۴۵، محاسن برقی ص۳۴۵
مصادر حکمت ۳۸۹ قصار الحکم ص۲۲
مصادر حکمت ۳۹۰ روضۃ الکافی ص۲۱، قصار الحکم ص۳۸۸، تحف العقول ص۲۰۳، امالی طوسی ص۱۳۲
مصادر حکمت ۳۹۱ خطبہ ۱۸۶،۱۶۳،۹۶

اور ثواب کے یقین کے بعد بھی نیک عمل میں کوتاہی کرنا خسارہ ہے۔ امتحان سے پہلے ہر ایک پر اعتبار کر لینا عاجزی اور کمزوری ہے۔

۳۸۵۔ خدا کی نگاہ میں دنیا کی حقارت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی معصیت اسی دنیا میں ہوتی ہے اور اس کی اصلی نعمتیں اس کو چھوڑنے کے بغیر حاصل نہیں ہوتی ہیں۔

۳۸۶۔ جو کسی شے کا طلبگار ہوتا ہے وہ کُل یا جزء بہر حال حاصل کر لیتا ہے۔

۳۸۷۔ وہ بھلائی بھلائی نہیں ہے جس کا انجام جہنم ہو۔ اور وہ بُرائی برائی نہیں ہے جس کی عاقبت جنّت ہو۔ جنّت کے علاوہ ہر نعمت حقیر ہے اور جہنم سے بچ جانے کے بعد ہر مصیبت عافیت ہے۔

۳۸۸۔ یاد رکھو کہ فقر و فاقہ بھی ایک بلا ہے اور اس سے زیادہ سخت مصیبت بدن کی بیماری ہے اور اس سے زیادہ دشوار گذار دل کی بیماری ہے۔ مالداری یقیناً ایک نعمت ہے لیکن اس سے بڑی نعمت صحت بدن[۱] ہے اور اس سے بڑی نعمت دل کی پرہیزگاری ہے۔

۳۸۹۔ جس کو عمل پیچھے ہٹا دے اسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا ہے۔ یا (دوسری روایت میں) جس کے ہاتھ سے اپنا کردار نکل جائے اسے آباء و اجداد کے کارنامے فائدہ نہیں پہونچا سکتے ہیں۔

۳۹۰۔ مومن کی زندگی کے تین اوقات ہوتے ہیں۔ ایک ساعت میں وہ اپنے رب سے راز و نیاز کرتا ہے اور دوسرے وقت میں اپنے معاش کی اصلاح کرتا ہے اور تیسرے وقت میں اپنے نفس کو ان لذتوں کے لئے آزاد چھوڑ دیتا ہے جو حلال اور پاکیزہ ہیں[۱]۔

کسی عقلمند کو یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ اپنے گھر سے دور ہو جائے مگر یہ کہ تین میں سے کوئی ایک کام ہو۔ اپنے معاش کی اصلاح کرے، آخرت کی طرف قدم آگے بڑھائے، حلال اور پاکیزہ لذت حاصل کرے۔

۳۹۱۔ دنیا میں زہد اختیار کرو تاکہ اللہ تمھیں اس کی بُرائیوں سے آگاہ کر دے۔

---

[۱] یہ نکتہ ان غرباء اور فقراء کے سمجھنے کے لئے ہے جو ہمیشہ غربت کا مرثیہ پڑھتے رہتے ہیں اور کبھی صحت کا شکریہ نہیں ادا کرتے ہیں جب کہ تجربات کی دنیا میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ امراض کا اوسط دولتمندوں میں غریبوں سے کہیں زیادہ ہے اور ہارٹ اٹیک کے بیشتر مریض اسی اونچے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو امیروں کی زندگی میں غذاؤں سے زیادہ حصہ دواؤں کا ہوتا ہے اور وہ بیشمار غذاؤں سے یکسر محروم ہو جاتے ہیں۔

صحت بدن پروردگار کا ایک مخصوص کرم ہے جو وہ اپنے بندوں کے شامل حال کر دیتا ہے لیکن غریبوں کو بھی اس نکتہ کا خیال رکھنا چاہئے کہ اگر انھوں نے اس صحت کا شکریہ نہ ادا کیا اور صرف غربت کی شکایت کرتے رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ جسمانی اعتبار سے صحت مند ہیں لیکن روحانی اعتبار سے بہر حال مریض ہیں اور یہ مرض ناقابل علاج ہو چکا ہے۔ رب کریم ہر مومن و مومنہ کو اس مرض سے نجات عطا فرمائے۔

وَ لَا تَقُلْ فَلَسْتَ بِمَقُولٍ عَنْكَ!

۳۹۲

و قال (عليه السلام):

تَكَلَّمُوا تُعْرَفُوا، فَإِنَّ الْمَرْءَ مَخْبُوءٌ تَحْتَ لِسَانِهِ.

۳۹۳

و قال (عليه السلام):

خُذْ مِنَ الدُّنْيَا مَا أَتَاكَ، وَ تَوَلَّ عَمَّا تَوَلَّى عَنْكَ، فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَفْعَلْ فَأَجْمِلْ فِي الطَّلَبِ.

۳۹۴

و قال (عليه السلام):

رُبَّ قَوْلٍ أَنْفَذُ مِنْ صَوْلٍ.

۳۹۵

و قال (عليه السلام):

كُلُّ مُقْتَصِرٍ عَلَيْهِ كَافٍ.

۳۹٦

و قال (عليه السلام):

الْمَنِيَّةُ وَ لَا الدَّنِيَّةُ! وَالتَّقَلُّلُ وَ لَا التَّوَسُّلُ. وَ مَنْ لَمْ يُعْطَ قَاعِداً لَمْ يُعْطَ قَائِماً، وَالدَّهْرُ يَوْمَانِ: يَوْمٌ لَكَ، وَ يَوْمٌ عَلَيْكَ؛ فَإِذَا كَانَ لَكَ فَلَا تَبْطَرْ، وَ إِذَا كَانَ عَلَيْكَ فَاصْبِرْ!

۳۹۷

و قال (عليه السلام):

نِعْمَ الطِّيبُ الْمِسْكُ، خَفِيفٌ مَحْمِلُهُ، عَطِرٌ رِيحُهُ.

۳۹۸

و قال (عليه السلام):

ضَعْ فَخْرَكَ، وَ احْطُطْ كِبْرَكَ، وَاذْكُرْ قَبْرَكَ.

۳۹۹

و قال (عليه السلام):

إِنَّ لِلْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ حَقّاً، وَ إِنَّ لِلْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ حَقّاً. فَحَقُّ الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ أَنْ يُطِيعَهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ، إِلَّا فِي مَعْصِيَةِ اللهِ سُبْحَانَهُ، وَ حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ أَنْ يُحَسِّنَ اسْمَهُ، وَ يُحَسِّنَ

اجمل - میانہ روی اختیار کرو
صول - حملہ
مقتصر - قناعت کرنے والا
دنیّہ - ذلت
منیّہ - موت
تقلل - قناعت
توسل - لوگوں سے وسائل تلاش کرنا
قائم - دوڑ دھوپ کرنے والا
لاتبطر - مغرور نہ ہوجاؤ

مستدبر
مغبوط
وثاق
اخزن
ورق
تعاین
(۱) یعنی
دیکھتا
پاآم
بارگا
(۲)

(۱) یہ درحقیقت ان لوگوں کے لئے ہے جن کے پاس کوئی جوہر قابل ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں اور صحیح معنوں میں قدردانی نہیں کر رہے ہیں ورنہ جہالتوں کا ذخیرہ اور خباثتوں کا ڈھیر ہے تو بولنے سے بہتر یہ ہے کہ خاموش رہے تاکہ راز راز رہ جائے اور رسوائی کا سبب نہ بن سکے۔

مصادر حکمت ۳۹۲ قصار الحکم ۱۴۸
مصادر حکمت ۳۹۳ غرر الحکم ص۱۱۷
مصادر حکمت ۳۹۴ مجمع الامثال حرف الراء، غرر الحکم ص۱۳۳، الفاخر ابن عاصم ص۲۶۵، المستقصیٰ زمخشری ۲ ص۹۸
مصادر حکمت ۳۹۵ مجمع الامثال ۲ ص۴۵۴
مصادر حکمت ۳۹٦ تحف العقول ص۲۰۷، روضۃ الکافی ص۲۱، البصائر والذخائر ص۱۵۵، ارشاد مفید ص۱۴۱، مجمع الامثال ۲ ص۳۰۳، شرح ابن ابی الحدید ۴ ص۴۲۱
مصادر حکمت ۳۹۷ تحف العقول ص۱۵٦، مجموعہ ورام ص۷۷
مصادر حکمت ۳۹۸ محاضرات راغب ۱ ص۱۵۷، تیسیر المطالب فی امالی ابی طالب ص۳۰۷
مصادر حکمت ۳۹۹

مصادر حکمت ۳۹۴ مجمع الامثال،

اور خبردار غافل نہ ہو جاؤ کہ تمھاری طرف سے غفلت نہیں برتی جائے گی۔

۳۹۲۔ بولو تاکہ پہچانے جاؤ اس لئے کہ انسان کی شخصیت اس کی زبان کے نیچے چھپی رہتی ہے۔

۳۹۳۔ جو دنیا میں حاصل ہو جائے اسے لے لو اور جو چیز تم سے منھ موڑ لے تم بھی اس سے منھ پھیر لو اور اگر ایسا نہیں کر سکتے ہو تو طلب میں میانہ روی سے کام لو۔

۳۹۴۔ بہت سے الفاظ حملوں[1] سے زیادہ اثر رکھنے والے ہوتے ہیں۔

۳۹۵۔ جس پر اکتفا[2] کر لی جائے وہی کافی ہو جاتا ہے۔

۳۹۶۔ موت ہو لیکن خبردار ذلت نہ ہو۔

۔ کم ہو لیکن دوسروں کو وسیلہ نہ بنانا پڑے۔

۔ جسے بیٹھ کر[3] نہیں مل سکتا ہے اسے کھڑے ہو کر بھی نہیں مل سکتا ہے۔

۔ زمانہ دو دنوں کا نام ہے۔ ایک دن تمھارے حق میں ہوتا ہے تو دوسرا تمھارے خلاف ہوتا ہے لہذا اگر تمھارے حق میں ہو تو مغرور نہ ہو جانا اور تمھارے خلاف ہو جائے تو صبر سے کام لینا۔

۳۹۷۔ بہترین خوشبو کا نام مشک ہے جس کا وزن انتہائی ہلکا ہوتا ہے اور خوشبو نہایت درجہ مہک دار ہوتی ہے۔

۳۹۸۔ فخر و سربلندی کو چھوڑ دو اور تکبر و غرور کو فنا کر دو اور پھر اپنی قبر کو یاد کرو۔

۳۹۹۔ فرزند کا باپ پر ایک حق ہوتا ہے اور باپ کا فرزند پر ایک حق ہوتا ہے۔ باپ کا حق یہ ہے کہ بیٹا ہر مسئلہ میں اس کی اطاعت کرے معصیت پروردگار کے علاوہ۔ اور فرزند کا حق باپ پر یہ ہے کہ اس کا اچھا سا نام تجویز کرے اور اسے بہترین ادب سکھائے

[1] اسی بنیاد پر کہا گیا ہے کہ تلوار کا زخم بھر جاتا ہے لیکن زبان کا زخم نہیں بھرتا ہے۔ اور اس کے علاوہ دونوں کا بنیادی فرق یہ ہے کہ حملوں کا اثر محدود علاقوں پر ہوتا ہے اور جملوں کا اثر ساری دنیا میں پھیل جاتا ہے جس کا مشاہدہ اس دور میں بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ حملے تمام دنیا میں بند پڑے ہیں لیکن جملے اپنا کام کر رہے ہیں اور میڈیا ساری دنیا میں زہر پھیلا رہا ہے اور سارے عالم انسانیت کو ہر جہت اور ہر اعتبار سے تباہی اور بربادی کے گھاٹ اتار رہا ہے۔

[2] حرص و ہوس وہ بیماری ہے جس کا علاج قناعت اور کفایت شعاری کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ یہ دنیا ایسی ہے کہ اگر انسان اس کی لالچ میں پڑ جائے تو ملک فرعون اور اقتدار یزید و حجاج بھی کم پڑ جاتا ہے اور کفایت شعاری پر آ جائے تو جو کی روٹیاں بھی اس کے کردار کا ایک حصہ بن جاتی ہیں اور وہ نہایت درجہ بے نیازی کے ساتھ دنیا کو طلاق دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور پھر رجوع کرنے کا بھی ارادہ نہیں کرتا ہے۔

[3] یہاں بیٹھنے سے مراد بیٹھ جانا نہیں ہے ورنہ اس نصیحت کو سن کر ہر انسان بیٹھ جائے گا اور محنت و مشقت کا سلسلہ ہی موقوف ہو جائے گا بلکہ اس بیٹھنے سے مراد بقدر ضرورت محنت کرنا ہے جو انسانی زندگی کے لئے کافی ہو اور انسان اس سے زیادہ جان دینے پر آمادہ نہ ہو جائے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور فضول محنت سے کچھ زیادہ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔

أدبَـــــهُ، وَ يُـــعَلِّمَهُ الْـــقُرآنَ.

٤٠٠

و قال (ع):

الْـعَيْنُ حَـقٌّ، وَالرُّقَىٰ حَـقٌّ، وَ السِّـحْرُ حَـقٌّ، وَ الْـفَأْلُ حَـقٌّ، وَالطِّـيَرَةُ لَـيْسَتْ بِحَـقٍّ، وَ الْـعَدْوَىٰ لَـيْسَتْ بِحَـقٍّ، وَ الطِّـيبُ نُـشْرَةٌ، وَالْـعَسَلُ نُشْرَةٌ، وَ الرُّكُـوبُ نُـــشْرَةٌ، وَ النَّـــظَرُ إِلَىٰ الْخُـضْرَةِ نُـشْرَةٌ.

٤٠١

و قال (ع):

مُـــقَارَبَةُ النَّـــاسِ فِي أَخْـــلَاقِهِمْ أَمْـــنٌ مِـنْ غَـوَائِـلِهِمْ.

٤٠٢

و قال (ع):

لبـــعض مخـاطبيه، و قـد تكـلم بكـلمة يستصغر مـثله عـن قـول مـثلها: لَـقَدْ طِـــرْتَ شَكِـــيراً، وَ هَـــدَرْتَ سَـقْباً.

قال الرضي: والشكير هـنا: أول مـا ينبت مـن ريش الطائر، قـبل أن يـقوى و يستحصف. والسقب: الصغير من الإبل، ولا يهدر إلا بعد أن يستفحل.

٤٠٣

و قال (ع):

مَـــنْ أَوْمَأَ إِلَىٰ مُـ①ـتَفَاوِتٍ خَـــذَلَتْهُ الْحِـيَلُ.

٤٠٤

و قال (ع):

وَ قَدْ سُئِلَ عن معنى قولهم: «لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِـاللهِ» إِنَّـا لَا نَمْـلِكُ مَـعَ اللهِ شَـيْئاً، وَ لَا نَمْـــلِكُ إِلَّا مَـــا مَـــلَّكَنَا؛ فَـــمَتَىٰ مَـلَّكَنَا مَـا هُـوَ أَمْـلَكُ بِـهِ مِـنَّا كَـلَّفَنَا، وَ مَـــتَىٰ أَخَـــذَهُ مِـــنَّا وَضَـعَ تَكْـلِيفَهُ عَـنَّا.

فأل - شگون نیک
طیرہ - بدشگونی
نشرہ - غم واندوہ سے نجات
غوائل - ھلکات
اومأ - طلب کی
متفاوت - مختلف اشیاء
حَیل - تدبیریں

① متفاوت ان چیزوں کا نام ہے جو خود آپس میں تضاد رکھتی ہیں لیکن انسان یہ خیال کرتا ہے کہ وہ دونوں کو جمع کر سکتا ہے اور اس کی دوڑ میں لگ جاتا ہے اور آخر کار یہ احساس ہوتا ہے کہ ساری تدبیریں بیکار چلی گئیں اور کوئی فائدہ نہیں ہوا مثال کے طور پر بہت سے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ وہ رضائے الٰہی اور معصیت کو جمع کر سکتے ہیں اور اس طرح ایک طرف گناہوں کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں اور دوسری طرف عبادتوں میں جان دیے پڑے ہیں حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ ان دونوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا ہے اور اس طرح عبادتیں بھی بیکار ہی جا رہی ہیں کہ پروردگار صرف صاحبان تقویٰ کے عمل کو قبول کرتا ہے اور بس - !

مصادر حکمت ۴۰۰ حلیۃ الاولیاء ۴ ص۴، ص۸۸، مستدرک حاکم ۵ ص۲۵۲، محاضرات راغب ۱ ص۱۵۳، تفسیر رازی ۶ ص۳۰۶
مصادر حکمت ۴۰۱ غرر الحکم ص۱۷۱
مصادر حکمت ۴۰۲ غرر الحکم ص۱۸۴
مصادر حکمت ۴۰۳ تحف العقول ص۱۴۳
مصادر حکمت ۴۰۴ تحف العقول ص۳۴۵

اور قرآن مجید کی تعلیم دے۔

۴۰۰۔ چشم بد۔ فسوں کاری۔ جادوگری اور فال نیک یہ سب واقعیت رکھتے ہیں لیکن بدشگونی[1] کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور بیماری کی چھوت چھات بھی بے بنیاد امر ہے۔

خوشبو، سواری، شہد اور سبزہ دیکھنے سے فرحت حاصل ہوتی ہے۔

۴۰۱۔ لوگوں کے ساتھ اخلاقیات میں قربت رکھنا ان کے شر سے بچانے[2] کا بہترین ذریعہ ہے۔

۴۰۲۔ ایک شخص[3] نے آپ کے سامنے اپنی اوقات سے اونچی بات کہہ دی۔ تو فرمایا۔ تم تو پر نکلنے سے پہلے ہی اڑنے لگے اور جوانی آنے سے پہلے ہی بلبلانے لگے۔

سید رضیؒ۔ شکیر پرندہ کے ابتدائی پروں کو کہا جاتا ہے اور سقب چھوٹے اونٹ کا نام ہے جب کہ بلبلانے کا سلسلہ جوانی کے بعد شروع ہوتا ہے۔

۴۰۳۔ جو مختلف چیزوں پر نظر رکھتا ہے اس کی تدبیریں اس کا ساتھ چھوڑ دیتی ہیں۔

۴۰۴۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" کے معنی کیا ہیں؟ تو فرمایا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے ہیں اور جو کچھ ملکیت ہے سب اسی کی دی ہوئی ہے تو جب وہ کسی ایسی چیز کا اختیار دیتا ہے جس کا اختیار اس کے پاس ہم سے زیادہ ہے تو ہمیں ذمہ داریاں بھی دیتا ہے اور جب واپس لے لیتا ہے تو ذمہ داریوں کو اٹھا لیتا ہے۔

[1] کاش کوئی شخص ہمارے معاشرہ کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیتا اور اسے باور کرا دیتا کہ بدشگونی ایک وہمی امر ہے اور اس کی کوئی حقیقت و واقعیت نہیں ہے اور مرد مومن کو صرف حقائق اور واقعیات پر اعتماد کرنا چاہئے۔ مگر افسوس کہ معاشرہ کا سارا کاروبار صرف اوہام و خیالات پر چل رہا ہے اور شگون نیک کی طرف کوئی شخص متوجہ نہیں ہوتا ہے اور بدشگونی کا اعتبار ہر شخص کر لیتا ہے اور اسی پر بیشمار سماجی اثرات بھی مرتب ہو جاتے ہیں اور معاشرتی فساد کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

[2] چونکہ ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ اس کے ساتھ برا برتاؤ نہ کریں اور وہ ہر ایک کے شر سے محفوظ رہے لہٰذا اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ لوگوں سے تعلقات قائم کرے اور ان سے رسم و راہ بڑھائے تاکہ وہ شر پھیلانے کا ارادہ ہی نہ کریں۔ کہ معاشرہ میں زیادہ حصہ شر اختلاف اور دوری سے پیدا ہوتا ہے ورنہ قربت کے بعد کسی نہ کسی مقدار میں تکلف ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔

[3] بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس علم و فضل اور کمال و ہنر کچھ نہیں ہوتا ہے لیکن اونچی محفلوں میں بولنے کا شوق ضرور رکھتے ہیں جس طرح کہ بعض خطبا ر کمال جہالت کے باوجود ہر بڑی سے بڑی مجلس سے خطاب کرنے کے امیدوار رہتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اس طرح اپنی شخصیت کا رعب قائم کر لیں گے اور یہ احساس بھی نہیں ہوتا ہے کہ رہی سہی عزت بھی چلی جائے گی اور مجمع عام میں رسوا ہو جائیں گے۔
امیر المومنینؑ نے ایسے ہی افراد کو تنبیہ کی ہے جو قبل از وقت بالغ ہو جاتے ہیں اور بلوغ فکری سے پہلے ہی بلبلانے لگتے ہیں۔

٤٠٥

و قال (ع):

لعمار بن ياسر؛ و قد سمعه يراجع المغيرة ابن شعبة كلاماً:

دَعْهُ يَا عَمَّارُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَأْخُذْ مِنَ الدِّينِ إِلَّا مَا قَارَبَهُ مِنَ الدُّنْيَا، وَ عَلَىٰ عَمْدٍ لَبَسَ عَلَىٰ نَفْسِهِ، لِيَجْعَلَ الشُّبُهَاتِ عَاذِراً لِسَقَطَاتِهِ.

٤٠٦

و قال (ع):

مَا أَحْسَنَ تَوَاضُعَ الْأَغْنِيَاءِ لِلْفُقَرَاءِ طَلَباً لِمَا عِنْدَاللهِ! وَأَحْسَنُ مِنْهُ تِيهُ الْفُقَرَاءِ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ اتِّكَالاً عَلَى اللهِ.

٤٠٧

و قال (ع):

مَا اسْتَوْدَعَ اللهُ امْرَأً عَقْلاً إِلَّا اسْتَنْقَذَهُ بِهِ يَوْماً مَا!

٤٠٨

و قال (ع):

مَنْ صَارَعَ الْحَقَّ صَرَعَهُ.

٤٠٩

و قال (ع):

اَلْقَلْبُ مُصْحَفُ الْبَصَرِ.

٤١٠

و قال (ع):

اَلتُّقَىٰ رَئِيسُ الْأَخْلَاقِ.

٤١١

و قال (ع):

لَا تَجْعَلَنَّ ذَرَبَ لِسَانِكَ عَلَىٰ مَنْ أَنْطَقَكَ، وَ بَلَاغَةَ قَوْلِكَ عَلَىٰ مَنْ سَدَّدَكَ.

٤١٢

و قال (ع):

كَفَاكَ أَدَباً لِنَفْسِكَ اجْتِنَابُ مَا تَكْرَهُهُ مِنْ غَيْرِكَ.

٤١٣

و قال (ع):

مَنْ صَبَرَ صَبْرَ الْأَحْرَارِ، وَإِلَّا سَلَا سُلُوَّ الْأَغْمَارِ.

لبس - دھوکہ میں ڈال دیا
مصحف - صحیفہ
تُقٰی - تقویٰ
ذرب - تیزی
سدوک - سکھایا ہے
سلا - تسلی حاصل کرے گا
اغمار - سادہ لوح

(۱) مصحف وہ ورق ہوتا ہے جس پر انسان اپنے معلومات کو درج کر دیتا ہے قلب انسان کی آنکھوں کے لئے یہی حیثیت رکھتا ہے کہ آنکھیں معلومات کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں اور دل انھیں محفوظ کرنے کا مرکز اور مخزن ہے لہٰذا آنکھوں کو چاہئے کہ ایسے مناظر کا علم حاصل نہ کریں جن کا جمع کرنا فتنہ و فساد کا باعث بن جائے اور بعد میں شرمندگی اور ندامت کا سامنا کرنا پڑے۔

مصادر حکمت ۴۰۵ الامامۃ والسیاسۃ ا ص ۴۵، تاریخ دمشق ج ۵۷ - المجالس مفید ص ۱۱۶
مصادر حکمت ۴۰۶ قوت القلوب ۲ ص ۱۰۱، تاریخ بغداد ۱۲ ص ۳۸٦ مناقب خوارزمی ص ۲٦۹، مروج الذہب ۴ ص ۲٦۳، مجمع الامثال ۲ ص ۳۵۴
مصادر حکمت ۴۰۷ غرر الحکم ص ۲۳۲
مصادر حکمت ۴۰۸ مجمع الامثال ۲ ص ۳۵۴، ارشاد مفید ص ۱۴۱ ربیع الابرار ا ص ۱۹۷، دستور معالم الحکم
مصادر حکمت ۴۰۹ مجمع الامثال ۲ ص ۳۵۴
مصادر حکمت ۴۱۰ مجمع الامثال ۲ ص ۳۵۴
مصادر حکمت ۴۱۱ غرر الحکم ص ۲۵۳
مصادر حکمت ۴۱۲ روضۃ الکافی ص ۲۲، تحف العقول ص ۸۰، قصار الحکم ۳٦۵
مصادر حکمت ۴۱۳ قصار الحکم ۹۹

۴۰۵۔ آپ نے دیکھا کہ عمار یاسر مغیرہ[1] بن شعبہ سے بحث کر رہے ہیں تو فرمایا عمار! اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اس نے دین میں سے اتنا ہی حصہ لیا ہے جو اسے دنیا سے قریب تر بنا سکے اور جان بوجھ کر اپنے لئے امور کو مشتبہ بنا لیا ہے تاکہ انھیں شبہات کو اپنی لغزشوں کا بہانہ قرار دے سکے۔

۴۰۶۔ کس قدر اچھی بات ہے کہ مالدار لوگ اجر الٰہی کی خاطر فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آئیں لیکن اس سے اچھی بات یہ ہے کہ فقرا خدا پر بھروسہ کرکے دولتمندوں کے ساتھ تمکنت[2] سے پیش آئیں۔

۴۰۷۔ پروردگار کسی شخص کو عقل عنایت نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ ایک دن اسی کے ذریعہ اسے ہلاکت سے نکال لیتا ہے۔

۴۰۸۔ جو حق سے ٹکرائے گا حق بہر حال اسے پچھاڑ دے گا۔

۴۰۹۔ دل آنکھوں کا صحیفہ ہے۔

۴۱۰۔ تقویٰ تمام اخلاقیات کا راس و رئیس ہے۔

۴۱۱۔ اپنی زبان کی تیزی اس کے خلاف استعمال نہ کرو جس نے تمھیں بولنا سکھایا ہے اور اپنے کلام کی فصاحت کا مظاہرہ اس پر نہ کرو جس نے راستہ دکھایا ہے۔

۴۱۲۔ اپنے نفس کی تربیت کے لئے یہی کافی ہے کہ ان چیزوں سے اجتناب کرو جنھیں دوسروں کے لئے برا سمجھتے ہو۔

۴۱۳۔ انسان جوانمردوں کی طرح صبر کرے گا ورنہ سادہ لوحوں کی طرح چپ ہو جائے گا۔

[1] ابن ابی الحدید نے مغیرہ کے اسلام کی یہ تاریخ نقل کی ہے کہ یہ شخص ایک قافلہ کے ساتھ سفر میں جا رہا تھا۔ ایک مقام پر سب کو شراب پلا کر بیہوش کر دیا اور پھر قتل کرکے سارا سامان لوٹ لیا۔ اس کے بعد جب یہ خطرہ پیدا ہوا کہ ورثہ انتقام لیں گے اور جان کا بچانا مشکل ہو جائے گا تو بھاگ کر مدینہ آ گیا اور فوراً اسلام قبول کر لیا کہ اس طرح جان بچانے کا ایک راستہ نکل آئے گا۔

یہ شخص اسلام و ایمان دونوں سے بے بہرہ تھا۔ اسلام جان بچانے کے لئے اختیار کیا تھا اور ایمان کا یہ عالم تھا کہ برسر منبر "کل ایمان" کو گالیاں دیا کرتا تھا اور اسی بدترین کردار کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گیا جو ہر دشمن علیؑ کا آخری انجام ہوتا ہے۔

[2] تکبر اور تمکنت کوئی اچھی چیز نہیں ہے لیکن جہاں تواضع اور خاکساری میں فتنہ و فساد پایا جاتا ہو وہاں تکبر اور تمکنت کا اظہار بیحد ضروری ہو جاتا ہے۔ فقراء کے تکبر کا مقصد یہ نہیں ہے کہ خواہ مخواہ اپنی بڑائی کا اظہار کریں اور بے بنیاد تمکنت کا سہارا لیں۔ بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اغنیاء کے بجائے پروردگار پر بھروسہ کریں اور اسی کے بھروسہ پر اپنی بے نیازی کا اظہار کریں تاکہ ایمان و عقیدہ میں استحکام پیدا ہو اور اغنیاء بھی تواضع اور انکسار پر مجبور ہو جائیں اور اس تواضع سے انھیں بھی کچھ اجر و ثواب حاصل ہو جائے۔

٤١٤

و في خبر آخر أنه ﴿عليه السلام﴾ قال للأشعث بن قيس معزياً عن ابن له:

إِنْ صَبَرْتَ صَبْرَ الأَكَارِمِ، وَ إِلَّا سَلَوْتَ سُلُوَّ الْبَهَائِمِ.

٤١٥

و قال ﴿عليه السلام﴾:

في صفة الدنيا: تَغُرُّ وَ تَضُرُّ وَ تَمُرُّ، إِنَّ اللهَ تَعَالَىٰ لَمْ يَرْضَهَا ثَوَاباً لِأَوْلِيَائِهِ، وَ لَا عِقَاباً لِأَعْدَائِهِ، وَ إِنَّ أَهْلَ الدُّنْيَا كَرَكْبٍ بَيْنَا هُمْ حَلُّوا إِذْ صَاحَ بِهِمْ سَائِقُهُمْ فَارْتَحَلُوا.

٤١٦

و قال لابنه الحسن ﴿عليه السلام﴾:

لَا تُخَلِّفَنَّ وَرَاءَكَ شَيْئاً مِنَ الدُّنْيَا، فَإِنَّكَ تُخَلِّفُهُ لِأَحَدِ رَجُلَيْنِ: إِمَّا رَجُلٌ عَمِلَ فِيهِ بِطَاعَةِ اللهِ فَسَعِدَ بِمَا شَقِيتَ بِهِ، وَ إِمَّا رَجُلٌ عَمِلَ فِيهِ بِمَعْصِيَةِ اللهِ فَشَقِيَ بِمَا جَمَعْتَ لَهُ، فَكُنْتَ عَوْناً لَهُ عَلَىٰ مَعْصِيَتِهِ: وَلَيْسَ أَحَدُ هٰذَيْنِ حَقِيقاً أَنْ تُؤْثِرَهُ عَلَىٰ نَفْسِكَ.

قال الرضي: ويروى هذا الكلام على وجه آخر و هو:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الَّذِي فِي يَدِكَ مِنَ الدُّنْيَا قَدْ كَانَ لَهُ أَهْلٌ قَبْلَكَ، وَ هُوَ صَائِرٌ إِلَىٰ أَهْلٍ بَعْدَكَ، وَ إِنَّمَا أَنْتَ جَامِعٌ لِأَحَدِ رَجُلَيْنِ: رَجُلٍ عَمِلَ فِيمَا جَمَعْتَهُ بِطَاعَةِ اللهِ فَسَعِدَ بِمَا شَقِيتَ بِهِ؛ أَوْ رَجُلٍ عَمِلَ فِيهِ بِمَعْصِيَةِ اللهِ، فَشَقِيتَ بِمَا جَمَعْتَ لَهُ. وَ لَيْسَ أَحَدُ هٰذَيْنِ أَهْلاً أَنْ تُؤْثِرَهُ عَلَىٰ نَفْسِكَ، وَ لَا أَنْ تَحْمِلَ لَهُ عَلَىٰ ظَهْرِكَ، فَارْجُ لِمَنْ مَضَىٰ رَحْمَةَ اللهِ، وَ لِمَنْ بَقِيَ رِزْقَ اللهِ.

٤١٧

و قال ﴿عليه السلام﴾:

لقائل قال بحضرته: «أَسْتَغْفِرُ اللهَ»: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ. أَتَدْرِي مَا الاِسْتِغْفَارُ؟ الاِسْتِغْفَارُ دَرَجَةُ الْعِلِّيِّينَ، وَ هُوَ اسْمٌ وَاقِعٌ عَلَىٰ سِتَّةِ مَعَانٍ: أَوَّلُهَا النَّدَمُ عَلَىٰ مَا مَضَىٰ، وَالثَّانِي الْعَزْمُ عَلَىٰ تَرْكِ الْعَوْدِ إِلَيْهِ أَبَداً، وَ الثَّالِثُ أَنْ تُؤَدِّيَ إِلَى الْمَخْلُوقِينَ حُقُوقَهُمْ حَتَّىٰ تَلْقَى اللهَ أَمْلَسَ لَيْسَ عَلَيْكَ تَبِعَةٌ، وَالرَّابِعُ أَنْ تَعْمِدَ إِلَىٰ كُلِّ

ارتحلوا - کوچ کرجائیں گے

حقیق - سزاوار

علیین - جنت کا بلندترین مقام

(۱) دنیا کے بارے میں یہ دونوں مسائل قابل توجہ ہیں

۱ - یہ ٹھہرنے والی چیز نہیں ہے اگر اسے سکون، استقرار حاصل ہوتا تو انسان کم سے کم یہی سوچ لیتا کہ اگر ہم کو دھوکہ دے گی یا نقصان پہنچائے گی تو ایک نہ ایک دن اس سے بدلہ ضرور لے لیں گے مگر مشکل یہ ہے کہ یہ ٹھہرنے والی شے نہیں ہے اور اپنا کام مکمل فوراً آگے بڑھ جاتی ہے لہٰذا انسان کی ہنرمندی یہی ہے کہ اس کے دھوکہ میں نہ آئے اور ہر طرف سے چوکنا ہوکر قدم آگے بڑھائے

۲ - یہ ایک ایسی جگہ ہے جسے اولیاء خدا کے ثواب واجر کی منزل کیا بنایا جائے گا - اسے مالک نے اپنے دشمنوں کے عذاب کی منزل بھی نہیں بنایا ہے لہٰذا اس سے دل لگانا یا اس کے خطرہ کو اہمیت دینا دونوں غلط ہیں - دل لگاتا ہے تو انسان آخرت سے دل لگائے اور خطرات سے تحفظ کرنا ہے تو آخرت کے خطرات سے تحفظ کرے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں -

مصادر حکمت ۴۱۴ قصار الحکم ۹۹

مصادر حکمت ۴۱۵ محاضرات راغب ۲ ص۳۹۰، ادب الدنیا والدین ماوردی ص۲۶۴، غرر الحکم ص۳۲، مطالب السئول ا ص۱۰، مجمع الامثال ۲ ص۲۵۴، مشکوٰۃ الانوار

مصادر حکمت ۴۱۶ خصال صدوقؒ ا ص۵۹، تاریخ دمشق حالات امیر المومنینؑ غرر الحکم ص۲۵۶، روضۃ الکافی ص۵۹

مصادر حکمت ۴۱۷ تحف العقول ص۱۳۸، ارشاد مفیدؒ ا ص۴۷، فلاح السائل ابن طاؤس، تفسیر کبیر ۳ ص۴۷

۴۱۴۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اشعث بن قیس کو اس کے بیٹے کی تعزیت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ بزرگوں کی طرح صبر کرو ورنہ جانوروں کی طرح ایک دن ضرور بھول جاؤ گے۔

۴۱۵۔ آپ نے دنیا کی توصیف کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دھوکہ دیتی ہے۔ نقصان پہونچاتی ہے اور گذر جاتی ہے۔ اللہ نے اسے نہ اپنے اولیاء کے ثواب کے لئے پسند کیا ہے اور نہ دشمنوں کے عذاب کے لئے۔ اہل دنیا ان سواروں کے مانند ہیں جنھوں نے جیسے ہی قیام کیا ہنکانے والے نے للکار دیا کہ کوچ کا وقت آگیا ہے اور پھر روانہ ہو گئے۔

۴۱۶۔ اپنے فرزند حسنؑ سے بیان فرمایا۔ خبردار دنیا کی کوئی چیز اپنے بعد کے لئے چھوڑ کر مت جانا کہ اس کے وارث دو ہی طرح کے لوگ ہوں گے۔ یا وہ ہوں گے جو نیک عمل کریں گے تو جو مال تمھاری بدبختی کا سبب بنا ہے وہی ان کی نیک بختی کا سبب ہوگا اور اگر انھوں نے معصیت میں لگا دیا تو وہ تمھارے مال کی وجہ سے بدبخت ہوں گے اور تم ان کی معصیت کے مددگار شمار ہو گے اور ان دونوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جسے تم اپنے نفس پر ترجیح دے سکتے ہو۔

سید رضیؒ۔ اس کلام کو ایک دوسری طرح بھی نقل کیا گیا ہے کہ۔ "یہ دنیا جو آج تمھارے ہاتھ میں ہے کل دوسرے اس کے اہل رہ چکے ہیں اور کل دوسرے اس کے اہل ہوں گے اور تم اسے دو میں سے ایک کے لئے جمع کر رہے ہو یا وہ شخص جو تمھارے جمع کئے ہوئے کو اطاعت خدا میں صرف کرے گا تو جمع کرنے کی زحمت تمھاری ہوگی اور نیک بختی اس کے لئے ہوگی۔ یا وہ شخص ہوگا جو معصیت میں صرف کرے گا تو اس کے لئے جمع کر کے تم بدبختی کا شکار ہو گے اور ان میں سے کوئی اس بات کا اہل نہیں ہے کہ اسے اپنے نفس پر مقدم کر سکو اور اس کے لئے اپنی پشت کو گرانبار بنا سکو لہٰذا جو گذر گئے ان کے لئے رحمتِ خدا کی امید کرو اور جو باقی رہ گئے ہیں ان کے لئے رزق خدا کی امید کرو۔"

۴۱۷۔ ایک شخص نے آپ کے سامنے استغفار کیا "استغفر اللہ" تو آپ نے فرمایا کہ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے۔ یہ استغفار بلند ترین لوگوں کا مقام ہے اور اس کے مفہوم میں چھ چیزیں شامل ہیں: (۱) ماضی پر شرمندگی (۲) آئندہ کے لئے نہ کرنے کا عزم محکم (۳) مخلوقات کے حقوق کا ادا کر دینا کہ اس کے بعد یوں پاکدامن ہو جائے کہ کوئی مواخذہ نہ رہ جائے (۴) جس فریضہ کو ضائع کر دیا ہے اسے پورے طور پر ادا کر دینا

لہ امام حسنؑ سے خطاب مسئلہ کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے کہ اتنی عظیم بات کا سمجھنا اور اس سے فائدہ اٹھانا ہر انسان کے بس کا کام نہیں ہے ورنہ امام حسنؑ جیسی شخصیت کا انسان ان نکات کی طرف توجہ دلانے کا محتاج نہیں ہے اور ان کا کام خود ہی عالم انسانیت کو ان حقائق سے باخبر کرنا اور ان نکات کی طرف متوجہ کرنا ہے۔

بہرحال مسئلہ انتہائی اہم ہے کہ انسان کو اپنی عاقبت کے لئے جو کچھ کرنا ہے وہ اپنی زندگی میں کرنا ہے۔ مرنے کے بعد دوسروں سے امید لگانا ایک وسوسۂ شیطانی ہے اور کچھ نہیں ہے۔ پھر مال بھی پروردگار نے دیا ہے تو اس کا فیصلہ بھی خود ہی کرنا ہے۔ چاہے زندگی میں صرف کر دے یا اس کے مصرف کا تعین کر دے ورنہ فائدہ دوسرے افراد اٹھائیں گے اور وبال اسے برداشت کرنا پڑے گا۔!

بِـــــنَهُ.

٤٤٥

و قال (ﷺ):

إِذَا كَـانَ فِي رَجُـلٍ خَـلَّةٌ رَائِـقَةٌ فَـانْتَظِرُوا أَخَـوَاتِهَا.

٤٤٦

و قال (ﷺ):

لغالب بن صعصعة أبي الفرزدق، في كلام دار بينهما:

مَـــا فَـــعَلَتْ إِبِــلُكَ الْكَــثِيرَةُ؟ قَـــالَ: دَغْـــدَغَتْهَا الْحُـــقُوقُ يَـــا أَمِــيرَ الْمُــؤْمِنِينَ. فَـــقَالَ عَـــلَيْهِ السَّـــلَامُ: ذٰلِكَ أَحْمَـــدُ سُـبُلِهَا.

٤٤٧

و قال (ﷺ):

مَـــنِ اتَّجَـــرَ بِـــغَيْرِ فِـــقْهٍ فَـــقَدِ ارْتَـــطَمَ فِي الرِّبَـــا.

٤٤٨

و قال (ﷺ):

مَـــنْ عَـــظَّمَ صِـــغَارَ الْمَـــصَائِبِ ابْـــتَلَاهُ اللهُ بِكِـــبَارِهَا.

٤٤٩

و قال (ﷺ):

مَـــنْ كَـــرُمَتْ عَـــلَيْهِ نَـــفْسُهُ هَـــانَتْ عَـــلَيْهِ شَهَـــوَاتُهُ.

٤٥٠

و قال (ﷺ):

مَـــا مَـــزَحَ امْـــرُؤٌ مَـــزْحَةً إِلَّا مَجَّ مِـــنْ عَـــقْلِهِ مَجَّـــةً.

٤٥١

و قال (ﷺ):

زُهْدُكَ فِي رَاغِبٍ فِيكَ نُـقْصَانُ حَـظٍّ، وَ رَغْـبَتُكَ فِي زَاهِـدٍ فِـيكَ ذُلُّ نَـفْسٍ.(۱)

٤٥٢

و قال (ﷺ):

اَلْـــغِنَىٰ وَالْـــفَقْرُ بَـــعْدَ الْـــعَرْضِ عَـــلَى اللهِ.

خَلّة - عادت
دغدغت منتشر کر دیا
ارتطم - مبتلا ہو گیا
مجّ - الگ کر دیا
عرض - پیشی

(۱) انسانی زندگی میں دو طرح کے عیب پائے جاتے ہیں - بعض لوگ ان سے کنارہ کش رہتے ہیں جو ان کی طرف رغبت رکھتے ہیں تو یہ لوگ بلا سبب اپنا نقصان کرتے ہیں اور بعض ان کی طرف رغبت پیدا کرتے ہیں جو ان سے کنارہ کش رہنا چاہتے ہیں - تو یہ لوگ بلا وجہ اپنی عزت کو برباد کرتے ہیں اور دوسروں کی نگاہ میں حقیر و ذلیل بن جاتے ہیں -
صحیح اجتماعی زندگی یہ ہے کہ رغبت کرنے والے کی قدر کی جائے اور کنارہ کشی کرنے والے سے بے نیازی کا اظہار کیا جائے -

مصادر حکمت ۴۴۵ مجمع الامثال ۲ ص ۴۵۴
مصادر حکمت ۴۴۶ نہایۃ ابن اثیر ۲ ص ۱۶۲
مصادر حکمت ۴۴۷ فروع کافی ۵ ص ۱۵۴، الفقیہ ۳ ص ۱۲۰، دعائم الاسلام ۲ ص ۱۴
مصادر حکمت ۴۴۸ مجمع الامثال ۲ ص ۴۵۳، مطالب السؤول ا ص ۱۶۳
مصادر حکمت ۴۴۹ مجمع الامثال ۲ ص ۴۵۳، دستور معالم الحکم ص ۲۸، العقد الفرید ۳ ص ۱۴۳
مصادر حکمت ۴۵۰ عیون الاخبار ا ص ۳۱۹، غرر الحکم ص ۲۳۲
مصادر حکمت ۴۵۱ غرر الحکم ص ۱۳۵
مصادر حکمت ۴۵۲ غرر الحکم ص ۲۳

۴۴۵۔ اگر کسی انسان میں کوئی اچھی خصلت پائی جاتی ہے تو اس سے دوسری خصلتوں کی بھی توقع[1] کی جاسکتی ہے۔

۴۴۶۔ غالب بن صعصعہ[2] (پدر فرزدق) سے گفتگو کے دوران فرمایا۔ تمھارے بیشمار اونٹوں کا کیا ہوا؟ انھوں نے کہا کہ حقوق کی ادائیگی نے منتشر کر دیا۔ فرمایا کہ یہ بہترین اور قابلِ تعریف راستہ ہے۔

۴۴۷۔ جو احکام کو دریافت کئے بغیر تجارت[3] کرے گا وہ کبھی نہ کبھی سود میں ضرور مبتلا ہو جائے گا۔

۴۴۸۔ جو چھوٹے مصائب[4] کو بھی بڑا خیال کرے گا اسے خدا بڑے مصائب میں بھی مبتلا کر دے گا۔

۴۴۹۔ جسے اس کا نفس عزیز ہوگا اس کی نظر میں خواہشات[5] بے قیمت ہوں گی (کہ انھیں سے عزت نفس کی تباہی پیدا ہوتی ہے)۔

۴۵۰۔ انسان جس قدر بھی مزاح[6] کرتا ہے اسی قدر اپنی عقل کا ایک حصہ الگ کر دیتا ہے۔

۴۵۱۔ جو تمھاری طرف رغبت کرے اس سے کنارہ کشی خسارہ ہے اور جو تم سے کنارہ کش ہو جائے اس کی طرف رغبت ذلّت نفس ہے۔ (۵۱)

۴۵۲۔ مالداری اور غربت کا فیصلہ پروردگار کی بارگاہ میں پیشی کے بعد ہوگا۔

---

[1] چونکہ اچھی خصلت شرافت نفس سے پیدا ہوتی ہے لہٰذا ایک خصلت کو بھی دیکھ کر یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس شخص میں شرافت نفس پائی جاتی ہے اور یہ شرافت نفس جس طرح اس ایک خصلت پر آمادہ کر سکتی ہے اسی طرح دوسری خصلتیں بھی پیدا کر سکتی ہے کہ ایک درخت میں ایک ہی میوہ نہیں پیدا ہوتا ہے۔

[2] ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ غالب فرزدق کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اونٹوں کے بارے میں بھی سوال کیا اور فرزدق کے بارے میں بھی سوال کیا تو غالب نے کہا کہ یہ میرا فرزند ہے اور اسے میں نے شعر و ادب کی تعلیم دی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے کاش تم نے قرآن مجید کی تعلیم دی ہوتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بات دل کو لگ گئی اور انھوں نے اپنے پیروں میں زنجیریں ڈال لیں اور انھیں اس وقت تک نہیں کھولا جب تک سارا قرآن حفظ نہیں کر لیا۔

[3] یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ فقہ کی ضرورت صرف صلوٰۃ و صیام کے لئے نہیں ہے بلکہ اس کی ضرورت زندگی کے ہر شعبہ میں ہے تاکہ انسان برائیوں سے محفوظ رہ سکے اور لقمۂ حلال پر زندگی گذار سکے ورنہ فقہ کے بغیر تجارت کرنے میں بھی سود کا اندیشہ ہے اور سود سے بدتر اسلام میں کوئی مال نہیں ہے جس کا ایک پیسہ بھی حلال نہیں کیا گیا ہے۔

[4] انسان کا ہنر یہ ہے کہ ہمیشہ مصائب کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہے اور بڑی سے بڑی مصیبت بھی آجائے تو اسے حقیر اور معمولی ہی سمجھے تاکہ دیگر مصائب کو حملہ کرنے کا موقع نہ ملے ورنہ ایک مرتبہ اپنی کمزوری کا اظہار کر دیا تو مصائب کا ہجوم عام ہو جائے گا اور انسان ایک لمحہ کے لئے بھی نجات حاصل نہ کر سکے گا۔

[5] خواہش اس قید کا نام ہے جس کا قیدی تاحیات آزاد نہیں ہو سکتا ہے کہ ہر قید کا تعلق انسان کی بیرونی زندگی سے ہوتا ہے اور خواہش انسان کو اندر سے جکڑ لیتی ہے جس کے بعد کوئی آزاد کرانے والا بھی نہیں پیدا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب ایک مرد حکیم سے پوچھا گیا کہ دنیا میں تمھاری خواہش کیا ہے؟ تو انھوں نے برجستہ یہی جواب دیا کہ بس یہی کہ کسی چیز کی خواہش نہ پیدا ہو۔

[6] مزاح ایک بہترین چیز ہے جس سے انسان خود بھی خوش ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی خوشحال بناتا ہے لیکن اس کی شرط یہی ہے کہ مزاح بحد مزاح ہو اور اس میں غلط بیانی، فریب کاری، ایذاء مومن، توہین مسلمان کا پہلو نہ پیدا ہونے پائے اور حد سے زیادہ بھی نہ ہو ورنہ حرام اور باعثِ ہلاکت و بربادی ہو جائے گا۔

٤٥٣

و قال (عليه السلام):

مَا زَالَ الزُّبَيْرُ رَجُلاً مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ حَتَّىٰ نَشَأَ ابْنُهُ الْمَشْؤُومُ عَبْدُ اللهِ.

٤٥٤

و قال (عليه السلام):

مَا لِابْنِ آدَمَ وَالْفَخْرِ: أَوَّلُهُ نُطْفَةٌ، وَآخِرُهُ جِيفَةٌ، وَ لَا يَرْزُقُ نَفْسَهُ، وَ لَا يَدْفَعُ حَتْفَهُ.

٤٥٥

وسئل: من أشعر الشعراء؟ فقال (عليه السلام):

إِنَّ الْقَوْمَ لَمْ يَجْرُوا فِي حَلْبَةٍ تُعْرَفُ الْغَايَةُ عِنْدَ قَصَبَتِهَا، فَإِنْ كَانَ وَ لَا بُدَّ فَالْمَلِكُ الضِّلِّيلُ

يريد امرأ القيس.

٤٥٦

و قال (عليه السلام):

أَلَا حُرٌّ يَدَعُ هٰذِهِ اللُّمَاظَةَ لِأَهْلِهَا؟ إِنَّهُ لَيْسَ لِأَنْفُسِكُمْ ثَمَنٌ إِلَّا الْجَنَّةَ، فَلَا تَبِيعُوهَا إِلَّا بِهَا.

٤٥٧

و قال (عليه السلام):

مَنْهُومَانِ[1] لَا يَشْبَعَانِ: طَالِبُ عِلْمٍ وَ طَالِبُ دُنْيَا.

٤٥٨

و قال (عليه السلام):

الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْثِرَ الصِّدْقَ حَيْثُ يَضُرُّكَ، عَلَى الْكَذِبِ حَيْثُ يَنْفَعُكَ، وَ أَلَّا يَكُونَ فِي حَدِيثِكَ فَضْلٌ عَنْ عَمَلِكَ، وَ أَنْ تَتَّقِيَ اللهَ فِي حَدِيثِ غَيْرِكَ.

٤٥٩

و قال (عليه السلام):

يَغْلِبُ الْمِقْدَارُ عَلَى التَّقْدِيرِ،

جیفہ - مردار
حلبہ - میدان
قصبہ - انعام
ضِلیل - گمراہ
لُماظہ - چبایا ہوا لقمہ
منہوم - خواہشمند
مقدار - تقدیر
تقدیر - اندازہ

(۱) افسوس کہ دنیا کی لذت سے سب آشنا ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کوئی سیر ہونے کا نام نہیں لیتا ہے لیکن علم کی لذت سے کوئی آشنا نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے لئے کوئی بیچین نہیں ہے اور سب علم کو بھی حصول دنیا ہی کے لئے اختیار کر رہے ہیں ورنہ لذت علم کا احساس پیدا ہو جاتا تو لذت دنیا کی کوئی اوقات نہ رہ جاتی۔

مصادر حکمت ۴۵۳ العقد الفرید ۳ ص ۹۶، استیعاب ۲ ص ۴۹۲، اسد الغابہ ص ۱۶۳، تاریخ طبری ۵ ص ۲۰۴، الجمل شیخ مفید ص ۱۹۳، تذکرہ ابن الجوزی ص ۷۱
مصادر حکمت ۴۵۴ علل الشرائع صدوق، مجمع الامثال ۲ ص ۴۵۴
مصادر حکمت ۴۵۵ العمدہ ابن رشیق ۱ ص ۴۱
مصادر حکمت ۴۵۶ مجمع الامثال ۲ ص ۴۵۳، غرر الحکم ص ۵۹
مصادر حکمت ۴۵۷ خصال صدوق ۱ ص ۲۶، اصول کافی ۱ ص ۶۴، العقد الفرید ۱ ص ۲۶۴ نقلاً عن الرسول الاکرمؐ
مصادر حکمت ۴۵۸ الآداب شمس الخلافہ ص ۴
مصادر حکمت ۴۵۹ قصار الحکم ص ۱۵

۴۵۳۔ زبیر ہمیشہ ہم اہلبیتؑ کی ایک فرد شمار ہوتا تھا یہاں تک کہ اس کا منحوس فرزند عبداللہ نمودار ہو گیا۔

۴۵۴۔ آخر فرزند آدمؑ[1] کا فخر و مباہات سے کیا تعلق ہے جب کہ اس کی ابتدا نطفہ ہے اور انتہا مُردار۔ وہ نہ اپنی روزی کا اختیار رکھتا ہے اور نہ اپنی موت کو ٹال سکتا ہے۔

۴۵۵۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے بڑا شاعر کون تھا؟ تو فرمایا کہ سارے شعراء نے ایک میدان میں قدم نہیں رکھا کہ سبقتِ عمل سے ان کی انتہائے کمال کا فیصلہ کیا جا سکے لیکن اگر فیصلہ ہی کرنا ہے تو بادشاہِ گمراہ (یعنی امرءالقیس)۔

۴۵۶۔ کیا کوئی ایسا آزاد[2] مرد نہیں ہے جو دنیا کے اس چبائے ہوئے لقمہ کو دوسروں کے لئے چھوڑ دے؟ یاد رکھو کہ تمہارے نفس کی کوئی قیمت جنت کے علاوہ نہیں ہے لہٰذا اسے کسی اور قیمت پر بیچنے کا ارادہ مت کرنا۔

۴۵۷۔ دو بھوکے ایسے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہو سکتے ہیں۔ ایک طالبِ علم اور ایک طالبِ دنیا (۵۱)

۴۵۸۔ ایمان کی علامت یہ ہے کہ سچ نقصان بھی پہونچائے تو اسے فائدہ پہونچانے والے جھوٹ[3] پر مقدم رکھو ۔ اور تمہاری باتیں تمہارے عمل سے زیادہ نہ ہوں اور دوسروں کے بارے میں بات کرتے ہوئے خدا سے ڈرتے رہو۔

۴۵۹۔ (کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ) قدرت کا مقرر کیا ہوا مقدر انسان کے اندازوں پر غالب آجاتا ہے یہاں تک کہ یہی تدبیر بربادی کا سبب بن جاتی ہے۔

---

[1] انسانی زندگی کے تین دور ہوتے ہیں: ابتدار۔ انتہار۔ وسط ۔ اور انسان کا حال یہ ہے کہ وہ ابتدار میں ایک قطرۂ نجس ہوتا ہے اور انتہا میں مُردار ہو جاتا ہے۔ درمیانی حالات یقیناً طاقت و قوت اور طہارت و پاکیزگی کے ہوتے ہیں لیکن اس کا بھی یہ حال ہوتا ہے کہ نہ اپنا رزق اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے اور نہ اپنی موت اپنے اختیار میں ہوتی ہے۔ ایسے حالات میں انسان کے لئے تکبر و غرور کا جواز کہاں سے پیدا ہوتا ہے ـــ تقاضائے شرافت و دیانت یہی ہے کہ جس نے پیدا کیا ہے اسی کا شکریہ ادا کرے اور اسی کی اطاعت میں زندگی گذار دے تا کہ مرنے کے بعد خود بھی پاکیزہ رہے اور وہ زمین بھی پاکیزہ ہو جائے جس میں دفن ہو گیا ہے۔

[2] دنیا وہ ضعیفہ ہے جو لاکھوں کے تصرف میں رہ چکی ہے اور وہ لقمہ ہے جسے کروڑوں آدمی چبا چکے ہیں۔ کیا ایسی دنیا بھی اس لائق ہوتی ہے کہ انسان اس سے دل لگائے اور اس کی خاطر جان دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ اس کا تو سب سے بہترین مصرف یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کے حوالے کر کے اپنی جنت کا انتظام کرے جہاں ہر چیز نئی ہے اور کوئی نعمت استعمال شدہ نہیں ہے۔

[3] یقیناً ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ سچ کو جھوٹ پر مقدم رکھا جائے اور معمولی مفادات کی راہ میں اس عظیم نعمت صدق کو قربان نہ کیا جائے لیکن کبھی کبھی ایسے مواقع آسکتے ہیں جب سچ کا نقصان ناقابل برداشت ہو جائے تو ایسے موقع پر عقل اور شرع دونوں کی اجازت ہے کہ کذب کا راستہ اختیار کر کے اس نقصان سے تحفظ کا انتظام کر لیا جائے جس طرح کہ قاتل کسی نبی برحق کی تلاش میں ہو اور آپ کو اس کا پتہ معلوم ہو تو آپ کے لئے شرعاً جائز نہیں ہے کہ پتہ بتا کر نبی برحق کے قتل میں حصہ دار ہو جائیں۔!

حَتَّىٰ تَكُونَ الآفَةُ فِي التَّدْبِيرِ.

قال الرضي: و قد مضى هذا المعنى فيما تقدم برواية تخالف هذه الالفاظ

٤٦٠

و قال (ﷺ):

اَلْحِلْمُ وَالأَنَاةُ تَوأَمَانِ يُنْتِجُهُمَا عُلُوُّ الْهِمَّةِ.

٤٦١

و قال (ﷺ):

اَلْغِيبَةُ جُهْدُ الْعَاجِزِ.

٤٦٢

و قال (ﷺ):

رُبَّ مَفْتُونٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيهِ.

٤٦٣

و قال (ﷺ):

اَلدُّنْيَا خُلِقَتْ لِغَيْرِهَا، وَلَمْ تُخْلَقْ لِنَفْسِهَا.

٤٦٤

و قال (ﷺ):

إِنَّ لِبَنِي أُمَيَّةَ مِرْوَداً يَجْرُونَ فِيهِ، وَ لَوْ قَدِ اخْتَلَفُوا فِيمَا بَيْنَهُمْ ثُمَّ كَادَتْهُمُ الضِّبَاعُ لَغَلَبَتْهُمْ.

قال الرضي: و المرود هنا مفعل من الإرواد، و هو الإمهال و الإظهار، و هذا من أفصح الكلام و أغربه، فكأنه عليه السلام شبه المهلة التي هم فيها بالمضمار الذي يجرون فيه إلى الغاية، فاذا بلغوا منقطعها انتقض نظامهم بعدها.

٤٦٥

و قال (ﷺ):

فِي مَدْحِ الأَنْصَارِ: هُمْ وَاللهِ رَبَّوُا الإِسْلَامَ كَمَا يُرَبَّى الْفِلْوُ مَعَ غَنَائِهِمْ، بِأَيْدِيهِمُ السِّبَاطِ، وَأَلْسِنَتِهِمُ السِّلَاطِ.

حلم - بردباری
اناۃ - صبر
توأم - جڑواں
غیبت - پیٹھ پیچھے برائی کرنا
جہد - آخری کوشش
مرود - مہلت کا میدان
ضباع - بجو
ربّوا - پالا ہے
فلو - بچھیرا گھوڑے کا
غناء - استغناء
سباط - جمع سبط - سخی
سلاط - جمع سلیط - تیز

(۱) کہا جاتا ہے کہ بنی امیہ کا اتحاد ہشام بن عبدالملک کے دور تک برقرار رہا اور یہی ان کا دور عروج تھا۔ اس کے بعد آپس میں اختلاف شروع ہوا۔ قتل و غارت کی نوبت آئی۔ لاشوں کو قبروں سے نکال کر سولی پر لٹکایا گیا۔ گھروں کو آگ لگائی گئی۔ عزت و آبرو پر حملہ کیا گیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابومسلم خراسانی جیسے کمزور ترین آدمی نے بھی ان کا تختہ الٹ دیا اور ان کا چراغ خاموش کر دیا۔

مصادر حکمت ۴۶۰ سراج الملوک ص ۱۵۴، غرر الخصائص الواضحہ ص ۲۵۴، البدیع عن المعتز ص ۲۱، الصناعتین عسکری ص ۲۷۷
مصادر حکمت ۴۶۱ مجمع الامثال ۲ ص ۲۵۴
مصادر حکمت ۴۶۲ تحف العقول ص ۱۴۴، مجمع الامثال ۲ ص ۲۵۴
مصادر حکمت ۴۶۳ غرر الحکم
مصادر حکمت ۴۶۴
مصادر حکمت ۴۶۵ ربیع الابرار ورقہ ص ۳۶۴

سید رضیؒ۔ یہ بات دوسرے انداز سے اس سے پہلے گذر چکی ہے۔

۴۶۰۔ بُردباری اور صبر[1] دونوں جڑواں ہیں اور ان کی پیداوار کا سرچشمہ بلند ہمتی ہے۔

۴۶۱۔ غیبت[2] کرنا کمزور آدمی کی آخری کوشش ہوتی ہے۔

۴۶۲۔ بہت سے لوگ اپنے بارے میں تعریف ہی سے مبتلائے فتنہ ہو جاتے ہیں۔

۴۶۳۔ دنیا دوسروں[3] کے لئے پیدا ہوئی ہے اور اپنے لئے نہیں پیدا کی گئی ہے۔

۴۶۴۔ بنی امیہ میں سب کا ایک خاص میدان ہے جس میں دوڑ لگا رہے ہیں ورنہ جس دن ان میں اختلاف ہو گیا تو اس کے بعد بجّو بھی ان پر حملہ کرنا چاہے گا تو غالب آجائے گا۔

سید رضیؒ۔ مِرْوَد۔ ارواد سے مِفْعَل کے وزن پر ہے اور ارواد کے معنی فرصت اور مہلت دینے کے ہیں۔ جو فصیح ترین اور عجیب ترین تعبیر ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ان کا میدانِ عمل یہی مہلتِ خداوندی ہے جس میں سب بھاگے چلے جا رہے ہیں ورنہ جس دن یہ مہلت ختم ہو گئی سارا نظام درہم و برہم ہو کر رہ جائے گا۔

۴۶۵۔ انصارِ مدینہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ خدا کی قسم ان لوگوں نے اسلام کو اسی طرح پالا ہے جس طرح ایک سالہ بچۂ ناقہ کو پالا جاتا ہے اپنے کریم ہاتھوں اور تیز زبانوں کے ساتھ۔

[1] یہ غلط مشہور ہو گیا ہے کہ مجبوری کا نام صبر ہے۔ صبر مجبوری نہیں ہے۔ صبر بلند ہمتی ہے۔ صبر انسان کو مصائب سے مقابلہ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ صبر انسان میں عزائم کی بلندی پیدا کرتا ہے۔ صبر پچھلے حالات پر افسوس کرنے کے بجائے اگلے حالات کے لئے آمادگی کی دعوت دیتا ہے۔ " انا الیہ راجعون"

[2] غیبت کے معنی یہ ہیں کہ انسان کے اس عیب کا تذکرہ کیا جائے جسے وہ خود پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے اور اس کے اظہار کو پسند نہیں کرتا ہے۔ اسلام نے اس عمل کو فساد کی اشاعت سے تعبیر کیا ہے اور اسی بنا پر حرام کر دیا ہے۔ لیکن اگر کسی موقع پر عیب کے اظہار نہ کرنے ہی میں سماج یا مذہب کی بربادی کا خطرہ ہو تو بیان کرنا جائز بلکہ بعض اوقات واجب ہو جاتا ہے جس طرح کہ علم رجال میں راویوں کی تحقیق کا مسئلہ ہے کہ اگر ان کے عیوب پر پردہ ڈال دیا گیا تو مذہب کے تباہ و برباد ہو جانے کا اندیشہ ہے اور ہر جھوٹا شخص روایات کا انبار لگا سکتا ہے۔

[3] دنیا کی تخلیق مقصود بالذات نہیں ہے ورنہ پروردگار اس کو دائمی اور ابدی بنا دیتا۔ دنیا کو فنا کر کے آخرت کو منظرِ عام پر لے آنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی تخلیق آخرت کے مقدمہ کے طور پر ہوئی ہے۔ اب اگر کوئی شخص اسے قربان کر کے آخرت کما لیتا ہے تو گویا اس نے صحیح مصرف میں لگا دیا اور نہ اپنی زندگی بھی برباد کی اور موت کو بھی صحیح راستہ پر نہیں لگایا۔

٤٦٦

و قال (عليه السلام):

«اَلْعَيْنُ وِكَاءُ السَّهِ».

قال الرضي: و هذه من الاستعارات العجيبة، كأنه يشبه السه بالوعاء، و العين بالوكاء، فإذا أطلق الوكاء لم ينضبط الوعاء. و هذا القول في الأشهر الأظهر من كلام النبي صلى الله عليه و آله و سلم، وقد رواه قوم لأمير المؤمنين عليه السلام، و ذكر ذلك المبرد في كتاب «المقتضب» في باب «اللفظ بالحروف». و قد تكلمنا على هذه الاستعارة في كتابنا الموسوم: «بمجازات الآثار النبوية».

٤٦٧

و قال (عليه السلام):

في كلام له: وَ وَلِيَهُمْ وَالٍ فَأَقَامَ وَاسْتَقَامَ، حَتَّىٰ ضَرَبَ الدِّينُ بِجِرَانِهِ.

٤٦٨

و قال (عليه السلام):

يَأْتِي عَلَىٰ النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوضٌ، يَعَضُّ الْمُوسِرُ فِيهِ عَلَىٰ مَا فِي يَدَيْهِ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذٰلِكَ، قَالَ اللهُ سُبْحَانَهُ: «وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ». تَنْهَدُ فِيهِ الْأَشْرَارُ، وَ تُسْتَذَلُّ الْأَخْيَارُ، وَ يُبَايِعُ الْمُضْطَرُّونَ، وَ قَدْ نَهَىٰ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه و آله و سلم عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّينَ.

٤٦٩

و قال (عليه السلام):

يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ مُفْرِطٌ، وَبَاهِتٌ مُفْتَرٍ.

قال الرضي وهذا مثل قوله عليه السلام: هلك فيّ رجلان: محب غال، ومبغض قال.

٤٧٠

وسئل عن التوحيد و العدل: فقال (عليه السلام):

اَلتَّوْحِيدُ أَلَّا تَتَوَهَّمَهُ، وَالْعَدْلُ أَلَّا تَتَّهِمَهُ.

٤٧١

و قال (عليه السلام):

لَا خَيْرَ فِي الصَّمْتِ عَنِ الْحُكْمِ، كَمَا

جران۔ سینہ
عضوض۔ کاٹ کھانے والا
موسر۔ غنی
تنہد۔ اونچے ہوجاتے ہیں
بیع۔ جمع بیعہ۔ تجارت کی ایک قسم
باہت۔ جھوٹا
مفتر۔ افترا پرداز
غال۔ حد سے آگے بڑھ جانے والا
قال۔ عناد رکھنے والا
توہم۔ وہم وخیال سے تصور بنانا
اتہام۔ افعال کو خلاف حکمت قرار دینا۔

(۱) باہت اس بے حیا جھوٹے کو کہا جاتا ہے جو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بھی جھوٹ بول سکتا ہے لیکن افترا پرداز میں ایسی بیحیائی کی شرط نہیں ہے وہ ڈھکے چھپے بھی غلط بیانی سے کام لے سکتا ہے اور قوم میں فتنے پھیلا سکتا ہے۔

مصادر حکمت ۴۶۶ کتاب المقتضب مبرد ص۳۲، المجازات النبویۃ سید رضیؒ ص۲۰۸
مصادر حکمت ۴۶۷ قصار الحکم ص۱۶
مصادر حکمت ۴۶۸ کافی ۵ ص۳۱۰، عیون اخبار الرضاؑ ۲ ص۴۵، کتاب عامر الطائی المعروف بابی الجعد ص۲۲
مصادر حکمت ۴۶۹ کتاب القاضی ابوبکر بن سالم التمیمی۔ قصار الحکم ص۱۱۷
مصادر حکمت ۴۷۰ غرر الحکم ص۱۴، مفردات راغب ص۴۹، الطراز لسید الیمانی ۲ ص۱۵۱
مصادر حکمت ۴۷۱ قصار الحکم ص۱۸۳

۴۶۶۔ آنکھ عقب[1] کا تسمہ ہے۔

سید رضیؒ۔ یہ ایک عجیب و غریب استعارہ ہے جس میں انسان کے عقب کو ظرف کو تشبیہ دی گئی ہے اور اس کی آنکھ کو تسمہ سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جب تسمہ کھول دیا جاتا ہے تو برتن کا سامان محفوظ نہیں رہتا ہے۔ عام طور سے شہرت یہ ہے کہ یہ پیغمبر اسلامؐ کا کلام ہے لیکن امیرالمومنینؑ سے بھی نقل کیا گیا ہے اور اس کا ذکر مبرد نے اپنی کتاب المقتضب میں باب اللفظ بالحروف میں کیا ہے اور ہم نے بھی اپنی کتاب المجازات النبویہ میں اس سے مفصل بحث کی ہے۔

۴۶۷۔ لوگوں کے امور کا ذمہ دار ایک ایسا حاکم بنا[2] جو خود بھی سیدھے راستہ پر چلا اور لوگوں کو بھی اسی راستہ پر چلایا۔ یہاں تک کہ دین نے اپنا سینہ ٹیک دیا۔

۴۶۸۔ لوگوں پر ایک ایسا سخت زمانہ آنے والا ہے جس میں موسر اپنے مال میں انتہائی بخل سے کام لے گا حالانکہ اسے اس بات کا حکم نہیں دیا گیا ہے اور پروردگار نے فرمایا ہے کہ "خبردار آپس میں حسن سلوک کو فراموش نہ کردینا" اس زمانہ میں اشرار اونچے ہوجائیں گے اور اخیار کو ذلیل سمجھ لیا جائے گا۔ مجبور و بیکس[3] لوگوں کی خرید و فروخت کی جائے گی حالانکہ رسول اکرمؐ نے اس بات سے منع فرمایا ہے۔

۴۶۹۔ میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہوجائیں گے۔ حد سے آگے بڑھ جانے والا دوست اور غلط بیانی اور افترپردازی کرنے والا دشمن۔

سید رضیؒ۔ یہ ارشاد مثل اس کلام سابق کے ہے کہ "میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہوگئے۔ غلو کرنے والا دوست اور عناد رکھنے والا دشمن۔

۴۷۰۔ آپ سے توحید اور عدالت کے مفہوم کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ توحید یہ ہے کہ اس کی وہمی تصویر نہ بنائی جائے اور عدالت یہ ہے کہ اس کے حکیمانہ افعال کو متہم نہ کیا جائے۔

۴۷۱۔ حکمت کی بات سے خاموشی اختیار کرنا کوئی خوبی نہیں جس طرح جہالت کے ساتھ بات کرنے میں کوئی بھلائی نہیں۔

---

[1] مقصد یہ ہے کہ انسان کی آنکھ ہی اس کے تحفظ کا ذریعہ ہے چاہے سامنے سے ہو چاہے پیچھے سے۔ لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ اس نعمت پروردگار کی قدر کرے اور اس بات کا احساس کرے کہ یہ ایک آنکھ نہ ہوتی تو انسان کا راستہ چلنا بھی دشوار ہو جاتا۔ حملوں سے تحفظ تو بہت دور کی بات ہے۔

[2] شیخ محمد عبدہ کا خیال ہے کہ یہ سرکار دو عالمؐ کے کردار کی طرف اشارہ ہے کہ جب آپ کا اقتدار قائم ہوگیا تو آپ نے تمام لوگوں کو حق کے راستہ پر چلانا شروع کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام نے اپنا سینہ ٹیک دیا اور راسے استقرار و استقلال حاصل ہوگیا۔

[3] یہاں مجبور و بیکس سے مراد وہ افراد ہیں جن کو خرید و فروخت پر مجبور کر دیا جائے کہ اسلام نے اس طرح کے معاملہ کو غلط قرار دیا ہے اور اس بیع و شراء کو غیر قانونی قرار دیا ہے۔ لیکن اگر انسان کو معاملہ پر مجبور نہ کیا اور وہ حالات سے مجبور ہو کر معاملہ کرنے پر تیار ہو جائے تو فقہی اعتبار سے اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اس میں انسان کی رضامندی شامل ہے چاہے وہ رضامندی حالات کی مجبوری ہی سے پیدا ہوئی ہو۔

أَنَّهُ لَا خَيْرَ فِي الْقَوْلِ بِالْجَهْلِ.

٤٧٢

و قال (عليه السلام):

في دعاء استسق به:

اللَّهُمَّ اسْقِنَا ذُلُلَ السَّحَابِ دُونَ صِعَابِهَا.

قال الرضي: وهذا من الكلام العجيب الفصاحة، و ذلك أنه عليه السلام شبه السحاب ذوات الرعود و البوارق و الرياح و الصواعق بالإبل الصعاب التي تقمص برحالها و تقص بركبانها، و شبه السحاب خالية من تلك الروائع بالإبل الذلل التي تحتلب طيعة و تقتعد مسمحة.

٤٧٣

وقيل له (عليه السلام): لو غيرت شيبك يا أمير المؤمنين، فقال (عليه السلام):

اَلْخِضَابُ زِينَةٌ وَ نَحْنُ قَوْمٌ فِي مُصِيبَةٍ! (يريد وفاة رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم).

٤٧٤

و قال (عليه السلام):

مَا الْمُجَاهِدُ الشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَعْظَمَ أَجْراً مِمَّنْ قَدَرَ فَعَفَّ: لَكَادَ الْعَفِيفُ أَنْ يَكُونَ مَلَكاً مِنَ الْمَلَائِكَةِ.

٤٧٥

و قال (عليه السلام):

«اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْفَدُ».

قال الرضي: و قد روى بعضهم هذا الكلام لرسول الله صلى الله عليه و آله و سلم.

٤٧٦

و قال (عليه السلام):

لزياد بن أبيه[1]

و قد استخلفه لعبد الله ابن العباس على فارس و أعمالها، في كلام طويل كان بينهما، نهاه فيه عن تقدم الخراج: اسْتَعْمِلِ الْعَدْلَ، وَ احْذَرِ الْعَسْفَ وَ الْحَيْفَ، فَإِنَّ الْعَسْفَ يَعُودُ بِالْجَلَاءِ، وَ الْحَيْفَ يَدْعُو إِلَى السَّيْفِ.

تقمص - پیر پٹکنا
رحال - سازوسامان
وقص - پٹک دینا
روائع - خوفناک اشیاء
ذُلل - رام شدہ
تحتلب - دودھ نکالا جائے
طیعۃ - اطاعت گذار
تقتعد - سواری کی جائے
مسمحۃ - سہولت کے ساتھ
تقدم الخراج - اضافہ خراج
عسف - ناحق زور لگانا
حیف - ظلم

(۱) ظاہر ہے کہ زیاد جیسے دنیادار کو تمام تر فکر مال خراج کی تھی اور امیر المومنینؑ جیسے محافظ دین و مذہب کو تمام تر فکر اسلام و ایمان کی تھی لہٰذا دونوں کے افکار میں ٹکراؤ ہونا چاہئے اور حضرت کو اس سخت لہجہ میں گفتگو کرنی چاہئے۔

مصادر حکمت ۴۷۲ نہایۃ ابن اثیر ۲ ص۱۶۶
مصادر حکمت ۴۷۳ مکارم الاخلاق ص۸۳
مصادر حکمت ۴۷۴
مصادر حکمت ۴۷۵ قصار الحکم ص۵۷

۴۷۲۔ بارش کے سلسلہ میں دعا کرتے ہوئے فرمایا "خدایا ہمیں فرمانبردار بادلوں سے سیراب کرنا نہ کہ دشوار گذار ابروں سے۔

سید رضیؒ۔ یہ انتہائی عجیب و غریب فصیح کلام ہے جس میں حضرت نے گرج چمک اور آندھیوں سے بھرے ہوئے بادلوں کو سرکش اونٹوں سے تشبیہ دی ہے جو پیر پٹکتے رہتے ہیں اور سواروں کو پٹک دیتے ہیں اور اسی طرح ان تمام خطرات سے خالی بادلوں کو فرمانبردار اونٹوں سے تشبیہ دی ہے جو دوہنے میں مطیع اور سواری میں فرمانبردار ہوں۔

۴۷۳۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ اپنے سفید بالوں کا رنگ بدل دیتے تو زیادہ اچھا ہوتا؟ فرمایا کہ خضاب ایک زینت ہے لیکن ہم لوگ حالاتِ مصیبت[1] میں ہیں (کہ سرکار دو عالمؐ کا انتقال ہوگیا ہے)۔

۴۷۴۔ راہِ خدا میں جہاد کرکے شہید ہو جانے والا اس سے زیادہ اجر کا حقدار نہیں ہوتا ہے۔ جتنا اجر اس کا ہے جو اختیارات کے باوجود عفت[2] سے کام لے کہ عفیف و پاکدامن انسان قریب ہے کہ ملائکہ آسمان میں شمار ہو جائے۔

۴۷۵۔ قناعت وہ مال ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔

سید رضیؒ۔ بعض حضرات نے اس کلام کو رسول اکرمؐ کے نام سے نقل کیا ہے۔

۴۷۶۔ جب عبداللہ بن عباس نے زیاد بن ابیہ کو فارس اور اس کے اطراف پر قائم مقام بنا دیا تو ایک مرتبہ پیشگی خراج وصول کرنے سے روکتے ہوئے زیاد سے فرمایا کہ خبردار۔ عدل کو استعمال کرو اور بیجا دباؤ اور ظلم سے ہوشیار رہو کہ دباؤ عوام کو غریب الوطنی پر آمادہ کر دے گا اور ظلم تلوار اٹھانے پر مجبور کر دے گا۔

[1] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خضاب بھی سرکار دو عالمؐ کی سنت کا ایک حصہ تھا اور آپ اسے استعمال فرمایا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت نے سرکار سے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! اجازت ہے کہ میں بھی آپ کے اتباع میں خضاب استعمال کروں۔ تو فرمایا نہیں اس وقت کا انتظار کرو جب تمہارے محاسن تمہارے سر کے خون سے رنگین ہوں گے اور تم سجدۂ پروردگار میں ہوگے۔

یہ سن کر آپ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ اس حادثہ میں میرا دین تو سلامت رہے گا؟ — فرمایا بیشک! — جس کے بعد آپ مستقل اس وقت کا انتظار کرنے لگے اور اپنے کو راہِ خدا میں قربان کرنے کی تیاری میں مصروف ہوگئے۔

[2] یہ بات طے شدہ ہے کہ راہِ خدا میں قربانی ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور سرکار دو عالمؐ نے بھی اس شہادت کو تمام نیکیوں کے لئے سرفہرست قرار دیا ہے لیکن عفت ایک ایسا عظیم خزانہ ہے جس کی قدر و قیمت کا اندازہ کرنا ہر ایک کے بس کا کام نہیں ہے۔ خصوصیت کے ساتھ دورِ حاضر میں جب کہ عفت کا تصور ہی ختم ہوگیا ہے اور دامانِ کردار کے داغوں ہی کو سبب زینت تصور کر لیا گیا ہے ورنہ عفت کے بغیر انسانیت کا کوئی مفہوم نہیں ہے اور وہ انسان، انسان کہے جانے کے قابل نہیں ہے جس میں عفت کردار نہ پائی جاتی ہو۔

عفیف الحیوٰۃ انسان ملائکہ میں شمار کئے جانے کے قابل اسی لئے ہے کہ عفت کردار ملائکہ کا ایک امتیازی کمال ہے اور ان کے یہاں تردامنی کا کوئی امکان نہیں ہے لیکن اس کے بعد بھی اگر بشر اس کردار کو پیدا کرلے تو اس کا مرتبہ ملائکہ سے افضل ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ ملائکہ کی عفت قہری ہے اور اس کا راز ان جذبات اور خواہشات کا نہ ہونا ہے جو انسان کو خلاف عفت زندگی پر آمادہ کرتے ہیں اور انسان ان جذبات و خواہشات سے معمور ہے لہٰذا وہ اگر عفت کردار اختیار کرلے تو اس کا مرتبہ یقیناً ملائکہ سے بلند تر ہو سکتا ہے۔

٤٧٧

و قال (عليه السلام):

أَشَدُّ الذُّنُوبِ مَا اسْتَخَفَّ بِهِ صَاحِبُهُ

٤٧٨

و قال (عليه السلام):

مَا أَخَذَ اللهُ عَلَى أَهْلِ الْجَهْلِ أَنْ يَتَعَلَّمُوا حَتَّى أَخَذَ عَلَى أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُعَلِّمُوا.

٤٧٩

و قال (عليه السلام):

شَرُّ الْإِخْوَانِ مَنْ تُكُلِّفَ لَهُ.

قال الرضي: لأن التكليف مستلزم للمشقة، و هو شر لازم عن الأخ المتكلف له، فهو شرّ الإخوان.

٤٨٠

و قال (عليه السلام):

إِذَا احْتَشَمَ الْمُؤْمِنُ أَخَاهُ فَقَدْ فَارَقَهُ.

قال الرضي. يقال: حشمه و أحشمه إذا أغضبه، و قيل: أخجله، و أو احتشمه طلب ذلك له، و هو مظنة مفارقته.

و هذا حين انتهاء الغاية بنا إلى قطع المختار من كلام أمير المؤمنين عليه السلام، حامدين لله سبحانه على ما منّ به من توفيقنا لضم ما انتشر من أطرافه، و تقريب ما من أقطاره. تقرر العزم كما شرطنا أولاً على تفضيل أوراق من البياض في آخر كل باب من الأبواب، ليكون لاقتناص الشارد، و استلحاق الوارد، و ما عسى أن يظهر لنا بعد الغموض، و يقع إلينا بعد الشذوذ، و ما توفيقنا إلا بالله: عليه توكلنا، و هو حسبنا و نعم الوكيل.

و ذلك في رجب سنة أربع مئة من الهجرة، و صلى الله على سيدنا محمد خاتم الرسل، و الهادي إلى خير السبيل، و آله الطاهرين، و أصحابه نجوم اليقين.

ذنوب - جمع ذنب - گناہ
استخفاف - ہلکا اور معمولی تصور کرنا
اخذ علیہ - عہد لیا

(۱) کھلی ہوئی بات ہے کہ تعلم تعلیم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ انسان فطرتاً جاہل پیدا ہوا ہے اور اس کا وجود ہر قسم کے معلومات سے یکسر خالی تھا۔ اب اگر کوئی علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ کام معلم کے بغیر ممکن نہیں ہے اور اسی لئے پروردگار نے معلمین کو تعلیم دینے کا حکم پہلے دیا ہے اور جاہلوں کو علم حاصل کرنے کا حکم بعد میں دیا ہے

اور اس بیان سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ کائنات بشریت میں ایسے افراد کا وجود یقیناً لازم ہے جنھیں پروردگار نے تمام انسانوں سے الگ عالم پیدا کیا ہے اور انھیں زیور علم سے آراستہ کرکے بھیجا ہے ورنہ اگر تمام افراد جاہل ہی پیدا ہونگے تو وہ صاحبان علم کون ہوں گے جن سے تعلیم دینے کا عہد لیا گیا ہے اور جنکی تعلیم کے بغیر جاہلوں کے علم حاصل کرنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ زبان شریعت میں نبی اور امام ایسے ہی افراد کو کہا جاتا ہے جنھیں پروردگار اپنے مدرسہ علم و حکمت میں تعلیم و تربیت دے کر بھیجتا ہے اور وہ دنیا میں کسی تعلیم اور تربیت کے محتاج نہیں ہوتے ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(شب نیمہ شعبان ۱۴۱۷ھ)

مصادر حکمت ۴۷۷ قصار الحکم ص ۳۴۸
مصادر حکمت ۴۷۸ اصول کافی ۱ ص ۴۱، بحار الانوار جلد ۸۸
مصادر حکمت ۴۷۹ عیون الاخبار ۳ ص ۲۳۱، قوت القلوب ۱ ص ۱۸۱، الصدیق و الصداقۃ توحیدی ص ۴۴، روض الاخیار ص ۹۱
مصادر حکمت ۴۸۰ محاضرات الادباء راغب اصفہانی ۲ ص ۲۸

والحمد للہ رب العالمین
۴ رجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۹٦ء

۴۷۷۔ سخت ترین گناہ وہ ہے جسے انسان ہلکا تصور کرلے۔

۴۷۸۔ پروردگار نے جاہلوں سے علم حاصل کرنے کا عہد لینے سے پہلے علماء سے تعلیم دینے کا عہد لیا ہے۔

۴۷۹۔ بدترین بھائی وہ ہے جس کے لئے زحمت اٹھانی پڑے۔

سید رضیؒ۔ یہ اس طرح کہ تکلیف سے مشقت پیدا ہوتی ہے اور یہ وہ شر ہے جو اس بھائی کے لئے بہر حال لازم ہے جس کے لئے زحمت برداشت کرنا پڑے۔

۴۸۰۔ اگر مومن اپنے بھائی سے احتشام کرے تو سمجھو کہ اس سے جُدا ہوگیا ہے۔

سید رضیؒ۔ حَشَمَهُ۔ اَحْشَمَهُ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب یہ کہنا ہوتا ہے کہ اسے غضب ناک کردیا یا بقولے شرمندہ کردیا اس طرح اِحْتَشَمَهُ کے معنی ہوں گے "اس سے غضب یا شرمندگی کا تقاضا کیا۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں جُدائی لازمی ہے۔

یہ ہمارے عمل کی آخری منزل ہے جس کا مقصد امیرالمومنینؑ کے منتخب کلام کا جمع کرنا تھا اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم پر یہ احسان کیا کہ ہمیں آپؑ کے منتشر کلمات کو جمع کرنے اور دور دست ارشادات کو قریب کرنے کی توفیق عنایت فرمائی اور ہمارا روز اول سے یہ عزم رہا ہے کہ ہر باب کے آخر میں کچھ سادہ اوراق چھوڑ دیں تاکہ جو کلمات اس وقت ہاتھ نہیں لگے انھیں بھی گرفت میں لاسکیں اور جو نئے ارشادات مل جائیں انھیں ملحق کرسکیں۔ شائد کہ کوئی چیز نگاہوں سے اوجھل ہونے کے بعد ظہور پذیر ہوجائے اور ہاتھ سے نکل جانے کے بعد ہاتھ آجائے۔

ہماری توفیق صرف پروردگار سے وابستہ ہے اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ وہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہی ہمارا کارساز ہے۔ اور یہ کتاب ۴۰۰ھ میں اختتام کو پہونچی ہے۔ اللہ ہمارے سردار حضرت خاتم المرسلین اور ہادی الی خیر السبل اور ان کی اولاد طاہرین اور اُن اصحاب پر رحمت نازل کرے جو آسمان یقین کے نجوم ہدایت ہیں۔

الحمد للہ کہ ۱۳ رجب ۱۴۱۶ھ کو شروع ہونے والا یہ کام نیمہ شعبان ۱۴۱۷ھ کو اتمام پذیر ہوگیا اور میری ایک دیرینہ تمنا پوری ہوگئی۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ اس عرصہ میں میرے پاس صرف یہی ایک کام نہیں تھا اور میں متعدد کتابوں کی تالیف و تصنیف و ترجمہ میں مصروف رہا۔ لیکن پھر بھی مالک کائنات کا لاکھوں شکریہ کہ اس نے اس مختصر سے وقفہ میں اتنی عظیم توفیق سے نواز دیا اور میں اس عظیم خدمت کو انجام دینے کے قابل ہوگیا۔

اس سلسلہ میں میں نے مختلف تراجم اور شروح سے مدد لی ہے اور وہ تمام حضرات میرے شکریہ کے حقدار ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ مرحوم علامہ شیخ محمد جواد مغنیہ کہ ان کی تحریریں ہمیشہ میرے لئے شمع راہ ہوتی ہیں اور حسن اتفاق سے میرا ان کا مزاج تالیف ایک جیسا ہے اور میں ان کے بیانات سے بآسانی استفادہ کرلیتا ہوں۔

اس خدمتِ دین کی ایک عظیم خوبی یہ ہے کہ اس کا آغاز امام اولؑ کے روز ولادت ہوا ہے اور اس کا اختتام امام آخرؑ کے روز ولادت ہوا ہے۔ رب کریم اس حقیر عمل کو قبول فرمائے اور مستقبل میں کتب اربعہ کے بارے میں کوئی خدمت انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

نہج البلاغہ

علامہ السید الشریف الرضی (طاب ثراہ)

○ ترجمہ، تشریح، تفسیر، تقدیم ○

علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

محفوظ بک ایجنسی ❁ مارٹن روڈ کراچی
Tel: 424286 - 4917823 Fax: 4917823